موطا امام مالک کی منتخب احادیث کا مجموعہ

راہِ سُنّت و جنّت

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

Scanned with CamScanner

موطّا امام مالک کی منتخب احادیث کا مجموعہ

راہِ سُنّت و جنّت

تالیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Scanned with CamScanner

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	راہِ سنت و جنت
مصنف	....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
اشاعت	....	جولائی 2010ء
صفحات	....	488
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	فرخ علی
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	....	300 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سینٹر
اردو بازار لاہور

ترتیب

✧ حرفِ آغاز ____ ۲۳
✧ انتساب ____ ۲۵
✧ تذکرہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ____ ۲۶
موطاء امام مالک ____ ۳۸
(۱)(**اوقات نماز کا بیان**) ____ ۵۰
✧ نماز کو مؤخر کرنے پر حاکم وقت کو تابعی کی تنبیہ ____ ۵۰
✧ وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے؟ ____ ۵۱
✧ سائل کو دو دن انتظار کروا کر اس کے سوال کا جواب دیا ____ ۵۱
✧ پنجگانہ نمازوں کے اوقات عند الاحناف ____ ۵۲
✧ حضرت عمر فاروق کا اپنے عمال کو نماز کی حفاظت کے سلسلہ میں خط ____ ۵۳
✧ اس حدیث کے پانچ مطالب ____ ۵۴
✧ مذکورہ مطالب میں سے بعض کی تائید روایات سے ____ ۵۵
✧ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی، اس کا گھر بار لٹ گیا ____ ۵۶
✧ حضور علیہ السلام حالت نیند میں بھی سب کی خبر رکھتے ہیں ____ ۵۷
(۲)(**پاکیزگی و صفائی کا بیان**) ____ ۵۹
✧ قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے ____ ۵۹
✧ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ ____ ۶۰
✧ قبروں والے دیکھتے، سنتے اور جواب دیتے ہیں ____ ۶۱
✧ اچھی طرح وضو کر کے نماز کی ادائیگی گناہوں کا خاتمہ کر دیتی ہے ____ ۶۲
✧ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ____ ۶۲

Scanned with CamScanner

- باوضو شخص جب نماز کے لیے نکلتا ہے تو...... ۶۴
- پیکرِ شرم و حیا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۶۴
- خلیفۂ وقت اپنے کپڑے خود دھو رہے ہیں ۶۵
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت و صحبت کی برکت ۶۶
- اللہ اور رسول کی برکت سے کہنا ۶۶
- کیا سال میں صرف دو ہی عیدیں ہیں؟ ۶۸
- حضور علیہ السلام کی اپنی امت کے ساتھ شفقت و محبت ۶۹
- ہر وضو کے ساتھ مسواک ۶۹
- مسواک کے بارے میں فقہی مسائل ۷۰
- روزہ کی حالت میں مسواک کرنا ۷۱
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ۷۲

(۳) نماز کا بیان ۷۳
- اذان سنو تو وہی کہو جو موذن کہہ رہا ہے ۷۳
- اذان و اقامت میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انگوٹھے چومنا ۷۴
- دین اسلام' مسلمان کی عزت نفس کا محافظ ہے ۷۵
- اکیلے بندے کے ساتھ نماز میں فرشتوں کی شرکت ۷۶
- سورۂ فاتحہ کی کسی آسمانی کتاب میں کوئی مثال نہیں ۷۷
- امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے ۷۸
- امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ دل میں پڑھی جاسکتی ہے ۷۹
- نماز میں حضور علیہ السلام پر سلام بھیجنا ۸۰
- کیا یہ شرک ہے؟ ۸۱
- نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنا ۸۳
- سجدۂ سہو کے بارے میں ایک وضاحت ۸۴
- سجدہ کرنے سے شیطان رسوا ہو جاتا ہے ۸۵

- صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے ۸۶

(۴) نماز میں بھول جانے کا بیان ۸۷
- امت کی بھول اور نبی علیہ السلام کی بھول میں فرق ۸۷

(۵) جمعة المبارك كا بيان ۸۷
- صفوں کی درستگی' خطبۂ جمعہ کا بیان اور حضرت عثمان بن عفان ۸۸
- جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ ۸۹
- روضۂ اقدس کی نیت کر کے سفر کرنا ۹۱
- ایک خطرناک مشن ۹۱

(۶) نماز تراویح کا بیان ۹۳
- کیا بدعت بھی اچھی ہوتی ہے؟ ۹۳

(۷) نماز تہجد کا بیان ۹۴
- ایک غلط فہمی کا ازالہ ۹۵
- احناف کے دلائل ۹۶

(۸) باجماعت نماز پڑھنا ۹۸
- صلوۃ الوسطیٰ سے مراد کون سی نماز ہے ۹۹
- فضائل نماز کی ایک حدیث کی شرح حضرت شاہ محمد غوث قادری کے قلم سے ۱۰۰
- ترجمۃ الباب ۱۰
- پانچ نمازیں گناہوں کو دھو ڈالتی ہیں ۱۰۱
- حدیث پاک کا اردو ترجمہ ۱۰۱

(۹) سفر میں نماز قصر کا بیان ۱۰۳
- حضور علیہ السلام کے دھوون کی برکت ۱۰۳
- کیا اس کو بدعت کہا جائے گا؟ ۱۰۴
- نمازی کے آگے سے گزرنا ۱۰۵
- کلام نبوت سے تین باتیں ۱۰۶

✦ نماز کی انتظار میں بیٹھنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا ____ ۱۰۷
✦ گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنیوالے کام ____ ۱۰۷
✦ نماز میں ادب واحترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۱۰۹
✦ نماز میں حضرت ابوبکر صدیق نے حضور علیہ السلام کو دیکھ لیا ____ ۱۱۰
✦ چشمِ تو بینندۂ ما فی الصدور (اقبال) ____ ۱۱۱
✦ نماز کا چور ایسا ہے تو عظمت مصطفیٰ سے دامن چرانے والا کیسا ہوگا؟ ____ ۱۱۲
✦ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی آمد ____ ۱۱۳
✦ ہجر محبوب خدا (جل وعلا) اور یار غار مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) ____ ۱۱۴
✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو بت کہنا ____ ۱۱۵
✦ مجھے سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی ____ ۱۱۶
✦ ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ____ ۱۱۸
✦ دورِ صحابہ کی ایک جھلک ____ ۱۱۸
✦ اور پھر ایک دور ایسا بھی آئے گا ____ ۱۱۹
✦ تمہیں نہیں معلوم کہ نماز بندے کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے ____ ۱۲۰
✦ حضرت عمر کی نگاہوں میں مسجد کا تقدس ____ ۱۲۰
✦ اگر اس نے سچ کہا تو نجات پا گیا ____ ۱۲۱
(۱۰) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا بیان ____ ۱۲۲
✦ جمعہ کا دن بھی عید کا دن ہے ____ ۱۲۲
(۱۱) حالت خوف میں نماز کا حکم ____ ۱۲۳
✦ بے نمازیوں کے لیے ____ ۱۲۳
✦ اس حالت میں بھی نماز فرض ہے ____ ۱۲۴
✦ قرآنی آیات اور صلوٰۃ الخوف ____ ۱۲۵
✦ احادیث مبارکہ اور نماز خوف کا بیان ____ ۱۲۶
✦ صلوٰۃ الخوف کے فقہی مسائل ____ ۱۲۷

(۱۲) سورج گرہن کی نماز کا بیان ____ ۱۲۹
✦ صلوٰۃ کسوف حالات قبور اور علم حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور) ____ ۱۳۰
(۱۳) اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنا ____ ۱۳۱
(۱۴) قبلہ کا بیان ____ ۱۳۲
✦ عورتوں کا مسجد میں جانا کیسا ہے؟ ____ ۱۳۲
✦ دورِ حاضر میں کیا کرنا چاہیے؟ ____ ۱۳۳
(۱۵) قرآن مجید کا بیان ____ ۱۳۴
✦ خوارج کی اسلام دشمنی ____ ۱۳۵
✦ حضرت ابوہریرہ کی حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے کی چاہت ____ ۱۳۶
✦ ذکر الٰہی کی فضیلت ____ ۱۳۷
✦ نماز میں اضافی الفاظ کو بھی بدعت قرار نہ دیا گیا ____ ۱۳۷
✦ ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں ____ ۱۳۹
✦ عقیدے کا اہم مسئلہ ____ ۱۳۹
✦ افضل دعا اور بہترین کلمات ____ ۱۴۱
✦ مسجدیں تو ساری اللہ کی ہیں یہ تمہاری مسجد کا کیا مطلب؟ ____ ۱۴۱
✦ دعا کی قبولیت کی تین صورتیں ____ ۱۴۲
✦ بے کسوں کا سہارا، ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۱۴۳
✦ نیکی اور برائی کی دعوت دینے والے کی جزا و سزا ____ ۱۴۳
(۱۶) کفن و دفن اور جنازہ وغیرہ کا بیان ____ ۱۴۴
✦ نئے کپڑوں کی زندوں کو مردوں سے زیادہ ضرورت ہے ____ ۱۴۵
✦ غریبوں کے والی غلاموں کے مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ____ ۱۴۶
✦ حضور علیہ السلام کو غسل دیتے وقت ایک آواز سنی گئی ____ ۱۴۷
✦ جنت البقیع میں دفن ہونا ____ ۱۴۸
✦ بستر پہ مرنیوالے کو شہادت کا درجہ مل رہا ہے ____ ۱۴۹

Scanned with CamScanner

- بیماری و مصیبت سے مومن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ___ ۱۵۰
- محبوب خدا جیسا کون ہو سکتا ہے ___ ۱۵۱
- امانت کی واپسی پہ غم کیسا؟ ___ ۱۵۲
- اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا جلوہ ___ ۱۵۳

(۱۷)(**روزوں کا بیان**) ___ ۱۵۴

- تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا ___ ۱۵۴
- کیا یہ حضور علیہ السلام کا خداداد اختیار نہیں ___ ۱۵۵
- میرا ربّ مجھے کھلاتا پلاتا ہے ___ ۱۵۶
- اللہ کا دین آسان ہے ___ ۱۵۷

(۱۸)(**اعتکاف کا بیان**) ___ ۱۵۸

(۱۹)(**زکوۃ کا بیان**) ___ ۱۵۸

- ثانی میرے آقا کا یہاں ہے نہ وہاں ہے ___ ۱۵۹

(۲۰)(**حج کا بیان**) ___ ۱۶۰

- آداب حج اور فرمان رسالت ___ ۱۶۰
- بدعت کا تصور اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ___ ۱۶۲
- جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند ___ ۱۶۳
- حضرت علی شیر خدا کا مسئلہ بتانے کا ایک انداز ___ ۱۶۴
- حج وعمرہ کا ثواب ___ ۱۶۵
- نہیں دیکھی جاتی مشقت کسی کی ___ ۱۶۵
- وہ کون شخص ہے جو مردار تو کھا سکتا ہے مگر شکار کر کے نہیں کھا سکتا؟ ___ ۱۶۶
- عورت کو مسئلہ بتا دیا اور مرد کو گناہ سے بچا لیا ___ ۱۶۷
- حجر اسود کو حضرت عمر کی کھری کھری بات ___ ۱۶۷
- شہسوار لامکاں کی شہسواری کو سلام ___ ۱۶۹
- کوئی حرج نہیں اب کر لو ___ ۱۷۰

- حضور پاک نے شیطان اور اس کی رسوائی کو دیکھ لیا اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی ___ ۱۷۱
- سب سے افضل دعا اور سب سے بہترین بات ___ ۱۷۲
- ایسا درخت جس کے نیچے ستر نبیوں کی پیدائش ہوئی ___ ۱۷۳
- ایک وفا شعار عورت کا قصہ ___ ۱۷۴

(۲۱)(**جہاد کا بیان**) ___ ۱۷۵

- راہ خدا میں جہاد کرنیوالے کا ثواب ___ ۱۷۵
- اگر حضور علیہ السلام کا فرمان نہ ہوتا تو میں اس کو قتل کر دیتا ___ ۱۷۶
- اسلام کے زرّیں جنگی اصول ___ ۱۷۶
- تیرے جود وسخا کا کیا کہنا ___ ۱۷۷
- ڈرو اس سے، جو وقت ہے آنے والا ___ ۱۷۸
- کس جرم پہ کون سی سزا ملتی ہے ___ ۱۷۹
- دو شخصوں پہ اللہ تعالیٰ ہنسے گا (اپنی شان کے مطابق) ___ ۱۸۰
- راہ خدا میں زخمی ہونیوالے (غازی وشہید) کے خون سے کستوری کی خوشبو ___ ۱۸۱
- حضرت عمر کی ایک دعا اور اس کی قبولیت ___ ۱۸۲
- کیا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ سکیں گے؟ ___ ۱۸۲
- مدینے کی آب وہوا اللہ اللہ ___ ۱۸۳
- حضرت عمر کا ایک زرّیں ارشاد ___ ۱۸۴
- بیسویں سال پہلے شہادت کی خوشخبری سنا دی ___ ۱۸۴
- صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھیوں کے نام اہم پیغام ___ ۱۸۵
- بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟ ___ ۱۸۶
- جنت سے اتنی جدائی بھی گوارا نہیں ___ ۱۸۷
- یہ کون دردِ ملت بیضاء کا درماں ہو گیا ___ ۱۸۸
- جہاد دو قسم کا ہے ___ ۱۷۹
- سواری کی شان یہ ہے تو سوار کا مقام کیا ہوگا؟ ___ ۱۷۹

Scanned with CamScanner

✧ حضور آ گئے ہیں ضرور آ گئے ہیں ___ ۱۷۱
✧ یہ شان ہے خدمتگاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا ___ ۱۷۲
✧ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن ___ ۱۷۲
(۲۲)(نذروں اور قسموں کا بیان) ___ ۱۷۳
✧ ناجائز بات کو اپنے اوپر لازم کر لینے کی نذر مانی تو کیا کرے؟ ___ ۱۷۳
✧ یمین لغو و منعقدہ ___ ۱۷۳
✧ جس قسم کا کفارہ ادا کر دینے سے بھی گناہ معاف نہ ہوگا ___ ۱۷۵
✧ صدقہ و خیرات کرنے میں اللہ و رسول کی رضا کی نیت کرنا ___ ۱۷۶
(۲۳)(ذبیحوں کا بیان) ___ ۱۷۷
✧ مشکوک ذبیحہ کے بارے میں فرمان رسالت ___ ۱۷۷
✧ اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی ___ ۱۷۷
(۲۴) (شکار کا بیان) ___ ۱۷۹
(۲۵) (عقیقہ کا بیان) ___ ۲۰۰
✧ عقیقہ کرنا مستحب ہے ___ ۲۰۰
✧ عقیقہ کے بارے میں مزید تفصیل ___ ۲۰۰
(۲۶)(قربانیوں کا بیان) ___ ۲۰۱
✧ میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے بہت چھوٹا ہے ___ ۲۰۱
✧ تین کاموں سے منع فرمایا گیا پھر اجازت دے دی ___ ۲۰۴
✧ اولیاء کرام کی بارگاہوں میں حاضری کے فوائد ___ ۲۰۴
✧ اولیاء اللہ سے دوستی کا کیا مطلب ہے؟ ___ ۲۰۵
✧ گائے اور اونٹ میں سات سات حصوں کا بیان ___ ۲۰۷
(۲۷)(نکاح کا بیان) ___ ۲۰۸
✧ محمد کی نسبت بڑی چیز ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ___ ۲۰۹
✧ اہل ایمان کی مائیں ___ ۲۱۰

✧ آسمان ہدایت کے ستاروں کی غربت کا حال ___ ۲۱۱
✧ نصیب والا کون ہے؟ ___ ۲۱۲
✧ اپنی بیوی کے جذبات کا احترام کرنا ___ ۲۱۲
✧ غیر مقلدین کی توجہ کے لیے ___ ۲۱۴
✧ نکاح شغار (وٹہ سٹہ کے نکاح) سے منع فرمایا گیا ___ ۲۱۵
✧ حرمت مصاہرت کا مسئلہ ___ ۲۱۵
✧ حرمت متعہ کا بیان ___ ۲۱۶
✧ قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے حرمت متعہ کے دلائل ___ ۲۱۷
✧ متعہ کرنے والوں پر حضور علیہ السلام کی ناراضگی ___ ۲۱۹
✧ ابوجہل کے بیٹے کے ساتھ حضور علیہ السلام کی کرم نوازی ___ ۲۱۹
✧ ولیمہ کیسا ہونا چاہیے؟ ___ ۲۲۰
✧ آج کل کی شادیاں اور دعوتیں ___ ۲۲۱
✧ کدو شریف حضور علیہ السلام کا پسندیدہ سالن ___ ۲۲۲
✧ جو کچھ انہیں پسند ہے، وہ ہے مجھے پسند ___ ۲۲۳
✧ عاشقانِ اورز خوباں خوب تر ___ ۲۲۴
(۲۸)(طلاق کا بیان) ___ ۲۲۵
✧ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی ___ ۲۲۵
✧ ایک صحابیہ کی وجہ سے تین سنتیں قائم ہوئیں ___ ۲۲۶
✧ کنواری اور غیر مدخولہ کو تین طلاق (اکٹھی) دینے کے بعد حلالہ ضروری ہے ___ ۲۲۷
✧ امام مالک علیہ الرحمۃ کا موقف ___ ۲۲۸
✧ حضور علیہ السلام کی بات مان کر میں قابل رشک ہوگئی ___ ۲۲۹
✧ زمانہ جاہلیت میں عورت کی حالت زار ___ ۲۳۰
(۲۹)(رضاعت کا بیان) ___ ۲۳۱
(۳۰)(آزادی اور ولاء کا بیان) ___ ۲۳۲

Scanned with CamScanner

- اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ۲۳۳
- حمد باری تعالیٰ کے چند اشعار ۲۳۳
- ایصال ثواب کا مسئلہ ۲۳۴
- ایصال ثواب کے بارے میں مزید تین احادیث ۲۳۶
- حضرت بریرہ کا حضرت عائشہ سے مدد طلب کرنا ۲۳۷
- دفع مرض کے واسطے پل (دوائی کی ٹکیاPill) پیش کیجیے ۲۳۸
- انسانی جسم کے بارے میں ایک تحقیق ۲۳۹
- تحقیق مزید ۲۴۰
- قرآنی الفاظ وحروف ومخارج پہ ایک تحقیق ۲۴۲
- شاعر مشرق بارگاہ رسالت میں ۲۴۴
- آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد ۲۴۵
- پیمانہ ایک رکھو ڈنڈی نہ مارو ۲۴۶
- تردید حج میں کوئی رسالہ رقم کریں ۲۴۷
- دین اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت ۲۴۸
- ختم نبوت ورسالت انسان کی بنیادی اور فطری ضرورت ۲۴۹
- ختمِ نبوت زندہ باد ۲۵۰
- قرآن مجید اور عقیدۂ ختمِ نبوت ۲۵۱
- قصہ مختصر ۲۵۳
- مرزائیت مردہ باد ۲۵۳
- عقیدۂ ختمِ نبوت پر چند احادیث ۲۵۵
- مرزائیوں پہ لعنت بھیجنے کا فائدہ ۲۵۷
- مرزا قادیانی پہ لعنت بے شمار مرزائیوں پہ لعنت صد ہزار ۲۵۸
- وجۂ شفاء ۲۵۹
- کوئی یہ نہ سمجھے ۲۶۰

- اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے ۲۶۱
- اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ۲۶۲
- اجماع امت اور عقیدۂ ختمِ نبوت ۲۶۴
- مرزائیوں کا کلمہ ۲۶۵
- مرزا کی مزید گستاخیاں ۲۶۶
- عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت پہ ایک مضمون ۲۶۸
- قابلِ توجہ نکتہ ۲۷۰

(۳۱) (**مکاتب غلام کا بیان**) ۲۷۲

- مکاتب کے بارے میں ائمہ کے فتاویٰ اور احادیث ۲۷۳

(۳۲) (**غلام یا لونڈی کو مدبر بنانے کا بیان**) ۲۷۴

(۳۳) (**خرید وفروخت کا بیان**) ۲۷۵

- پھلوں کی بیع کب جائز ہے؟ ۲۷۶
- سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۲۷۶
- سود سے بچنے کی آسان تدبیر ۲۷۸
- حضرت ابو درداء نے حکم رسول پہ عمل نہ ہونے کی وجہ سے ملک چھوڑ دیا ۲۷۸
- ایک بہت ہی ضروری وضاحت ۲۷۹
- سود والے سودے کے بارے میں حضرت عمر کا جلالی حکم ۲۸۰
- اشیاء کی قیمت مقرر کرنا ۲۸۱
- دھوکے کی بیع منع ہے ۲۸۲
- بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا گیا ۲۸۳
- بیع خیار کا بیان ۲۸۴
- قرض کی جلدی ادائیگی کے لیے رقم کم کرنا ۲۸۴
- قرض کی ادائیگی میں ہمارے آقا علیہ السلام کا حسن کردار ۲۸۵
- پندرہ بری خصلتوں کی نحوست ۲۸۷

Scanned with CamScanner

- جو کچھ انہیں پسند ہے، وہ ہے مجھے پسند — ۲۸۸
- قرض تین طرح کا ہوتا ہے — ۲۸۹

(۳۴) مضاربت کا بیان — ۲۸۹
- مضاربت کی جائز صورتیں — ۲۹۰

(۳۵) مزارعت و مساقات کا بیان — ۲۹۱
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انصاف کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں — ۲۹۱

(۳۶) زمین کو کرائے پہ دینا — ۲۹۲

(۳۷) حق شفعہ کا بیان — ۲۹۴

(۳۸) فیصلوں کا بیان — ۲۹۵
- عطائی علم غیب کے منکرین کا بھونڈا استدلال — ۲۹۵
- فیصلے ذاتی علم کی بنیاد پر نہیں ہوا کرتے — ۲۹۶
- بدبختی چھوڑو نیک بختی کی طرف آؤ — ۲۹۶
- حضرت عمر کا عدل وانصاف یہودی بھی مان گئے — ۲۹۷
- جھوٹی قسم کھا کر کسی کی معمولی چیز بھی لینے والا جہنمی ہے — ۲۹۸

(۳۹) گروی رکھنے کا بیان — ۲۹۹
- اسلام سے پھر جانے والے (مرتد) کی سزا — ۳۰۰
- اس حدیث کا مفہوم امام مالک کیا سمجھے؟ — ۳۰۰
- ایک اصولی اور شرعی بات — ۳۰۱
- خبردار ہوشیار — ۳۰۳
- مرتد کو کب قتل کیا جائے؟ — ۳۰۴
- بچے کا فیصلہ گواہی کی بنیاد پہ کیا لیکن مشابہت کی وجہ پردے کا حکم دیا — ۳۰۵
- حضرت عمر کا بوڑھی عورتوں سے مشورہ اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا — ۳۰۶
- جو مفید کام نہ کرنے دے حاکم اس پہ زبردستی کر سکتا ہے — ۳۰۷
- اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرنے کا حکم — ۳۰۹

- امام اعظم اور ان کے معاندین کے لیے لمحہ فکریہ — ۳۱۰
- سراج اہل تقویٰ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ — ۳۱۰
- امام اعظم اور مجدد اعظم علیہما الرحمۃ — ۳۱۱
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال — ۳۱۳
- فقہ حنفی کی نورانیت و برتری — ۳۱۴
- حضرت ابوبکر صدیق اور مافی الارحام کا علم — ۳۱۶
- اہل سنت کا غیوب خمسہ کے بارے میں عقیدہ — ۳۱۷
- لوح محفوظ است پیش اولیاء — ۳۱۸
- مخلوق کا علم خدا کی عطا سے ہے — ۳۱۹
- گری پڑی چیز کو اٹھانے والا کیا کرے؟ — ۳۲۱
- ایصالِ ثواب کی دو احادیث — ۳۲۲
- مسئلہ ایصال ثواب کی وضاحت وضرورت — ۳۲۳
- ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ — ۳۲۴

(۴۰) وصیتوں کا بیان — ۳۲۵
- مسلمانوں کو غیرت وحمیت کا پیکر ہونا چاہیے — ۳۲۶
- حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے مقابلہ میں ایک عورت کے حق میں فیصلہ کیا — ۳۲۷
- صحابی کی صحابی کو نصیحت اور اس پر عمل — ۳۲۷
- قرض کی ابتداء غم اور انتہا لڑائی ہے — ۳۲۷
- قرض محبت کی قینچی ہے — ۳۲۸

(۴۱) وراثت کا بیان — ۳۲۹
- کلالہ کی میراث — ۳۲۹

(۴۲) دیتوں کا بیان — ۳۳۰
- ایک کے بدلے کئی افراد کو قتل کیا گیا — ۳۳۱
- جادوگر کی سزا — ۳۳۲

Scanned with CamScanner

✧ سائبہ غلام کی دیت وجرم ۳۳۳

(۴۳)(قسم لینے کا بیان) ۳۳۴

✧ محمد ہیں دوعالم کا سہارا (صلی اللہ علیہ وسلم) ۳۳۴

(۴۴)(شرعی سزاؤں کا بیان) ۳۳۵

✧ محمد ہادیٔ راہ معلیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۳۳۵

✧ یہودیوں نے بھی حضور علیہ السلام کی سچائی کو تسلیم کرلیا ۳۳۶

✧ جان جاتی ہے تو جائے آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤں ۳۳۷

✧ خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے ۳۳۸

✧ مرد تو مرد، عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں ۳۳۸

✧ حضرت عمر کی دعا اور فکر آخرت ۳۳۹

✧ والدین کے بارے میں احتیاط سے بات کی جائے ۳۴۱

✧ کتنی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا ۳۴۱

(۴۵)(پی جانیوالی چیزوں کا بیان) ۳۴۲

✧ حضرت عمر نے حضرت علی سے مشورہ کرکے شرابی کی سزا اسی کوڑے مقرر کی ۳۴۲

✧ جس اللہ نے شراب کا پینا حرام کیا اس نے شراب کو بیچنا بھی حرام فرمایا ۳۴۳

(۴۶)(مدینہ شریف کی فضیلت) ۳۴۴

✧ مدینہ شریف کے لیے حضور علیہ السلام دوہری دعا ۳۴۵

✧ دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۳۴۶

✧ تمنا ہے درختوں پر تیرے روضے پہ جا بیٹھے ۳۴۷

✧ مدینہ شریف میں تکالیف پر صبر کرنے والے کا درجہ ۳۴۸

✧ مدینہ شریف، بھٹی کی طرح میل کچیل کو نکال باہر کرتا ہے ۳۴۹

✧ ہے مدینہ تو ہر گدا کے لیے ۳۵۰

✧ پتھر کے پہاڑ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں ۳۵۱

✧ اعمال وعبادات کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے ۳۵۲

✧ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات ۳۵۳

✧ حضور علیہ السلام کے بعض معجزات کا بیان ۳۵۶

✧ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کو حرم بنادیا ۳۵۶

✧ اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۵۷

✧ قرآن وسنت سے بے بہرہ لوگوں کا عقیدہ ۳۵۸

✧ محبوبانِ خدا کے اختیارات اور قرآن مجید کی آیات بینات ۳۵۹

✧ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ۳۶۰

✧ دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے ۳۶۱

✧ حرمِ مدینہ کے بارے میں احادیث مبارکہ ۳۶۲

✧ عقل سلیم ہو تو یہ دلائل کافی ہیں ۳۶۶

✧ ایک ضروری مسئلہ ۳۶۷

✧ ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے ۳۶۸

✧ امام مدینہ امام مالک علیہ الرحمۃ کی محبت مدینہ ۳۶۹

✧ امام مالک کے حضور علامہ اقبال کا نذرانہ محبت ۳۷۰

✧ کہاں عراق اور کہاں مدینہ منورہ ۳۷۱

✧ امام مالک کا ہارون الرشید کو جواب ۳۷۲

✧ عشق نے کہا حضور کی غلامی پہ بادشاہ کی دعوت کو ٹھکرادے ۳۷۳

✧ امام مالک کی بے نیازی کے دیگر واقعات ۳۷۵

✧ امام مالک کا شاہان زمانہ کو جواب ۳۷۶

✧ علامہ اقبال کے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ ۳۷۶

(۴۷)(تقدیر کا بیان) ۳۷۸

✧ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا جھگڑا ۳۷۸

✧ تقدیر کے مسئلہ پہ بحث سے بچا جائے ۳۷۹

✧ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے ۳۷۹

- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عطائی علم کے بارے میں آدم علیہ السلام کا بیان ____ ۳۸۰
- تقدیر کا انکار کرنے والے کے لیے حکم ____ ۳۸۱
- بدعقیدگی سے بچو، اعمال صالحہ اپناؤ ____ ۳۸۱
- اعمالِ صالحہ کا دارومدار ایمان پہ ہے ____ ۳۸۲
- یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا ____ ۳۸۳
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ____ ۳۸۴

(۴۸) اچھے اخلاق کا بیان ____ ۳۸۵

- حضرت معاذ بن جبل کو حضور علیہ السلام کی آخری وصیت ____ ۳۸۵
- زندگی گزارنے کے سنہری اصول ____ ۳۸۶

(۴۹) لباس کا بیان ____ ۳۸۸

- عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی ____ ۳۸۹
- حضرت عمر کے کرتے کو کندھوں کے درمیان تین پیوند لگے ہوئے تھے ____ ۳۹۰
- یہ حضور پاک کا جبہ شریف ہے ____ ۳۹۱

(۵۰) حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارکہ کا بیان ____ ۳۹۲

- عمر شریف کے بارے میں اختلاف روایات ____ ۳۹۳
- ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ____ ۳۹۳
- حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے ____ ۳۹۴
- تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری ____ ۳۹۵
- محمد مصطفیٰ کی شان دیکھو ____ ۳۹۶
- سفید بال علامت عزت و وقار ____ ۳۹۸
- مسکین کون ہے؟ ____ ۳۹۹
- دائیں جانب والا زیادہ حق دار ہے ____ ۴۰۰
- یہ دیوانگی نہیں بلکہ فرزانگی ہے ____ ۴۰۰
- اللہ زیادہ جانتا ہے اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے ____ ۴۰۲

- چند روٹیاں ستر اَسّی افراد کو کافی ہوگئیں ____ ۴۰۲
- معجزہ عطا کرنے کی حکمت ____ ۴۰۲
- پیاسے کتے کو پانی پلانے والے کی بخشش ہوگئی ____ ۴۰۴
- تین سو افراد اٹھارہ دن ایک مچھلی کا گوشت کھاتے رہے ____ ۴۰۴
- قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا ____ ۴۰۵
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکمرانی کی ایک جھلک ____ ۴۰۶
- اپنے حکمرانوں سے دست بستہ عرض ____ ۴۰۷

(۵۱) نظر لگنے کا بیان ____ ۴۰۸

- نظر بد اور اس کا علاج ____ ۴۰۸
- نظر بد کا دم کرنا ____ ۴۰۹
- بیمار بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کے فرشتے آتے ہیں ____ ۴۱۰
- مصیبت و بیماری بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں ____ ۴۱۰
- اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے، بندے کو اس حال میں خوش رہنا چاہیے ____ ۴۱۱
- مختلف بیماریوں کے مختلف قسم کے دم ____ ۴۱۲

(۵۲) بالوں کا بیان ____ ۴۱۴

- یتیم کی کفالت کرنیوالے کی فضیلت ____ ۴۱۵

(۵۳) خوابوں کا بیان ____ ۴۱۶

- لفظ نبوت اور اس کے معنی کی تحقیق ____ ۴۱۷
- حقانیت اہل سنت کی ایک دلیل ____ ۴۱۸

(۵۴) سلام کا بیان ____ ۴۱۹

- بخدا خدا کا یہی ہے دَر...... ____ ۴۲۰
- سلام کا جواب دینے کے بعد حال پوچھنا ____ ۴۲۱
- سلام کرنا اور اس کا جواب دینا ____ ۴۲۳

(۵۵) اجازت لینے کا بیان ____ ۴۲۴

Scanned with CamScanner

- تصویر سازی کا پیشہ اپنانے والے تیاری کرلیں ۴۲۴
- بکریاں پالنے کی فضیلت ۴۲۵
- گھروں اور ناموں میں بھی نحوست ہوتی ہے ۴۲۶
- وہی ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۴۲۷
- مشرق سے شیطان کا سینگ نکلے گا ۴۲۹
- خاص نجد کے لیے دعا نہ کرنے کی وجہ ۴۳۰
- عراق میں کیا کیا مصیبتیں ہیں ۴۳۱
- سفر پہ جانے کی دو دعائیں ۴۳۲

(۵۶) (بیعت کا بیان) ۴۳۳
- اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہیں ۴۳۴

(۵۷)(گفتگو کرنے کا بیان) ۴۳۵
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خنزیر کو سلامتی کی دعا ۴۳۶
- تصوف کی جان، عیسیٰ علیہ السلام کا کلام ۴۳۷
- نصاب تصوف وطریقت ۴۳۸
- فرشتوں کو آرام کیوں نہیں کرنے دیتے؟ ۴۴۰
- حضرت لقمان کو یہ مرتبہ اور مقام کیسے حاصل ہوا؟ ۴۴۱
- اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی والے تین تین کام ۴۴۱

(۵۸)(دوزخ کا بیان) ۴۴۳

(۵۹) (صدقہ کا بیان) ۴۴۳
- حضرت ابوطلحہ نے راہ خدا میں اپنا پورا باغ وقف کردیا ۴۴۴
- آج جو کرنا ہے کرلو ورنہ کل روز قیام..... ۴۴۴
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت ۴۴۶
- اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے ۴۴۶
- لمحہ فکریہ ۴۴۷

- جو بغیر مانگے ملے اسے لے لو ۴۴۸
- جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی ۴۴۹
- لپٹ کر مانگنے والا کون ہے؟ ۴۵۰
- خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے ۴۵۱
- بلاضرورت سوال کرنے کی مذمت ۴۵۱

(۶۰) (علم کا بیان) ۴۵۲
- علم وحکمت کے نور سے دل زندہ ہوتے ہیں ۴۵۲
- علمائے حق اور علماءِ سُوء ۴۵۳
- دونوں قسم کے علماء کا کردار ۴۵۴
- علماءِ سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں ۴۵۵
- علمائے حق وارثانِ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں ۴۵۵
- علماءِ حق کے قلم کی سیاہی شہیدوں کے خون سے افضل ہوگی ۴۵۶
- علمی میدان میں علماءِ حق کے کارنامے ۴۵۷
- ہاتھ قلم سے اور دل علم سے کبھی فارغ نہ ہوتا ۴۵۸
- وقت کے قدردان لوگ ۴۵۹
- جذبۂ حصول علم اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ ۴۶۰
- جذبۂ حصول علم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ۴۶۱
- جذبۂ شوق علم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ۴۶۲
- البیرونی کا حالت نزع میں علمی شوق ۴۶۲
- حالت نزع میں امام ابویوسف کا شوق علم ۴۶۳
- ایک رات میں ایک ہزار مسائل کا استنباط ۴۶۴
- حصول علم کے شوق کی انتہاء ۴۶۴
- ابن عقیل کا علمی شوق ۴۶۵
- عجب چیز ہے لذت آشنائی ۴۶۵

- ایک حدیث سے علم وحکمت کے اٹھائیس چمکدار موتی ___ ۴۶۶
- قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت کن لوگوں کو ہوگی؟ ___ ۴۶۷
- علم سے بڑھ کر قربِ الٰہی کا ذریعہ کوئی نہیں ___ ۴۶۷
- علم مال سے افضل ہے، کیوں؟ ___ ۴۷۰
- حضرت سفیان ثوری کا فرمان ___ ۴۷۱
- حصولِ علم میں شرمندگی کیسی؟ ___ ۴۷۲
- حضرت علی کا فرمان ___ ۴۷۲
- مختلف لوگوں کے اقوال ___ ۴۷۳
- تقویٰ کی ایک علامت ___ ۴۷۴
- علم کی فضیلت کے بکھرے موتی ___ ۴۷۴
- طلبِ علم کا محبوب مشغلہ ___ ۴۷۶
- علم کو حاصل کرنے میں مشقت اُٹھانا ___ ۴۷۶
- علم اور حلم کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟ ___ ۴۷۷
- مذاکرۂ علمی کی فضیلت ___ ۴۷۸
- علم وحکمت کی بات سیکھنا سکھانا ___ ۴۷۹
- طالب علم کے رزق میں برکت ___ ۴۸۰
- اشاعتِ علم کی فضیلت واہمیت ___ ۴۸۰
- علماء ہی اولیاء ہیں ___ ۴۸۱
- اسلامی حکومت کا حقیقی زاویۂ نظر ___ ۴۸۳

(۶۰) حضور علیہ السلام کے اسماء گرامی ___ ۴۸۴
- العاقب اور مسئلہ ختم نبوت ___ ۴۸۵
- جو ختم نبوت کا طرفدار نہیں ہے ___ ۴۸۶
- کاش ایسا ہو جائے ___ ۴۸۷

حرفِ آغاز

اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق وعنایت اور نبی اکرم نورِ مجسم شفیع معظم تاجدارِ عرب و عجم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رأفت و رحمت سے حدیث کی یہ آٹھویں کتاب ہے جس کی منتخب احادیث کو جمع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اس سے پہلے پوری صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف کی منتخب احادیث کو جمع کر چکا ہوں۔ چونکہ مؤطا امام مالک حدیث کی اوّلین کتب میں سے ہے اور بڑا عرصہ صحاح ستہ میں شامل رہی اور اس کو دو تین مرتبہ مجھے پڑھانے کا موقع بھی مل چکا ہے جس کی وجہ سے اس کے کئی حوالے میرے پاس محفوظ تھے تو میں نے سوچا کہ اس پر بھی کچھ کام ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر آج سترہ ستمبر ۲۰۰۹ء بمطابق پچیس رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ بروز بدھ کو اس بابرکت کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر وخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ احادیث کے تراجم کے سلسلہ میں علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ کے ترجمہ سے رہنمائی لی گئی ہے اور جہاں عربی حاشیہ آئے گا اس سے مراد مؤطا کا عربی نسخہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ہوگا۔ اس بابرکت کتاب کی احادیث کا انتخاب بھی اپنے ذوق کے مطابق کیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ جو احادیث پہلے نسخوں میں آ چکی ہیں، ان کو شامل نہ کیا جائے تاکہ تکرار سے بچا جا سکے اور جہاں کوئی حدیث مکرر آ گئی ہے تو اس کو نئے عنوان کے ساتھ شامل کتاب کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ایک حدیث سے ایک سے زیادہ موضوعات حاصل ہو سکیں۔

یاد رہے کہ اس مجموعہ میں ہر کتاب (جس میں متعدد ابواب ہوتے ہیں) کی نمبرنگ علیحدہ علیحدہ ہوگی۔ مثلاً کتاب وقوت الصلوٰۃ کی احادیث کی نمبرنگ علیحدہ ہوگی۔ کتاب الطہارت کی علیحدہ یعنی پہلے مجموعوں کی طرح از اول تا آخر نمبرنگ میں تسلسل نہ ہوگا۔ مزید سہولت کے لیے کتاب کا نمبر بھی دے دیا گیا ہے مثلاً کتاب السہو کا نمبر ۵ ہے اور کتاب الجمعہ کا نمبر ۶ ہے۔

حرف آغاز کے بعد اور منتخب احادیث کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے مؤطا اور اس کے جامع امام المدینہ حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کے تعارف و حالات سے آگاہی کے لیے تذکرۃ المحدثین سے ایک جامع مضمون کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا عام فہم نام راہِ سنت و جنت اس لیے رکھا گیا ہے کہ میری معلومات کے مطابق راہِ سنت اور راہ جنت نام کی کتب پہلے سے موجود ہیں لہٰذا میں نے راہِ سنت و جنت نام کا انتخاب کیا اگر سنت و جنت میں عطف تفسیری مان لیا جائے تو اس نام کا بڑا حسین مطلب بن جائے گا یعنی یہ کہ سنت کا راستہ ہی جنت کا راستہ ہے اور اس میں کیا شک ہے کیونکہ سنت کے مخالف راستہ گمراہی و بے دینی کا راستہ ہے۔ (لو ترکتم سنة نبیکم لضللتم وفی روایة لکفرتم) تو لازماً سنت کا راستہ ہی جنت کا راستہ ہوا۔

خداتعالیٰ میری اس کوشش کو بطفیل امام المرسلین وشفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین و خاتم النبیین اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے آمین ثم آمین۔
بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم برحمتک یاارحم الراحمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

غلام حسن قادری

انتساب

مفکر فکرِ رضا، مترجم ومحشی کتب کثیرہ من احادیث المصطفیٰ
علیہ الوف التحیۃ والثناء
حضرت العلام، تیغ بے نیام علی اعناق اعداء الاسلام

عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

قدس سرہ النوری
کے نام
جن کے ترجمہ اور حاشیہ سے استفادہ کے نتیجے میں یہ بابرکت مجموعہ معرضِ وجود میں آیا

خدا کی تجھ پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

Scanned with CamScanner

تذکرہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے۔ ایک طرف مغرب اور مشرق میں ان کے مقلدین کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے تو دوسری طرف امہات کتب حدیث میں سے اکثر ایسی ہیں جن کی کچھ نہ کچھ احادیث کا سلسلۂ سند امام مالک تک پہنچتا ہے۔ فن حدیث میں سب سے پہلے انہوں نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی اور اس کے بعد تصنیفات کتب حدیث کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

امام مالک کی شخصیت عشق رسالت سے معمور تھی۔ مدینہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں پیار تھا۔ اس مقدس شہر کی سرزمین میں وہ کبھی کسی سواری پر نہیں بیٹھے اس خیال سے کہ ممکن ہے کبھی اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ چلے ہوں' پھر جس جگہ آقا علیہ السلام پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے' یہ نہ انداز محبت ہے نہ طور غلامی۔

درس حدیث کا بہت اہتمام کرتے تھے' غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیب تن کرتے' پھر خوشبو لگا کر مسند درس پر بیٹھ جاتے' اسی طرح بیٹھے رہتے اور کبھی دوران درس پہلو نہیں بدلتے تھے۔ ایک دفعہ دوران درس بچھو انہیں پیہم ڈنگ لگاتا رہا' مگر اس پیکر عشق و محبت کے جسم میں کوئی اضطراب نہیں آیا اور وہ اسی انہماک اور استغراق کے ساتھ اپنے محبوب کی دلکش روایات اور دلنشیں احادیث بیان کرتا رہا۔

ولادت اور نام ونسب

امام مالک کا پورا نام اس طرح ہے امام دار الہجرت امام مالک بن انس بن مالک

بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۲۰۷) الاصبحی امام مالک کے پردادا ابوعامر بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے۔ غزوہ بدر کے سوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا' ص ۱۷) امام مالک کے جد اعلیٰ عمرو بن حارث ذواصبح کے ساتھ مشہور تھے' اس وجہ سے آپ کو اصبحی کہا جاتا ہے (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ' بستان محدثین' ص ۱۲) امام مالک کے سال ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے' لیکن امام مالک کے تلمیذ رشید یحییٰ بن بکیر نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی ہے اور امام ذہبی نے اسی کو صحیح ترین قول قرار دیا ہے (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج ۱' ص ۲۱۲) شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکم مادر میں عام معمول کے خلاف تین سال تک رہے ہیں۔

(شاہ ولی اللہ دہلوی' متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا' ص ۱۸)

اساتذہ

خلفائے راشدین کے عہد میں مسائل فقہیہ اور فتاویٰ کے سلسلہ میں عام طور پر لوگوں کا رجوع حضرت عائشہ' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس' ابوہریرہ' انس اور جابر رضی اللہ عنہم کی طرف ہوتا تھا اور یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جو اس زمانہ میں دائرہ علمیہ کا مرکز قرار پائے تھے۔ عصر صحابہ کے بعد فقہاء تابعین نے ان حضرات کی میراث کو سنبھالا جن میں سعید بن مسیب' عروہ' سالم اور قاسم کے نام بڑے مشہور ہیں۔ تابعین کے بعد تبع تابعین میں سے ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری' زید بن اسلم' ربیعہ' ابوزناد وغیرہم نے اس سلسلہ کو قائم رکھا۔ امام مالک نے جس علمی فضا میں ہوش و حواس کی آنکھ کھولی' وہ انہی حضرات کا زمانہ تھا۔ حضرات تبع تابعین جس علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرام سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آرہے تھے' اس علم کو انہوں نے ان تمام بزرگ حضرات سے حاصل کر کے صفحات قرطاس پر محفوظ

کرلیا تھا۔

امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگان دین شامل تھے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ آپ نے نوسو سے زیادہ مشائخ اور بزرگان دین سے علم دین حاصل کیا ہے۔ (شیخ محمد بن عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی الموطا' ج۱' ص۲)

آپ کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ عامر بن عبداللہ بن العوام' نعیم بن عبداللہ المجمر' زید بن اسلم' نافع مولیٰ ابن عمر' حمید الطویل' سعید المقبری' ابوحازم' سلمہ بن دینار' شریک بن عبداللہ بن ابی نمر' صالح بن کیسان زہری' صفوان بن سلیم' ربیع بن ابی عبدالرحمٰن' ابوالزناد' ابن المنکدر' عبداللہ بن دینار ابوطوالۃ' عبدربہ' یحییٰ بن سعید' عمرو بن ابی عمر' مولی المطلب علاء بن عبدالرحمان' ہشام بن عروہ' یزید بن المہاجر' یزید بن عبداللہ بن خصیفہ' ابوالزبیر المکی' ابراہیم موسیٰ بن عقبہ' ایوب السختیانی' اسماعیل بن ابی حکیم' حمید بن عبدالرحمان' جعفر بن محمد صادق' حمید بن قیس مکی' داؤد بن الحسن' زیاد بن سعد' زید بن رباح' سالم ابی النضر' سہیل بن ابی صالح' صفی مولیٰ ابوایوب' ضمرۃ بن سعید' طلحہ بن عبدالملک الایلی' عبداللہ بن ابی بکر بن حزم' عبداللہ بن القفل الہاشمی' عبداللہ بن یزید' عبدالرحمان بن ابی صعصعۃ' عبدالرحمان بن القاسم' عبداللہ بن ابی عبداللہ الانمر' عمرو بن مسلم بن عمارۃ بن اکمیہ' عمرو بن یحییٰ بن عمارۃ' قطن بن وہب' ابوالاسود عروۃ' محمد بن عمرو بن حلملۃ' محمد بن یحییٰ بن حبان' مخرجہ بن بکیر وغیرہم۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب' ج۱۰' ص۵)

تلامذہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت رکھی تھی اور مسلمانوں کیلئے یہ مبارک شہر تمام شہروں میں قلب کی حیثیت رکھتا ہے' اسی وجہ سے اطراف و اکناف سے لوگ یہاں آتے رہتے تھے اور مدینہ منورہ میں امام دارالہجرت مالک بن انس کی علمی شہرت اپنے کمال پر پہنچی ہوئی تھی' یہی وجہ ہے کہ بے شمار لوگوں کو آپ سے

علم حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔ امام مالک سے ان کے مشائخ معاصرین اور عام تلامذہ سب قسم کے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

مشائخ میں ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن عبداللہ بن الہاد معاصرین میں سے اوزاعی' ثوری ورقاء بن عمر' الشعبہ بن الحجاج' ابن جریج' ابراہیم بن طہمان' لیث بن سعد اور ابن عینیہ۔ عمر میں بزرگ حضرات میں سے ابواسحاق فزاری' یحییٰ بن سعید القطان' عبدالرحمان بن مہدی' حسین بن ولید نیشاپوری' روح بن عبادہ' زید بن الحباب' امام شافعی' ابن المبارک' ابن وہب' ابن قاسم' قاسم بن یزید' الجریم' معن بن عیسیٰ' یحییٰ بن ایوب مصری' ابوعلی حنفی' ابونعیم' ابوعاصم' ابوالولید طیالسی' احمد بن عبداللہ بن یونس' اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع' بشر بن عمر الزاہدی' جویرۃ بن اسماء' خالد بن مخلد' سعید بن منصور' عبداللہ بن رجاء مکی' قصبنی' اسماعیل بن یونس' اویس' یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری' ابومسہر عبداللہ بن یوسف عبدالعزیز اویسی' مکی بن ابراہیم' یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر' یحییٰ بن فزعۃ' قتیبہ بن سعید' ابومصعب زہری' اسماعیل بن موسیٰ فزاری' خلف بن ہشام' عبدالاعلی بن حماد الدرسی' سوید بن سعید' مصعب ابن عبداللہ زبیری' ہشام بن عمار' عتبہ بن عبداللہ مروزی اور ابوحذافہ احمد بن اسماعیل مدنی۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' ج۱۰' ص۶)

شخصیت

امام مالک کا قد دراز' بدن فربہ اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا' آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں' ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے' مونچھیں بطرز سبالہ رکھا کرتے تھے۔ امام مالک نے ستاسی سال کی عمر گزاری لیکن ڈاڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن' مصر اور خراساں کے بنے ہوئے بیش قیمت لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عام طور پر سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے اور عطر لگاتے تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکایا کرتے تھے اور ضرورت کے بغیر

Scanned with CamScanner

کبھی سرمہ نہیں لگاتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ تھا اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل کندہ کرایا ہوا تھا۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنین کے بارے میں فرماتا ہے: وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اس وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ اس آیت کا مضمون ہمیشہ میرے سامنے رہے، حتیٰ کہ میرے دل پر نقش ہو جائے۔

امام مالک کو تحصیل علم کی بے حد لگن تھی۔ زمانہ طالبعلمی میں آپ کے پاس کچھ زیادہ مال نہ تھا لیکن کتابوں کا اشتیاق اس قدر تھا کہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کیں اور کتابیں خریدیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کا دروازہ کھول دیا۔ آپ کا حافظہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا، فرماتے ہیں جس چیز کو میں ایک بار دیکھتا ہوں اس کو یاد کر لیتا ہوں اور پھر اس کو نہیں بھولتا۔

امام مالک مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہتے تھے وہ عبداللہ بن مسعود کی رہائش گاہ تھی۔ مسجد نبوی میں اس جگہ بیٹھتے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں: میں نے پوری زندگی میں کبھی کسی بیوقوف شخص کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام مالک تنہائی میں کھانا کھاتے تھے اسی لیے کسی شخص نے آپ کے خوردونوش کے احوال بیان نہیں کیے۔ وقار اور دبدبہ کے باوجود امام مالک اپنے اہل و عیال اور خدام کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مدینہ منورہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ نے حرم مدینہ میں کبھی قضائے حاجت نہیں کی، قضائے حاجت کیلئے تمام عمر حرم مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ امام مالک مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جس شہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہو اس شہر کی سرزمین کو سواری کے سموں سے روندتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ، بستان المحدثین، ص ۱۳ تا ۲۲)

معمولات زندگی

امام مالک کی زندگی سادہ اور پروقار تھی۔ لوگوں کے ساتھ معاملات میں بے حد خلیق اور متواضع تھے۔ انہوں نے ساری زندگی علمی خدمات اور تعظیم حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزاری۔ ابومصعب کہتے ہیں: میں نے امام مالک سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس وقت تک فتویٰ لکھنا نہیں شروع کیا جب تک ستر علماء نے میری اہلیت کی گواہی نہیں دی۔ امام زرقانی بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا اور اس وقت ان کا حلقۂ درس اپنے معاصرین کے حلقوں میں سب سے بڑا حلقہ تھا۔ طلباء کا انبوہ کثیر ہر وقت ان کے دروازے پر موجود رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا، پہلے خواص اہل علم کو آنے کی اجازت تھی اور پھر عام طلباء کو۔

(شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ، شرح الزرقانی الموطاء، ص ۳)

قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک ہمارے پاس تشریف لاتے تو عمدہ لباس زیب تن ہوتا اور خوشبو لگائی ہوئی ہوتی تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ امام مالک نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ جنازہ پڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔ لوگوں کے حقوق ادا کرتے تھے۔ مسجد میں مجلس منعقد کرتے، پھر کسی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا ترک کر دیا اور نماز پڑھ کر چلے جاتے، پھر جنازوں میں بھی جانا چھوڑ دیا اور لوگوں کے پاس جا کر تعزیت کیا کرتے۔ آخر عمر میں جمعہ اور پانچ نمازوں کیلئے مسجد میں جانے کے سوا سب کچھ چھوڑ دیا لیکن لوگوں کی محبت اور عقیدت میں فرق نہ آیا۔ بسا اوقات اس سلسلہ میں فرماتے کہ ہر شخص اپنا عذر بیان کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

امام مالک انتہائی سادہ اور بے نفس تھے۔ ابن مہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے امام مالک سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میں اس کو اچھی طرح بیان

Scanned with CamScanner

نہیں کرسکتا۔ وہ شخص کہنے لگا: میں بڑی دور سے آپ کا نام سن کر مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جب واپس اپنے گھر پہنچو تو بتا دینا کہ مالک نے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ اچھی طرح بیان نہیں کرسکتا۔ سعید بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام مالک فتویٰ دینے سے پہلے اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین ۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ' ج۱' ص ۲۰۹)

درسِ حدیث

امام مالک نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتداء کر دی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے۔ عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے' خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ درس حدیث کے دوران کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ عبداللہ بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا' امام مالک روایت حدیث فرما رہے تھے' اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ نے نہ پہلو بدلا' نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا' بعد میں آپ نے فرمایا: میرا اس تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بنا پر نہ تھا بلکہ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۷۴۸ھ' بستان المحدثین' ص ۲۰)

عام طور پر درس حدیث کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ استاد حدیث پڑھے اور شاگرد سنتا رہے۔ دوسرا یہ کہ شاگرد حدیث پڑھے اور استاد سنتا رہے۔ اہل عراق نے درس حدیث کیلئے صرف پہلے طریقہ کو اختیار کرلیا اور اسی طریقہ میں درس حدیث کو منحصر خیال کرتے تھے۔ اس وجہ سے امام مالک اور حجاز کے دوسرے علماء نے درس حدیث کیلئے دوسرے طریقوں کو اختیار کرلیا تھا۔ (ایضاً' ص ۱۹)

کلمات الثناء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے' پھر بھی انہیں عالم مدینہ سے بہتر کوئی عالم نہ مل سکے گا۔ سفیان بن عینیہ اور امام عبدالرزاق کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں امام مالک کی طرف اشارہ ہے۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ' شرح الزرقانی للموطا' ج۱' ص ۳) امام شافعی فرماتے تھے کہ امام مالک علماء کے درمیان ایک درخشندہ ستارے کی مانند ہیں۔ نیز فرماتے ہیں: اگر مالک اور سفیان بن عینیہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ اگر مالک اور لیث نہ ہوتے تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ اسحاق بن ابراہیم کہتے تھے جس بات پر ثوری' مالک اور اوزاعی اتفاق کرلیں وہ سنت ہے خواہ اس باب میں صریح نص وارد نہ ہو۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ' ج۱' ص ۲۰۹) امام نسائی فرماتے ہیں: میرے نزدیک تبع تابعین کی جماعت میں امام مالک سے زیادہ عظیم کوئی شخص نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث میں مامون تھا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' ج۱۰' ص ۹)

عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے تھے کہ سفیان ثوری روایت حدیث میں امام تھے اور اوزاعی قواعد سلف کے امام تھے اور امام مالک ان دونوں فنون کے امام تھے نیز وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے امام مالک سے زیادہ کوئی عقلمند شخص نہیں دیکھا۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا' ص ۱۷) یحییٰ بن سعید قطان اور یحییٰ بن معین انہیں امیر المومنین فی الحدیث کہتے تھے نیز ابن معین کہتے تھے کہ امام مالک مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ امام مالک اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔ امام احمد بن احمد نے کہا: ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں امام مالک سب سے فائق تھے اور امام بخاری نے کہا: صحیح ترین سند یہ ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا' ص ۱۷) امام اوزاعی فرماتے تھے کہ امام مالک استاذ

العلماء عالم حجاز اور مفتی حرمین ہیں اور جب امام مالک کے وصال کی خبر سفیان بن عیینہ کو پہنچی تو فرمانے لگے۔ امام مالک نے روئے زمین پر اپنی مثال نہیں چھوڑی۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: امام مالک متعدد خصائل میں منفرد ہیں۔ اول طول عمر و علو روایت، ثانی ذہن ثاقب اور وسعت علم، ثالث ان کی روایت کی جمعیت پر آئمہ کا اتفاق، رابع ان کے تدین، تقویٰ اور اتباع سنت پر لوگوں کا اجماع خامس فقہ اور فتوی میں ان کا تقدم۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۲)

کرم بالائے کرم

امام دارالہجرت مالک بن انس علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے حظ وافر عطا فرمایا تھا وہ اسوہ رسول کے سراپا اور سنت نبویہ کی عملی تصویر تھے۔

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب امام مالک کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو شدت جذبات سے ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور اسم مبارک کی تعظیم کیلئے بے اختیار جھک جاتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں عشق تھا اور وہ حرم رسول کی گلیوں اور بازاروں کا بھی احترام کرتے تھے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے امام مالک کو بیش بہا نعمتیں نصیب ہوئی تھیں۔ امام ابونعیم اصفہانی اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ خلف امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام مالک نے فرمایا دیکھو تمہارے مصلے کے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا تو ایک کاغذ تھا جس میں امام مالک کے بعض احباب نے اپنا خواب لکھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لوگ جمع ہیں، آپ نے فرمایا میں نے تمہارے لیے اپنے منبر کے نیچے علم چھپا رکھا ہے اور مالک کو حکم دیا کہ وہ اس علم کو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

اسماعیل بن مزاحم مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے استفسار کیا کہ حضور ہم آپ کے بعد کس سے سوال کیا کریں فرمایا مالک بن انس سے۔

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کافی لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مؤدب کھڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشک تھی آپ اس میں سے تھوڑی تھوڑی مشک مالک کو دے رہے تھے اور وہ اس مشک کو لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے۔

محمد بن رمح بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ سے پوچھا حضور مالک اور لیث میں زیادہ علم کس کا ہے؟ فرمایا میرے علم کا وارث مالک ہے۔

مثنیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ امام مالک فرماتے تھے کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی ہو۔

(حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۱۶ تا ۳۱۷)

ابتلاء

امام مالک کا مسلک تھا کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی ان کے زمانہ کے حاکم نے اس مسئلہ میں ان سے اختلاف کیا اور ان کو زدوکوب کیا اور اونٹ پر سوار کرا کے شہر میں پھرایا اس حال میں بھی امام مالک نے بآواز بلند فرمایا: جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے میں ابوعامر مالک بن انس اصبحی ہوں اور میرا مسلک یہ ہے کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی۔ جعفر بن سلیمان تک جب یہ خبر پہنچی کہ امام مالک بلند آواز سے یہ اعلان کر رہے ہیں تو اس نے حکم جاری کیا کہ انہیں اونٹ سے اتار لیا جائے۔

امام احمد بن حنبل سے جب اس واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا طلاق مکرہ نافذ نہ کرنے کی بنا پر بعض حکام نے ان پر تشدد کیا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ تشدد کرنے والا شخص کون تھا۔

(حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۲۳)

Scanned with CamScanner

مالکی مسلک کا رواج

مغربی ممالک خصوصاً اندلس میں امام مالک کے مسلک کا بہت زیادہ چرچا ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں کے لوگ جب حج اور زیارت روضۂ منورہ کے لئے حرمین حاضر ہوتے تو مدینہ منورہ میں امام مالک کی شہرت مقبولیت اور آپ کے علم وفضل سے بہت متاثر ہوتے اسی سبب سے اندلس میں عام طور پر لوگ امام مالک کے فتاویٰ کی پیروی کرتے تھے چنانچہ قرطبہ سے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مدینہ منورہ پہنچے وہ ایک سال تک امام مالک کی خدمت میں رہے اور واپس آ کر انہوں نے موطا امام مالک اور فتاوئ امام مالک کی تبلیغ اور اشاعت کی اسی طرح اندلس کے ایک اور عالم عیسیٰ بن دینار بھی امام مالک کے شاگرد تھے اور ان دو حضرات نے دیار مغرب میں امام مالک کے مسلک کی بہت زیادہ خدمت کی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ کو شاہی دربار میں پذیرائی حاصل تھی اور تمام شہروں میں قاضیوں کا تقرر ان کی رائے سے ہوتا تھا اور یحییٰ بن یحییٰ اس بات کا خاص خیال رکھا کرتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو قاضی نہ مقرر کر دیا جائے جو مالکی مسلک سے اختلاف رکھتا ہو۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان المحدثین، ص ۳۵)

وصال

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آ پہنچا تو مدینہ منورہ اور دوسروں شہروں سے تمام علماء اور فقہاء امام مالک کے مکان میں جمع ہو گئے تا کہ امام مالک کی آخری ملاقات سے فیض یاب اور ان کی وصیتوں سے بہرہ مند ہوں۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس وقت امام مالک کی عیادت کرنے والے مجھ سمیت ایک سو تیس علماء حاضر تھے۔ میں بار بار امام کے پاس جاتا اور سلام عرض کرتا تھا تا کہ اس آخری وقت میں امام کی نظر مجھ پر پڑ جائے اور وہ نظر میری سعادت اخروی کا وسیلہ بن جائے۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ امام نے

آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو کبھی ہنسایا اور کبھی رلایا اس کے حکم سے زندہ رہے اور اس کے حکم سے جان دیتے ہیں، اس کے بعد فرمایا: موت آ گئی۔ خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ حاضرین نے عرض کیا: اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں اس وقت اولیاء اللہ کی مجلس کی وجہ سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں اہل علم کو اولیاء اللہ گردانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شخص پسند نہیں ہے نیز میں اس لیے بھی خوش ہوں کہ میری تمام زندگی علم کی تحصیل اور اس کی تعلیم میں گزری ہے اور میں اس سلسلہ میں اپنی تمام مساعی کو مستجاب اور مشکور گمان کرتا ہوں اس لیے کہ تمام فرائض اور سنن اور ان کے ثواب کی تفصیلات ہم کو زبان رسالت سے معلوم ہوئیں مثلاً حج کا اتنا ثواب ہے اور زکوٰۃ کا اتنا اور ان تمام معلومات کو سوا حدیث کے طالبعلم کے اور کوئی شخص نہیں جان سکتا اور یہی علم اصل میں نبوت کی میراث ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کہتے ہیں اس کے بعد امام مالک نے ربیع کی ایک روایت بیان کی کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے اور ابن شہاب زہری کی روایات سے بتلایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان المحدثین ص ۱۳۹) امام ذہبی لکھتے ہیں کہ امام مالک کا سن وصال مؤرخین کے اتفاق سے ۱۷۹ھ ہے۔ البتہ تاریخ میں اختلاف ہے ابو مصعب اور ابن وہب نے تاریخ وصال ۱۰ ربیع الاول بیان کی ہے۔ ابن سحون نے گیارہ ربیع الاول، ابن ابی اویس نے چودہ ربیع الاول تاریخ بتلائی ہے اور مصعب زبیری نے آپ کا وصال ماہ صفر میں ذکر کیا ہے۔

(امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۱۳)

Scanned with CamScanner

موطاء امام مالک

فن حدیث میں جس کتاب کو سب سے پہلے مدون کیا گیا وہ موطاء امام مالک ہے۔ امام شافعی نے اس کتاب کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ کتاب اللہ کے بعد روئے زمین پر اس سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی' شرح الموطاء للزرقانی' ج ا' ص ۸) فن جرح وتعدیل کے مشہور امام حافظ ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ نے فرمایا: اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ موطاء کی تمام احادیث صحیح ہیں تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ' بستان المحدثین ص ۲۶) ابوبکر بن العربی نے کہا فن حدیث میں صحیح بخاری ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور اس موضوع پر اصل اول موطاء امام مالک ہے (مولانا عبدالحی لکھنوی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد' ص ۱۵) حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ موطاء کی صحت اور قوت سے لوگوں کے دلوں میں جس قدر مصیبت طاری ہے اس کا کوئی کتاب مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (ایضاً' ص ۱۶) حافظ ابن حبان لکھتے ہیں کہ فقہاء مدینہ میں امام مالک وہ شخص ہیں جنہوں نے روایات کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقہ نہ تھا اس سے اعراض فرمایا وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ اور کوئی چیز روایت کرتے اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث بیان کرتے۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' ج ۱۰' ص ۹) یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ آج قوم کے پاس فن حدیث میں موطاء سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے محمد بن سری کہتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا حضور! مجھے کچھ احادیث بیان فرمایئے جن کو میں آپ سے روایت کروں فرمایا: اے ابن السری میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے

جس کو وہ تم میں تقسیم کریں گے اور یاد رکھو وہ خزانہ موطاء ہے' پھر فرمایا: اللہ کی کتاب اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے لئے موطاء سے زیادہ کوئی صحیح چیز نہیں ہے اس کتاب کا سماع کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ (مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد' ص ۱۵)

سبب تالیف

حافظ ابومصعب زہری لکھتے ہیں کہ خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے فرمائش کی تھی کہ آپ لوگوں کیلئے ایک کتاب تصنیف کر دیجئے جس پر عمل کرنے کیلئے میں لوگوں کو آمادہ کروں' امام مالک مختلف عذر پیش کرتے رہے مگر خلیفہ نے باصرار شدید آپ کو اس کام کیلئے تیار کرلیا' بالآخر امام مالک نے موطاء کی تصنیف شروع کی لیکن اس کی تکمیل سے پہلے منصور کا انتقال ہوگیا اور اس کے بیٹے محمد مہدی کے ابتدائی دور خلافت میں اس کتاب کی تکمیل ہوگئی۔

(علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ' تزئین الممالک' ص ۴۳)

مدارج تالیف

ابن الوہاب ذکر کرتے ہیں کہ امام مالک نے ایک لاکھ احادیث میں سے موطاء کا انتخاب کیا۔ پہلے اس میں دس ہزار احادیث جمع کیں پھر مسلسل غور کرتے رہے یہاں تک کہ اس میں پانچ سو احادیث باقی رہ گئیں۔ حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی کے شاگرد عمر بن عبدالواحد کہتے ہیں کہ ہم نے چالیس دن میں امام مالک کو موطاء سنائی تو آپ نے فرمایا: جس کتاب کو میں نے چالیس سال میں تالیف کیا تم نے اس کو چالیس دنوں میں حاصل کرلیا۔ (مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد' ص ۱۵)

وجہ تسمیہ

موطاء کا لفظ وطی سے ماخوذ ہے جس کے معنی روندنے کے ہیں۔ امام مالک نے کتاب کی تالیف کے بعد اس کو مدینہ منورہ کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا جنہوں نے

Scanned with CamScanner

اس کتاب کو انظار دقیقہ سے روندا اس وجہ سے اس کا نام موطاء پڑ گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ مواطاۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی موافقت ہیں چونکہ اس کتاب کے ساتھ امام مالک کے زمانے کے تمام علماء نے موافقت کی تھی اس لیے اس کا نام موطاء رکھا گیا۔

تالیف میں اخلاص

جب امام مالک نے موطاء کو تصنیف کرنا شروع کیا تو آپ کو دیکھ کر دوسرے علماء نے بھی آپ کی طرح اس فن میں لکھنا شروع کر دیا۔ بعض لوگوں نے آپ سے کہا: آپ کیوں اپنے آپ کو اس تصنیف کی وجہ سے تکلیف میں ڈال رہے ہیں جب کہ اور لوگوں نے بھی اس طرز کی کتابیں لکھنی شروع کر دی ہیں۔ امام مالک نے فرمایا: عنقریب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کام محض اللہ کیلئے ہے۔ چنانچہ موطاء کے ظہور میں آنے کے بعد وہ تمام کتابیں اپنی رونق اور شہرت کھو بیٹھیں اور اس زمانہ کی تالیفات میں سے سوائے موطاء کے آج کسی کا نام ونشان نہیں ملتا۔

(شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسوی ج ۱ ص ۲۵)

امام مالک موطاء کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا اخلاص ثابت کرنے کیلئے موطاء کے مسودہ کے تمام اوراق کو پانی میں ڈال دیا اور فرمایا: اگر ان اوراق میں سے ایک ورق بھی بھیگ گیا تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے لیکن یہ امام مالک کی صدق نیت اور اخلاص کا ثمرہ تھا کہ پانی میں ڈالنے کے باوجود ان اوراق میں سے کوئی ورق بھی نہیں بھیگا اور اس کام میں امام مالک کا اخلاص اور ان کی للّٰہیت تمام لوگوں پر ظاہر ہوگئی۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۲۵)

شرف اولیت

تاریخی طور پر اس بات میں کسی شخص کو مجال سخن نہیں ہے کہ حدیث کا جو سب سے

پہلا مجموعہ امت کے ہاتھوں میں پہنچا ہے وہ موطاء امام مالک ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب بخاری ہے یا موطاء؟ بہر حال جمہور کی رائے یہی ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی الجامع الصحیح ہے جو آج تمام دنیا میں صحیح بخاری کے نام سے معروف ہے اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب موطاء امام مالک ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ موطاء میں بکثرت بلاغات مراسیل اور منقطعات ہیں اور انقطاع سند بہرحال صحت حدیث کے منافی ہے بعض لوگ اس کے جواب میں صحیح بخاری کے تراجم اور تعلیقات سے معارضہ کرتے ہیں کیونکہ امام بخاری نے متعدد جگہ سند ذکر کیے بغیر متن حدیث سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور بعض جگہ ترجمۃ الباب میں معلق احادیث وارد کی ہیں' پس اگر انقطاع سند موطاء کی صحت مجردہ کیلئے مانع ہے تو یہ سقم صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری کی تعلیقات اور تراجم کی دوسرے توابع اور شواہد سے تقویت اور تائید ہو جاتی ہے تو موطاء کی بلاغات اور مراسیل وغیرہ کو بھی دوسرے قرائن سے تائید حاصل ہے۔

اس معارضہ کے جواب میں اولاً گزارش یہ ہے کہ موطاء کی تمام احادیث بلا استثناء پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکیں چنانچہ حافظ ابن عبدالبر مالکی اندلسی نے تصریح کی ہے کہ موطاء کی چار احادیث ایسی ہیں جن کی اور کسی سند سے تائید نہیں ہو سکی۔

(شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۸)

ثانیاً ان منقطعہ احادیث کا کسی اور سند سے متصل ثابت ہونا ایک اور بات ہے لیکن جن اسناد سے امام مالک نے ان کو روایت کیا ہے وہ بہرحال منقطع ہیں اور ان اسناد کے لحاظ سے وہ احادیث فنی طور پر صحیح نہیں ہوں گی کیونکہ انقطاع صحت حدیث کے منافی ہے جیسا کہ اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی آ جائے تو اس سند کے لحاظ سے وہ حدیث بہرحال موضوع قرار پائے گی خواہ متن حدیث کسی دوسری صحیح

Scanned with CamScanner

سند کے ساتھ ثابت ہو۔

ثالثاً امام بخاری نے جس قدر تعلیقات وارد کی ہیں وہ سب اصل میں متصل ہیں اور امام بخاری نے ان احادیث کا علی وجہ الاتصال ہی سماع کیا ہے لیکن عمداً متعدد حکمتوں کی بناء پر ان کی اسناد کو حذف کر دیا برخلاف موطاء کی بلاغات کے کیونکہ امام مالک کو وہ تمام بلاغات علی وجہ الانقطاع ملی ہیں جیسا کہ عنقریب واضح ہو جائے گا۔

رابعاً امام مالک کی تمام منقطع احادیث کتاب کے اصل موضوع میں روایت کی گئی ہیں اس کے برخلاف امام بخاری نے تعلیقات اور تراجم کو ابواب کے ذیل میں وارد کیا ہے اور صحیح بخاری کے اصل موضوع میں کوئی منقطع حدیث نہیں ہے کیونکہ کتاب کا اصل موضوع احادیث مسندہ ہیں جیسا کہ اس کے نام الجامع الصحیح المسند سے ظاہر ہے اور امام بخاری کی تصریح ماوضعت فی جامعی ھذا الاماصح سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔

ہر ایک شخص کا مزاج اور مسلک جدا ہوتا ہے ہماری رائے اس سلسلہ میں بہر حال یہی ہے کہ صحیح مجرد میں احادیث جمع کرنے کا شرف جس شخص نے سب سے پہلے حاصل کیا وہ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اور نفس حدیث کا سب سے پہلا مجموعہ جس شخص نے امت مسلمہ کو فراہم کیا وہ امام ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی ہیں۔

آج تک تمام علماء سلفاً خلفاً یہی لکھتے آ رہے ہیں کہ احادیث کا سب سے پہلا مجموعہ امام مالک نے پیش کیا لیکن مولوی عبدالرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے احادیث کا مجموعہ جس شخص نے پیش کیا وہ امام اعظم ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ جب جامع کوفہ کی اس مشہور علمی درسگاہ میں مسند فقہ و علم پر جلوہ آراء ہوئے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے باقاعدہ طور پر چلی آ رہی تھی تو آپ نے جہاں علم کلام کی بنیاد ڈالی فقہ کا عظیم الشان فن مدون کیا وہاں ہی علم حدیث کی ایک اہم ترین خدمت یہ انجام دی کہ احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول

بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا جس کا نام کتاب الآثار ہے اور آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم ترین کتاب یہی ہے پھر لکھتے ہیں:

''ممکن ہے کہ بعض لوگ کتاب الآثار کو احادیث صحیحہ کا اولین مجموعہ بتانے پر چونکیں اس لیے اس حقیقت کو آشکارا کرنا نہایت ضروری ہے''۔

اور کتاب الآثار کی اولیت پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بلاشبہ علامہ مغلطائی کے نزدیک اس بارے میں اولیت کا شرف امام مالک کو حاصل ہے۔

لیکن کتاب الآثار موطاء سے پہلے کی تصنیف ہے جس سے خود موطاء کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حافظ سیوطی تبیین الصحیفۃ فی مناقب الامام ابوحنیفہ میں تحریر فرماتے ہیں:

من مناقب ابی حنیفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالك بن انس فی ترتیب الموطاء ولم یسبق ابا حنیفة احد.

امام ابوحنیفہ کے ان خصوصی مناقب سے کہ جن میں وہ منفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اس کی ابواب پر ترتیب کی پھر امام مالک بن انس نے موطاء کی ترتیب میں انہیں کی پیروی کی اور اس باب میں ابوحنیفہ پر کسی کو سبقت نہیں ہے۔

(ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۱۵۸ تا ۱۶۱)

لیکن ارباب فہم پر ظاہر ہوگا کہ نعمانی صاحب کی اس دلیل میں کوئی جان نہیں ہے کیونکہ حافظ سیوطی نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور علم شریعت علم حدیث سے عام ہے اور جب دعویٰ خاص اور دلیل عام

Scanned with CamScanner

ہو تو تقریب تام نہیں ہوتی اور خصوصاً اس لیے بھی کہ حافظ سیوطی نے خود تنویر الحوالک میں موطاء کو حدیث کی پہلی کتاب قرار دیا ہے اس لیے تبیین الصحیفہ میں ان کے کلام اول من دون الشریعۃ میں شریعت سے مراد علم حدیث کے ماسوا ماننا پڑے گا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی دینی خدمات کا ایک الگ مقام ہے۔ کتاب و سنت سے مسائل کے استخراج اور علم شریعت کی کتب اور ابواب کے ساتھ باقاعدہ تدوین کی خدمت میں ان پر کوئی سابقیت نہیں رکھتا اس حقیقت کو آشکارا کرنے کیلئے حافظ سیوطی نے ان کے بارے میں فرمایا: انه اول من دون علم الشریعۃ' اسی طرح سب سے پہلے انہوں نے اجتہاد کے اصول اور پیمانے وضع کیے اور بعد کے تمام مجتہدین امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے ان قواعد سے پورا پورا استفادہ کیا اسی لیے امام شافعی نے فرمایا: الفقهاء كلهم عيال ابى حنيفه' تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے پروردہ ہیں اس کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی ان کا نہایت اونچا مقام ہے۔ فن حدیث میں انہوں نے کتاب الآثار کو تصنیف کیا جس کی پوری تحقیق ہم اس سے متعلق عنوان کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔

اسلوب

امام مالک کسی عنوان کو ثابت کرنے کیلئے اولاً حدیث مسند وارد کرتے ہیں اور اگر حدیث مسند نہ مل سکے تو ثقات تابعین سے حدیث مرسل روایت کرتے ہیں جب حدیث مرسل بھی نہ مل سکے تو بلاغات کو وارد کرتے ہیں اس کے بعد آثار صحابہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آثار میں حضرت عمر کے قضایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کے فتاویٰ کو مقدم رکھتے ہیں۔ صحابہ کے بعد اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تابعین میں بھی فقہاء مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں اور خاص طور پر سعید بن مسیب' عروہ بن زبیر' قاسم' سالم' سلیمان بن یسار' ابوسلمہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' ابوبکر بن عمرو اور عمر بن عبدالعزیز کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض جگہ امام مالک کسی عنوان کے تحت احادیث مسندہ' آثار

اور فتاویٰ تابعین ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے باب وضوء النائم ان قام الصلوۃ کے تحت حدیث وارد کی۔

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده قبل ان يدخلها فى وضوئه فان احدكم لايدرى اين باتت يده۔

اس کے بعد حضرت عمر کا اثر وارد کیا۔ اذا نام احدكم مضطجعا فليتوضأ اور آیۂ وضو کی تفسیر میں زید بن اسلم کا یہ قول پیش کیا۔ ان ذلك اذا قمتم من المضاجع یعنی النوم اور اخیر میں اپنی رائے پیش کی۔ قال مالك الامر عندنا انه لا يتوضو الا من حدث يخرج من دبرا وذكر او نام موطاء میں صرف احکام سے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں۔ تفسیر' اشراط اور مناقب سے متعلق احادیث روایت نہیں کی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب اقسام کتب حدیث میں سے سنن کے ذیل میں آتی ہے۔

بلاغات

موطاء امام مالک میں بلاغات بکثرت موجود ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بلاغات کی وضاحت کردی جائے اگر کسی شخص کو کوئی حدیث لکھی ہوئی مل جائے اور وہ خط تحریر سے اس حدیث کے لکھنے والے کو پہچانتا ہو تو بشرط اجازت اس حدیث کو روایت کرسکتا ہے۔ اس کو فن حدیث کی اصطلاح میں وجادت کہتے ہیں۔ امام مالک نے اہل علم کی کتب اور ان کے نوشتوں میں جو احادیث لکھی ہوئی پائیں تو ان کو بلغه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صیغہ کے ساتھ روایت کردیا۔ اس قسم کی تمام روایات فنی طور پر منقطع کا حکم رکھتی ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے مالك انه بلغه ان عبدالله بن مسعود كان يقول عن قبلة الرجل امراة الوضوء (ایضاً ص ۱۵) اس لحاظ سے امام مالک کی تمام بلاغات وجادت کے تحت آتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

اسانید

امام مالک نے احادیث مسندہ عام طور پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت جابرؓ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی احادیث عموماً نافع یا عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی روایات عروہ، قاسم، ہشام اور عبدالرحمٰن سے۔ حضرت ابوہریرہ کی احادیث عن ابی الزناد عن الاعرج یا عن العلاء بن عبدالرحمن عن ربیعة یا عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب۔ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس کی احادیث ابن شہاب ربیعہ، اسحاق بن عبداللہ، حمید اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر کی احادیث ابوالزبیر، وہب بن کیسان اور محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور ابوسعید خدری کی احادیث محمد بن یحیٰ اور عمر بن یحیٰ عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں اور سہل بن سعد کی احادیث اکثر ابی حازم سے روایت کرتے ہیں۔

چار نادر حدیثیں

حافظ ابن عبدالبر نے جن چار حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن کا متن دوسری کتابوں میں نہیں ملتا، ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مالك انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انى لانسى لاسن۔ (موطاءامام مالک، ص ۳۵)

(۲) مالك انه سمع من يثق به من اهل العلم يقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ارى اعمار الناس قبله اوماشاء الله من ذلك فكانه تقاصر اعمار امته عن ان لا يبغوا من العمل مثل الذى بلغ غيرهم فى طول العمر فاعطاه

الله ليلة القدر خيرا من الف شهر۔ (موطاءامام مالک، ص ۹۹)

(۳) مالك عن معاذ بن جبل انه قال اخرما اوصانى به رسول الله صلى الله عليه وسلم حين وضعت رجلى فى الغرز ان قال لى احسن خلقك للناس معاذ بن جبل۔

(موطاءامام مالک، ص ۳۶۴)

(۴) اذا نشات بحرية ثم تشأمت فتلك عين عذيقه۔

(شرح الزرقانی للموطا، ج ۱، ص ۸)

تعداد احادیث

ابوبکر العربی نے بیان کیا ہے کہ موطاءامام مالک کی کل روایات بشمول آثار صحابہ وفتاویٰ تابعین ایک ہزار سات سوبیس ہیں جن میں چھ سو مسند ہیں، دو سو بائیس مرسل ہیں، چھ سو سترہ موقوف ہیں اور دو سو پچھتر اقوال تابعین ہیں۔

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ، مقدمہ مسویٰ، ج ۱، ص ۲۵)

موطاءامام مالک کے راوی

موطاءامام مالک کو ہر طبقہ کے لوگوں نے بکثرت روایت کیا ہے۔ خلفاء اسلام میں سے ہارون رشید، امین اور مامون نے۔ مجتہدین میں سے امام شافعیؒ، امام محمد بن الحسن، امام احمد بن حنبل اور امام ابویوسف نے (ان تمام مجتہدین میں صرف امام محمد بن الحسن شیبانی نے امام مالک سے بلاواسطہ موطاء کی روایت کی ہے اور باقی مجتہدین نے بالواسطہ موطاءامام مالک کو روایت کیا ہے) امام مالک کے خصوصی تلامذہ میں سے یحیٰ بن یحیٰ المصمودی ابن القاسم اور اصبح نے اور صوفیاء میں سے ذوالنون مصری نے اور محدثین میں سے ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا ہے جن کا احصاء بہت دشوار ہے۔ (ایضاً، ص ۲۲)

موطاء امام مالک کے نسخے

موطاء امام مالک کے تیس سے زیادہ نسخے ہیں۔ ان میں یحیٰ بن یحیٰ مصمودی کا نسخہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں موطاء کے سولہ نسخوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور ہر نسخہ کے راوی کی مختصر سوانح لکھی ہے اس وقت امت کے ہاتھوں میں موطاء کے دو نسخے موجود ہیں ۔ ایک یحیٰ بن یحیٰ مصمودی کا اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا۔ یحیٰ بن یحیٰ کا نسخہ موطاء امام مالک اور امام محمد کا نسخہ امام محمد کی روایت کے سبب موطاء امام محمد کے نام سے مشہور ہے۔

موطاء کی شروح وتعلیقات

موطاء امام مالک چونکہ فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب تھی اس وجہ سے اس کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور بے شمار لوگوں نے اس پر شروح حواشی اور تعلیقات سپرد قلم کیے ہیں۔ سطور ذیل میں بعض شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) تفسیر الموطاء: یہ شرح ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان المالکی المتوفی ۲۳۹ھ کی تصنیف ہے۔

(۲) شرح الموطاء: یہ کتاب محمد بن محمد الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔

(۳) شرح الموطاء: یہ ابن رشیق المالکی متوفی ۴۵۶ھ کی تصنیف ہے۔

(۴) التمہید فی معانی الموطاء والاسانید: یہ شرح حافظ ابوعمرو بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ کی تالیف ہے۔

(۵) الاستذکار لمذہب علماء الامصار فیما تضمنہ الموطاء من معانی الرای والآثار: یہ بھی حافظ ابن عبدالبر کی تصنیف ہے۔

(۶) شرح الموطاء: یہ شرح ابوالولید الباجی سلیمان ابن خلف بن سعد بن ایوب المالکی المتوفی ۴۷۱ھ کی تصنیف ہے اور بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۷) المقتبس: یہ شرح ابومحمد عبداللہ بن محمد البطلیوسی المالکی المتوفی ۵۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۸) المقتبس فی شرح موطاء مالک بن انس: یہ شرح قاضی ابوبکر بن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ کی تالیف ہے اس نام کے دو شخص مشہور ہیں ایک یہ ہیں اور دوسرے محی الدین ابن العربی صاحب الولایۃ العظمیٰ ہیں۔

(۹) کشف المعطاء: یہ حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے اور کافی ضخیم کتاب ہے۔

(۱۰) تنویر الحوالک: یہ بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔

(۱۱) السعلف المطباء: یہ کتاب بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔

(۱۲) شرح موطاء امام مالک: یہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف مالکی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ کی تصنیف ہے پانچ مجلدات پر مشتمل ہے مصر سے کئی بار طبع ہوچکی ہے۔

(۱۳) المحلی باسرار الموطاء: یہ شیخ سلام اللہ محدث دہلوی کی تصنیف ہے جو شیخ عبدالحق دہلوی کی اولاد سے ہیں۔

(۱۴) المسوّیٰ: دو جلدوں پر مشتمل ہے یہ شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی تصنیف ہے۔

(۱۵) المصفیٰ: یہ شرح بھی شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے فارسی زبان میں مختصر شرح ہے۔

(ماخوذ تذکرۃ المحدثین)

Scanned with CamScanner

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(۱) كِتَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

(اوقات نماز کا بیان)

نماز کو مؤخر کرنے پر حاکم وقت کو تابعی کی تنبیہ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے ایک دن عصر کی نماز میں تاخیر کر دی (ابو داؤد نے زہری سے روایت کی کہ ان عمر بن عبدالعزیز كان قاعدا على المنبر فاخر العصر شيئا فعرف بذلك سبب تاخيره كانه كان مشغولا بمصالح المسلمين. حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر جلوہ گر تھے کہ عصر کی نماز تھوڑی سی لیٹ ہو گئی تو اس سے معلوم ہوا! نماز کی تاخیر مسلمانوں کے معاملات کی اصلاح کرنے کی وجہ سے ہوئی) تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز کو مؤخر کیا تو انہیں حضرت ابو مسعود انصاری نے فرمایا: اے مغیرہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام نے جبریل امین کے ساتھ پانچ نمازیں ادا فرمائیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: بِهٰذَا اُمِرْتُ. مجھے اس طرح نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا (یعنی ہر نماز کو وقت پہ ادا کرنے کا قال اللہ تعالیٰ: ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتابًا موقوتًا. بے شک نماز اہل ایمان پہ وقت باندھا فرض ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت عروہ سے کہا: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا جبریل امین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے لیے نماز کے اوقات مقرر کیے؟ تو حضرت عروہ نے فرمایا:

كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ. بشیر بن ابی مسعود انصاری نے اپنے باپ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (حدیث نمبر۱)

وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے؟

دیکھو جناب عمر بن عبدالعزیز حاکم وقت تھے تو ان کی ذرا سی کوتاہی پہ حضرت عروہ نے انہیں تنبیہ فرما دی کہ جب حاکم وقت فرائض کے بارے میں اس طرح کی سستی کرے گا تو عوام الناس کا کیا حال ہوگا؟ اگرچہ حکمران کی طرف سے یہ کوتاہی عوام الناس کی مصالح کی وجہ سے ہی ہوتی ہو؟ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”سربراہ مملکت کی اصلاح میں سارے ملک کی اصلاح ہے اور اس کے فساد میں سارے ملک کا فساد ہے کیونکہ سلطان وقت ملک کے اندر روح یا دل کی طرح ہوتا ہے“۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۶۷)

پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے حضرت عروہ کی تنبیہ کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ اس سے ہمارے حکمرانوں کو درس عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ جو نمازوں کو سرے سے ہی ضائع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے ملک کی بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔ ہمارے حکمران لوگوں کو نماز پڑھانے کی صلاحیت تو بالکل نہیں رکھتے۔ اگر خود بھی اپنی نماز پڑھ لیں تو غنیمت ہے۔ اگر کبھی بھول کر عید یا جمعہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو اخبارات اور ٹی وی پہ اس نماز کی خوب تشہیر کی جاتی ہے کہ صدر مملکت فلاں مسجد میں عید کی نماز ادا کر رہے ہیں تاکہ کل قیامت کو عوام اپنے حکمران کے بارے میں یہ گواہی دے سکیں کہ ہمارے صدر صاحب نے زندگی بھر صرف اتنی نمازیں ادا کی ہیں۔

جو کام کرنے آیا تھا دنیا میں تو امیر
خانہ خراب تجھ سے وہی کام رہ گیا

سائل کو دو دن انتظار کروا کر اس کے سوال کا جواب دیا

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک

Scanned with CamScanner

شخص نے فجر کی نماز کا وقت پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور جب اگلا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر طلوع ہوتے ہی صبح کی نماز (ابتدائی وقت میں بیان جواز کے لیے) ادا فرمائی' پھر اگلے دن اجالے میں نماز ادا فرمائی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَیْنَ السَّآئِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ. نماز کا وقت پوچھنے والا سائل کہاں ہے؟

سائل نے عرض کیا: ھَا اَنَا ذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ وَقْتٌ. ان دونوں حدوں کے درمیان صبح کی نماز کا وقت ہے۔ (حدیث ۳)

پنجگانہ نمازوں کے اوقات عندالاحناف

فجر: طلوع فجر صادق سے طلوع آفتاب تک نماز فجر کا وقت ہے۔ لیکن تمام وقت کے آخری نصف یعنی اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے وقت پڑھے کہ نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نماز نہیں ہوئی تو دوبارہ وقت کے اندر پڑھی جا سکے۔ دانستہ اتنی دیر کرنا کہ طلوع آفتاب کے دوران نماز کی ادائیگی کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے۔

ظہر: زوال کے بعد سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عصر: سیدنا امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے سے غروب آفتاب تک ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک ایک مثل سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بعض متاخرین نے اگرچہ قول صاحبین کو مرجح بتایا ہے لیکن قول امام اعظم ہی احوط واصح اور از روئے دلائل ارجح ہے کیونکہ عموماً متون مذہب قول امام پر جزم کیے ہوئے ہیں اور عامۂ اجلہ شارحین نے اسے مرضی ومختار رکھا اور اکابر آئمہ ترجیح وافتاء بلکہ جمہور پیشوایان مذہب نے اس کی تصحیح کی ہے۔

مغرب: غروب آفتاب سے سفیدی ڈوبنے تک ہے یعنی کہ وہ چوڑی سفیدی کہ شمالاً جنوباً پھیلتی اور سرخی غائب ہونے کے بعد بھی تادیر باقی رہتی ہے' اس سفیدی کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

عشاء: مغرب کا وقت ختم ہونے سے طلوع صبح صادق تک ہے۔

مذہب حنفی کے مطابق مغرب اور سردیوں کی ظہر کے علاوہ باقی ہر نماز میں تاخیر افضل ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ مکروہ وقت آ جائے یعنی فجر میں سورج طلوع ہونے کا خدشہ ہو یا عصر میں بے تکلف قرص آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے جب کہ مطلع صاف ہو اور یہ وقت قریباً بیس منٹ رہتا ہے۔ نماز عصر میں ابر کے روز جلدی کرنی چاہیے۔ لیکن اتنی جلدی بھی نہ ہو کہ وقت سے پہلے پڑھ لی جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے اور اسی لیے اس کا نام عصر رکھا گیا ہے۔ لانہ یعصر۔ یعنی یہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ مغرب میں اتنی دیر کرنا کہ چھوٹے تارے بھی نظر آنے لگیں' مکروہ ہے۔ عشاء کا آدھی رات تک وقت مستحب ہے اور اس کے بعد فجر تک کراہت ہے۔ جن نمازوں میں تاخیر افضل ہے۔ ان کے وقت کے دو حصے کیے جائیں تو مذہب حنفی کے مطابق دوسرے نصف میں ادا کرنا مستحب ہے اور حضرات شوافع کے نزدیک پہلے نصف میں واللہ اعلم بالصواب. پورے سال میں نمازوں کے اوقات جاننے کے لیے بہار شریعت حصہ سوئم دیکھیے۔

حضرت عمر فاروق کا اپنے عمال کو نماز کی حفاظت کے سلسلہ میں خط

حضرت نافع مولیٰ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال (افسروں) کو ایک خط لکھا جس کے (ابتدائی حصے کا) عنوان یہ تھا۔

اِنَّ اَھَمَّ اَمْرِکُمْ عِنْدِی الصَّلٰوۃُ فَمَنْ حَفِظَھَا وَحَافَظَ عَلَیْھَا حَفِظَ دِیْنَہٗ وَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا اَضْیَعُ...... (حدیث ۶)

میرے نزدیک تمہاری سب سے اہم ذمہ داری نماز ہے تو جس نے نماز کی

حفاظت کی اور اس پہ ہمیشگی کی تو اس کا دین محفوظ ہو گیا اور جو نماز کو ضائع کر دے گا وہ باقی ذمہ داریوں کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

* حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں: مَا اَدْرَکْتُ النَّاسَ اِلَّا وَھُمْ یُصَلُّوْنَ الظُّھْرَ بِعَشِیٍّ. میں نے لوگوں کو ہمیشہ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے والا پایا۔ (بعشی ھواخر النهار قال مالك يريدبه الابراد بالظهر) (حدیث۱۴)

* مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ. جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز کو پالیا۔ (۱۵)

اس حدیث کے پانچ مطالب

(۱) من ادرك ركعة مع الامام من اية صلوة كانت فقد ادركها فضل الجماعة. جس نے کسی بھی نماز میں امام کے ساتھ ایک رکعت پالی' اس نے جماعت کی فضیلت کو پالیا۔ یہی مطلب مراد لینا زیادہ بہتر ہے۔ وقال مالك انه لايحصل فضيلة الجماعة الابادراك ركعة تامة سواء فى الجمعة وغيرها وقال ابوحنيفة يحصل الفضل ولو ادرك التشهد.

امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جماعت کی فضیلت تب ملے گی جب پوری رکعت پائے گا' چاہے جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز۔ اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اگر چہ بندہ تشہد میں شامل ہو جماعت کی فضیلت کو پالے گا۔

(۲) المراد بالصلوة الجمعة فمن ادرك منها ركعة مع الامام اضاف اليها اخرى. صلوۃ سے جمعہ کی نماز مراد ہے جو امام کے ساتھ ایک رکعت پالے گا اس کے ساتھ دوسری بھی ملا دے یعنی اس نے جمعہ کی نماز کو بمعہ فضیلت کے پالیا۔

(۳) ان من ادرك ركعة من الصلوة فى الوقت والباقى خارجها فقد ادرك وقتها و صح صلوته. جس نے نماز کی ایک رکعت کو وقت میں پالیا اور باقی

نماز وقت کے گزر جانے کے بعد ادا کی تو اس نے نماز کا وقت پالیا اور اس کی نماز صحیح ہے (جیسا کہ احناف کے ہاں عصر کی نماز ناقص وقت میں شروع کی۔ ایک رکعت پڑھی اور سورج غروب ہو گیا اور تین رکعتیں بعد غروب آفتاب کے ادا کیں تو نماز ہو گئی)

(۴) من ادرك وقت ركعة من المعذورين بعد مازال عذره لذمه تلك الصلوة وبه قال ابوحنيفة والشافعي والجمهور. معذور شخص نے عذر ختم ہونے کے بعد نماز کی ایک رکعت جتنا وقت پالیا تو وہ نماز ادا کرنی اس پہ فرض ہو گئی۔ یہی قول ہے امام ابوحنیفہ' امام شافعی اور جمہور کا۔

(۵) المراد بالركعة الركوع وبالصلوة الركعة يعنى من ادرك الركوع مع الامام فقد ادرك الركعة كلها ومن فاتته الركوع فاتته السجدة...... رکعت سے مراد رکوع ہے اور صلوۃ سے مراد رکعت ہے۔ معنی یہ ہوا کہ جس نے امام کو رکوع میں پالیا اس نے وہ پوری رکعت پالی اور جس کا رکوع نکل گیا اس کا سجدہ بھی گیا یعنی وہ رکعت بعد میں پڑھے گا۔ ترجمۃ الباب کا تقاضا اسی ترجمہ سے پورا ہوتا ہے۔ (حاشیہ مؤطا امام مالک نمبر ۲' ص ۴' مطبوعہ مطبع مجتبائی' دہلی)

مذکورہ مطالب میں سے بعض کی تائید روایات سے

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: اِذَا فَاتَتْکَ الرَّکْعَةُ فَقَدْ فَاتَتْکَ السَّجْدَةُ (۱۶)

جب تجھ سے رکوع جاتا رہا تو یقیناً تجھ سے سجدہ بھی جاتا رہا۔ یعنی لا يعتد بها وان سجدتها. یعنی اس سجدہ کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اگر چہ تو نے کر لیا۔ (حاشیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَةَ. جس کو رکوع مل گیا یقیناً اس کو سجدہ بھی مل گیا۔ (۱۷) یعنى من ادرك الركوع من الامام فقد ادرك الركعة

Scanned with CamScanner

کاملا وبه اخذ الجمهور. (حاشیہ)

جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا' اس نے پوری رکعت کو پالیا یہی جمہور نے کہا ہے اگرچہ سورۃ فاتحہ کی قرأت رہ جانے سے محرومی تو ہوئی جیسا کہ اگلی روایت میں ہے: وَمَنْ فَاتَهُ قِرَأَةَ اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيْرٌ (۱۸) یعنی من ادرك الركوع و فاتته قراءة الفاتحه فقد فاته ثواب كثير. جس نے امام کو رکوع میں پالیا تو سورت فاتحہ کی قرأت پانے کے ثواب سے تو محروم رہا مگر اس کی رکعت ہو گئی اس روایت کا ابتدائی حصہ بھی وہی ہے جو ماقبل میں گزرا کہ امام مالک کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ السَّجْدَةَ. بہرحال ان احادیث سے اچھی طرح معلوم ہوا! مقتدی پہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے ورنہ رکوع میں شامل ہونے والے کو کبھی رکعت نہ ملتی۔

جس کی نماز عصر فوت ہو گئی' اس کا گھر بار لٹ گیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِىْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ (۲۱)

جس کی عصر کی نماز ضائع ہو گئی' گویا اس کا گھر بار برباد ہو گیا۔

قرآن مجید میں صلوۃ الوسطی یعنی درمیانی نماز سے اکثر مفسرین و شارحین نے نماز عصر ہی مراد لی ہے۔ حدیث مندرجہ بالا کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ اگر کسی کا سارا مال و اسباب چھن جائے اور سارے اہل و عیال ہلاک ہو جائیں تو جتنا صدمہ اس شخص کو ہوگا ایسا ہی صدمہ صاحب ایمان کو نماز عصر کے فوت ہو جانے پر ہوگا بلکہ اس سے زیادہ' کیونکہ وہاں لٹا تو راحت جان کا ساز و سامان اور یہاں تلف ہوا راحت ایمان کا سامان۔ اُس کا صدمہ جان محسوس کر لے گی کہ راحت و آرام میں فرق آ گیا اور اس کا صدمہ ایمان محسوس کرے گا کہ کیا لُٹ گیا ہے۔

؎ عزیز تر ہے عبادات کبریا میں نماز حسین تر ہے ریاضات مصطفیٰ میں نماز
یہ مست جادۂ عہد الست بناتی ہے نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز ادا کر کے سوئے تو ایک بندے سے ملاقات ہوئی جو عصر کی نماز میں شامل نہ ہوا تھا' آپ نے اس سے پوچھا: مَاحَبَسَكَ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ. تمہیں عصر کی نماز سے کس نے روکا؟ اس شخص نے اپنا کوئی عذر بیان کیا جس پر حضرت عمر نے اسے فرمایا: طَفَّفْتَ. تو نے اپنا بہت نقصان کر لیا۔ (۲۲) اى نقصت اجرك بالتاخير بالجماعة. باجماعت نماز نہ پڑھ کر تو نے اپنا اجر گھٹا لیا۔ (حاشیہ ۵' ص ۴)

حضرت یحییٰ بن سعید فرمایا کرتے تھے: اِنَّ الْمُصَلِّىْ لَيُصَلِّى الصَّلٰوةَ وَمَا فَاتَهٗ وَقْتُهَا وَلَمَا فَاتَهٗ مِنْ وَقْتِهَا اَعْظَمُ اَوْ اَفْضَلُ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ (۲۳)

نمازی کو ایسے وقت میں نماز پڑھنی چاہیے کہ اس کا وقت قضا نہ ہو اور اگر وقت قضا ہو گیا یہ (نماز کو وقت پہ ادا کرنا) اس کے گھر بار سے زیادہ عظمت والا تھا۔

؎ نماز کیوں ہوئی اس درجہ کبریا کو پسند کہ جان و دل سے ہے یہ پیارے مصطفیٰ کو پسند
ہر ایک کرتا ہے محبوب کی ادا کو پسند نماز بھی ہے اسی واسطے خدا کو پسند

اسی وجہ سے میں ہر ایک امتی سے کہتا ہوں
کیا آپ کرتے ہیں محبوب کبریا کو پسند
اگر جواب میں ہاں ہے تو پھر بتا دیجئے
کہ کرتے کیوں نہیں پھر ان کی اس ادا کو پسند

حضور علیہ السلام حالت نیند میں بھی سب کی خبر رکھتے ہیں

؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

Scanned with CamScanner

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا: انہیں نماز کے لیے جگا دیا جائے' پس دوسرے حضرات کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جب کہ دھوپ چڑھ گئی۔ بیدار ہونے پر تمام حضرات گھبرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوار ہو کر اس وادی سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا: اس وادی میں شیطان ہے' پس لوگ سوار ہوئے اور اس وادی سے نکل گئے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اترنے اور وضو کرنے کا حکم دیا۔ نیز حضرت بلال کو نماز کے لیے اذان یا اقامت کہنے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز ادا کی' پھر آپ شمع رسالت کے پروانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انہیں خوف زدہ دیکھ کر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض فرما لیا تھا اور اگر وہ چاہتا تو انہیں ہماری طرف کسی اور وقت لوٹاتا' پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا اسے بھول جائے اور اس کی تشویش محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ اسی طرح نماز پڑھ لے جیسے وقت کے اندر پڑھتا ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: بلال کے پاس شیطان آیا جب کہ یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو انہیں لٹا دیا اور برابر تھپکتا رہا جیسے بچے کو تھپکتے ہیں یہاں تک کہ یہ سو گئے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور انہیں وہ بات بتائی جو آپ نے حضرت ابوبکر کو بتائی تھی (حضرت بلال نے) حضور علیہ السلام کی بات کی تصدیق کی۔ پس حضرت ابوبکر عرض گزار ہوئے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔ (حدیث ۲۶)

اس موقع پہ علامہ اقبال کے یہ اشعار بہت مناسب ہیں:

اے تو ما بے چارگاں را ساز و برگ	وارہاں ایں قوم را از ترس مرگ
سوختی لات و منات کہنہ را	تازہ کردی کائنات کہنہ را

در جہانِ ذکر و فکرِ انس و جاں	تو صلوٰۃ صبح تو بانگ اذاں
لذت سوز و سرور از لا الٰہ	در شب اندیشہ نور از لا الٰہ
نے خداہا ساختیم از گاؤ خر	نے حضور کاہناں افگندہ سر
ایں ہمہ از لطف بے پایانِ تست	فکر ما پروردۂ احسان تست
ذکر تو سرمایۂ ذوق و سرور	قوم را دارد بہ فقر اندر غیور
اے مقام و منزل ہر راہرو	جذب تو اندر دل ہر راہ رو

(۲) کِتَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی وصفائی کا بیان)

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سوال کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَرْکَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّاْنَا بِہٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ بِہٖ.

اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی رکھتے ہیں جس سے اگر ہم وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیا کریں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (نہ صرف یہ کہ ان کے وضو' پیاس کا حل بتایا بلکہ ان کی بھوک کا حل بھی بتا دیا اور) فرمایا: ھُوَ الطَّھُوْرُ مَآؤُہُ الْحِلُّ مَیْتَتُہٗ. سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔ (کتاب الطہارۃ کی حدیث ۱۲)

امام زرقانی نے اس حدیث کو اصول اسلام میں سے ایک بہت بڑی اصل قرار دیا۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے میتۃ سے مراد صرف مچھلی لی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں مچھلی (تری کا) اور ٹڈی (خشکی کا) اور دو خون

Scanned with CamScanner

حلال میں جگر اور تلی (مسند احمد، ابن ماجہ، دارقطنی) احلت لنا میتتان و دمان المیتتان الحوت والجراد والدمان الکبد والطحال۔ (حاشیہ ا، ص ۸، مؤطا امام مالک) الغرض سوال کرنے والے نے تو سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارۃً یہ بھی بتا دیا کہ جو پانی تمہارے پاس ہوتا ہے اس سے پیاس بجھالیا کرو اور صراحتاً یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ سمندر کا پانی پاک ہے پاک کرنے والا ہے اور ساتھ ساتھ بھوک کا علاج کرتے ہوئے ان کی غذائی قلت کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

؎ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

٭ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھانا کھایا؟ پھر وضو کر کے نماز ادا فرمائی اور پھر بچا ہوا کھانا تناول فرمایا۔ (۲۵)

قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قبرستان کی طرف نکلے تو فرمایا: ''اے اہل ایمان کی جماعت! تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں، میری آرزو ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں''۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا بلکہ تم میرے ساتھی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو دنیا میں ابھی نہیں آئے بعد میں آئیں گے اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے بعد والے امتیوں کو آپ کس طرح پہچانیں گے؟ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی کا پنج کلیان گھوڑا ہو اور وہ مشکی گھوڑوں میں مل جائے تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان نہیں لے گا؟ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں، فرمایا: تو وضو کے باعث وہ قیامت کے روز پنج کلیان آئیں گے اور

حوض پر میں ان کا پیش رو ہوں گا، پس کسی کو میرے حوض سے دھتکارا نہ جائے گا جیسے گمشدہ اونٹ کو دھتکار دیا جاتا ہے۔ (بعض وہ ہوں گے کہ) میں انہیں بلاؤں گا، ادھر آؤ، ادھر آؤ، پس کہا جائے گا کہ آپ کے بعد انہوں نے (دین کو) بدل دیا تھا، پس میں کہوں گا۔ دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔ (۲۸)

قبروں والے دیکھتے، سنتے اور جواب دیتے ہیں

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اہل قبور کو جب سلام کہنا حدیث سے ثابت ہے اور یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے نہیں ہے، لہٰذا جملہ اہل اسلام کو چاہیے کہ قبرستان جائیں تو قبروالوں کو سلام کہیں، ساتھ یہ بھی معلوم ہوا! قبروں والے سلام کہنے والے کا سلام سنتے ہیں، اسے دیکھتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ باتیں ہماری عقل میں آئیں یا نہ آئیں ورنہ تو ان کو سلام کہنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا، جس طرح کہ شہید کی زندگی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے مگر قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ان کو مردہ نہ کہو بلکہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ قلیب بدر میں پھینکے گئے کافروں سے حضور علیہ السلام نے کلام فرمایا اور جب کسی نے عرض کیا کہ آپ ان سے کلام فرما رہے ہیں جو سن نہیں سکتے تو فرمایا: تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ اسی طرح قبروں میں مدفون مسلمان چونکہ عالم برزخ میں ہیں لہٰذا ان کا جواب سننے کی ہمارے اندر طاقت نہیں ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی برکت سے صلاحیت عطا فرمائی ہے وہ پیالوں سے تسبیح کی آواز بھی سنتے تھے اور پتھروں اور درختوں سے یہ آواز بھی سنتے تھے: السلام علیک یارسول اللہ۔

(رواہ الترمذی والدارمی۔ مشکوۃ حدیث ۵۹۱۹ کتاب المعجزات کی فصل ثانی، حدیث ۵۲)

؎ ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

اچھی طرح وضو کر کے نماز کی ادائیگی گناہوں کا خاتمہ کر دیتی ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اٰنَّهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ. اللہ کی قسم! میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں کہ اگر وہ قرآن مجید میں نہ ہوتی تو کبھی نہ بیان کرتا پھر فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنِ امْرِئٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْئَهٗ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا

کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھے تو دوسری نماز تک اس کے گناہ معاف نہ کر دیئے جاتے ہوں۔

حضرت یحیٰی امام مالک علیہ الرحمۃ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مراد قرآن پاک کی یہ آیت ہے: اقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنت یذھبن السیات. ذٰلک ذکری للذاکرین. اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں (صبح و شام یعنی فجر ظہر اور عصر) اور کچھ رات کے حصوں میں (مغرب وعشاء) بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔ (۲۹)

اگلی حدیث میں ہے کہ وضو کرنے سے اعضائے وضو کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں: ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهٗ نَافِلَةً لَهٗ ' پھر مسجد کی طرف چل کر جانے اور نماز ادا کرنے کا ثواب الگ سے دیا جاتا ہے۔ (۳۰)

اور اس سے اگلی حدیث میں ہے: حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ. یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (۳۱)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو دیکھا جب کہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا تھا کہ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ پایا، پس ایک برتن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا گیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیا، پھر لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت انس فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگشت ہائے مبارک کے نیچے سے بہہ رہا ہے، پس آخری آدمی تک تمام لوگ وضو کر کے فارغ ہو گئے۔ (۳۱) اس حدیث پہ علامہ اختر شاہ جہانپوری کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ ہو۔

''شمع رسالت کے تین سو پروانوں کی نماز عصر قضا ہونے کا مرحلہ ہے۔ جس کا قضا ہونا سب سے خطرناک ہے لیکن پانی سعی بسیار کے باوجود نایاب ہے، آقا علیہ السلام سے صورتحال عرض کی۔ (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) سارے لشکر کا پانی اکٹھا کر کے ایک پیالے میں جمع کیا تو ذرا سا تھا۔ شان آقائی جوش میں آئی، محبوب خدا نے بروقت مشکل کشائی فرمائی، پیالے میں ہاتھ ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے پنجاب رحمت جاری ہو گیا۔ پانی کے فوارے انگلیوں سے ابل رہے تھے، رحمت الٰہیہ کے بادل نرالے رنگ میں برسنے پر مچل رہے تھے، قدر شناس یہ پانی حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے کہ آج وہ پانی مل رہا ہے جو آج تک کسی کو نہ ملا تھا اور نہ چشم فلک کہن نے آج تک ایسا پانی کہیں دیکھا تھا۔ آخری آدمی تک سب نے وضو کر لیا، سب کے دل کی کلی کھلی، منہ مانگی مراد ملی، خدا کا پانی ملا، محبوب خدا کے نائب دست قدرت ہونے کا اعجاز کھلا، جس نے روئے ایمان پر ایقان کا اور غازہ مَلا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا.

اسی لیے ایک حقیقت نگار امام اہل محبت نے کیا خوب فرمایا ہے:

؎ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

باوضو شخص جب نماز کے لیے نکلتا ہے تو......

حضرت نعیم بن عبداللہ مُجمر فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جو میں نے ان سے خود سنا:

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْئَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ فِىْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِنَّهٗ يُكْتَبُ لَهٗ بِاِحْدٰى خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ وَّيُمْحٰى عَنْهُ بِالْاُخْرٰى سَيِّئَةٌ

جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کے ارادے سے نکلا تو جب تک وہ نماز کے ارادے میں ہے' برابر نماز میں شمار ہوتا رہتا ہے اور ہر قدم پر اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر اس کی ایک برائی مٹا دی جاتی ہے۔

(پھر اسی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی اقامت سنے تو دوڑے نہیں کیونکہ زیادہ ثواب (دوڑنے سے نہیں ملتا بلکہ) اس کو ملتا ہے جس کا گھر (مسجد سے) دور ہو۔ پوچھا گیا: لم یا ابا ھریرۃ؟ ایسا کیوں ہے اے ابو ہریرہ؟ قَالَ مِنْ اَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا. زیادہ قدم اٹھانے کی وجہ سے۔ (۳۳)

✷ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اعمال میں سے سب سے بہتر عمل نماز ہے اور ایماندار شخص ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔ (وَخَيْرُ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ) (۳۶)

✷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ (۴۱)

پیکر شرم و حیا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: میں ان کے لیے حضور علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھوں کہ جب کوئی شخص

اپنی بیوی کے قریب جائے اور اس سے مذی خارج ہو تو کیا کرے؟ جب حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ایسی صورت میں وہ اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور نماز کی طرح کا وضو کرے۔ باقی رہا یہ سوال کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود ہی حضور علیہ السلام سے یہ مسئلہ کیوں نہ پوچھ لیا؟ فرماتے ہیں: اس لیے کہ فَاِنَّ عِنْدِىْ اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَسْتَحِىْ اَنْ اَسْاَلَهٗ. کیونکہ میرے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھی تو مجھے حیا آئی کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ مسئلہ پوچھوں۔ (۵۳)

✷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: لَقَدِ ابْتُلِيْتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيْتُ اَمْرَ النَّاسِ' جب سے لوگوں کی ذمہ داری (خلافت و حکومت) میرے سپرد کی گئی ہے میں (تفکرات اور حکومتی ذمہ داریوں کے بوجھ کی وجہ سے) احتلام کی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ (۸۱)

خلیفۂ وقت اپنے کپڑے خود دھو رہے ہیں

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی سواروں کے ساتھ جن میں حضرت عمرو ابن العاص بھی تھے عمرہ کیا' راستے میں رات کے وقت پانی کے قریب اترے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا۔ صبح قریب تھی اور قافلے میں سے کسی کے پاس بھی پانی نہ تھا تو حضرت عمر سوار ہوئے اور پانی کے پاس تشریف لے گئے اور احتلام کے نشانات دھونے لگے یہاں تک کہ اجالا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے عرض کیا:

اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ

آپ نے صبح کر ڈالی ہے حالانکہ ہمارے پاس اور کپڑے موجود ہیں یہ کپڑے دھونے کی بجائے رہنے دیتے' دھلا دیئے جائیں گے۔

حضرت عمر نے فرمایا: اے عمرو بن عاص! تیری بات بڑی عجیب ہے۔ کیا تمام

Scanned with CamScanner

لوگوں کے پاس اسی طرح وافر کپڑے موجود ہیں (جو میں ایسا کروں) خدا کی قسم! اگر میں اس طرح کروں تو یہی طریقہ رائج ہو جائے (اور پھر لوگ مشقت میں پڑ جائیں) لہٰذا جو نشان مجھے نظر آتا ہے میں اسے دھو دیتا ہوں اور جو نظر نہیں آتا اس پہ پانی چھڑک رہا ہوں۔ (۸۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وصحبت کی برکت

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اَلْمَرْاَۃُ تَرٰی فِی الْمَنَامِ مِثْلَ مَا یَرَی الرَّجُلُ اَتَغْتَسِلُ۔ عورت اگر مرد کی طرح خواب میں (احتلام) دیکھے تو کیا غسل کرے؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اُفٍّ لَّکِ وَھَلْ تَرٰی ذٰلِکَ الْمَرْاَۃُ۔ افسوس ہے تجھ پر کیا بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ اس پر حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ وَمِنْ اَیْنَ یَکُوْنُ الشَّبَہُ۔ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو بھلا پھر (بچے کی ماں کے ساتھ) مشابہت کہاں سے آتی ہے۔ (۸۴)

معلوم ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے امہات المومنین اس عارضہ سے محفوظ تھیں ورنہ سوال کرنے کا کیا مطلب؟

ے محمد کی نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

اللہ اور رسول کی برکت سے کہنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر نکلے' جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے' وہ پانی کی جگہ نہ تھی اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا' لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا:

دیکھئے عائشہ نے یہ کیا کیا' رسول خدا اور لوگوں کو ٹھہرا لیا جب کہ یہ جگہ پانی کی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا جب کہ نہ یہ پانی کی جگہ ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مجھے ڈانٹا اور جو خدا نے چاہا وہ کہا اور انہوں نے میرے پہلو میں مکے مارے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے' لہٰذا میں نے ذرا حرکت نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک بغیر پانی کے سوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرما دی' پس لوگوں نے تیمم کیا۔

حضرت اسید بن حضیر نے کہا: اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (یعنی تمہاری کتنی ہی برکتوں سے اہل اسلام پہلے ہی مستفید ہوتے آ رہے ہیں)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ۔ ہم نے اونٹ کو اٹھایا جس پہ میں سوار تھی تو ہمیں ہار مل گیا۔ (۸۹)

جب یہ کہا جائے کہ اللہ اور اس کے رسول کی برکت سے' تو کئی لوگوں کو اس جملے میں بھی شرک دکھائی دیتا ہے اور عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو آل ابی بکر کی برکت کی بات کر رہے ہیں اور ایک سے زائد برکتوں کا تذکرہ کر رہے ہیں' جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آل کی برکت کہا جا سکتا ہے تو امام الانبیاء کی برکتوں کا کون انکار کر سکتا ہے۔ آخر حضرت ابوبکر کو یہ برکات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے تو حاصل ہوئی ہیں اور حضور علیہ السلام کی برکات کے اثرات صرف اس جہاں میں نہیں قبر و حشر میں بھی دیکھے جائیں گے۔

ے فنا عشق محمد میں ہوا ہوں کیا سمجھتے ہو
حیات دائمی لے کر جیا ہوں کیا سمجھتے ہو

فرشتے پوچھیں جب مَنْ رَبُّکَ مَا دِیْنُکَ حافظ
تو کہہ دینا غلام مصطفیٰ ہوں کیا سمجھتے ہو

کیا سال میں صرف دو ہی عیدیں ہیں؟

ابن شہاب نے ابن السباق سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ (کے خطبہ) میں ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ

اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے، پس غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو، تو خوشبو لگانا اس کے لیے نقصان دہ نہیں۔ یعنی خوشبو ضرور لگایا کرو اور مسواک کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (۱۱۳)

سال میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ اگر یوم ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عید کا دن ہے تو اس دن عید کی نماز کیوں نہیں پڑھی جاتی، قربانی کیوں نہیں کی جاتی وغیرہ وغیرہ۔ ایسی باتیں کرنے والے اس حدیث کے بارے کیا کہتے ہیں جب کہ اپنا تو یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں ہر عید، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ملی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام ہی باعث تخلیق کائنات ہیں اور آپ ہی کی آمد سے اس کائنات میں بہار آئی ہے۔

آپ آئیں تو حزیں دل کو قرار آ جائے
غم کی ماری اس روح پہ نکھار آ جائے
آپ کی یاد سے ایماں پہ بہار آئی ہے
آپ آئیں تو بہاروں پہ بہار آجائے

حضور علیہ السلام کی اپنی امت کے ساتھ شفقت ومحبت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت شافع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ

اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا احساس نہ ہوتا تو میں انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا یعنی مسواک کرنے کو ان پہ لازم کر دیتا۔ (۱۱۴)

معلوم ہوا! یہ امر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر موقوف تھا کہ چاہتے تو اپنی امت پر ہر وضو یا ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا فرض فرما دیتے لیکن اس شفیق آقا ﷺ کے قربان جس نے امت کی تنگی کو مدنظر رکھا۔ بعض حضرات جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے فرض کرنے یا حرام ٹھہرانے کا قطعاً اختیار نہیں دیا۔ انہیں ایسی روایتوں کی روشنی میں اپنے گریبانوں کے اندر جھانکنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں کس حد تک مخلص ہیں جب کہ جس کے غلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور محشر کی تپتی ہوئی زمین پر جس کی شفاعت کا آسرا رکھتے ہیں اس کے خداداد اختیارات کو گھٹانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کیا وہ امید رکھتے ہیں کہ حبیب پروردگار کے ساتھ یہ معاندانہ روش رکھنے کے باوجود داورِ محشر ضرور انہیں اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نعرے میں شمار فرمائے گا؟ کیا وہ یقین رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان کی شفاعت فرمائیں گے یا سحقا سحقا ایسے ہی لوگوں سے فرمایا جائے گا؟

قریب ہے یارو روزِ محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

ہر وضو کے ساتھ مسواک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَاَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ

اگر حضور علیہ السلام کو اپنی امت پہ مشقت کا خیال نہ ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم فرماتے۔ (۱۱۵)

اس فرمان کے مطابق فقہ حنفی میں مسواک کو وضو کی سنت قرار دیا گیا نہ کہ نماز کی' لہٰذا ایک وضو (جس میں مسواک کی گئی) کیساتھ اگر چند نمازیں پڑھی گئیں تو ہر نماز کے لیے مسواک کا مطالبہ نہ ہوگا جب تک کہ منہ میں بدبو پیدا نہ ہو ورنہ اس کو ختم کرنے کے لیے مسواک مستقل سنت ہے لیکن اگر وضو میں مسواک نہ کی تو نماز کے وقت کر لے۔ صحیحین کی روایت جس میں مع کل صلوۃ کا ذکر ہے اسی صورت میں ہے جب کہ بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت بھی مع الوضوء کے الفاظ سے ہے۔

مسواک چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین سنت ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق چند مسائل بہار شریعت سے لکھے جا رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا سچا امتی وہی ہے جو آپ کی محبوب چیز کو محبوب سمجھے۔

؎ میں امتی ہوں اپنے رسول کریم کا
جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

مسواک کے بارے میں فقہی مسائل

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ کم سے کم تین تین مرتبہ دہنے بائیں اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھو لے اور مسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو' چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کیوں کہ ایک تو وہ آلہ ادائے سنت ہے لہٰذا اس

کی تعظیم چاہیے' دوسرے آب دہن مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے محفوظ رکھنا چاہیے اسی لیے پاخانے میں تھوکنے کو علماء نے نامناسب لکھا ہے۔

مسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح لے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں مسواک کے اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھے۔

دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے' لمبائی میں نہیں۔ چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔

پہلے داہنی جانب اوپر کے دانت مانجھے پھر بائیں جانب اوپر کے دانت پھر داہنی جانب نیچے کے دانت مانجھے پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔

جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھو لے' یونہی فارغ ہونے کے بعد دھو لے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا سنگین (سخت) کپڑے سے دانت مانجھ لے۔ یونہی اگر دانت نہ ہوں تو انگلی یا کپڑا مسوڑھوں پر پھیر لے۔ (بہار شریعت' ج ۳' ص ۱۰)

روزہ کی حالت میں مسواک کرنا

روزے کی حالت میں مسواک کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں:

رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستاك وھو صائم مالا احصی او عد۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا کہ شمار نہیں کر سکتا۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد' مشکوۃ' باب تنزیہ الصوم)

اور وہ جو حدیث شریف میں ہے: ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسك (متفق علیہ) کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری سے بڑھ کر ہے۔ اس حدیث کی بنا پر امام شافعی علیہ الرحمۃ نے زوال کے بعد مسواک کرنے سے روزے دار کو منع فرمایا ہے جب کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ اس کی اجازت دیتے ہیں

اور فرماتے ہیں: یہ بو جو اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے' یہ معدے سے منہ کی طرف آتی ہے جو کہ مسواک کرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ کیونکہ اہل عرب منہ اور دانتوں کی میل سے پیدا ہونے والی بو کو بخر اور معدہ خالی ہونے کی وجہ سے جو بو آتی ہے اس کو خلوف کہتے ہیں۔ دانتوں کی میل مسواک و منجن سے دور کی جا سکتی ہے۔ بیماری کی بو دواؤں سے اور معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے جو بو پیدا ہوتی ہے وہ کھانے سے دور ہوتی ہے اور تجربہ ہے کہ مسواک کرنے کے بعد بھی روزے دار کے منہ میں بو قائم رہتی ہے جو یقیناً معدہ سے آتی ہے۔ یہاں مرقات میں ہے کہ یہ جملہ ایسے ہی ہے جیسے ماں کہے: میرے بیٹے کا پسینہ کیوڑے اور گلاب سے مجھے زیادہ پیارا ہے۔ (مراۃ ج ۳' ص ۱۳۶)

اسی میں ص ۱۶۹ پہ لکھا ہے کہ عورتوں کے لیے مسواک مکروہ ہے کیونکہ ان کے مسوڑھے کمزور ہوتے ہیں ان کے لیے علک' سکڑا' انگلی' موٹا کپڑا مسواک کے قائم مقام ہے۔ مردوں کے لیے مسی اور سکڑا ملنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔ الغرض امام مالک اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں روزے میں ہر وقت ہر قسم کی مسواک بلا کراہت جائز ہے۔ خواہ زوال سے پہلے کرے یا بعد میں' تر مسواک کرے یا خشک۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت

باقی رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طور والا واقعہ کہ انہوں نے تیس دن کے روزے رکھنے کے بعد مسواک کر لی تو دس دن اور روزے رکھنے کا حکم دیا گیا (وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر) تو یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے ورنہ مسواک کرنے سے روزے کی قضا اور پھر دس روزے رکھنے کا حکم کسی امام کے ہاں نہیں ہے۔

یاد رہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو ایسی ہی پیاری ہے جیسے نمازی کے قدموں کا غبار' اگر نمازی اپنے قدموں پہ ویسے ہی غبار ڈال لے تو ثواب نہ ہوگا اسی

طرح اگر فی سبیل اللہ قدموں پہ پڑھنے والی گرد جھاڑ لے تو ثواب کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر روزے دار بتکلف منہ میں بو پیدا کرے گا تو ثواب نہ ملے گا اور اگر مسواک کر لے گا ثواب کم نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بیہقی' ابن حبان اور طبرانی وغیرہ میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا روزے کی حالت میں معمول یہ تھا کہ وہ ہر وقت مسواک کر لیتے تھے۔ دار قطنی میں حضرت عائشہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: روزے دار کا بہترین مشغلہ مسواک ہے۔ طبرانی میں حضرت عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں روزے کی حالت میں مسواک کر سکتا ہوں' فرمایا: ہاں! پوچھا دن کے کس حصے میں؟ فرمایا: ہر حصے میں۔

(مراۃ' ج ۳' ص ۱۶۵)

(۳) کِتَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کا بیان)

اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہہ رہا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ'

جب تم اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ (۲)

حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح حی علی الفلاح کے جواب میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں اور ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ بھی جب کہ الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت وبررت کہا جائے گا۔ اذان کا حقیقی جواب تو مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز پڑھنا ہے اور زبان سے جواب دینا بہرحال مستحب ہے۔ حدیث میں اذان کے جواب پر دخول جنت کا وعدہ ہے۔ اذان کے بعد دعا (اللھم ربّ ھذہ الدعوۃ

Scanned with CamScanner

التامہ......) پڑھنے والے کے لیے حضور علیہ السلام کی شفاعت حلال ہو جاتی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ جو اذان سن کر یہ کلمات کہے: اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا۔ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا۔ اللہ تعالیٰ اس (نماز) کو قائم و دائم رکھے۔

اذان و اقامت میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انگوٹھے چومنا

اس بارے میں اس سے پہلے کئی کتب میں مختلف بزرگان دین وملت کے الفاظ لکھے جا چکے ہیں بمطابق ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ یہاں علامہ اختر شاہ جہانپوری کے قلم حقیقت رقم سے نکلنے والے الفاظ لکھے جا رہے ہیں۔ آپ اسی حدیث کے تحت مؤطا امام مالک کا ترجمہ لکھ کر حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں مرتبہ آنکھوں سے لگائے اور ساتھ ہی پہلی شہادت کے جواب میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری شہادت کے جواب میں اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ کہے تو بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے قیامت کے دن صفوں میں تلاش فرمائیں گے۔ ہم گناہگاروں‘ بے سہاروں کو اور کیا چاہیے؟ ایسی جملہ روایات کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک رفع ثابت ہے۔ اگر بوجہ استحباب کوئی اس فعل کا تارک ہو تو گناہگار نہیں لیکن ایسے فعل سے محروم رہا جو بڑا بابرکت اور سرور قلب و جان نیز باعث ازدیادِ نور ایمان ہے کیونکہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کس ہستی کا نام سن کر جن کی خاک پا کے لیے نوری مخلوق بھی ترستی ہے اور ہر وقت ان پر صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتی رہتی ہے۔ اگر کوئی اس ایمان افروز شیطنت سوز فعل کو ناجائز بتاتا اور اسے

روکنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتا پھرتا ہے تو اس مرحلے پر ضرور یہ غور کرنا ہوگا کہ اس کی اس ساری کوشش کی تہہ میں کون سا جذبہ کارفرما ہے؟ ایک صاحب ایمان نے ورفعنا لك ذكرك کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا‘ کانوں سے سنا اور فرطِ عقیدت میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بجا لایا کہ نور ایمان اور جلا پائے اس کے دین و ایمان کی کھیتی بہاروں سے ہمکنار ہو جائے اس راحت قلب و جگر کا نام نامی و اسم گرامی سن کر چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ محبوب پروردگار سے تعلق خاطر کا ایمان افروز منظر سب کو دکھایا اور عملاً دوسروں کو اس پر اکسایا‘ بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ صاحب کوثر و تسنیم کی تعظیم ومحبت کا ایک اور ٹھنڈا میٹھا جام پلایا۔ ہائے افسوس کہ منکر کو یہ ایمان افروز شیطنت سوز منظر پسند نہ آیا۔ ایسے تمام حضرات کو ٹھنڈے دل سے اپنی متاع ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں جوش تعصب میں اسے گنوا تو نہیں بیٹھے اگر خدانخواستہ یہی متاع عزیز ضائع کر دی تو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف اور کیا چیز ساتھ جائے گی؟ اس کے سواء اور کون سی چیز ہے جو میدان قیامت میں کام آئے گی؟ دوستو! ایمان سلامت ہے تو سب کچھ پلے ہے اور یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعی اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

دین اسلام‘ مسلمان کی عزت نفس کا محافظ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا فَاِنَّ اَحَدَكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ (٤)

جب نماز کے لیے بلایا جائے تو دوڑ کر نہ آؤ (تاکہ مسجد کا احترام بھی

برقرار رہے اور تمہاری عزت نفس بھی مجروح نہ ہو) بلکہ اطمینان سے آؤ پس جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے وہ (بعد میں اکیلے) پوری کرلو کیونکہ تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب نماز کا قصد کر رہے ہوتے ہو۔

✳ موذن کی آواز جہاں جہاں تک جاتی ہے تمام مخلوق قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔(۵)

✳ دو ساعتیں ایسی ہیں کہ ان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے (۱) جب اذان ہو (۲) اللہ کی راہ میں جب جہاد کے لیے صف بنائی جاتی ہے (نمبر ۷) حضرت سہل بن سعد ساعدی کا فرمان۔

✳ حضرت نافع فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اقامت کی آواز سنی جب کہ وہ بقیع میں تھے تو مسجد کی طرف تیزی سے چلنے لگے۔(۹)

اکیلے بندے کے ساتھ نماز میں فرشتوں کی شرکت

حضرت سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے: مَنْ صَلّٰی بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ صَلّٰی عَنْ يَّمِيْنِهٖ مَلَكٌ وَّعَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ فَاِذَا اَذَّنَ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اَوْ اَقَامَ صَلّٰی وَرَآءَهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اَمْثَالُ الْجِبَالِ

جو شخص چٹیل میدان میں نماز ادا کرے تو اس کی دائیں اور بائیں جانب ایک ایک فرشتہ آکر نماز ادا کرتا ہے اور اگر وہ اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا کرے تو اس کے پیچھے پہاڑوں کی طرح (کثیر تعداد میں) فرشتے آکر نماز پڑھتے ہیں۔(۱۳)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے
خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

✳ حضور علیہ السلام نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور اور مرسلات کی تلاوت

فرمائی۔(۲۳-۲۴)

✳ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مغرب کی تیسری رکعت میں (بطور دعا) ربنا لاتزغ قلوبنا...... پڑھی جب کہ پہلی دو رکعتوں میں قصارِ مفصل کی سورتیں پڑھیں۔(۲۵) نیز آپ رضی اللہ عنہ نے فجر کی دو رکعتوں میں پوری سورۂ بقرہ پڑھی (۳۳) حضرت عمر فجر کی نماز میں سورۃ یوسف اور سورۃ حج پڑھتے (۳۴) جب کہ حضرت عثمان بھی نماز فجر میں سورۂ یوسف اکثر پڑھتے تھے۔(۳۵)

سورۂ فاتحہ کی کسی آسمانی کتاب میں کوئی مثال نہیں

حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی جب کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے اپنا دست کرم ان کے ہاتھ پہ رکھا جب کہ وہ مسجد کے دروازے سے نکلنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَعْلَمَ سُوْرَةً مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْقُرْاٰنِ مِثْلَهَا

مجھے امید ہے کہ تم مسجد سے نہیں نکلو گے حتیٰ کہ ایک ایسی سورت جان لو کہ جس کی مثل سورۃ نہ تورات میں اتاری گئی نہ انجیل میں اور نہ قرآن میں۔

حضرت ابی کہتے ہیں کہ میں اسی خواہش میں آہستہ چلنے لگا اور پھر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! وہ سورت جس کے بتانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کون سی ہے؟ فرمایا: كَيْفَ تَقْرَاُ اِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلٰوةَ جب تو نماز شروع کرتا ہے تو کیسے قرأت کرتا ہے؟ حضرت ابی نے سورۂ فاتحہ پوری پڑھ دی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: هِيَ هٰذِهِ السُّوْرَةُ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُعْطِيْتُ۔ یہی ہے وہ سورت یہی سبع مثانی (نماز میں بار بار پڑھی جانیوالی سات آیات) ہے اور قرآن عظیم

Scanned with CamScanner

ہے جو کہ مجھے عطا کیا گیا۔(۳۷) معلوم ہوا! سورۃ فاتحہ کی قرأت قرآن ہی کی قرأت ہے اور امام کا اس کو پڑھنا حکمی طور پر مقتدی ہی کا پڑھنا ہے۔ مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَ ةٌ لہٰذا یہ کہنا کہ قرأت سے مراد سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرآن مجید پڑھنا ہے درست نہیں ہے۔

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے

وہب بن کیسان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: مَنْ صَلّٰی رَکْعَةً لَمْ یَقْرَاْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔ جس نے نماز کی ایک بھی رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ (ام القرآن) نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر امام کے پیچھے(۳۸)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز سری ہو یا جہری مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ امام کی قرأت حکماً مقتدیوں کی قرأت بھی ہے اور وہ بارگاہِ خداوندی میں پوری قوم کی طرف سے تلاوت قرآن مجید کر رہا ہے۔ اگر مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ضروری ہوتا تو امام جو سورت اس کے بعد پڑھتا ہے اس کا پڑھنا بھی یقیناً ضروری ہوتا۔ مقتدی بظاہر تو امام کے پیچھے فاتحہ اور دوسری سورت کا تارک نظر آئے گا لیکن حقیقت میں وہ امام کی وجہ سے عنداللہ قاری شمار ہوتا ہے کیونکہ امام اپنے سارے وفد کی جانب سے قرأت کر رہا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب نظر بزرگ نے اس سلسلے میں یوں تصریح فرمائی ہے:

''جب حنفی مذہب کے ترک قرأت کی حقیقت کو مجھ پر ظاہر فرمایا گیا تو بصیرت کی نظر سے قرأت حقیقی سے قرأت حکمی زیادہ زیبا نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی اس وقت سب مقام مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں اور امام کو انہوں نے اس کام کے لیے پیشوا بنایا ہوا ہوتا ہے' پس امام جو کچھ کہتا ہے وہ قوم کی زبان میں کہتا ہے' جیسے کسی عظیم بادشاہ

کے سامنے کوئی جماعت اپنی ضرورت کے تحت پیش ہو اور ایک آدمی کو اپنی طرف سے لیڈر بنالے کہ اس کی جانب سے عرض حاجت کرے۔ اس کے دوران عرض دوسرے لوگوں کا کلام کرنا بے ادبی میں داخل اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا' پس اس ساری جماعت کو وہ حکمی تکلم جو پیشوا کی زبان سے ادا ہو رہا ہے وہ ان کے حقیقی تکلم سے بہتر ہے۔ یہی حال امام کی قرأت کے ساتھ لوگوں کی قرأت کا ہے کہ وہ شور و شغب میں شمار' ادب سے دور اور تفرقے کا موجب ہے جو اجتماعیت کے منافی ہوتا ہے۔

(مبدء و معاد' مطبوعہ کراچی' ص ۵۳' ۵۴)

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ دل میں پڑھی جا سکتی ہے

امام مالک علیہ الرحمۃ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے' وہ یہ ہے القراءۃ خلف الامام فیما لایجھر فیه بالقراءۃ۔ امام کے پیچھے اس نماز میں قرأت کرنا کہ جو جہری نماز نہیں ہے اس سے معلوم ہوا! جہری نماز میں تو سورۃ فاتحہ بالکل ہی نہ پڑھی جائے گی نہ دل میں نہ زبان سے بلکہ پوری توجہ کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر قرأت سنی جائے گی۔ ہاں سرّی نماز میں دل کے اندر پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسائب سے فرمایا: اِقْرَءْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ یَا فَارِسِیُّ۔ اے فارسی دل میں پڑھ لیا کر اور یہ بھی لازم نہیں ہے ورنہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت نہ ہوئی حالانکہ بالاتفاق جو رکوع میں شامل ہوا اس کی رکعت ہو جاتی ہے۔ اب ایمان افروز حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ تو وہ نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناقص ہے' نامکمل ہے۔ ابوسائب نے کہا: اے ابوہریرہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ وہ فرماتے ہیں: انہوں نے میرا بازو دبایا اور فرمایا: اے فارسی! دل میں پڑھ لینا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ایک حصہ میرے لیے ہے اور ایک میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی جب وہ کہتا ہے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ بندہ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے۔ بندہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو ملے گا جو اس نے مانگا۔ وہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا ہے تو یہ میرے بندے کے لیے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا۔ (۳۹)

✻ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔ (۴۳)

نماز میں حضور علیہ السلام پر سلام بھیجنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ان الفاظ پہ مشتمل تشہد اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ......) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے سکھایا اور حضرت عمر، حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی تشہد میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ (۵۸-۵۷-۵۶-۵۵)

کاش کہ اندر نمازم جاشود پہلوئے تو
تا بتقریب سلام افتد نظر بر روئے تو

امام غزالی علیہ الرحمۃ اس سلام کے بارے میں فرماتے ہیں: احضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصه الکریم فقل السلام علیك ایها النبی حضور علیہ السلام اور آپ کی صورت کو اپنے دل میں حاضر کر کے آپ پر سلام بھیج

(احیاء العلوم، ج ۱، ص ۱۴۴) کیونکہ

در رہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۴۰۱ پہ لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت اور ہر وقت میں اہل ایمان کا نصب العین اور عابدوں کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک رہے ہیں اور خاص طور پر عبادت کی حالت میں کیونکہ نورانیت وانکشاف کا وجود اس وقت زیادہ اور قوی ہوتا ہے اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کی وجہ سے ہے جو موجودات کے تمام ذروں اور ممکنات کے جملہ افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے (جیسے جسم میں روح) پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو نمازیوں کی ذات میں بھی موجود و حاضر ہیں، پس نمازی کو چاہیے کہ اس بات سے آگاہ رہے اور اس مشاہدہ سے غافل نہ بنے تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے نورانیت وفیض پا سکے (خدا ہمیں یہ انوار و اسرار نصیب فرمائے) آمین۔

کون کہتا ہے آقا صرف مدینے میں ہیں
میری آنکھوں میں ہیں میرے سینے میں ہیں
جلوۂ مصطفیٰ ہو اگر سامنے
لذتیں کس قدر اشک پینے میں ہیں

کیا یہ شرک ہے؟

علامہ شاہ جہانپوری حضرت نافع سے مروی تشہد کے الفاظ میں السلام علیک ایھا النبی کی بجائے السلام علی النبی کے الفاظ پہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''جن لوگوں نے برضا ورغبت بارگاہ رسالت سے دوری ومجبوری کو اپنا مقدر بنا لیا ہے اور ہمہ وقت دعوئ اسلام وادعائے مسلمانی کے باوجود توہین وتنقیص شان رسالت پر ادھار کھائے

Scanned with CamScanner

بیٹھے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ نافع مولی ابن عمر کے منقولہ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کی جگہ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ہے۔ بس پھر کیا ہے' مبتدعین زمانہ نے گویا سب کچھ پالیا' اسی سے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے کا ایٹم بم بنالیا۔ چیختے چلاتے ہیں کہ جو نبی کو حاضر سمجھ کر سلام کرے گا وہ ہمارے شرک کے سمندر میں ڈوب مرے گا۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے لیے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور شیطان مردود کافی ہے کیونکہ انہوں نے جان کھینچ لینی ہے اور اس نے ایمان۔ دریں حالات کسی تیسرے کی ضرورت ہی کیا کہ وہ حاضر و ناظر ہوتا پھرے۔ قبل از وقت فارغ ہو بیٹھے۔ اگر اس دارالعمل سے کچھ پاس پلے رکھیں تو نگران کی ضرورت محسوس ہو۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ والے زمرے سے کسی کا دامن تھام لیں اور ان سب کا آقا و مولیٰ بلکہ سارے آقاؤں کے ملجا و ماویٰ کے در پر پڑے رہیں۔ ان کے ہو گئے تو خدا کے ہو گئے اور ان کے نہ ہوئے تو خدا کے نہ ہوئے:

ے بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لیکن اس شرک فروش خانہ بدوش قبیلے کے دماغ میں صرف ایک بات سمائی ہے اور ہر ایک اس کا سودائی ہے کہ مسلمانوں کو مشرک کس طرح قرار دیا جائے۔ ان حضرات نے شرک کی تعریف اور حد بندی میں وہ دھاندلی کی ہے کہ اگر ان کرم فرماؤں کی تعریف کو تسلیم کر لیا جائے تو اس زمین پر پیدا ہونے والے کسی مسلمان کو مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی معلم شرک قرار پا جائیں گے حتیٰ کہ معلوم ہونے لگے گا کہ خدا کو بھی توحید سے زیادہ شرک پسند ہے۔ غرضیکہ شرک کی ایسی حد بندی اور تعریف کی ہے کہ اسلام و کفر کو ملا کر بظاہر خوشنما معجون تیار کر دی لیکن اسے کھاتے ہی ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فتنوں سے ہر مسلمان کو بچائے تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے اور فتنہ

پردازوں کو بھی ہدایت دے تاکہ ہر مسلمان اس ایمان و عقیدے پہ رہے کہ

ے من از تو ہیچ مرا دے دگر نمی خواہم
ہمی قدر بکنی کز خودم جدا نہ کنی

نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنا

امام محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا: کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر آخری دو رکعتیں پڑھائیں اور ایک سلام پھیرا اور پھر پہلے سجدے جیسا یا اس سے لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا' تکبیر کہی اور پہلے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا دوسرا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا۔ (۶۰-۵۹-۵۵)

اصحاب معانی نے اس حدیث کی دوسری روایت (جس میں حضرت ذوالیدین کے یہ الفاظ ہیں: اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ۔ یارسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ جس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ۔ کچھ بھی نہیں ہوا) سے یہ قانون اخذ کیا ہے ان لفظة كل اذا تقدم على النفي كان نفيا لكل فرد کہ لفظ کل جب نفی پہ مقدم ہو تو ہر فرد کی نفی مراد ہوتی ہے۔ (تمام البحث فی المطول' حاشیہ' ص ۳۳ موطا امام مالک) اور مناطقہ نے اس جملہ سے سالبہ کلیہ کی نقیض بیان کی ہے کہ كل ذلك لم يكن سالبہ کلیہ ہے اور اس کی نقیض قد كان بعض ذلك موجبہ جزئیہ آ گئی۔ (اس حدیث کا نمبر ۵۹ ہے)

ے جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

سجدۂ سہو کے بارے میں ایک وضاحت

آج کل سجدہ سہو کے بارے میں تجاہل عارفانہ سے کام لے کر یہ کلیہ گھڑ لیا گیا ہے کہ جہاں قرأت کی کوئی غلطی ہوئی تو اس پر سجدہ سہو کر لیا اور سمجھ بیٹھے کہ تلافی ہو گئی حالانکہ سجدۂ سہو قرأت ہی سے خاص نہیں بلکہ سجدہ سہو تو پوری نماز کی غلطیوں سے متعلق ہے۔ نماز میں واقع ہونے والی غلطیوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کی ترتیب یوں ہو سکتی ہے:

اولاً: وہ غلطیاں جن کے واقع ہونے سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے لیکن سجدہ سہو کرنا لازم نہیں آتا' جیسے کوئی ثناء پڑھنا بھول گیا یا نماز میں رکوع یا سجدے کی تسبیح نہ پڑھی۔ یہ امور سنت ہیں اور ترک سنت سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا خواہ وہ دانستہ واقع ہو یا نادانستہ۔

ثانیاً: وہ غلطیاں جو سہواً واقع ہو جائیں تو حضرات احناف کے نزدیک سجدہ سہو کرنا لازم آتا ہے اور غلطی کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطیاں تین قسم کی ہیں (۱) سہواً کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہونا۔ (۲) سہواً کسی واجب کا ترک ہو جانا (۳) سہواً کسی واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو جانا (یا اس کا تکرار ہو جانا) ان میں سے اگر کسی غلطی کا قصداً اور دانستہ وقوع ہوا تو اب سجدہ سہو سے تلافی نہیں ہوگی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی کتنے ہی امام بننے والے حضرات دریں ایام نماز کے فرائض و واجبات سے بے خبر ہیں لیکن امامت کو ذریعہ معاش بنا کر اپنی اور لوگوں کی نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ناخلف ہیں اور وہ جہنم کی غی نامی وادی میں پھینکے جائیں گے۔

ثالثاً: وہ غلطیاں جن کے واقع ہونے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے دوران نماز سلام و کلام کیا یا کھا پی بیٹھا' خواہ اس فعل کا وقوع دانستہ ہو یا نادانستہ ہر حال میں نماز

ٹوٹ جاتی ہے۔ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اور سجدۂ سہو سے کچھ نہیں بن سکے گا۔ اسی طرح نماز پڑھی جس کی چار رکعتیں تھیں اور سلام پھیرنے کے بعد کلام بھی کر لیا اس کے بعد یاد آیا کہ تین یا پانچ رکعت پڑھی ہیں۔ یہ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اب سجدۂ سہو سے کچھ نہیں ہوگا۔

رابعاً: قرأت کی وہ غلطیاں جن کے واقع ہونے سے کفر لازم آ جاتا ہے۔ یہ غلطیاں اہل علم حضرات سے معلوم کر لی جائیں کیونکہ ان کا مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی سے ایسی غلطی ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہو گئی بلکہ وہ شخص اسلام کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے' چاہیے کہ فوراً توبہ کرلے' از سر نو دائرۂ اسلام میں آئے اور پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سجدہ کرنے سے شیطان رسوا ہو جاتا ہے

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک پڑ جائے اور یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تین یا چار (اگر پہلی بار ہوا ہے تو نئے سرے سے پڑھے۔ اگر کوئی جہت غالب ہے مثلاً تین یا چار میں زیادہ گمان چار کا ہے تو چار ہی سمجھے اور اگر دونوں جہتیں برابر ہیں یعنی شک کی کیفیت ہے تو جانب اقل کو ترجیح دیتے ہوئے) ایک رکعت اور پڑھ لے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے اگر یہ پانچویں بھی ہوئی تو (آخری التحیات بیٹھنے کی صورت میں) دو سجدے اس کے ساتھ مل جائیں گے اور یہ (نفلی) دوگانہ ہو جائے گا اور اگر حقیقت میں یہ چوتھی رکعت ہے۔ فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ' پس دو سجدے شیطان کی ذلت و رسوائی کا باعث بن جائیں گے۔ (اس بارے میں تفصیل دیکھیے مؤطا امام مالک عربی' حاشیہ ۶' ص ۳۳ (حدیث ۶۲)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

Scanned with CamScanner

صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شامی چادر تحفے میں بھیجی جس میں نقش ونگار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کے ساتھ نماز پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا: (اے عائشہ) رُدِّیْ ھٰذِہِ الْخَمِیْصَۃَ اِلٰی اَبِیْ جَھْمٍ۔ یہ چادر ابوجہم کو واپس لوٹا دے۔ فَاِنِّیْ نَظَرْتُ اِلٰی عَلَمِھَا فِی الصَّلٰوۃِ فَکَادَ یَفْتِنُنِیْ۔ میں نے اس کے نقش ونگار دیکھے تو قریب تھا کہ مجھے نماز میں بھول ہو جاتی۔ (۶۷) چنانچہ وہ چادر ابوجہم کو دے کر وہی پہلے والی سادہ چادر لے لی گئی۔ (۶۸)

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

اس پر دو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دو واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک چڑیا اڑ کر باغ سے باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی، وہ اس بات سے خوش ہوئے اور کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر جب نماز کا خیال آیا تو بھول گئے کہ کتنی پڑھی ہے۔ فرمایا: میرے اس مال نے مجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے، پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ واقعہ عرض کر دیا جو باغ میں پیش آیا اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ باغ راہ خدا صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں اسے خرچ فرمائیں۔ (۶۹)

(۲) حضرت عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنے باغ قف مقام میں نماز پڑھ رہے تھے جو مدینہ منورہ کی ایک وادی ہے جب کہ پھل پک کر لٹکے ہوئے تھے اور ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں، انہوں نے ایک طرف دیکھا اور پھلوں کو دیکھ کر خوش ہوئے، پھر جب نماز کا خیال آیا تو یاد نہ رہا کہ کتنی رکعات پڑھیں، فرمایا: میری اس مال سے آزمائش ہوئی ہے، لہٰذا وہ خلیفۂ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ سنایا اور کہا: وہ باغ صدقہ ہے، پس اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کیجئے، تب حضرت عثمان نے اسے پچاس ہزار میں بیچ دیا تو اس باغ کا نام پچاس ہزارہ پڑ گیا۔ (۷۰)

(۴) کِتَابُ السَّھْوِ

(نماز میں بھول جانے کا بیان)

امت کی بھول اور نبی علیہ السلام کی بھول میں فرق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر بھلانے لگتا ہے، یہاں تک کہ اسے نہیں یاد رہتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے، لہٰذا جب ایسی صورتحال پیدا ہو جائے تو بیٹھ کر سہو کے دو سجدے کر لے (۱) معلوم ہوا! امتی کا نماز میں بھولنا شیطان کی طرف سے ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بھول کے بارے میں ارشاد فرمایا: اِنِّیْ لَاُنْسٰی اَوْ اُنَسّٰی لِاَسُنَّ میں اس لیے بھلایا جاتا ہوں تاکہ سنت قائم ہو جائے (۲) کہ کوئی نماز میں بھولے تو نماز کو کس طرح مکمل کرنا ہے، لہٰذا حضور علیہ السلام کا بھولنا بھی خدا کی طرف سے ہے اور جب کوئی اس سنت کے مطابق نماز مکمل کرے گا تو اس کو سنت کا ثواب بھی عطا کیا جائے گا۔

آپ کا نام جب وردِ زباں ہوتا ہے
بھول جاتا ہوں درد کہاں ہوتا ہے

(۵) کِتَابُ الْجُمُعَۃِ (جمعۃ المبارک کا بیان)

✳ جمعہ کے لیے پہلے آنے والے کو جب کہ وہ غسل کر کے آئے اونٹ کی قربانی جتنا ثواب پھر گائے کی قربانی کا پھر دنبے کی قربانی کا پھر مرغ صدقہ کرنے کا

ثواب پھر انڈا خیرات کرنے کا ثواب فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ. اور جب امام (خطبہ کے لیے) نکل آتا ہے تو فرشتے وعظ سنتے ہیں (یعنی پھر عام نماز جتنا ثواب ملتا ہے) (۱)

✱ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ' جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔ (۵) اس حدیث سے جمعہ کے دن غسل کا وجوب منسوخ اور استحباب ثابت ہو رہا ہے اور یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے۔ تفصیل دیکھیے شرح معانی الآثار از امام ابوجعفر طحاوی علیہ الرحمۃ میں۔ امام مالک کے ہاں غسل جمعہ نہ صرف ضروری ہے بلکہ اگر جمعہ کی نماز سے کافی دیر پہلے غسل کیا مثلاً جمعہ کے دن صبح کے وقت غسل کیا تو وہ فرماتے ہیں: یہ غسل نماز جمعہ کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ دوبارہ غسل کرے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کے اسی مذکورہ فرمان سے دلیل پکڑی ہے۔ ہاں اگر جلدی یا بدیر غسل کیا لیکن جمعہ کی نیت سے کیا تو امام مالک فرماتے ہیں: یہ غسل اس کے لیے کافی ہوگا اگر وضو ٹوٹ بھی جائے تو صرف وضو کر لینا کافی ہے غسل کو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ساری تفصیل اسی حدیث نمبر ۵ کے تحت لکھی ہوئی ہے۔

صفوں کی درستگی' خطبہ جمعہ کا بیان اور حضرت عثمان بن عفان

حضرت مالک بن ابو عامر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب بھی (جمعہ کا) خطبہ ارشاد فرماتے تو بہت کم ہی ایسا ہوتا کہ آپ نے یہ نہ فرمایا ہو۔

اِذَا قَامَ الْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا......

جب امام جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہو تو غور سے سنو اور چپ رہو ...... کیونکہ خاموش رہنے والا اگر خطبہ نہ بھی سن سکے تو اس کو خطبہ سننے والے جتنا ہی ثواب ملتا ہے' پھر فرماتے:

فَاِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بِالْمَنَاكِبِ فَاِنَّ اعْتِدَالَ

الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ...... جب نماز کی اقامت کہی جائے تو صفوں کو سیدھا کر لیا کرو اور کندھوں کو برابر کر لیا کرو کیونکہ صفوں کو برابر (سیدھا) کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے...... پھر جس شخص کو آپ نے صفیں سیدھی کرنے پہ مامور کیا ہوتا تھا جب تک وہ آ کر بتا نہ دیتا کہ صفیں سیدھی ہو گئی ہیں تب تک آپ تکبیر تحریمہ نہ کہتے۔ (۸)

✱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دوران خطبہ دو بندوں کو باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو ان کو خاموش کرانے کے لیے آپ نے کنکریاں ماریں۔ (۹)

✱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فاسعوا الی ذکر اللہ کی جگہ فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا کرتے تھے (۱۳) امام مالک فرماتے ہیں: یہاں سعی سے مراد چلنا یا دوڑنا نہیں بلکہ عمل اور فعل ہے یعنی کوئی شخص سواری پہ بیٹھ کر بھی جمعہ کی ادائیگی کے لیے جائے گا تو سعی پائی گئی' اسی طرح کوئی شخص کشتی میں سوار ہو کر جمعہ کی ادائیگی کے لیے جا رہا ہے اور خرید و فروخت بھی کر رہا ہے تو وذروا البیع کی خلاف ورزی نہیں ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ سعی پائی جا رہی ہے۔

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟

حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کوہ طور کی جانب نکلا تو کعب احبار سے میری ملاقات ہوئی' میں ان کے پاس بیٹھ گیا وہ مجھے توریت کے بیانات سناتے اور میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سناتا۔ احادیث بیان کرتے ہوئے میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے جمعہ کا دن بہتر ہے (کیونکہ) اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے' اسی میں جنت سے اتارے گئے' اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی میں وفات پائی اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ جنوں اور انسانوں کے سوا کوئی جاندار ایسا نہیں جو (جمعہ کے دن) صبح صادق سے طلوع آفتاب تک قیامت کے خوف سے چوکنا نہ رہتا ہو اور اس میں

Scanned with CamScanner

ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان نماز کی حالت میں اسے پائے تو جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اسے عطا فرما دیا جاتا ہے۔ کعب نے کہا: سال میں ایک دن ایسا ہوتا ہے تو میں نے کہا: (نہیں) ہر جمعہ میں، پس کعب نے توریت پڑھی اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: پھر میں بصرہ بن ابو بصرہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کوہ طور سے۔ کہا: اگر آپ اس کی طرف جانے سے پہلے مجھے مل لیتے تو نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نہ تیار کی جائیں سواریاں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد ایلیا یا بیت المقدس کی طرف حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی تو میں نے ان سے کعب احبار کے پاس بیٹھنے اور جو جمعہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا: کعب یہ کہتے تھے کہ ایسا سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا: کعب نے غلط بیان کی۔

میں نے کہا: پھر کعب نے توریت پڑھ کر کہا: ہاں وہ ہر جمعہ میں ہے، پس حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: کعب نے سچ کہا، پھر حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: میں جانتا ہوں وہ کون سی ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: مجھے اس کے بارے میں بتائیے اور بخل سے کام نہ لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: جمعہ کے روز آخری ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: وہ جمعہ کی آخری ساعت کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں پاتا بندۂ مسلم اس کو مگر نماز پڑھتے ہوئے'' اور یہ (دن کی آخری ساعت) وہ ساعت ہے جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: جو نماز کے انتظار میں بیٹھے۔ وہ نماز میں شمار ہوتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: فهو ذلك پھر وہ یہی ساعت ہے۔ (۱۶)

اس ساعت کے بارے میں بیالیس اقوال ہیں جن میں سے دو زیادہ قوی ہیں۔

(۱) امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک ہے (۲) نماز عصر سے مغرب تک ہے۔

روضۂ اقدس کی نیت کر کے سفر کرنا

مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ...... نہ تیار کی جائیں سواریاں مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کا مطلب یہ ہے کہ ان مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف اس نیت سے سفر نہ کیا جائے کہ وہاں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ملے گا۔ اس پر جامع قسم کا تبصرہ ملاحظہ ہو علامہ شاہ جہانپوری کے قلم سے آپ لکھتے ہیں:

''اس حدیث اور لاتشدالرحال کو لے کر علامہ ابن تیمیہ حرانی (المتوفی ۷۲۸ھ) نے ذوالخویصرہ کی مردہ ہڈیوں کو جمع کیا اور اس کے مشن کو زندہ کر کے روضہ مطہرہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے سفر کو ناجائز و حرام قرار دیا حالانکہ بیت اللہ قبلۂ اجسام ہے تو روضۂ اطہر قبلۂ ایمان ہے، جسم اُدھر جھکتے ہیں تو اہل ایمان کے دل اِدھر جھکتے ہیں وہاں فرشیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو یہاں ہر وقت ستر ہزار عرشیوں کا اجتماع رہتا ہے۔ اُدھر منہ کر کے سجدے ہو رہے ہیں تو اِدھر نگاہیں جھکا کر عرش و فرش سے صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کیے جا رہے ہیں، شمع رسالت کے پروانے تو زبان حال سے ہر وقت یوں گویا رہتے ہیں۔

مرحبا اے پیک مشتاقاں بدہ پیغام دوست
تا کنم جانِ از سر رغبت فدائے نام دوست

ایک خطرناک مشن

علامہ ابن تیمیہ کا مشن ایمان کیخلاف ایک بھرپور سازش تھی جس کا حکومت وقت نے نوٹس لیا اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے زیر زمین دفن کر دیا۔ کئی صدیوں تک فضاؤں

Scanned with CamScanner

میں خاموشی رہی لیکن بارہویں صدی ہجری میں یہ فتنہ نجد سے پھر اٹھ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مخبر صادق نے فرمایا تھا: هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطن۔ ایک صدی تک یہ فتنہ اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر کار پورے خطۂ عرب پر چھا گیا اور دوسری جانب متحدہ ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی سے سر نکالا جسے نصاریٰ کی حکومت ہونے کے باعث خوب پر پرزے نکالنے کا موقع ملا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سازش کتنے ہی بظاہر خوشنما رنگوں میں چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی اور کتنے ہی مسلمانوں کو ان کی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر دیا۔ ان کا ظاہر دیکھئے تو نظر آئے گا کہ حقیقت میں مسلمان یہی ہیں یعنی لتحتقرن صلوتكم مع صلاتهم وصيامكم مع صيامهم کے پورے مصداق اور حقیقت کا مطالعہ کیجئے تو يقرون القران ولا يجاوز مناخرهم کی منہ بولتی تصویر نظر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سارے مدعیان اسلام کو شیطان کے فریب اور فتنوں سے محفوظ رکھے اور اپنے حبیب پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور فدائی و شیدائی بنائے۔ آمین"۔

؎ لوگ نازاں ہیں کہ وہ حدیقیں تک پہنچے
یعنی ارباب خرد ماہ مبیں تک پہنچے
مگر اس دور کرامت سے صدیوں پہلے
میرے آقا کے قدم عرش بریں تک پہنچے

(۶) کِتَابُ الصَّلٰوۃِ فِیْ رَمَضَانَ

(نماز تراویح کا بیان)

✻ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مشقت سے بچانے کے لیے دو یا تین راتوں کے بعد لوگوں کو مسجد میں تراویح نہ پڑھائیں کیونکہ لوگ بہت زیادہ جمع ہو گئے اور آپ تشریف نہ لائے اور صبح کے وقت فرمایا:

قَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ یَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَیْکُمْ اِلَّا اَنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ

میں نے دیکھ لیا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف اس چیز نے روکا کہ کہیں تم پر یہ نماز (تمہارے ذوق و شوق کی وجہ سے) فرض نہ کر دی جائے۔ (۱)

✻ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے باجماعت نماز تراویح کا انتظام فرمایا اور لوگوں کو جماعت سے تراویح پڑھتے دیکھ کر فرمایا: نعمت البدعة هذه. یہ اچھی بدعت ہے۔ (۳)

کیا بدعت بھی اچھی ہوتی ہے؟

اس کا جواب موطا امام مالک کے فاضل مترجم نے حاشیہ میں اس طرح دیا ہے۔

اس روایت کے اندر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان: نعمة البدعة هذه یعنی یہ تو اچھی بدعت ہے اس نے بعض مبتدعین زمانہ کو بہت پریشان کر رکھا ہے وہ حضرات تو مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بتانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو بدعت بتا کر اس کی تعریف بھی فرما دی۔ اب وہ كل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تو لگانے سے ڈرتے ہیں لیکن

Scanned with CamScanner

حضرت عمر کے غلاموں یعنی سچے مسلمانوں کو بدعتی ٹھہرائے بغیر بھی نہیں رہ سکتے' لہٰذا چور دروازہ یہ نکالتے ہیں کہ بدعت سے حضرت عمر کی مراد لغوی بدعت تھی ورنہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے۔ گویا حضرت عمر کے زمانے میں جو نماز تراویح کا نام رکعتیں' جماعت اور وقت کا تعین ہوا تو یہ سارے کام شرعی نہیں بلکہ لغوی تھے۔ دوستو! قاعدہ کلیہ یہ نہیں جو اسلام کے ان نادان دوستوں نے گھڑا بلکہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ نیا کام جو سنت کو مٹائے' اسے بدعت کہا جائے گا ایسی بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک کے عروج میں دوسری کا زوال ہے۔ سنتوں کے زندہ کرنے سے بدعتیں مٹیں گی اور بدعتوں کے پھیلنے سے سنتیں غائب ہو جائیں گی۔ یہی بات سرمایہ ملت کے ایک عظیم الشان نگہبان یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے فرمائی ہے۔ سنت و بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں اور ایک کا وجود دوسری کی نفی کو مستلزم ہے' پس ایک کو زندہ کرنا دوسری کو مارنا ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو مٹانا ہے اور اسی طرح برعکس (مکتوبات امام ربانی' دفتر اول' مکتوب ۲۵۵)

✳ نماز تراویح بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں۔ ابتدائی آٹھ میں پوری سورۂ بقرہ اور باقی بارہ میں قرأت کو کم کر دیا جاتا۔ اس سے اوپر والی روایت میں تیئیس رکعات کا ذکر ہے۔ (بیس تراویح اور تین وتر) اور اس سے پہلی روایت میں جو حضرت سائب بن یزید سے ہے گیارہ رکعات کا ذکر ہے۔ ان روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ ابتداء میں آٹھ رکعات والی صورت رہی اور پھر بیس ہی مقرر ہو گئیں تاہم وتر تین رکعات ہی رہے۔ (۶-۵-۴)

(۷) کِتَابُ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ (نماز تہجد کا بیان)

✳ تہجد کی نماز ہمیشہ پڑھنے والا اگر کبھی نیند کے غلبے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو

اس کی نیند بھی اس کے لیے صدقہ شمار ہوگی (یعنی اس کو تہجد کا ثواب مل جائے گا) (۱) یہ ساری بہاریں حضور علیہ السلام کی غلامی کی وجہ سے ہیں کہ بغیر عبادت کے صرف نیت پہ ثواب مل رہا ہے۔ نیۃ المومن خیر من عملہ۔

ہر کارِ اہم سہل ہمارا ہوگا ۔ اور مسئلہ حل دھر کا سارا ہوگا
وہ ملک عدم ہو کہ دم مرگ و معاد ۔ آقا کا سدا ہو کہ سہارا ہو گا

✳ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: یُکْرَہُ النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَالْحَدِیْثُ بَعْدَھَا۔ نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا مکروہ ہے۔ (۶)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض روایات (جو بظاہر فقہ حنفی کے مطابق نہیں ہیں)۔ کو درج نہ کرنے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ فقہ حنفی میں اس مسئلہ پہ دلائل نہیں ہیں کیونکہ میرا یہی ارادہ تھا کہ اپنے دلائل کو جمع کرنے پہ اکتفاء کیا جائے ورنہ الحمدللہ! کتب احناف میں ہر مسئلہ پہ دلائل کے انبار ہیں۔ ان میں سے صرف ایک مثال پہ اکتفاء کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ امام مالک علیہ الرحمۃ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت پہنچی کہ وہ فرمایا کرتے تھے: صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یُسَلِّمُ مِنْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ۔ رات اور دن کی (نفلی) نماز دو دو رکعتیں ہیں یعنی ہر دو رکعتوں پہ سلام پھیرا جائے (۷) اس پر امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وَھُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا۔ یہی ہمارا موقف ہے جب کہ احناف کا موقف اس کیخلاف ہے اور اس پر بیسوں دلائل ہیں جن میں سے کچھ دلائل ملاحظہ فرما لیں اور ہر مسئلہ کے بارے میں سمجھ لیں کہ کسی صورت بھی احناف کا موقف کمزور نہیں ہے کیونکہ اگر ہر مسئلہ پر دلائل دیئے جائیں گے تو مقصد فوت ہو جائے گا۔ مقصد کو منتخب احادیث کو جمع کرنا ہے نہ کہ فقہ حنفی پہ دلائل دینا اس بارے میں شرح معانی الآثار اور دیگر کتب کا مطالعہ فرمالیں اور مندرجہ بالا ایک مسئلہ کے دلائل کو دیکھ کر باقی مسائل کے

دلائل کا اندازہ لگالیں۔

احناف کے دلائل

۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے: من کان منکم مصلیا بعد الجمعه فلیصل اربعا۔ جو تم میں جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ چار رکعات پڑھے (مسلم شریف)

۲- نیز فرمایا: اذا صلی احد کم الجمعة فلیصل بعدها اربعا یعنی جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو چاہیے کہ اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے (صحیح مسلم)

۳- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه الله علی النار یعنی جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعت نماز کی حفاظت کرے اور چار کی اس کے بعد تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۴- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اربع قبل الظهر لیس فیهن تسلیم تفتح لهن ابواب السماء۔ یعنی ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا جن کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۵- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی اربعا بعدان تزول الشمس قبل الظهر وقال انها ساعة تفتح فیها ابواب السماء فاحب ان یصعد فیها عمل صالح۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے اور فرمایا: یہ ایسی ساعت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس میں چاہتا ہوں کہ اس میں میرا نیک عمل اوپر جائے (ترمذی)

۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کان رسول الله صلی الله

علیه وسلم یصلی قبل العصر۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سے پہلے (چار رکعت) پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۷- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صلی بعد المغرب عشرین رکعة نبی الله له بیتا فی الجنة۔ یعنی جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ (ترمذی)

۸- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ماصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم العشاء قط فدخل علی الاصلی اربع رکعات اوست رکعات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز عشاء کی کوئی نماز نہیں پڑھی کہ میرے پاس تشریف لاتے مگر چار یا چھ رکعات نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اربع قبل الظهر بعدالزوال تحسب بمثلهن فی صلوة السحر ومامن شی الاهو یسبح الله تلك الساعة۔ یعنی ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعت نماز پڑھنا صبح کی نماز کے مانند شمار کیا جاتا ہے اور اس ساعت میں کوئی چیز نہیں مگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ (ترمذی)

۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم الله امرا صلی قبل العصر اربعاً یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)

۱۱- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صلی فی یوم اولیلة ثنتی عشر رکعة بنی له بیتا فی الجنة اربعا قبل الظهر ورکعتین بعدها ورکعتین بعد المغرب ورکعتین ...... یعنی جو دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

۱۲- حضرت عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پوچھی تو انہوں نے فرمایا: کان یصلی فی بیتی قبل الظہر اربعا۔ یعنی حضور میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

اثر ابن عمر پر احناف یوں عمل کرتے ہیں کہ نوافل کی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (حاشیہ مؤطا مترجم)

(۸) کِتَابُ صَلٰوۃِ الْجَمَاعَۃِ

(باجماعت نماز پڑھنا)

* جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا پچیس اور ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر (۱-۲) جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں پہ حضور علیہ السلام کی ناراضگی کہ آپ نے فرمایا: میرا دل یہ چاہتا ہے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (۳) فرض نماز کے علاوہ باقی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (۴) حضرت عمر نے فرمایا: فجر کی نماز میں شامل ہونا ساری رات کے قیام سے زیادہ اچھا ہے۔ (۷) عشاء و فجر کی نماز باجماعت پڑھنے سے پوری رات کے قیام کا ثواب۔ (حضرت عثمان کا فرمان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ

جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس کو چاہیے کہ ہلکی پھلکی پڑھائے کیونکہ نمازیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو خوب لمبی کر لے۔ (۱۳)

صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد کون سی نماز ہے

اس سلسلے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اس سے مراد ظہر کی نماز ہے۔ (ترمذی) نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے (ترمذی و مؤطا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے (ترمذی) اس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے اور نقل کیا کہ امام بخاری نے بھی اس کی تصحیح فرمائی ہے اور بتایا کہ حسن بصری کو حضرت سمرہ سے سماع حاصل ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز فرمایا: حبسونا عن صلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر ملاء اللہ بیوتھم و قبورھم نارا (متفق علیہ) یعنی کافروں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکے رکھا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

درمیانی نماز سے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز ظہر یا نماز فجر مراد لی، وہ ان بزرگوں کا اپنا اجتہاد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں بیان کی۔ ہاں صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر مراد ہونے کی حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی اور حضرت سمرہ بن جندب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ دریں حالات امام مالک و امام شافعی کے نزدیک اس سے نماز فجر ہی مراد ہے جب کہ اکثر صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نیز

Scanned with CamScanner

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (حاشیہ موَطا)

فضائل نماز کی ایک حدیث کی شرح حضرت شاہ محمد غوث قادری کے قلم سے

محدث کبیر، فقیہ افہم، غواص بحر حقیقت و معرفت علامۂ اجل شارح بخاری حضرت سید شاہ محمد غوث قادری پشاوری ثم لاہوری المتوفی ۱۱۷۳ھ بن حضرت ابوالبرکات سید حسن ٹھٹوی ثم پشاوری قادری گیلانی المتوفی ۱۱۱۵ھ رحمۃ اللہ علیہما سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے صحیح بخاری کی ایک حدیث انہی کے قلم حقیقت رقم سے جس کی کتابت بھی آپ نے خود فرمائی اور فارسی ترجمہ بھی خود ہی کیا جب کہ اردو ترجمہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری کلوزئی اور محمد امیر شاہ بن حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی نے فرمایا۔ صرف حصول برکت کے لیے اور اپنی کتاب کو زینت بخشنے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ یہ حدیث بخاری شریف کے تیسرے جز کی ہے اور شرح غوثیہ کی تیسری جلد کے ص ۱۱ پر ہے۔ باب کا نام ہے باب الصلٰوۃ الخمس کفارۃ للخطایا اذا صلاھن لوقتھا فی الجماعۃ وغیرھا۔ ترجمۃ الباب کے تحت آپ علیہ الرحمۃ نے یہ عبارت لکھی ہے۔

ترجمۃ الباب

ایں باب بتنوین است نماز پنجگانہ کفارہ است مر خطاہا را وقتے کہ بخواند آنہارا در وقت آں در جماعت وغیر آں جماعت کہ حالت انفراد باشد این باب و ترجمہ در بعضے نسخہا چنانچہ نسخہ ابی الہیثم ثابت ست و در بعضے نسخہا ساقط است و در انہا کہ ثابت است در بعضے کفارانست بجای کفارۃ و در بعضے عوض لوقتہن لوقتہا است (جس کا ترجمہ یہ ہے)

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے (باب کی ''ب'' پر دو پیش ہیں) یہ باب

اس بیان میں ہے کہ پانچ وقت نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے''۔ جب کہ یہ نماز اپنے وقت میں جماعت کے ساتھ یا اکیلے ادا کی جائے۔ یہ باب اور اس کا ترجمہ بعض نسخوں میں اسی طرح ہے جیسا کہ ابی الھیثم سے ثابت ہے اور بعض نسخوں میں یہ نہیں ہے اور جو کہ بعض نسخوں میں موجود ہے اس میں بجائے کفارہ کے کفارۃٌ ہے اور بعض نسخوں میں لوقتہن کی جگہ لوقتہا آیا ہے۔ اس کے بعد حدیث پاک بمعہ فارسی، اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

پانچ نمازیں گناہوں کو دھو ڈالتی ہیں

حدثنا ابراھیم بن حمزۃ حدثنی ابن ابی حازم والدراور دی عن یزید عن محمد بن ابراھیم عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن عن ابی ھریرۃ حدیث کرد مارا ابراہیم بن ہمزہ بحاء مہملہ وزای معجمہ گفت حدیث کرد مرا در نسخہ بافراد است و در نسخہ بجمع است ابن ابی حازم بحای مہملہ وزای معجمہ و دراوردی بفتح دال ورا مہملتین بعد آن الف باز واو پس را ساکنہ در پی آن دال مہملہ آخر آن یاء مثناۃ تحتانیہ نسبت است بسوی دراورد کہ قریہ ایست در خراسان حدیث کردند ہر دو از یزید بن عبداللہ از محمد بن ابراہیم از ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن از ابی ہریرہ کہ صحابی است مشہور انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لوان نھرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسا ما تقول کہ بدرستی شان انیست کہ شنید آں ابی ہریرہ رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم کہ می فرمود اگر ثابت شد کہ بدرستی باشد نہری بر دروازہ یکی از شما دران حالتی کہ غسل میکند دران نہر ہر روز پنج بار چہ میگوئی تو یعنی چہ میگوئی در حق آن غسل کنندہ پنجبار ہر روز الیٰ آخرہٖ۔

حدیث پاک کا اردو ترجمہ

''ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے'' حاء مہملہ کے ساتھ ہے اور زاء معجمہ

ہے۔ ''اس نے کہا: مجھے حدیث بیان کی'' بعض نسخوں میں واحد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور بعض نسخوں میں جمع کے ساتھ یعنی حدثنا ابن ابی حازم ''ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی حازم نے'' حاء مہملہ کے ساتھ اور زاء معجمہ کے ساتھ ہے'' اور دراوردی نے'' دراوردی کی دال پر زبر ہے اور راء مہملہ یعنی بغیر نقطہ کے ہے ''ر'' کے بعد جو الف ہے وہ اور ''و'' اور اس کے بعد جو ''ر'' ہے وہ ساکن ہیں اور آخری دال مہملہ ہے اور آخری ''ی'' پر جزم ہے اور اس سے پہلے دال کے نیچے زیر ہے اور یہ خراسان میں ایک قریہ کا نام ہے۔ ان دونوں نے حدیث بیان کی ''یزید بن عبداللہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں محمد بن ابراہیم سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' جو کہ مشہور صحابی ہیں'' کہ بیشک شان یہ ہے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر یہ کہ تمہارے دروازے کے باہر ایک نہر ہو اور تم اس نہر میں دن میں پانچ مرتبہ نہاتے ہو تو اس شخص کے بارے میں تم کیا کہو گے جو کہ اس نہر میں پانچ مرتبہ روزانہ نہاتا ہے''۔ ''اس کا روزانہ دن میں پانچ مرتبہ نہانا کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل چھوڑے گا؟ یبقی کی پہلی ''ی'' پر پیش ہے اور تیسرے حرف یعنی قاف کے نیچے زیر اور ''ی'' پر جزم ہے۔ ''صحابہ نے عرض کیا کہ (یہ پانچ وقت کا نہانا) اس کے بدن پر ذرہ برابر بھی میل کچیل باقی نہیں چھوڑے گا''۔

''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ مثال ہے پانچ وقت نماز پڑھنے کی۔ اللہ تعالیٰ اس پانچ وقت نماز پڑھنے والے کے تمام گناہ صغیرہ مٹا دیتا ہے'' اور یہ جو مذکر کی ضمیر آئی ہے (بہ) یہ صلوٰۃ کے اعتبار سے ہے اور بعض کتابوں میں بھا مؤنث کے ساتھ آیا ہے اور یہ اس مثال کے بیان میں تاکید کا فائدہ دیتی ہے اور معقول بمنزلہ محسوس کے ہے۔

(۹) کِتَابُ قَصْرِ الصَّلٰوۃِ فِی السَّفَرِ

(سفر میں نماز قصر کا بیان)

حضور علیہ السلام کے دھوون کی برکت

خزاں رکھے گی درختوں کو بے ثمر کب تک
گزر ہی جائے گی یہ رُت بھی حوصلہ رکھنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف نکلے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا۔ فرمایا: ایک روز آپ علیہ السلام نے نماز میں تاخیر کی' جب باہر تشریف لائے تو ظہر وعصر کی نماز اکٹھی پڑھی' پھر اندر چلے گئے جب باہر تشریف لائے تو مغرب وعشاء کی نماز اکٹھی پڑھی' پھر فرمایا: انشاء اللہ کل تم چشمۂ تبوک پر پہنچ جاؤ گے لیکن دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے' پس جو وہاں پہنچ جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں (حضرت معاذ فرماتے ہیں) ہم اس پہ پہنچ گئے اور ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچے چشمے کا تھوڑا پانی چمک رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا؟ دونوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے انہیں تنبیہ کی اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا' پھر لوگوں نے چشمے میں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکال کر کچھ جمع کیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ دھو کر واپس اسی میں ڈال دیا' پھر چشمے کا پانی خوب بہنے لگا تو لوگوں نے پانی پیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو تم دیکھو گے کہ یہ پانی باغوں کو سیراب کر دیا کرے گا۔ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا

Scanned with CamScanner

قَدۡ مُلِیَٔ جِنَانًا (۲)

"میں بشر ہوں" یہ تمہارا قول ہے
آپ کے قول سے ہے مفر کہاں
یہ بجا کہ آپ ہیں بشر مگر
کوئی آپ جیسا ہے بشر کہاں

* سفر میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے۔ (۲۳-۲۴)

کیا اس کو بدعت کہا جائے گا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ سُبْحَۃَ الضُّحٰی قَطُّ

میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا (لیکن اس کے باوجود آپ فرماتی ہیں) وَاِنِّیْ لَاُسَبِّحُھَا. میں یہ نماز ضرور پڑھتی ہوں...... (۲۹) بلکہ یہاں تک فرمایا: لَوْ نُشِرَلِیْ اَبَوَایَ مَا تَرَکْتُھُنَّ. اگر میرے والدین بھی زندہ کر دیئے جائیں تو (اتنے اہم موقع پر بھی چاشت کی آٹھ رکعتیں) نہ چھوڑوں گی۔ (۳۰)

اس سے معلوم ہوا! بدعت کا وہ تصور جو آج کل بعض لوگوں کے ذہنوں میں سرایت کر چکا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ورنہ جب حضرت عائشہ خود فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو میں نے یہ کام کرتے کبھی نہیں دیکھا تو پھر اس پر خود اتنی پابندی کیوں فرما رہی ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہوسکتا ہے ایک عمل حضور علیہ السلام نے کیا ہو اور اس کے بارے میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو بھی اطلاع نہ ہو حالانکہ وہ ہر وقت حضور علیہ السلام کے گھر میں رہنے والی تھیں اور چاشت کی نماز نفلی ہونے کی وجہ سے گھر کی نماز ہے تو پھر یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ ترک رفع یدین اور دیگر وہ مسائل جن پر احناف کا عمل ہے احادیث سے ہی ثابت ہوں مگر بعض محدثین کو وہ احادیث نہ پہنچی ہوں جب کہ چاشت کی نماز تو ایسی نماز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فتح مکہ کے موقع پہ اتنی مصروفیت کے باوجود بھی نہ چھوڑی جیسا کہ مؤطا ہی میں باب صلوۃ الضحیٰ میں حدیث ۲۷-۲۸ ملاحظہ کی جا سکتی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض روایات جن سے احناف کے مخالفین فقہ حنفی کے خلاف مسائل ثابت کرتے ہیں امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں ان روایات سے مضبوط روایات ہوں جن سے آپ نے فقہ حنفی کو مرتب فرمایا' لہٰذا یہ کہنا ناانصافی ہے کہ فقہ حنفی میں مسئلہ یوں ہے جو کہ فلاں کتاب میں فلاں حدیث کیخلاف ہے۔ ہوسکتا ہے جس مسئلہ کو آپ فلاں روایت کے خلاف کہہ رہے ہیں' وہ اس سے زیادہ معتبر روایت سے مستنبط ہو۔

نمازی کے آگے سے گزرنا

نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جان لے کہ یہ کتنا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانا گزرنے کی بہ نسبت بہتر جانے۔ حضرت کعب الاحبار (۳۵)

امام مالک فرماتے ہیں: میں اس صورت میں نماز کے آگے سے گزرنا جائز سمجھتا ہوں کہ اقامت ہو جانے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور بندے کو مسجد میں داخل ہونے کا راستہ نہ ملے ماسوائے صفوں کے درمیان سے گزرنے کے اور یہ بات احناف کے موقف کے خلاف اس لیے نہیں کہ امام مقتدیوں کا سترہ ہوتا ہے لہٰذا امام کے آگے سے نہ گزرے چاہے صفوں کے درمیان سے گزرتا رہے۔ تاہم کسی صورت میں بھی' کسی کا نمازی کے آگے سے گزرنا چاہے امام کے آگے سے یا مقتدی کے آگے سے' نماز کو نہیں توڑتا جیسا کہ خود امام مالک نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔

لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ مِّمَّا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ

نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی' چاہے کوئی بھی آگے سے گزر جائے۔ (۴۰)

جن روایات میں بعض چیزوں کے بارے میں آیا ہے (حائضہ عورت' سیاہ کتا' گدھا) کہ وہ نماز کو قطع کر دیتی ہیں' وہ احتیاط پہ محمول ہوں گی یعنی احتیاط اسی میں ہے

Scanned with CamScanner

کہ ایسی جگہ نماز ادا کی جائے کہ جہاں پر نمازی کے آگے سے کسی کے گزرنے کا احتمال کم ہوتا کہ نمازی کی توجہ نہ بٹے ورنہ تو امام مالک فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے وقت سواری کو سترہ بنالیا کرتے تھے۔(۴۱)

اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد صحراء میں بغیر سترہ کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ (ایضاً)

کلام نبوت سے تین باتیں

حضرت عبدالکریم بن ابوالمخارق بصری نے ارشاد فرمایا: مندرجہ ذیل تین باتیں کلام نبوۃ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے ہیں۔

(۱) اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ، جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔

(۲) وَضْعُ الْيَدَيْنِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فِى الصَّلٰوةِ يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى. نماز میں دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پہ رکھنا۔(مذهب الشافعی تحت الصدر فوق السرة افضل و قال ابوحنيفة تحت السرة افضل و عن مالك فيه روايتان احدهما يضعهما تحت الصدر والثاني يرسلهما ولا يضعهما)

(۳) تَعْجِيلُ الْفِطْرِ وَالْاِسْتِيْنَاءُ بِالسُّحُوْرِ (تاخير طعام السحر قبيل طلوع الفجر قالوا الى حين يبقى سدس الليل) افطاری میں جلدی اور سحری میں دیر کرنا۔

✳ بول و براز کی حاجت ہو تو قضائے حاجت کے بعد نماز ادا کی جائے۔ (۴۹)

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ (من شدة الحقن يكره ؟؟ الصلوٰة فى تلك الحال الا ان يخاف خروج الوقت) بَيْنَ وَرِكَيْهِ. فرمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۵۰)

نماز کی انتظار میں بیٹھنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِىْ مُصَلَّاهُ الَّذِىْ صَلّٰى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (۵۱)

جو شخص نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہے تو جب تک اس کو حدث نہ ہو فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پہ رحم فرما۔ امام مالک فرماتے ہیں: مَا لَمْ يُحْدِثْ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وضو نہ ٹوٹے۔

✳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَّنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ (۵۲)

بندہ اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز کی انتظار میں رکا رہے اور نماز نے ہی اس کو گھر نہیں جانے دیا۔

✳ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن فرماتے تھے: ''جو صبح یا سہ پہر کو مسجد میں جائے تا کہ نیکی کی بات سیکھے یا سکھائے اور اس کے علاوہ اس کو کوئی کام نہ تھا' جب وہ گھر لوٹے گا تو راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا جو مال غنیمت لے کر لوٹا۔(۵۳)

جب وہ بن مانگے ہی دیتا ہے تو میں کیا مانگوں
سوچتا ہوں یہی ہر بار دعا سے پہلے

گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنیوالے کام

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ

Scanned with CamScanner

کیا میں تمہیں ان چیزوں کی خبر نہ دوں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور بلندیٔ درجات عطا فرماتا ہے۔ (عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ضرور خبر دیجئے۔ فرمایا: وہ مندرجہ ذیل کام ہیں)

اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

(۱) تکلیف کے باوجود پورا وضو کرنا (قال النووی المکارہ شدۃ البرد والم الجسم)

(۲) مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھا کر جانا (پیدل چل کر جانا مگر وقار کے ساتھ ویحتمل ان یکون کنایۃ عن المشی بالوقار)

(۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار میں رہنا (ھذا انما یکون فی العصر بعد الظھر والعشاء بعد المغرب واما انتظار الصبح بعد العشاء والظھر بعد الصبح فلم یکن من عمل الناس......حاشیہ)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ۔ یہی رباط ہے' یہی رباط ہے' یہی رباط ہے (۵۵) رباط کا مطلب ہے وہ ٹھہرنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پہ عمل ہے جو سورۃ ال عمران کی آخری آیت میں ہے: یاایھا الذین امنوا اصبروا وصا بروا ورابطوا۔ بعض نے کہا: رباط سے مراد افضل عمل ہے (قالہ النووی) بیضاوی نے کہا (اللہ تعالیٰ کا فرمان ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم) اللہ کے اور تمہارے دشمن نفس و شیطان کے ساتھ حقیقی جنگ ہے وھو الجھاد الاکبر۔ اور یہی جہاد اکبر ہے (حاشیہ) یہ خدا تعالیٰ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ اتنے سے عمل پہ کتنا زیادہ ثواب عطا فرما رہا ہے۔

ناحق پھر پھر کے سر پھرایا میں نے
اپنی کوشش سے کچھ نہ پایا میں نے

طوفان میں ہے کشتی امید مری
لے تو ہی سنبھال ہاتھ اٹھایا میں نے

نماز میں ادب و احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا تو موذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں تکبیر کہہ دوں؟ فرمایا: ہاں! پس حضرت ابوبکر نماز پڑھانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے' پس لوگوں نے سیٹی بجائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی جانب التفات نہیں کیا کرتے تھے' جب لوگوں نے زیادہ ہی سیٹیاں بجائیں تو حضرت ابوبکر متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ رہنے کا اشارہ کیا' حضرت ابوبکر نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر پیچھے ہٹ کر پہلی صف میں آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہو گئے اور نماز پڑھائی' جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر! جب میں نے حکم دیا تو اپنی جگہ ٹھہرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ حضرت ابوبکر عرض گزار ہوئے ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے ....(۶۱)

اس واقعہ نے ان لوگوں کا عقیدہ دفن کر دیا جو صبح و شام یہ کہتے نہیں تھکتے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آ جائے تو ......العیاذ باللہ تعالیٰ جب کہ ابوبکر صدیق کا عقیدہ کچھ اس طرح کا تھا

ہر کس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست
فتویٰ ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

نماز میں حضرت ابوبکر صدیق نے حضور علیہ السلام کو دیکھ لیا

مندرجہ بالا حدیث میں یہ الفاظ قابل غور ہیں: وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيْقِ اِلْتَفَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز میں کسی طرف التفات نہ فرماتے بلکہ پوری توجہ کے ساتھ نماز ادا فرماتے لیکن جب لوگوں نے تصفیق کا عمل زیادہ کیا تو حضرت ابوبکر نے نماز کے دوران توجہ ادھر مبذول فرمائی تو محسوس ہوا کہ

؎ ہلکے ہلکے جو دل کو سرور آئے ہیں
بزم میں کملی والے ضرور آئے ہیں

چنانچہ نظر اٹھی تو سامنے سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھے۔

؎ خوشبوئیں ساتھ لیے باد بہاری آئی — دل نے یہ جان لیا ان کی سواری آئی
ان کے آنے سے جو شر بھاگا تو سارا بھاگا — اور خیر آئی تو ساری کی ساری آئی
جی رہا ہوں مدینے کی تڑپ میں نازش — کاش کہہ دے کوئی چل تیری باری آئی

جب نماز میں جلوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آجائے تو ابوبکر صدیق کی نماز خراب نہیں ہوتی، پھر تیری نماز کیسی نماز ہے کہ خیال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خراب ہو جاتی ہے لہٰذا ایسے امام سے گزر، ایسی نماز سے گزر کیونکہ ایسا امام بے حضور ایسی نماز بے سرور۔ حضور اس کائنات میں تشریف لائے تو کائنات میں اجالا ہو گیا اور حضور علیہ السلام صدیق اکبر کو نماز میں دیدار کرائیں تو صدیق اکبر کی نماز معراج ہو جائے کیونکہ حضور آپ آئے تو دل جگمگائے۔

؎ حضور آئے سماں کتنا سہانا ہے نرالا ہے
بفیضان کرم ان کے اجالا ہی اجالا ہے

زہے قسمت کہ خالق سے ملا محبوب ہم سب کو
حسین و نازنیں، ماہ مبیں، اعلیٰ و بالا ہے
عمر فاروق و عثمان و علی ان کے ستارے ہیں
عرب کے چاند کے دربار کا صدیق ہالا ہے

چشمِ تو بینندۂ مافی الصدور (اقبال)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا) اَتَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ (۷۰) کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ میرا رخ ادھر قبلہ کی طرف ہے (تو میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں نہیں نہیں ایسی بات نہیں بلکہ) اللہ کی قسم! میرے اوپر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ رہ سکتا ہے نہ رکوع۔ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں (بعض اہل محبت نے ترجمہ کیا کہ میں تمہیں قیامت تک دیکھتا رہوں گا، اس کے باوجود بھی)

؎ نادان انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی
ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزہ تھے۔ آپ کا دیکھنا ظاہری آنکھوں کے دیکھنے پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ آئینے کی طرح سراپا چشم تھے اور آگے پیچھے دائیں بائیں کی ہر چیز آپ کو نظر آتی رہتی تھی۔ علاوہ ازیں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ رکوع جسمانی فعل ہے کہ نمازی اپنے پروردگار کے حضور نماز میں اپنے دھڑ کو جھکاتا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے جب کہ خشوع سراسر دل کا فعل ہے اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: میں

Scanned with CamScanner

تمہارے دلوں کی اس کیفیت کو بھی جانتا ہوں۔ معلوم ہوا! خدا کے خلیفہ اعظم محبوب اکرم ایسے صاف وشفاف آئینہ ہیں جس میں ہر ایک کے ظاہر و باطن کی تصویر آ جاتی ہے جس کے باعث ان پر کسی کا ظاہر چھپا رہتا ہے نہ باطن۔ یہاں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ارشاد فرمائیں ہر مسلمان اس پر جان و دل سے یقین رکھتا اور اسے درست تسلیم کرتا ہے۔ شمع رسالت نے ارشاد فرمایا اور پروانوں نے تسلیم کرلیا ہے اور اپنے آقا علیہ السلام کی معجز نما شان سے آگاہ ہو گئے۔ یہ ارشاد فرمانے سے پہلے آپ نے خدا کی قسم کھائی اسے یوں سمجھ لیجئے کہ بات اہم تھی لہٰذا قسم سے اسے موکد کر دیا اور خواہ یوں شمار کر لیجئے کہ اس کائنات ارضی وسماوی کے بے مثال اور شفاف ترین آئینے میں وہ لوگ بھی آئے جو رکوع سجدے تو خوب کریں گے سرورِ دو عالم کے امتی ہونے کا اونچے سروں میں دم بھریں گے لیکن ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس معجز نما شان کا انکار کر کے اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کریں گے۔ چنانچہ ان پر حجت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے اپنے ارشادِ گرامی کو قسم کے ساتھ مؤکد فرمادیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (حاشیہ مؤطا مترجم)

نماز کا چور ایسا ہے تو عظمت مصطفیٰ سے دامن چرانے والا کیسا ہوگا؟

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی، چور اور زانی کی سزا کے نازل ہونے سے پہلے لوگوں سے پوچھا:

مَا تَرَوْنَ فِی الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِیْ ؟

شرابی، چور اور زانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ھُنَّ فَوَاحِشُ وَفِیْھِنَّ عُقُوْبَۃٌ. یہ بہت برے کام ہیں اور ان کی سزا ہے (ای ھذہ الافعال کبائر) وَاَسْوَأُ السَّرِقَۃِ الَّذِیْ یَسْرِقُ صَلَاتَہٗ. اور سب سے بدترین چوری نماز کی چوری ہے (وروی بعضھم بفتح الراء جمع سارق. بعض نے سرقہ کو راء

کے فتح کے ساتھ روایت کیا ہے جس کا معنی ہے بدترین چور نماز کا چور ہے) عرض کیا گیا: وَکَیْفَ یَسْرِقُ صَلَاتَہٗ. نماز کی چوری بندہ کیسے کرتا ہے؟ فرمایا: لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا. وہ شخص نماز کا چور ہے (اور چوروں میں بدترین چور ہے) جو نماز کا رکوع اور سجدے پورے ادا نہیں کرتا۔ (۸۱)

بڑی آسانی سے بطریق دلالۃ النص یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب ایک عبادت کے بعض حصے میں گڑبڑ کرنے والا بدترین چور ہے تو عظمت رسالت کی بات نہ کر کے چوری کا مرتکب ہونے والا کتنا بڑا چور ہوگا۔ اس لیے تفسیر جلالین میں تقریباً ہر جگہ یکتمون الحق وھم یعلمون کو یہودیوں کی صفت قرار دیا گیا جو کہ تورات میں نازل ہونیوالی حضور علیہ السلام کی عظمت کو چھپاتے ہیں اور ان کی اس حرکت کو بہت بڑی حرکت قرار دیا گیا اس لیے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر مجلس میں کچھ اور بیان کریں یا نہ کریں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب خوب چرچا کرتے ہیں تاکہ دنیا جان لے کہ خدا کو پہچاننے کی باتیں تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن ہم وہ ہیں کہ

تعلق ہے ہمارا اہل دل کے اس قبیلے سے
خدا کو جس نے پہچانا محمد کے وسیلے سے

غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی آمد

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار...... (۸۲)

تمہارے پاس باری باری فرشتے آتے رہتے ہیں دن کو بھی اور رات کو بھی اور وہ عصر اور فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ. تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ کہتے ہیں

Scanned with CamScanner

تَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ جب ہم ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس سے آئے ہیں، تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (ترجمہ بطریق لف ونشر غیر مرتب)

فرشتے جانتے ہیں کہ ہم اللہ کے محبوب علیہ السلام کے اُمتیوں کی اللہ کی بارگاہ میں تعریف کریں گے تو اس سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے کیونکہ حضور اپنی امت کے ساتھ بڑی محبت فرماتے ہیں، پس فرشتے اللہ کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام کی امت کے حق میں سچی گواہی دے کر جہاں اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں وہاں خدا کے محبوب کی رضا کو پالینے کا بھی سامان کر لیتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا فکر کی جولانی کیا عرض ہنر مندی
توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

ہجر محبوب خدا (جل وعلا) اور یار غار مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے (اپنی ظاہری حیات کے آخری لمحات میں (یعنی فی مرضہ الذی توفی فیہ عند صلوۃ العشاء ولیلۃ الجمعۃ قبل وفاتہ باربعۃ ایام حین عجز عن الذھاب الی المسجد) ارشاد فرمایا: مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ (۸۳) ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب ابوبکر آپ کی جگہ پہ کھڑے ہوں گے تو آہ و بکاء کی وجہ سے لوگوں کو (قرأت وغیرہ کی آواز) نہ سنا سکیں گے، لہٰذا آپ حضرت عمر کو فرمادیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔

حضور علیہ السلام نے پھر وہی فرمایا. مروا ابابکر ...... حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ سے وہی بات کہلوائی جو پہلے خود عرض کی تھی لیکن حضور علیہ السلام نے تیسری بار بھی یہی فرمایا: مروا ابابکر فلیصل للناس. اس سے جہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل البشر بعد الانبیاء ہونا معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ

اپنے تمام صحابہ کا امام بننے کا ارشاد کیا وہاں یہ بھی معلوم ہوا! ہجر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمے کے غم میں بھی ابوبکر صدیق کا اول نمبر ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہاں تو حالت یہ ہے کہ

استن حنانہ از ہجر رسول   نالہ می زد ہمچوار باب عقول

جب لکڑی کا ستون ہجر مصطفیٰ میں رو رہا ہے تو یار غار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیا ہو سکتی ہے۔ بچھ لکڑی دے اوس ستون کولوں مار دیندی جدائی حضور دی اے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو بت کہنا

چاہتے ہو تم اگر نکھرا ہوا فردا کا رنگ
سارے عالم پر چھڑک دو گنبد خضری کا رنگ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ......

اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ (۸۵)

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمایا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی پوجا نہیں کی گئی اور نہ تا قیامت کی جاسکتی ہے۔ یہ ہے دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی شان سے جو دعائے محمد (ﷺ)

لہٰذا جو لوگ عقیدت و عبادت میں فرق نہ کرتے ہوئے نعوذ باللہ روضۂ انور کو صنم اکبر قرار دیتے ہیں ان کا یہ غلیظ عقیدہ ان کے جہنمی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اللہ کے

Scanned with CamScanner

محبوب علیہ السلام نے اپنی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے اپنی شفاعت کو واجب قرار دیا ہے اور خدا نے گناہوں کی معافی کے لیے اپنی مخلوق کو اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضری کا حکم دیا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك اور اگر کوئی اس وجہ سے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ شرک کا فتویٰ لگاتا ہے تو یہ فتویٰ صرف فرشی عاشقوں پہ ہی نہیں لگے گا بلکہ ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دینے والے قدسیوں پہ بھی لگ جائے گا پھر ایسے فتویٰ بازوں کا ایمان ڈھونڈے بھی نہ ملے گا۔

بوسہ گاہ عرشیاں ہے آستانہ آپ کا — مرکز سر نہاں ہے آستانہ آپ کا
گنبدِ خضریٰ کی ہریالی سنہری جالیاں — باعث فخر جہاں ہے آستانہ آپ کا
ہر گھڑی آنکھوں میں منظر ہر گھڑی دل میں خیال — چشمۂ آرام جاں ہے آستانہ آپ کا
آپ ہی کے در سے ملتی ہے حیات جاوداں — باعث تسکین جان ہے آستانہ آپ کا
آتش ہجراں نے خاکستر کیا دامان دل — فرحت وعنبر فشاں ہے آستانہ آپ کا
ہے ظفر چشتی کو بھی تھوڑی سی نسبت آپ سے — اور پھر دارالاماں ہے آستانہ آپ کا

مجھے سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

حضرت محمود بن ربیع انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت فرمایا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: حضور! اندھیرا بارش اور سیلاب کی صورت میں بینائی نہ ہونے کی وجہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرمائیں' میرے غریب خانے پہ تشریف لا کر کسی جگہ نماز ادا فرمادیں۔ اَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی تاکہ میں اس جگہ کو مصلیٰ (جائے نماز) بنالوں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام ان کی درخواست پہ تشریف لے گئے اور پوچھا: اَیْنَ تُحِبُّ اُصَلِّیْ. تو کون سی جگہ میرا نماز ادا کرنا ناپسند کرتا ہے؟ انہوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا فَصَلّٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ' پس حضور علیہ السلام نے اس جگہ نماز ادا فرمائی۔ (۸۶) کسی نے کیا خوب کہا:

تیرا سنگ در جو نہ مل سکا تیرے راہ گزر کی زمیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

مقام غور ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عتبان کی درخواست پہ یہ نہیں۔ فرمایا: شریعت میں ایسا حکم نہیں ہے کہ جہاں میں نماز ادا کروں وہیں ادا کرو بلکہ خدا کی نماز ہر جگہ ہو سکتی ہے جہاں چاہو پڑھ لو۔ جعلت لی الارض سجدا وطھورا۔ اللہ نے میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا ہے اور حضور علیہ السلام کے صدقے سے آپ کی امت کے لیے بھی ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا' پھر جہاں حضور علیہ السلام نے نماز ادا فرمائی' جب حضرت عتبان وہاں نماز پڑھتے ہوں گے تو کیا ان کو یہ خیال نہیں آتا ہو گا کہ میں اس جگہ نماز ادا کر رہا ہوں جہاں میرے حضور پاک نے نماز ادا فرمائی ہے۔ ہاں ہاں بلکہ انہوں نے تو درخواست ہی اس لیے پیش کی تھی یہی وہ فکر اور سوچ ہے جس کو اس دور میں بدعت و شرک قرار دیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ جس کی نہ خدا کے رسول کو سمجھ آئی اور نہ رسول کے صحابی کو۔ بلکہ حضور علیہ السلام تو اپنے صحابی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ان کے گھر تشریف لے جا کر ان کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے اپنے سجدوں سے ان کے گھر کو متبرک بنا رہے ہیں اور یار لوگ ہیں کہ اس نظریہ کے حاملین پہ بدعت و شرک کے فتوے لگا رہے ہیں حالانکہ ان کو تو یہ کہنا چاہیے کہ آقا جس طرح اپنے صحابی کے گھر جا کر آپ نے ان پہ کرم فرمایا آخر ہم بھی آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور ہمارے گھروں کے دروازے بھی بانہیں کھول کر آپ کی انتظار کر رہے ہیں۔

ادھر بھی کوئی ابر رحمت کا چھینٹا — ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم — کھڑے تیرے در پہ ہیں تیرے سوالی
ہمیں پھر عطا ہو جلال ابوذر — ہمیں بھی عنایت ہو شان بلالی

Scanned with CamScanner

دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے   سلامت رہے تیرے روضے کی جالی

ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت بن زید رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پاؤں مبارک دوسرے پر رکھا ہوا ہے (۸۷) اس سے ایک تو یہ مسئلہ بیان کرنا مقصود تھا کہ جس حدیث میں اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا گیا ہے یہ وہ حالت ہے کہ جب شرمگاہ کے کھلنے کا خطرہ ہو اور دوسرا مقصد ان کی اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ محبت تھی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے پیارے نبی علیہ السلام کی پیاری اداؤں کو کس محبت سے یاد رکھا کرتے اور امت تک پہنچایا کرتے۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت عمر اور جناب عثمان رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سعید بن مسیب بیان فرماتے ہیں:

كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ. وہ دونوں بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

دور صحابہ کی ایک جھلک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا: تو آج ایسے زمانے میں ہے کہ كَثِيْرٌ فُقَهَاؤُهٗ قَلِيْلٌ قُرَّاؤُهٗ علماء بہت ہیں' قراء (یعنی صرف الفاظ کی درستگی کے ساتھ قرآن پڑھنے والے) کم ہیں۔ تُحْفَظُ فِيْهِ حُدُوْدُ الْقُرْاٰنِ وَتُضَيَّعُ حُرُوْفُهٗ. قرآنی حدود کی حفاظت کی جاتی ہے اور حروف کا اتنا خیال نہیں کیا جاتا۔ قَلِيْلٌ مَّنْ يَّسْاَلُ كَثِيْرٌ مَّنْ يُّعْطِيْ. مانگنے والے کم ہیں اور دینے والے زیادہ ہیں۔ يُطِيْلُوْنَ فِيْهِ الصَّلٰوةَ وَيَقْصُرُوْنَ الْخُطْبَةَ. نمازیں لمبی پڑھتے ہیں اور تقریر

مختصر کرتے ہیں۔ يَبْدَءُوْنَ اَعْمَالَهُمْ قَبْلَ اَهْوَائِهِمْ. خواہش کے آڑے آنے سے پہلے عمل کر گزرتے ہیں گویا کہ ہر نعمت کونین ہے دامن میں ہمارے۔

اور پھر ایک دور ایسا بھی آئے گا

اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَسَيَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ. عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهٗ كَثِيْرٌ قُرَّاؤُهٗ. اہل علم کم رہ جائیں گے اور صرف قرآن کے حروف کو صحت کے ساتھ پڑھنے والے (لکیر کے فقیر قراء) زیادہ ہوں گے۔

يُحْفَظُ فِيْهِ حُرُوْفُ الْقُرْاٰنِ وَتُضَيَّعُ حُدُوْدُهٗ. قرآن پاک کے حروف کی تو حفاظت کی جائے گی لیکن اس کی حدود (احکام) کو پامال کیا جائے گا۔

كَثِيْرٌ مَّنْ يَّسْاَلُ قَلِيْلٌ مَّنْ يُّعْطِيْ. مانگنے والے زیادہ ہوں گے اور دینے والے کم۔ يُطِيْلُوْنَ فِيْهِ الْخُطْبَةَ وَيَقْصُرُوْنَ الصَّلٰوةَ. نمازیں مختصر پڑھیں گے اور تقریریں لمبی لمبی کریں گے۔

يَبْدَءُوْنَ فِيْهِ اَهْوَائَهُمْ قَبْلَ اَعْمَالِهِمْ. ان کی خواہشات ان کے اعمال پہ غالب ہوں گی۔ (۸۸) اور یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے دوری کا نتیجہ ہوگا۔

جو گدا محو یاس رہتے ہیں   ان کے غم میں اداس رہتے ہیں
دیکھنے کو وہ دور ہیں خالد   اپنے آقا کے پاس رہتے ہیں

✻ یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: ''اعمال میں سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی' اگر یہ قبول ہوگئی تو باقی اعمال پر نظر کی جائے گی۔ وَاِنْ لَّمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ عَمَلِهٖ. اور اگر نماز ہی قبول نہ ہوئی تو دوسری کسی چیز (نیکی) کی طرف دیکھا ہی نہ جائے گا۔ (۸۹)

✻ حضور علیہ السلام کو سب سے زیادہ (نفلی) کام پسند تھا۔ اَلَّذِيْ يَدُوْمُ

Scanned with CamScanner

عَلَیْهِ صَاحِبُهٗ جس کو بندہ ہمیشہ کرے۔(۹۰)

تمہیں نہیں معلوم کہ نماز بندے کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو حقیقی بھائیوں کی چالیس دن کے وقفے سے وفات ہوگئی تو لوگوں نے چالیس دن پہلے فوت ہو جانے والے کی تعریف کی جس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلَمْ یَکُنِ الْاٰخَرُ مُسْلِمًا. کیا دوسرا مسلمان نہیں تھا؟ عرض کیا گیا: کیوں نہیں (مسلمان بھی تھا اور اس کے علاوہ) وَکَانَ لَابَاْسَ بِهٖ اور اس میں کوئی خرابی بھی نہ تھا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَا یُدْرِیْکُمْ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلَاتُهٗ ...... تمہیں کیا معلوم کہ (چالیس دن کی) نماز نے اسے (بعد میں مرنے والے کو) کہاں تک پہنچا دیا ہو۔ بے شک نماز کی مثال نہر جیسی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پہ بہتی ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ بار غوطے لگاتا (غسل کرتا) ہو تو کیا اس کے جسم پہ میل باقی رہ جائے گی؟ پھر بار دگر فرمایا: فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلَاتُهٗ. تمہیں نہیں معلوم کہ نماز نے اس کو کہاں پہنچا دیا ہے۔(۹۱)

نماز اور پھر حضور علیہ السلام کی مسجد میں حضور کے پیچھے نماز اگر یہ نماز معراج المومنین نہیں تو اور کون سی ہوگی؟

منظر تیرے دربار کا ہے کتنا نرالا
صف باندھے ادب سے ہے کھڑی ساری خدائی

حضرت عمر کی نگاہوں میں مسجد کا تقدس

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک گوشے میں ایسی جگہ بنا دی جس کو بطیحا کہا جاتا اور فرمایا: اگر کسی نے کوئی شعر (زمانۂ جاہلیت کا جس میں نہ کوئی دینی مقصد ہو اور نہ کوئی فائدے کی بات ہو) پڑھنا ہو یا کوئی ایسی ویسی بات (والمراد ان

یتکلم بمالا یعنیه) کرنی ہو تو اس جگہ چلا جائے (تاکہ میرے نبی علیہ السلام کی مسجد کا تقدس بحال رہے)(۹۳)(کیونکہ یہ کوئی عام مسجد نہیں امام الانبیاء کی مسجد ہے اور میں اس کے تقدس کا خیال نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ جب کلام الامام امام الکلام ہے تو امام الانبیاء کی مسجد بھی ساری مسجدوں کی اس لحاظ سے امام ہوئی۔

لبوں پہ محمد کا نام آ گیا ہے — میری ہر مصیبت میں کام آ گیا ہے
وہ آئے تو سب انبیاء نے پکارا — امام آ گیا ہے امام آ گیا ہے

اگر اس نے سچ کہا تو نجات پا گیا

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نجد والوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے گنگناہٹ کے ساتھ بول رہا تھا اور پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوا تو اس نے اسلام کے متعلق پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: رات دن میں پانچ نمازیں' عرض گزار ہوا: کیا ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ فرمایا: کچھ نہیں مگر جو کچھ تم اپنی مرضی سے (نوافل) پڑھو' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماہ رمضان کے روزے ہیں۔ عرض کی: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہیں؟ فرمایا: نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے (نفلی روزے) رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے زکوٰۃ کے بارے میں بھی فرمایا اس نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ فرمایا: نہیں مگر جو تم اپنی مرضی سے (نفلی صدقہ) دو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا اور یہ کہتا جا رہا تھا "خدا کی قسم میں ان پر کوئی اضافہ یا کمی نہ کروں گا"۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ. اگر یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔(۹۴)

مقام غور ہے' ایمان کی سلامتی کے ساتھ ہی نماز' روزہ اور حج وزکوٰۃ قابل قبول ہیں' اگر کسی کے دل میں مرتے وقت ایمان ہی نہ ہو تو ساری زندگی کی تمام عبادات کا

کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کامیاب قرار دیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بندہ ایمان کی حالت میں دنیا سے جائے گا۔ اہل محبت کے قربان جائیں کسی موضوع کی آیت یا حدیث ہو وہ اس سے شان رسالت کا کوئی نہ کوئی نکتہ نکال ہی لیتے ہیں اور کیوں نہ نکالیں کہ

؎ صبح آتا ہے شام آتا ہے ۔ لب پہ بس ان کا نام آتا ہے
جب کبھی نازک مقام آتا ہے ۔ نام ان کا ہی کام آتا ہے

(۱۰) کِتَابُ الْعِیْدَیْنِ

(عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا بیان)

جمعہ کا دن بھی عید کا دن ہے

حضرت ابوعبیدہ بیان فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو خطبے میں فرمایا:

اِنَّہٗ قَدِ اجْتَمَعَ لَکُمْ فِیْ یَوْمِکُمْ ھٰذَا عِیْدَانِ.........

آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں۔ (عید کی نماز کے بعد) وہ لوگ جو دیہاتوں سے آئے ہیں وہ جمعہ کی انتظار کرنا چاہیں تو کریں اور جو واپس جانا چاہے وہ جا سکتا ہے (کیونکہ ان پر جمعہ کی ادائیگی فرض ہی نہیں) (۵)

یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ جو لوگ عید میلاد النبی کے موقع پر یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ عیدیں تو دو ہی ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آ گئی ہے وہ ذرا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھیں کہ عیدیں تو دو ہیں یہ جمعہ کی عید کہاں سے آ گئی۔ اگر جمعہ اس لیے عید ہے کہ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے...... تو بارہ ربیع الاول اس لیے عید کا دن ہے کہ اس میں فخر آدم و بنی آدم کی اس کائنات میں جلوہ گری

ہوئی تو اس دن سے بڑی عید کون سے دن ہوگی؟ یار لوگوں کو تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح آیات و احادیث میں بھی سرکار کی شان نظر نہیں آتی مگر حضور علیہ السلام کے دیوانوں کو ہر آیت و حدیث میں اپنے آقا علیہ السلام کی شان جھلکتی نظر آتی ہے۔ کوئی کسی دنیادار کی تعریف میں رطب اللسان ہے تو کوئی کسی ساہوکار کی خوشامد کر رہا ہے مگر ہمیں کیا کوئی جو چاہے کرے لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔

؎ بلبلیں کرتی رہیں گل کی چمن کی گفتگو
ہم محمد کے لب و رخسار کی باتیں کریں
فیصلہ تو حشر میں ہو کر رہے گا دوستو
آؤ سب مل بیٹھ کر سرکار کی باتیں کریں (ﷺ)

(۱۱) کِتَابُ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ

(حالت خوف میں نماز کا حکم)

بے نمازیوں کے لیے

صلوٰۃ الخوف کے بارے میں چند آیات قرآنی اور کچھ احادیث کا ترجمہ اور فقہی مسائل دیے جا رہے ہیں، اگرچہ مؤطا میں اس نماز کے بارے میں چار احادیث ذکر کی گئی ہیں لیکن یہاں ہم دیگر کتب کے حوالوں سے بھی کچھ لکھ رہے ہیں تاکہ صلوٰۃ الخوف کے مفصل احکامات و مسائل اس کتاب میں شامل ہو جائیں۔ ویسے تمام نمازوں کے بارے میں ہم اپنی کتاب مصباح المشکوٰۃ میں کچھ نہ کچھ لکھ آئے ہیں اور مطلق نماز کے موضوع پہ ہماری ضخیم کتاب ''فضائل و مسائل نماز'' چھپ چکی ہے۔ تاہم قدرے تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں صرف صلوٰۃ الخوف کا ذکر ہی کیا جا رہا

Scanned with CamScanner

ہے تاکہ بے نمازی مسلمان اور صرف رمضانی نمازی یعنی فصلی نمازی اصلی نمازی بن جائیں اور غور کریں کہ جب اس حالت میں بھی نماز کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس کے مسائل کو قرآن و حدیث و فقہ میں بیان کیا جا رہا ہے حالانکہ جان کا خطرہ ہے اور پھر جہاد جیسی عبادت میں لوگ مصروف ہیں تو پھر کیسے مان لیا جائے کہ نماز کی حیثیت ثانوی ہے اور ہم جس عمل میں مصروف ہیں وہ نماز سے زیادہ ضروری ہے چاہے وہ نعوذ باللہ تمباکو نوشی اور بیہودہ گوئی کی کوئی ناپاک و بدبودار مجلس ہی کیوں نہ ہو جو قیامت کے دن اہل مجلس کے لیے مردار و بدبودار گدھے سے بھی زیادہ بری ثابت ہوگی یا کوئی دکاندار یہ کہے کہ نمازی حقوق اللہ ادا کر رہے ہیں اور میں حقوق العباد پورے کر رہا ہوں۔ اگرچہ سودا مہنگا بیچ کر لوگوں کی کھال اتار رہا ہو یا کوئی نام نہاد پیر کہے کہ میں نماز مدینے میں پڑھتا ہوں حالانکہ ہر کھانے کے وقت گھر مرید کا برباد کرتا ہے اور ہر آنے والے کی جیب صاف کر کے اپنی جیبیں بھرتا ہے یا کوئی اس آیت کا سہارا لے کر واعبد ربك حتّٰی یاتیك الیقین کہے کہ یقین آ جائے تو عبادت کی ضرورت نہیں کیا نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کو اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آخری عمر تک یقین نہ آیا جو وہ نماز کی پابندی کرتے رہے۔ الغرض! بے نمازوں کے بہانے مشہور ہوتے ہیں اس موضوع پہ مفصل پڑھنا ہو تو جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ہماری کتاب فضائل و مسائل نماز کا مطالعہ فرما لیں۔

اس حالت میں بھی نماز فرض ہے

فقہاء کرام نے تو زچگی کی حالت میں جب کہ بچہ آدھا اندر ہو اور آدھا باہر اور نماز کا وقت جا رہا ہو تو اس وقت وہ عورت کس طرح نماز پڑھے اس کا طریقہ بھی کتابوں میں لکھ دیا ہے کیا تندرست و توانا مرد جب اس طرح کی حیلہ بازیوں سے کام لیتا ہو گا تو اس پہ اللہ تعالیٰ کتنا ناراض ہوتا ہو گا۔ حضور علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا: جو نماز پڑھتے تو ہیں مگر باجماعت نہیں پڑھتے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں ان کے

گھروں کو آگ لگا دوں اور قرآن میں تو سستی کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے لیے ہلاکت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ فویل للمصلین۔ نیز جہنمی لوگوں سے جب پوچھا جائے گا کہ تمہیں کون سا گناہ دوزخ میں لایا تو سب سے پہلے اپنا بے نمازی ہونا بیان کریں گے۔ قالوا لم نك من المصلین (المدثر) اس لیے اے نماز سے غافل مسلمان خدا سے ڈر اور ایسی باتیں کر کے اللہ کے غضب کی آگ کو مزید جوش نہ دلا۔

جھکا سر پہ نہ لے دوزخ کو تو	سر جھکا مالک سے ہو لے سرخرو
کچھ نہ کی اعمال پر اپنے نظر	آخرت کا آئے گا آخر سفر
دوزخی دوزخ میں یوں بولیں تمام	بانمازوں میں نہ تھے ہم اس مقام
آگ نے سب تن ہمارا کھا لیا	بچھوؤں نے اور سانپوں نے سلوا دیا
آئے گا غصے سے جب دوزخ میں جوش	پاس والوں کے بھی اڑ جائیں گے ہوش
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے	کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قرآنی آیات اور صلوٰۃ الخوف

ارشاد خداوندی ہے: ''پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ پا یا سوار جیسے بھی ہو سکے، پھر جب اطمینان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔ (البقرہ: ۲۳۹)

سورۃ نساء (آیت ۱۰۲، ۱۰۳) میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور اے محبوب! جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل

Scanned with CamScanner

ہو جاؤ تو ایک ہی دفعہ تم پر جھک پڑیں (یعنی حملہ کر دیں) اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو۔ بے شک اللہ نے کافروں کے لیے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے‘ پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

احادیث مبارکہ اور نماز خوف کا بیان

⁕ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب ذات الرقاع میں پہنچے ایک سایہ دار درخت حضور علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا‘ اس پر حضور نے اپنی تلوار لٹکا دی تھی‘ ایک مشرک آیا اور تلوار لے لی اور کھینچ کر کہنے لگا: آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں اس نے کہا تو آپ کو کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا: اللہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا تو اسے ڈرایا اس نے میان میں تلوار رکھ کر لٹکا دی۔ اس کے بعد اذان ہوئی تو حضور نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی‘ پھر یہ گروہ پیچھے ہٹا اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھیں تو حضور علیہ السلام کی چار ہوئیں اور لوگوں کی دو دو یعنی حضور پاک کے ساتھ۔

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر صلوۃ الخوف کی یہ حدیث حضرت صالح بن خوات سے مؤطا امام مالک میں بھی موجود ہے۔ (۱)

⁕ ترمذی و نسائی میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عسفان و ضجنان کے درمیان اترے تو مشرکین نے کہا: ان کے لیے ایک نماز ہے جو باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے اور وہ نماز عصر ہے لہٰذا سب کام ٹھیک رکھو اور جب نماز کو کھڑے ہوں ایک دم حملہ کر دو‘ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور اپنے اصحاب کے دو حصے کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے سپر اور اسلحہ لیے کھڑا رہے تو ان کی ایک ایک رکعت ہو گئی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں۔

صلوٰۃ الخوف کے فقہی مسائل

⁕ ......نماز خوف جائز ہے جب کہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہوا اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نماز خوف پڑھی بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یونہی اگر دشمن دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہو جائے گی نماز خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب مسلمان ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو دشمن حملہ کر دیں گے ایسے وقت امام جماعت کے دو حصے کرے‘ اگر کوئی گروہ اس پر راضی ہو کہ ہم بعد میں پڑھ لیں گے تو اسے دشمن کے مقابل کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے‘ جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کر کے جائیں اور وہ لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قرأت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کر لے اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کر چکا ہے فبہا ورنہ اب پوری کرے خواہ وہیں یا یہاں آ کر اور یہ لوگ

Scanned with CamScanner

قرأت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو جیسے فجر وعید و جمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہو گئیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھے اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھی اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہی۔ (درمختار عالمگیری وغیرہما)

✻ ...... یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر یا امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قرأت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین پڑھے پہلی میں فاتحہ و سورت پڑھے اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم ہیں بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے طریقہ پر۔ (عالمگیری وغیرہ)

✻ ...... ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔ (ردالمحتار)

✻ ...... اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارہ سے جس طرف بھی منہ کر سکیں اسی طرف نماز پڑھیں سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے۔ ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتداء کر سکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہو گی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اور اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہو گی۔ (جوہرہ، درمختار)

✻ ...... نماز خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا۔ اگر دشمن نے اسے دوڑایا یا اس نے دشمن کو بھگایا تو نماز جاتی رہی البتہ پہلی صورت میں اگر سواری پر ہو تو معاف ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

✻ ...... سواری پر نہیں تھا اور اثنائے نماز میں سوار ہو گیا نماز جاتی رہی خواہ کسی غرض سے سوار ہوا ہو اور لڑنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے مگر ایک تیر پھینکنے کی اجازت ہے یونہی آج کل بندوق کا ایک فائر کرنے کی اجازت ہے۔ (درمختار)

✻ ...... دریا میں تیرنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضاء کو حرکت دیئے رہ سکے تو اشارہ سے نماز پڑھے ورنہ نماز نہ ہو گی۔ (درمختار)

✻ ...... جنگ میں مشغول ہے مثلاً تلوار چلا رہا ہے اور وقت نماز ختم ہوا چاہتا ہے تو نماز کو مؤخر کرے لڑائی سے فارغ ہو کر نماز پڑھے۔

✻ ...... باغیوں اور اس شخص کے لئے جس کا سفر کسی معصیت کے لئے ہو صلوٰۃ الخوف جائز نہیں۔ (درمختار)

✻ ...... نماز خوف ہو رہی تھی اثنائے نماز میں خوف جاتا رہا یعنی دشمن چلے گئے تو جو باقی ہے وہ امن کی سی پڑھیں اب خوف کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

✻ ...... دشمنوں کے چلے جانے کے بعد کسی نے قبلہ سے سینہ پھیرا نماز جاتی رہی۔ (عالمگیری)

✻ ...... نماز خوف میں ہتھیار لئے رہنا مستحب ہے اور خوف کا اثر صرف اتنا ہے کہ ضرورت کے لئے چلنا جائز ہے باقی محض خوف سے نماز میں قصر نہ ہو گی۔
(عالمگیری، دُرِّ مختار)

✻ ...... نماز خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے یونہی درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔ (دُرِّ مختار)

(۱۲) کِتَابُ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ

(سورج گرہن کی نماز کا بیان)

✻ سورج گرہن کی نماز ابھی حضور علیہ السلام نے مکمل نہیں فرمائی تھی کہ سورج پوری طرح روشن ہو گیا۔ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ۔ (۱)

Scanned with CamScanner

✳ سورج گرہن کی نماز کی ایک رکعت میں حضور علیہ السلام نے سورۂ بقرہ کے برابر قیام فرمایا' اگر حضور چاہتے تو نماز کے دوران مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر جنت کے پھلوں کے گچھے اتار لیتے اور لوگ قیامت تک کھاتے رہتے۔ عورتوں کو خاوندوں کی ناشکری کی وجہ سے زیادہ تر دوزخ میں دیکھا گیا' یہاں تک کہ فرمایا: اگر تمام عمر ان سے نیکی کرتے رہو اور کبھی ایک مرتبہ کوئی تکلیف پہنچ گئی تو کہے گی: مَا رَاَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ. مجھے تم سے کبھی بھلائی پہنچی ہی نہیں۔ پنجابی میں اس کا ترجمہ ایک بزرگ یوں کرتے تھے: ''جدوں دی آئی آں ایہوای حال اے''۔(۲)

صلوٰۃ کسوف' حالات قبور اور علم حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور)

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج کو گہن لگا ہوا تھا تو لوگ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ خود بھی نماز میں کھڑی تھیں۔ میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہوا؟ پس انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے کہا: کوئی نشانی ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ ان کا بیان ہے کہ میں کھڑی ہوئی تو مجھ پر غشی طاری ہونے لگی' لہٰذا میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: جن چیزوں کو میں نے دیکھا نہیں تھا انہیں اس مقام پر آج میں نے دیکھ لیا۔ یہاں تک جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی' فتنۂ دجال کی طرح یا اس کے لگ بھگ (مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سی بات کہی) تم میں سے ہر کسی کے پاس دو فرشتے آئیں گے' کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا جانتا ہے؟ جو مومن یا یقین رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ کہا) وہ کہے گا کہ یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے' پس ہم نے ان کی دعوت قبول کی'

ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی۔ اس سے کہا جائے گا کہ آرام کی نیند سو جاؤ' ہمیں معلوم تھا کہ تم صاحب ایمان ہو۔ اگر وہ منافق یا شک رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ فرمایا) وہ کہے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں میں جو کچھ لوگوں سے سنتا وہی کہہ دیا کرتا تھا۔(۴)

؎ یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے
خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

(۱۳) کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

(اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنا)

✳ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے طلب باراں کی دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ. اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مرے ہوئے شہر (مردہ زمین) کو زندہ فرما۔(۲)

✳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہوکر گزارش کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مویشی ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے' لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ گھر گر گئے' راستے بند ہوگئے اور مویشی ہلاک ہوگئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: اے اللہ! پہاڑوں اور ٹیلوں پر' میدانی علاقوں اور جنگلات پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل یوں پھٹ گیا جیسے کپڑا

Scanned with CamScanner

پھٹتا ہے۔(۳)

※ ستاروں کی وجہ سے بارش کا نزول ماننا اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا ہے۔(۴)

(۱۴) کِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان)

※ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار قبلہ پہ بلغم دیکھی تو اسے صاف کر دیا' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلاَ يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو قبلہ کی جانب نہ تھوکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نمازی کے سامنے ہوتا ہے۔(۴) ای باعتبار توجه عبده اليه واقبال ربه عليه والافهو سبحانه منزه عن جهة وقيل هو على حذف المضاف اى عظمة الله وثوابه. قال الخطابى معناه ان توجه الى القبلة نقيض بالقصد منه الى ربه فصار فى التقدير كان مقصوده بينه و بين القبلة. اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ جہت سے پاک ہے اس لیے یہ تاویلات کرنی پڑیں۔

※ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ۔ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔(۱۰)

؎ اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

عورتوں کا مسجد میں جانا کیسا ہے؟

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ. آج کی عورتوں نے جو جدت پیدا کر لی ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے ملاحظہ فرماتے تو ضرور انہیں مسجدوں (میں آنے) سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا۔(۱۵)

یحیٰ بن سعید نے حضرت عمرہ سے پوچھا: اَوَمُنِعَ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْمَسَاجِدَ. کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مساجد میں جانے سے روک دیا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا: نعم۔ ہاں (ایضا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لَاتَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ. اللہ کی لونڈیوں (عورتوں) کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔(۲۱)

حضرت عمر کی بیوی عاتکہ بنت زید فرماتی ہیں کہ میں حضرت عمر سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگا کرتی تو وہ خاموش ہو جاتے تو میں نے کہا: خدا کی قسم! میں جاتی رہوں گی' جب تک آپ مجھے منع نہ کریں گے لیکن حضرت عمر نے منع نہ کیا (۱۴) اور جب حضرت عمر نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ جب حضور علیہ السلام نے منع نہ کرنے کا حکم دیا ہے' پھر حضرت عمر نے کیوں منع فرمایا ہے؟ تو حضرت عائشہ نے وہ جواب دیا جو حدیث ۱۵ میں گزرا۔ مگر کسی نے یہ نہ کہا جس طرح کہ آج غیر مقلدین حضرت عمر کے کئی کاموں پہ بے دھڑک کہہ دیتے ہیں ''شریعت حضور علیہ السلام کی ہے یا حضرت عمر کی'' ان سے یہی کہا جائے گا کہ حضور علیہ السلام کے حکم کو تم زیادہ سمجھتے ہو یا حضرت عمر زیادہ سمجھتے تھے؟ کیا حضور علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين پھر جب حضرت عائشہ وجہ بھی بیان فرما رہی ہیں تو اب اعتراض کیسا؟

حضرت شاہ جہان پوری علیہ الرحمۃ اس بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

دورِ حاضر میں کیا کرنا چاہیے؟

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عورتوں کا مسجد میں آنا بند کر

دیا تھا کیونکہ اب تقویٰ وطہارت میں کمی آ گئی تھی۔ یہ فیصلہ اتفاق رائے سے کیا گیا تھا اور موجودہ زمانے کو دیکھئے تو عورتوں کا گھر سے نکلنا بغیر کسی شرعی ضرورت کے مناسب ہی نہیں ہے' جب مسلمان عورتوں کا خانہ خدا میں نذرانہ عبودیت پیش کرنے کے لیے جانا بھی مناسب نہیں تو بازاروں' دفتروں' کاروباری اداروں اور تفریح گاہوں میں جانا بھلا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ اسلام نے عورت کو انمول جنس قرار دے کر اس کا دائرہ کار ایسا متعین فرمایا کہ عورت کا تقدس اور اس کی عزت برقرار رہ سکے وہ چراغ خانہ بن کر پورے گھر کو بقعۂ نور اور جنت نظیر بنائے۔ افسوس اس پرفتن دور میں عورت نے اپنے تقدس کو بڑی بے دردی سے خود پامال کرلیا۔ مردوں نے بھی اس بے راہ روی میں اس کی خوب حوصلہ افزائی کی۔ اس نے چراغ خانہ ہوکر رہنے پر شمع محفل بننے کو ترجیح دینا شروع کردیا اور اسے اپنی آزادی قرار دیا۔ گویا عطراب اس بات پر مصر ہے کہ وہ شیشی سے باہر رہے گا۔ شیشی میں رکھنا اس پر ظلم ہے' وہ شیشی سے باہر رہ کر بھی اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱۵) کِتَابُ الْقُرْاٰنِ (قرآن مجید کا بیان)

⁕ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بغیر وضو کے (زبانی) تلاوت کرتے دیکھ کر ایک شخص نے سوال کیا: اَتَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَلَسْتَ عَلٰی وُضُوْءٍ؟ آپ بغیر وضو کے تلاوت کر رہے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا: مَنْ اَفْتَاكَ بِهٰذَا؟ اَمُسَیْلَمَةُ؟ تجھے یہ فتویٰ (کہ بغیر وضو کے زبانی تلاوت نہ کرنے کا) کیا مسیلمہ نے دیا ہے؟ (۲)

⁕ مشرکین کے ایک سردار سے حضور علیہ السلام نے پوچھا: یَا اَبَا فُلَانٍ هَلْ تَرٰی بِمَا اَقُوْلُ بَاْسًا؟ اے فلاں! جو میں کہہ رہا ہوں کیا اس میں تجھے کوئی عیب نظر آتا ہے؟ فَیَقُوْلُ لَا وَالدِّمَاءِ مَا اَرٰی بِمَا تَقُوْلُ بَاْسًا. وہ کہنے لگا: بتوں کی قسم جو آپ کہتے ہیں مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ (۸) الفضل ماشهدت به

الاعداء۔ فضیلت وہ ہے جس کو دشمن بھی تسلیم کرے۔

⁕ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ تم میں ایک ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے اور ان کے اعمال کے سامنے اپنے اعمال کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا لیکن دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے۔ (۱۰)

خوارج کی اسلام دشمنی

مترجم مؤطا فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ مسلمانوں کے اندر ایک ایسا فرقہ بھی ہوگا جو نماز' روزے اور دیگر اعمال صالحہ کے لحاظ سے مسلمانوں میں سب سے بہتر نظر آئے گا۔ وہ قرآن کریم کو کثرت سے پڑھیں گے زبانی طور پر حافظ و قاری' مولوی ومفسر وغیرہ بن کر کلام الٰہی پڑھتے اور سمجھاتے پھریں گے لیکن قرآن حکیم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا ان کے دلوں پر قرآن مجید کا ذرا بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ وہ قوم دائرہ اسلام سے خارج ہوچکی ہوگی۔ اسلام کے دائرے میں آنا یا اس دائرے سے نکلنا عقائد کی بنا پر ہوتا ہے۔ اسلامی عقائد اختیار کرکے غیر مسلم مسلمان ہو جاتا ہے اور ایک بھی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کرنے سے ایک سچا اور پکا مسلمان بھی اسلام کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ ایسا شخص اس کے بعد خواہ کتنا ہی غازی و حاجی یا مولانا ومفتی بنے لیکن عنداللہ اور عندالناس ہرگز مسلمان نہیں ہے جب تک اس غیر اسلامی عقیدے سے توبہ کرکے ازسرنو اسلام قبول نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حدیث کو خوارج پر منطبق کیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو خوارج کو بدترین مخلوق شمار فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتمامِ حجت کے بعد نہروان کے مقام پر خوارج سے

Scanned with CamScanner

جہاد کیا اور ان کی اکثریت کو واصل جہنم کیا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں ہلاک کر دوں۔ احادیث مطہرہ میں ان کی مختلف نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج مختلف رنگوں اور ناموں کے ساتھ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت اور کافروں بت پرستوں سے مودت ان کی عام نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دور کے مسلمانوں کو ان گندم نما جوفروش قسم کے مدعیان اسلام کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ امین۔

حضرت ابوہریرہ کی حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے کی چاہت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سن کر فرمایا: وَجَبَتْ۔ اس پر واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: مَاذَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ حضور کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: جنت۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں: فَاَرَدْتُ اَنْ اَذْھَبَ اِلَیْہِ فَاُبَشِّرَہٗ۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس شخص کے پاس جاؤں اور اسے جنت کی خوشخبری سناؤں۔ ثُمَّ فَرِقْتُ اَنْ یَّفُوْتَنِی الْغَدَاءُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰثَرْتُ الْغَدَاءَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ...... پھر مجھے ڈر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کرنے سے محروم نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ ناشتہ کرنے کو ترجیح دی۔ (۱۸)

❋ سورۂ ملک اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی۔ (۱۹)

(ای یوم القیمه و فی القبر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ثلثون ایة شفعت لرجل حتی غفرله. تیس آیات (سورۂ ملک کی) (اپنے قاری) بندے کی شفاعت کریں گی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا جائے گا۔

(اخرجه الاربعة واحمد والحاکم وصححه) والمجادلة علی

الحقیقة اوعلی الاستعارة والاول علیه اهل الحقیقة. جھگڑے سے مراد حقیقی جھگڑا ہے یا مجازی اہل حقیقت کہتے ہیں حقیقی جھگڑا مراد ہے (حاشیہ۹، ص۲۷ عربی)

ذکر الٰہی کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ حُطَّتْ عَنْہُ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. جو شخص روزانہ سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۲۱) کنی به عن کثرة الخطایا. سمندر کی جھاگ سے مراد گناہوں کی کثرت ہے اور یہ فضیلت کئی دوسرے کلمات کی بھی بیان ہوئی ہے۔ (۲۲)

❋ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو، تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو، تمہارے مالک کے ہاں سب سے پاکیزہ ہو، سونا چاندی خیرات کرنے سے افضل ہو، تمہارے دشمن سے ٹکرا جانا، دشمن کی گردنیں اڑا دینا یا تمہاری گردنیں کٹ جانے سے بھی عمدہ ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: ضرور بتائیں۔ فرمایا: ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی. وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ (۲۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ. آدم کی اولاد کا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر ہو۔ (ایضاً) گرتو خواہی در دو عالم آبرو...... یاد او کن یاد او کن یاد او

نماز میں اضافی الفاظ کو بھی بدعت قرار نہ دیا گیا

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن ہم حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تو ایک شخص جو آپ کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا اس نے ان الفاظ سے اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ کی حمد کی: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا۔ ابھی کون بول رہا تھا؟ وہ شخص بولا: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول! یہ الفاظ میں نے بولے ہیں۔اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَقَدْ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ اَوَّلُ (اَوَّلًا)

میں نے تیس فرشتوں کو دیکھا کہ ہر ایک ان میں سے ان کلمات کا ثواب لکھنے میں پہل کرنے کے لیے دوڑ رہا ہے۔(۲۵)

اس حدیث سے ایک مسئلہ تو یہ معلوم ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک وہ کچھ دیکھتی ہے جو کسی اور کی نگاہ نہیں دیکھ سکتی۔ دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا! جس شخص نے یہ الفاظ کہے اس نے اپنی طرف سے کہے حضور علیہ السلام نے اس کو یہ الفاظ کہنے کا نہ کہا تھا۔ اگر یہ حضور علیہ السلام کی تعلیم سے کہے جاتے تو دوسرے نمازی بھی کہتے لیکن آپ نے اس کو دین میں اضافہ قرار دے کر بدعت نہیں کہا بلکہ تعریف فرمائی تو ثابت ہوا کہ ہر نئی چیز بدعت سیئہ نہیں ہے' لہٰذا معمولات اہل سنت کو یہ کہہ کر بدعت قرار دینا کہ یہ کام حضور علیہ السلام نے نہیں کیا نا قابل فہم بات ہے۔ چاہے وہ کسی بزرگ کا عرس ہو یا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد ہو' بلکہ یوں کہنا چاہیے:

آو مشتاقانِ محفل' محفل میلاد میں
رحمتیں بے حد ہیں نازل محفل میلاد میں
ذکر حق' نعت پیغمبر' اجتماع مومنیں
جمع ہیں یہ سب فضائل محفل میلاد میں
گھر میں جب دھوپ آ گئی گویا کہ سورج آ گیا
آپ حضرت خود ہیں شامل محفل میلاد میں

قاریٔ میلاد جب اٹھ کر لگے پڑھنے سلام
سب اٹھے محفل کی محفل محفلِ میلاد میں

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزولِ اجلال فرماتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کون ہے مجھ سے دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا کو قبول فرماؤں؟ کون ہے مجھ سے سوال کرنیوالا کہ میں اس کو عطا فرماؤں؟ کون ہے مجھ سے بخشش کا طالب کہ میں اس کو بخش دوں (۳۰)

سرکش بھی ہوں باغی بھی غدار بھی ہوں
مغرور و گنہگار و خطاکار بھی ہوں
سب کچھ ہوں مگر پھر بھی ہوں بندہ تیرا
مولا تیری رحمت کا طلبگار بھی ہوں

عقیدے کا اہم مسئلہ

علامہ شاہ جہانپوری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس حدیث میں ینزل ربنا کے الفاظ سے بعض مبتدعین زمانہ نے اپنے آپ کو دھوکا دیا کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسرے کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ یہ خدا کی ذات و صفات سے ناآشنا ہونے کا ثبوت ہے کہ باری تعالیٰ عزشانہ کا اترنا چڑھنا انسانوں جیسا سمجھا جائے کیونکہ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (۶:۱۶) اگر انسانوں کی طرح چڑھنا اترنا

Scanned with CamScanner

مانیے تو اس کے پیر ہوئے جن سے چلتا ہوگا اور جسم ہوا کیونکہ پیر تو جسم کا حصہ ہیں۔ یہ مشبہ کے راستے پر چلنا اور خدا کا انکار کرنا ہے کیونکہ جو چلنے کے لیے پیروں کا محتاج ہے اس کے لیے اَللّٰہُ الصَّمَدُ (۲:۱۱۲) کس منہ سے کہا جائے گا؟ چلیے (بفرضِ محال) ان کا مجسم خدا آسمان دنیا پر آ گیا' آسمان میں سما گیا' بتائیں خدا بڑا ہوا کہ آسمان دنیا؟ اب وہ اللہ اکبر کس منہ سے کہیں گے؟ آسمان اسی کی مخلوق ہے' کیا خدا اپنی ایک مخلوق کے اندر سکڑ سمٹ کر سما گیا؟ اب کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ (۲۶:۵۵) پڑھ کر بتائیے کہ اس طرح خدا کو فانی بنا دیا یا نہیں؟ کیونکہ دنیا کے پردے پر جو چیز بھی کسی جگہ ہے یا ہوگی وہ فانی ہے۔ قرآن کریم میں اس کے ساتھ ہی استثناء موجود تھا۔ وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (۲۶:۵۶) اور وہ اسی وجہ سے تھا کہ خدا اس کائنات ارض و سماوی کی کسی جگہ میں نہیں سما سکتا اور نہ ایسا ہو سکتا ہے نہ کوئی چیز اسے اپنے اندر سما سکتی ہے کیونکہ اس کی ذات کریم باقی رہنے والی ہے اور فانی چیز باقی کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ ذات باقی کسی بڑی سے بڑی فانی چیز میں سما سکتی ہے۔ خواہ وہ آسمان دنیا ہو یا عرش و کرسی۔ بلکہ اس کی ذات کریم نہ کسی کے علم و ادراک میں آئے اور نہ کسی کے وہم و گمان میں سمائے کیونکہ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (۵۴:۴۱) جس نے مخلوق کے ہر فرد کا احاطہ کر رکھا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد اس کا احاطہ کرے اسے اپنے اندر سمو سکے اور خدا اس کے اندر سما سکے' لہٰذا خداوند کریم کی ذات علم و ادراک میں بھی نہیں سماتی۔ قطب ربانی' غوث صمدانی' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے: ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو احاطہ شہود میں آ سکے جو دیکھا جا سکے' دائرہ معلومات میں آ سکے اور وہم و گمان میں سما سکے کیونکہ مشہود' مرئی' معلوم اور موہوم و متخیل بھی مشاہدہ کرنے والے' دیکھنے والے جاننے والے اور خیال دوڑانے والے کی طرح مخلوق حادث ہے۔

(مبداء و معاد مترجم مطبوعہ کراچی' ص ۲۰۷)

افضل دعا اور بہترین کلمات

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ

تمام دعاؤں میں افضل ترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور تمام کلمات میں افضل ترین وہ کلمات ہیں جو میں نے کہے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہے اور وہ یہ ہیں: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۳۲)

ے میرے خیال نے جتنے بھی لفظ سوچے تھے
تیرے مقام اور مرتبے سے چھوٹے تھے

مسجدیں تو ساری اللہ کی ہیں یہ تمہاری مسجد کا کیا مطلب؟

✻ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبیلہ بنی معاویہ میں تشریف لے گئے جو کہ انصار کا ایک گاؤں تھا اور لوگوں سے پوچھا کہ تمہاری مسجد میں حضور علیہ السلام نے کس جگہ نماز ادا کی تھی۔ هَلْ تَدْرُوْنَ اَیْنَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِكُمْ هٰذَا. ایک صحابی (حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک) کہتے ہیں: فَقُلْتُ لَهٗ نَعَمْ وَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰی نَاحِیَةٍ مِّنْهُ. میں نے ہاں میں جواب دیا اور مسجد کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا...... (۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اتنے بڑے صحابی ہو کر ایک ایسی مسجد میں جا رہے ہیں جہاں سرکار نے ایک مرتبہ نماز ادا فرمائی تھی۔ کیا ان کو یہ حدیث معلوم نہ تھی کہ تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کرو' جو حدیث یار لوگ درباروں پہ چسپاں کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کے بغض میں اپنا دین و ایمان برباد کرتے ہیں یہاں تو وضاحت کے ساتھ من مسجدکم کے الفاظ ہیں' لہٰذا فتویٰ

اور بھی زوردار لگ سکتا ہے مگر صحابی پر وہابی کا فتویٰ کیسے چل سکتا ہے اور ہاں دوسرا فتویٰ اس پر بھی لگ سکتا ہے کہ وان المساجد للّٰہ۔ کہ مسجدیں تو ساری اللہ کی ہیں' یہ تمہاری مسجد کا کیا مطلب ہے؟

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

معلوم ہوا! حقیقت مجاز اور صریح کنایہ کا استعمال صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں بھی تھا اور اس انداز میں بات کرنے کو شرک کہنا یہ ہمارے اس دور کی مصیبت ہے کہ کسی کو داتا' امام اعظم' غوث اعظم' غریب نواز' مشکل کشا کہہ دیا تو جھٹ سے شرک کا فتویٰ لگ گیا۔ اس طرح تو کسی کو سمیع' بصیر' غنی' مومن' علی کہنا بطریق اولیٰ شرک ہونا چاہیے کیونکہ یہ الفاظ تو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے نام ہیں جب کہ اوپر والے الفاظ تو بعینہ اسماء الحسنٰی میں شامل نہیں ہیں۔ اس مسئلہ پہ ہماری کتاب مسئلہ توحید وشرک کا مطالعہ کیجئے۔

دعا کی قبولیت کی تین صورتیں

حضرت امام مالک' حضرت زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو اِلَّا كَانَ بَيْنَ اِحْدٰى ثَلَاثٍ. کوئی دعا کرنے والا ایسا نہیں ہے مگر اس کی دعا کی تین میں سے کوئی ایک صورت ضرور ہوتی ہے۔

۱- اِمَّا اَنْ يُّسْتَجَابَ لَهٗ یا تو من وعن اس کی دعا کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

اِمَّا اَنْ يُّدَّخَرَ لَهٗ. یا پھر اس کی دعا آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی جاتی ہے (اور اس کو جب اس کی دنیا میں مانگی جانے والی دعاؤں کا ثواب دیا جائے گا تو وہ حیران ہوگا کہ یہ کن اعمال کی جزاء ہے؟۔ اس کو بتایا جائے گا یہ تیری ان دعاؤں کا صلہ ہے جو تو نے دنیا میں کیں اور یہ سمجھتا تھا کہ قبول نہیں ہو رہیں)

۳- اِمَّا اَنْ يُّكَفَّرَ عَنْهُ. یا وہ دعا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (۳۶)

؎ یاالٰہی جو دعائے نیک ''میں'' تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

بے کسوں کا سہارا' ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِى النَّاسِ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ

اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے کا اور برے کام چھوڑنے کا اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ جب تو لوگوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے اس فتنہ سے بچا کر اپنے پاس بلا لینا۔ (۴۰)

غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنا کتنا مبارک فعل اور مقدس جذبہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے پروردگار سے دعا کیا کرتے تھے۔ یا اللہ! مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما۔ اس انسان دشمنی کے دور میں' جسے قبر وحشر کی بے بسی اور بے چارگی کا احساس ہو اسے چاہیے کہ بے چارہ اور بے بس لوگوں کے ساتھ اس دار العمل میں اچھا سلوک کرے تاکہ اس کا پروردگار قبر وحشر کی بے بسی اور بے چارگی کے وقت اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور غرباء پروری کے باعث لطف و کرم فرمائے کیونکہ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ.

؎ ناچیز پہ یارب یہ عنایت کرنا — دل میرا بنے پیار کا میٹھا جھرنا
درکار نہیں دولت کونین مجھے — اوروں کے لیے ہو میرا جینا مرنا

نیکی اور برائی کی دعوت دینے والے کی جزا وسزا

امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مجھے یہ حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ دَاعٍ یَدْعُو اِلٰی هُدًی اِلَّا کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا۔

جو ہدایت کی طرف بلائے گا اسے پیروی کرنیوالوں کے برابر اجر ملے گا اور پیروی کرنیوالوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

وَمَا مِنْ دَاعٍ یَدْعُو اِلٰی ضَلَالَةٍ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِ مِثْلُ اَوْزَارِهِمْ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئًا

اور جو گمراہی کی طرف بلائے گا تو اسے پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (۴۰)

حضرت عمر نے عصر کے بعد نماز پڑھنے والے شخص (المنکدر) کو مارا۔ (۵۰)

(۱۶) کِتَابُ الْجَنَائِز

(کفن و دفن اور جنازہ وغیرہ کا بیان)

٭ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قمیص میں غسل دیا گیا۔ عن محمد بن علی بن حسین۔ (۱)

٭ حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو اپنی چادر مبارک کا کفن پہنایا۔ (۲)

٭ حضرت اسماء بنت عمیس نے اپنے خاوند حضرت ابوبکر کو غسل دیا۔ (۳)

٭ امام مالک فرماتے ہیں: میں نے اہلِ علم سے سنا کہ عورت کو غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو اور نہ اس عورت اور اس کے خاوند کا قریبی محرم تو اس کو تیمم کرایا جائے گا اسی طرح مرد کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا جب کہ کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو۔ (۴)

٭ حضور علیہ السلام کے کفن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ (۵)

نئے کپڑوں کی زندوں کو مردوں سے زیادہ ضرورت ہے

حضرت یحییٰ بن سعید کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: فِیْ کَمْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ حضور علیہ السلام کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ انہوں نے عرض کیا: فِیْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِیضٍ سُحُوْلِیَّةٍ۔ تین کپڑوں میں جو کہ سفید اور سحولی تھے۔ تب حضرت ابوبکر نے فرمایا: خُذُوْا هٰذَا الثَّوْبَ لِثَوْبٍ عَلَیْهِ قَدْ اَصَابَهٗ مِشْقٌ اَوْ زَعْفَرَانٌ فَاغْسِلُوْهُ ثُمَّ کَفِّنُوْنِیْ فِیْهِ مَعَ ثَوْبَیْنِ اٰخَرَیْنِ۔ یہ کپڑے لے لینا (جو آپ کے جسم پر تھے) اور ان پہ گیرو یا زعفران لگا ہوا تھا اور ان کو دھو کر دو کپڑے (پرانے) اور ساتھ ملا لینا اور مجھے کفن پہنا دینا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا: مَا هٰذَا؟ یہ کیا؟ مطلب یہ ہے کہ جب ہر کسی کو نیا کفن دیا جاتا ہے تو پھر ہم امیر المومنین کو نیا کفن کیوں نہ پہنائیں؟ اس پر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا: اَلْحَیُّ اَحْوَجُ اِلَی الْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ وَاِنَّمَا هٰذَا لِلْمُهْلَةِ زندوں کو مردوں کی بنسبت نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور یہ (کفن کے کپڑے) تو خون پیپ کے لیے ہیں۔ (۶)

؎ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

٭ جنازے کے آگے چلا جائے یا پیچھے اس بارے میں امام مالک نے بھی روایات درج فرمائی ہیں اور مؤطا امام محمد میں ہے: امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جنازہ کے آگے چلنا اچھا ہے اور پیچھے چلنے میں فضیلت ہے۔ مختلف احادیث مطہرہ کا یہی نچوڑ ہے۔

٭ نجاشی کی نماز جنازہ حضور علیہ السلام نے چار تکبیرات سے ادا فرمائی۔ (۱۴)

Scanned with CamScanner

غریبوں کے والی غلاموں کے مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت امامہ بن سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ ایک غریب عورت بیمار پڑ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بیماری کے بارے میں بتایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ مسکینوں کی عیادت کرتے اور ان کا حال دریافت فرماتے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے بتا دینا' پس لوگ رات کے وقت اس کے جنازے کو لے کر نکلے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا ناپسند کیا۔ صبح کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے بتا دینا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے رات کے وقت آپ علیہ السلام کو باہر نکالنا اور جگانا ناپسند کیا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے' یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی قبر کے پاس صفیں بنالیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں (۱۵) یقیناً مرنے والی نے جب اپنے اوپر سرکار کا یہ کرم دیکھا ہوگا تو اس کی روح پکار اٹھی ہوگی کہ

؎ اس کرم کا کروں شکر کیسے ادا' جو کرم مجھ پہ میرے نبی کر دیا
میں سجاتی تھی سرکار کی محفلیں مجھ کو ہر غم سے ربّ نے بری کر دیا
ذکر سرکار کی ہیں بڑی برکتیں' مل گئی راحتیں' عظمتیں' رفعتیں
میں گناہگار تھی بے عمل تھی مگر مصطفیٰ نے مجھے جنتی کر دیا
جو در مصطفیٰ کے گدا ہو گئے' دیکھتے دیکھتے کیا سے کیا ہو گئے
ایسی چشم کرم کی ہے سرکار نے' دونوں عالم میں ان کو غنی کر دیا
جو بھی آیا ہے محفل میں سرکار کی' حاضری مل گئی جس کو دربار کی
کوئی صدیق فاروق عثماں ہوا اور کسی کو نبی نے علی کر دیا

کوئی مایوس لوٹا نہ دربار سے' جو بھی مانگا ملا میری سرکار سے
صدقے جاؤں نیازی میں لجپال کے' ہر گدا کو سخی نے سخی کر دیا

✲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نماز عصر اور فجر کے بعد جنازہ پڑھ سکتے ہو۔ اِذَا صُلِّیَتَا لِوَقْتِهِمَا' جب کہ یہ دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھی گئی ہوں (۲۱)

حضور علیہ السلام کو غسل دیتے وقت ایک آواز سنی گئی

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ خبر پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن وفات پائی اور منگل کے دن آپ کو دفن کیا گیا۔ بغیر امام کے لوگوں کے خود ہی (درود و سلام کی صورت میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نماز ادا کی۔ بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کے پاس اور بعض نے بقیع میں دفن کرنے کا مشورہ دیا' جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا: میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے مَادُفِنَ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا فِیْ مَکَانِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ' نبی کا جہاں وصال ہوتا ہے وہیں اس کا مدفن بنایا جاتا ہے۔ پس اسی جگہ قبر مبارک بنائی گئی' جب حضور علیہ السلام کو غسل دیا جانے لگا تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک اتارنے کا ارادہ کیا۔

فَسَمِعُوْا صَوْتًا یَّقُوْلُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِیْصَ

سب نے یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتاری جائے۔ چنانچہ قمیص سمیت غسل دیا گیا۔ (۲۷)

مشکوٰۃ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری حدیث میں اس موقع پر گھر کے کونے سے غائبانہ آواز کا آنا جس کے الفاظ اور ہیں حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: یہ خضر علیہ السلام کی آواز ہے۔ غالباً یہ آواز بھی انہی کی ہوگی۔

؎ کتنی محبوب! خدا نے تجھے صورت بخشی
جو ہے قرآن ہی قرآن وہ سیرت بخشی

انبیاء حشر میں ڈھونڈیں گے سہارا تیرا
میرے آقا تجھے اللہ نے وہ عزت بخشی

جنت البقیع میں دفن ہونا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ بِالْبَقِيْعِ لَاَنْ اُدْفَنَ بِغَيْرِهٖ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُدْفَنَ بِهٖ

مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں (وجہ آگے آتی ہے) اور بقیع میں دفن ہونے سے کسی دوسری جگہ دفن ہونا مجھے زیادہ پسند ہے۔

اِنَّمَا هُوَ اَحَدُ رَجُلَيْنِ اِمَّا ظَالِمٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ مَعَهٗ وَاِمَّا صَالِحٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ تُنْبَشَ لِيْ عِظَامُهٗ (۳۲)

کیونکہ (جس جگہ بقیع میں مجھے دفن کیا جائے گا) وہاں یا تو کسی ظالم کی قبر بنی ہوئی ہوگی جس کے ساتھ دفن ہونا مجھے پسند نہیں اور یا کسی صالح کی قبر ہوگی تو میں نہیں چاہتا کہ میری خاطر اس کی ہڈیوں کو کھودا جائے۔ حضرت عروہ نے بڑی معقول وجوہات بیان کیں ورنہ ہر کلمہ گو کا دل چاہتا ہے کہ مدینہ میں مرے اور جنت البقیع میں دفن ہو۔

؎ اب یہ کہتا ہوں مدینے میں مجھے آنے دو
پھر کہوں گا کہ اب آیا ہوں تو مر جانے دو
حاضری سے مجھے روکے کوئی اور وہ یہ کہیں
ہے یہ اپنا اسے آنے دو اسے آنے دو
بے نیازی ہی سے اے کاش وہ دے دیں یہ جواب
میرے در پہ کوئی مرتا ہے تو مر جانے دو
بات مانی نہ رفیقوں نے مدینے میں میری
تم اگر جاتے ہو تو جاؤ مجھے رہ جانے دو

بستر پہ مرنیوالے کو شہادت کا درجہ مل رہا ہے

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں بیہوش پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی تو انہوں نے جواب نہ دیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا: اے ابوربیع! تمہارے معاملے میں ہم مغلوب ہوئے، پس عورتیں رونے دھونے لگیں تو حضرت جابر انہیں خاموش کرانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو لیکن جب واجب ہو جائے تو اس وقت کوئی رونے والی نہ روئے۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا واجب ہو جائے؟ فرمایا: جب مر جائے۔ ان (مرنے والے) کی بیٹی کہنے لگی: خدا کی قسم! ہم تو ان کی شہادت کے آرزومند تھے کیونکہ انہوں نے جہاد کا سامان تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ تم شہادت کس چیز کو شمار کرتی ہو عرض گزار ہوئیں کہ اللہ کی راہ میں لڑ مرنے کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے سوا بھی سات قسم کے شہید ہیں۔

(۱) طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ (۲) غرق ہونے والا شہید ہے۔ (۳) نمونیہ والا شہید ہے۔ (۴) پیٹ کی بیماری سے مرنیوالا شہید ہے۔ (۵) جل کر مرنیوالا شہید ہے۔ (۶) دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے (۷) زچگی میں مرنیوالی عورت بھی شہید ہے۔ (۳۶)

؎ دونوں جہاں کی نعمتوں نے بہرہ ور ہیں وہ
آیا ہے جن کے ہاتھ میں دامان مصطفیٰ
اللہ رے یہ عظمت دین محمدی
گونجا ہے بحر و بر میں اعلان مصطفیٰ (ﷺ)

بیماری و مصیبت سے مومن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

بیماری بھی ایک بڑی نعمت ہے اور اس کے منافع بے شمار ہیں۔ اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتاً راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے۔ حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے۔ بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔ آنچہ از دوست میرسد نیکوست۔

مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ صبر و استقلال سے کام لیں اور جزع و فزع کر کے ثواب کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی' پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ بہت سے نادان بیماری میں نہایت بیجا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ معاذ اللہ' اللہ عزوجل کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں یہ تو بالکل ہی خسر الدنیا والاخرۃ (۱۱:۲۲) کے مصداق بن جاتے ہیں۔ (بہار شریعت)

✳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِيْ وَلَدِهٖ وَحَامَّتِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَتْ لَهٗ خَطِيْئَةٌ (۴۰)

بندۂ مومن کو ہمیشہ اس کی اولاد اور اعزہ کی مصیبتوں کی وجہ سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

ابنائے زمانہ پہ جو کی خوب نگاہ
احسان اگر کریں تو سو کر کے گواہ

ہم سے بھی چھپا کر جو ہمیں دیتا ہے
سالک نہیں کوئی ایسا مگر اللہ

✳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيْبَةُ بِيْ. میری مصیبتوں کو یاد کر کے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں (کیونکہ راہ خدا میں جتنا حضور علیہ السلام کو ستایا گیا اتنی کسی کو نہ ستایا گیا' جب اس باب میں ہم حضور علیہ السلام کی طرح نہیں تو عظمت و شان کے اعتبار سے حضور ہمارے جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں)۔ (۴۲) حضور تو پھر حضور ہیں جو کہ نورٌ علیٰ نور ہیں

خدا محبوب رکھتا ہے محمد کے گھرانے کو
ہمارا بھی تعلق ہے محمد کے گھرانے سے
سُنا ہے جب سے میں نے آپ گھر تشریف لائیں گے
ذرا سی بھی مجھے فرصت نہیں پلکیں بچھانے سے

محبوب خدا جیسا کون ہو سکتا ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ حکم خداوندی کے مطابق کہے: ''بیشک ہم اللہ کا مال ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما اور اس کے عوض مجھے بہتر چیز عطا فرما تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر دیگا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابوسلمہ فوت ہوئے تو میں نے یہی دعا کی پھر اپنے دل میں کہا: ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ لیکن (پتہ تب چلا جب) ان کے بعد مجھے اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے مشرف فرما دیا۔ (۴۲)

اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو انبیاء کرام علیہم السلام کو بڑی شدومد کے ساتھ اپنے جیسا بشر کہنے اور بھائی تک کہنا جائز بتاتے رہتے ہیں۔ اگرچہ کھانے پینے وغیرہ وعام کاموں میں انبیائے کرام علیہم السلام اور دوسرے

Scanned with CamScanner

انسانوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا لیکن درحقیقت ہزاروں منزلوں کا فرق ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ معلوم ہوا! ان حضرات کے جو کام ہمیں اپنے جیسے نظر آئیں وہ بھی ہمارے اور دوسرے عام انسانوں جیسے نہیں ہوتے' ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں کہ ان بلند و بالا ہستیوں کے کاموں کی حقیقت کو دیکھ سکیں۔ اسی لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مسلمانوں کو فہمائش کی ہے۔

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیرو شیر

امانت کی واپسی پہ غم کیسا؟

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ان کی زوجۂ محترمہ فوت ہوگئیں تو محمد بن کعب قرظی تعزیت کے لیے ان کے پاس آئے اور کہا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو فقیہ' عالم' عابد اور مجتہد تھا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کے ساتھ اسے غایت درجہ محبت تھی' وہ فوت ہوگئی تو اس آدمی کو بڑا دھکا لگا اور شدت ملال کے باعث وہ گھر میں بیٹھ رہا' دروازہ بند کرلیا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اب اس کے پاس کوئی آ نہیں سکتا تھا۔ ایک عورت نے جب یہ بات سنی تو اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے ان سے ایک حاجت ہے جس کے سلسلے میں ان سے میں نے فتویٰ لینا ہے' بالشافہ پوچھے بغیر بات بن نہیں پڑے گی۔ لوگ تو چلے گئے لیکن وہ عورت دروازے پر جام ہوگئی اور کہا: مجھے اس کے سوا چارۂ کار نہیں۔ کسی نے اس عالم سے کہا: یہاں ایک عورت ہے جو آپ سے کوئی فتویٰ لینا چاہتی ہے' وہ چاہتی ہے کہ میں بالشافہ پوچھوں گی اور لوگ جا چکے ہیں لیکن وہ دروازہ سے ذرا نہیں ہٹتی۔ اس عابد نے کہا: اسے اندر آنے دو' پس وہ اندر آ گئی اور اس نے کہا: میں آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہوں' پوچھا: وہ ہے کیا؟ عورت نے کہا: میں نے اپنی ہمسائی سے کچھ

زیور ادھار لیے تھے' میں انہیں پہنتی رہی اور مدتوں ادھار دیتی رہی' اب اس گھر والوں نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ زیور انہیں لوٹا دوں تو کیا میں ان کی طرف زیور لوٹا دوں؟ کہا خدا کی قسم ضرور۔ عورت نے کہا: میرے پاس تو اس زیور کو مدت گزر گئی پھر واپسی کیسی؟ کہا: اس صورت میں تو واپس لوٹانے کا زیادہ حق ہوگیا کہ اتنی مدت رکھے۔ عورت گویا ہوئی کہ حضور والا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کیا آپ اس چیز پر افسوس کررہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ادھار دی' پھر واپس لے لی۔ کیا وہ اس کا آپ سے زیادہ حقدار نہیں؟ اس بات نے اس عالم کی آنکھیں کھول دیں! اس کی بات سے اللہ تعالیٰ نے اسے فائدہ پہنچایا۔ (۴۳)

اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا جلوہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص نے زندگی بھر کوئی نیکی نہ کی تھی جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے جلا دینا' پھر میری آدھی راکھ کو خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی کو دریا میں بہا دینا کیونکہ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے اتنا عذاب دے گا کہ پوری دنیا میں اس نے اتنا عذاب کسی کو نہ دیا ہوگا' جب وہ مر گیا تو گھر والوں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام ذرات کو جمع کر دیا اور دریا کو حکم دیا تو اس نے بھی اس کے ذرات جمع کر دیئے' پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے پوچھا: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ تو نے ایسا کیوں کیا؟ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے ڈر کی وجہ سے (میں نے ایسا کیا) فَغَفَرَ لَهٗ' پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (۵۱)

عبد کو معبود سے اس کے ملا دیتی ہے حمد
عشق کا ساغر بھر عالم پلا دیتی ہے حمد

Scanned with CamScanner

بعد مُردن کام اس کا منفرد ہوتا ہے یوں
قصرِ فردوسِ بریں ربّ سے دلا دیتی ہے حمد
بھلا کسی کو مقدور حمد خدا ہے
تحیر تحیر تحیر کی جا ہے

(۱۷) کِتَابُ الصِّیَام (روزوں کا بیان)

* صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ لَسْتَ مِثْلَنَا۔ یارسول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں (۹)
* حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بوڑھے روزہ دار کو بیوی کا بوسہ لینے کی روزے کی حالت میں اجازت دی اور جوان کے لیے ناپسند فرمایا۔ (۱۹) جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مطلقاً یہ کام روزہ دار (خواہ بوڑھا ہو یا جوان) کے لیے منع فرمایا۔ (۲۰)

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رمضان کا روزہ توڑ دیا (سینہ کوٹتا ہوا، بال نوچتا ہوا) سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ (عرض کی:) ھَلَکَ الْاَبْعَدُ میں بری طرح ہلاک ہوگیا (کہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا) حضور علیہ السلام نے اس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا یعنی ایک غلام آزاد کر یا متواتر دو ماہ کے روزہ رکھ یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس ان میں سے کسی چیز کی استطاعت نہیں۔ اتنے میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس شخص کو فرمایا: خُذْ ھٰذَا فَتَصَدَّقْ بِہٖ۔ یہ لے جا اور اس کو بانٹ دے۔ عرض کیا: مجھ سے زیادہ تو کوئی حاجت مند ہی نہیں۔ حضور علیہ السلام اس طرح ہنس پڑے کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔

فرمایا: کُلْہُ۔ خود ہی کھا لے۔ وَصُمْ یَوْمًا مَکَانَ مَا اَجَبْتَ۔ اور اس کے بدلے ایک روزہ رکھ لینا۔ (حدیث ۲۸-۲۹ کا خلاصہ) اعلیٰ حضرت نے کہا:

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

کیا یہ حضور علیہ السلام کا خداداد اختیار نہیں

ان احادیث کے تحت مترجم مؤطا لکھتے ہیں، جب رمضان کا روزہ توڑنے والا عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر تو محتاج کوئی نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم ریزی کرتے ہوئے فرمایا: انہیں تم کھالو۔ یہ ساری گفتگو کفارہ سے متعلق ہو رہی تھی اور حبیب پروردگار نے کفارہ یوں ادا کروایا کہ دواڑھائی من کھجوریں اس شخص کو کھلا دیں لیکن اس کے باوجود مولوی وحیدالزماں خان صاحب نے خدائے قادرِ مطلق کے خلیفۂ اعظم، محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو چھپانے اور خدا کے عطا فرمودہ اختیار کو مٹانے کی غرض سے لکھا ہے: ''پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا (ص۲۹۱)

یہ حدیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخر میں ہے: قال اذهب فاطعمه اهلك. فرمایا: جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كله انت وعيالك فقد كفر الله عنك. تم اور تمہارے اہل و عیال انہیں کھالیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے کفارہ ادا کر دیا۔ (دارقطنی) نیز ارشاد فرمایا: كل انت وعيالك تجزئك ولاتجزی احدابعدك یعنی تم اور تمہارے بال بچے کھالیں تمہیں کفارہ سے کفایت کرلے گا اور تمہارے بعد کسی دوسرے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ امام ابن شہاب زہری سے مروی ہے: انما كان هذه رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلك اليوم لم يكن له بدمن التكفير. یہ خاص اسی شخص کے

Scanned with CamScanner

لیے اجازت تھی آج کوئی ایسا کرے تو اسے کفارہ کے بغیر چارہ نہیں۔ (ابو داود) علامہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اس مؤقف کی بات بھی کر ہی دیتے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کو بیان کرنیوالوں میں انہیں ایک بھی محقق نظر نہیں آیا؟

نام احمد معتبر سوغات ہے — آپ کی ہر بات کی کیا بات ہے
جس کا ثانی دو جہاں میں نہ ملا — وہ محمد مصطفیٰ کی ذات ہے (ﷺ)

میرا ربّ مجھے کھلاتا پلاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال (پے در پے بغیر سحری افطاری کے روزے) رکھنے سے منع فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا: فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ. آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ. میرا حال تمہاری طرح نہیں ہے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (۳۹)

اصل ان کی نور ہے، صورت بشر کی ہے
تصویر آئینے میں بھی آئینہ گر کی ہے
وہ ہیں علیم ان کو ہر اک شئی کا علم ہے
وہ ہیں خبیر ان کو خبر ہر خبر کی ہے
سمجھا خرد نے اور انہیں، عشق نے کچھ اور
بات اپنے اپنے ذوق کی اپنی نظر کی ہے
ان سے سکون قلب و نظر مانگتا ہوں میں
ان کے ہی ہاتھ لاج میری چشم تر کی ہے
مجھ کو شہ امم سے توقع ہے خیر کی
امید ان کی ذات سے ہی دفع شر کی ہے

(حافظ مظہر الدین)

اللہ کا دین آسان ہے

یحییٰ نے امام مالک علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے اہل علم سے سنا کہ جب بیمار کی بیماری اتنی بڑھ جائے کہ روزہ رکھنا اس کے لیے مشکل ہو جائے اور اسے تکلیف پہنچائے تو وہ روزہ نہ رکھے اور اس طرح وہ مریض جس کے لیے نماز میں کھڑے ہونا دشوار ہو جائے اور بندے کے عذر کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس کا عذر اس حد تک پہنچا ہے تو وہ شخص بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔

وَدِيْنُ اللّٰهِ يُسْرٌ. اور اللہ کا دین آسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسافر کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے حالانکہ مسافر روزہ رکھنے کی بیمار سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔۔۔۔۔(۴۱)

✻ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْيُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ. کیا کوئی کسی کی طرف سے (فرضی) روزہ رکھ سکتا ہے یا نماز پڑھ سکتا ہے: فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ. نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ (۴۳)

✻ نفلی روزہ توڑ دیا تو اس کی قضا ہے۔ (۵۰) یہی حال ہر نفلی عبادت کا ہے وہ حج ہو یا عمرہ ہو یا نماز (ایضاً)

✻ امام مالک فرماتے ہیں: میں نے ایک معتبر عالم سے سنا کہ حضور علیہ السلام کو پہلی امتوں کی لمبی عمریں دکھائی گئیں تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور سوچا کہ میری امت عمل میں ان تک کیسے پہنچے گی۔ فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (۶۷)

بدکار ہیں عاصی ہیں زیاں کار ہیں ہم
تعزیر کے بے شبہ سزاوار ہیں ہم

یہ سب سہی پر دل کو ہے اس سے قوت
اللہ کریم ہے گناہ گار ہیں ہم

(۱۸) کِتَابُ الْاِعْتِکَافِ (اعتکاف کا بیان)

✻ امام مالک کے ہاں مسجد کی چھت پہ اور مینار پہ اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہیے۔
وَلَا یَعْتَکِفُ فَوْقَ ظَهْرِ الْمَسْجِدِ وَلَا فِی الْمَنَارِ یَعْنِی الصَّوْمَعَةِ (۳)

✻ امام مالک کے ہاں بھی جس دن اعتکاف توڑا ہے بقیہ دنوں کے اعتکاف کی قضا لازم ہے نہ کہ پورے عشرے کی۔ مثلاً دو دن اعتکاف کیا پھر بیمار ہو گیا اور مسجد سے چلا گیا تو گزشتہ دو دنوں کا اعتکاف نہ کیا جائے گا۔ (۷)

✻ امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: لَابَاسَ بِنِکَاحِ الْمُعْتَکِفِ نِکَاحَ الْمِلْکِ مَالَمْ یَکُنِ الْمَسِیْسُ۔ معتکف حالت اعتکاف میں اگر نکاح کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن چھونا ممنوع ہے۔

وَالْمَرْأَةُ الْمُعْتَکِفَةُ اَیْضًا۔ اعتکاف والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ (۹)

یاد رہے: معتکف (اعتکاف والے) اور محرم (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والے) کے نکاح کرنے میں یہ فرق ہے کہ احرام والا کھاتا پیتا ہے، بیمار کی عیادت کرتا ہے، جنازے کے ساتھ جاتا ہے لیکن خوشبو نہیں لگاتا جب کہ معتکف مرد ہو یا عورت خوشبو لگاتے، تیل لگاتے، بال درست کرتے ہیں مگر جنازے میں شریک نہیں کر سکتے اور مریض کی عیادت کرنے کے لیے نہیں جا سکتے...... (ایضا)

(۱۹) کِتَابُ الزَّکٰوةِ (زکوٰۃ کا بیان)

✻ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال پر سال گزرنے کی شرط حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْهِ الْحَوْلُ (اگر چہ عند الاحناف دوران سال زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے) (۴)

✻ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں پہ سیاہ داغ ہوں گے اور وہ اپنے مالک کو تلاش کر کے کہے گا: اَنَا کَنْزُکَ۔ میں تیرا جمع کیا ہوا مال ہوں۔ (۲۲)

✻ زکوٰۃ کے طور پر بہترین مال نہ لیا جائے مگر مالک کی رضامندی سے۔ حضرت عمر (۲۸)

✻ مالدار کب زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) زکوٰۃ کی وصولی پہ متعین ہو (۳) قرضدار ہو (۴) اپنے مال کے بدلے زکوٰۃ کا مال خریدنے والا ہو (۵) مسکین کو زکوٰۃ کا مال دیا گیا اور اس نے مالدار کو ہدیہ کے طور پر دے دیا۔ (۲۹)

✻ زکوٰۃ کے جانور کا دودھ حضرت عمر نے بھولے سے پی لیا اور پھر قے کر دی۔ (۳۱)

✻ خیرات کیے ہوئے مال کو خریدنا ایسے ہے جیسا کہ کتا قے کر کے چاٹ لے۔ (۴۹)

ثانی میرے آقا کا یہاں ہے نہ وہاں ہے

✻ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَی النَّاسِ...... (۵۱) امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: صدقہ فطر دیہاتیوں پر بھی اسی طرح واجب ہے جیسے شہریوں پر کیوں کہ حضور علیہ السلام نے اسے ہر مسلمان کے لیے فرض قرار دیا خواہ وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت۔ ثابت ہوا کہ فرض اگرچہ اللہ کا ہوتا ہے اور سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ کسی چیز کو آپ اپنی امت پہ فرض فرما سکتے ہیں اور یہ الفاظ کہنے میں امام مدینہ امام مالک علیہ الرحمۃ کو کسی قسم کی قباحت نظر نہ

Scanned with CamScanner

آئی اور موجودہ دور کے نام نہاد موحدین کو یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ جس کا نام محمد و علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہو سکتا......

بہ بیں تفاوت از کجا تابکجا

حضرت امام مالک ہی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکوٰۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ...... دیکھیے مؤطا امام مالک (۵۲)

دنیا پہ حکومت ہے تو عقبیٰ میں بھی شاہی
ثانی میرے آقا کا یہاں ہے نہ وہاں ہے
ہر کوئی ہے محتاج سر حشر تمہارا
ہر شخص پکارے ہے کہ محبوب کہاں ہے
ہر چیز کے باطن میں ترا نور ہے پنہاں
ہر چیز کے ظاہر سے تیرا جلوہ عیاں ہے
آج ان کے تصرف کا جو انکار کرے گا
اے دشمن سرکار یہ تیرا ہی زیاں ہے
بے ان کی محبت کے کیسے چین میسر
لاریب یہی عشق ہے جو جان جہاں ہے

(۲۰) کِتَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)

آداب حج اور فرمان رسالت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

"جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے حج کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ

ممکن ہے اس کی اونٹنی کھو جائے اور ممکن ہے کوئی اور ایسی ضرورت پیش آ جائے کہ حج ناممکن ہو جائے"۔ (امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ)

حج کا مصمم ارادہ کرنے کے بعد سب سے پہلے آدمی اپنے اعزہ اور احباب سے مل کر ان سے اپنی غلطیوں کی (اگر کوئی ہوں) معافی چاہے اور خدا کے گھر میں حاضری دینے سے پیشتر اس کے بندوں کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کر لے۔ قرضہ ہو تو ادا کر دے اور اگر والدین ضعیف ہوں تو ان سے اجازت لے۔

حج کے لیے جانے کا چرچا نہ کرنا بہتر ہے۔ ہر دکھاوے اور نمود و نمائش سے پرہیز کرے اور کوشش کرے کہ اس کا ہر قدم محض خدا کے لیے ہو۔

حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لینا چاہیے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اس پاکیزہ سفر کے دوران خدا کی نافرمانیوں سے بچنے اور حج بیت اللہ کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے والا بندہ وہی ہے جو ہر حال میں خدا سے ڈرتا ہے۔

حج کے ارادے کے ساتھ ہی ذہنی یکسوئی کے ساتھ تیاری ہونی چاہیے۔ حج کی تاریخ کو تازہ کرنا، حج کے ایک ایک رکن کی حقیقت پر غور کرنا، خدا کے دین اور حج کے ارکان کو سمجھنے کی کوشش کرنا اور ایک باشعور بندۂ مومن کی طرح اپنی زندگی میں صالح انقلاب لانے کا جذبہ پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن پاک کے ان حصوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا چاہیے جن میں حج کی حقیقت و اہمیت اور حج سے پیدا ہونے والے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے لیے احادیث رسول اور ان کتابوں کا مطالعہ بھی مفید ہے جن میں حج کی تاریخ اور حج کے ارکان کی حقیقت پر گفتگو کی گئی ہو۔

حج کے لیے جو مسنون دعائیں ہیں، انہیں یاد کرنا چاہیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں خدا سے وہی کچھ مانگنا چاہیے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا تھا۔ اس کے علاوہ بھی اپنی طرف سے ہر اچھی دعا کر سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو حالت احرام میں رنگین کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر فرمایا: مَاهٰذَا الثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ يَا طَلْحَةُ. اے طلحہ یہ رنگا ہوا کپڑا کیسا ہے؟ عرض کیا: یہ مٹی سے رنگا ہوا ہے۔ فرمایا: تم لوگ اُمتِ محمدیہ کے امام ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں' اگر کسی جاہل نے دیکھ لیا تو وہ ضرور کہے گا کہ میں نے طلحہ کو حالت احرام میں رنگین کپڑا پہنے دیکھا ہے' لہٰذا (حالت احرام میں آئندہ) کسی بھی چیز سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہننا۔ (١٠)

معلوم ہوا سرکردہ لوگوں کو بڑی احتیاط سے زندگی گزارنی چاہیے تا کہ لوگ ان کی پیروی کرنے میں غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوں۔

بدعت کا تصور اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ہر نئی چیز کو بدعت سیئہ کے کھاتے میں ڈالنے والے حضرات جو امت کی اکثریت کو بدعتی قرار دے کر بزعم خوش دین کی خوب خوب خدمت کر رہے ہیں ان کے لیے یہ واقعہ بڑا عجیب بھی ہے اور باعث نصیحت بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

جب کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے تلبیہ میں ان الفاظ کا اضافہ فرمایا کرتے تھے۔ (وكان عبدالله بن عمر يزيد فيها) الفاظ یہ ہیں: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ (٢٨)

بدعت کے موجودہ تصور کی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں نہ ان کو خود خیال آیا اور نہ ہی کسی نے عرض کیا کہ جب حضور علیہ السلام کا تلبیہ وہ

ہے تو آپ نے اس میں اضافہ کیوں کیا؟ یہ تو دین میں اضافہ ہو گیا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ ناقص تھا جس میں آپ نے اضافہ کر کے اس کو مکمل کر دیا ہے اور نہ ہی کسی نے یہ کہا: شریعت حضور کی ہے یا آپ کی وغیرہ وغیرہ۔

؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حضرت عبید بن جریج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گزارش کی کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے آپ کے چار کام ایسے دیکھے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو وہ کام کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا: اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ کہا: میں نے آپ کو دیکھا کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے سوا اور کسی رکن کو نہیں چھوتے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایسے جوتے پہنتے ہیں جن میں بال نہیں ہوتے۔ میں نے آپ کو زرد خضاب کرتے دیکھا اور میں نے دیکھا جب کہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے تو لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا اور آپ آٹھویں ذوالحجہ سے پہلے احرام نہیں باندھتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ارکان کی بات تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوتے نہیں دیکھا مگر ان دونوں ارکان کو۔ رہی سبیہ جوتوں کی بات تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایسے جوتے پہنتے جن پر بال نہیں ہوتے تھے اور انہیں وضو کر کے پہن لیتے' لہٰذا میں ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔ زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد خضاب کرتے دیکھا تو میں بھی یہی لگانا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے نہیں دیکھا مگر جب سواری کا جانور سیدھا کھڑا ہو جاتا۔ (٣١)

؎ ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند جن کو میرے حضور کی ہے ہر ادا پسند

Scanned with CamScanner

حضرت علی شیر خدا کا مسئلہ بتانے کا ایک انداز

حضرت امام محمد باقر علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب کہ وہ اپنے بکری کے بچوں کو آٹا گھول کر پلا رہے تھے۔ حضرت مقداد نے حضرت علی سے کہا: حضرت عثمان حج و عمرہ کے درمیان قرآن سے منع کرتے ہیں۔ حضرت علی نکلے اور ان کے ہاتھوں پر آٹے اور پتوں کے نشان تھے اور میں ان کی کلائیوں کے ان نشانات کو بھولا نہیں ہوں یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہا: آپ حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں؟ حضرت عثمان نے کہا: میری رائے تو یہی ہے پس حضرت علی ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے آئے: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ مَّعًا. اے اللہ! میں حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھ کر حاضر ہوں (گویا اپنے عمل سے جواز ثابت کیا)۔ (٤٠)

حضرت علی المرتضیٰ کی غیرت ایمانی دیکھئے کہ اس مسئلہ کی اصلاح کے لیے کس قدر بے تاب ہوئے اور جوش میں آ گئے، پھر بھلا خلافت جیسے اہم مسئلہ کے بارے میں آپ کس طرح خاموش رہ سکتے تھے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر خلفاء ثلاثہ میں خرابی ہوتی تو جس طرح علی کا بیٹا یزیدی لشکر سے ٹکرا گیا مگر باطل حکومت کو قبول نہ کیا اسی طرح علی شیر ہو کر اتنے سال اپنی آنکھوں سے کس طرح ناجائز تماشا دیکھ سکتے تھے۔ کیونکہ

کھلی آنکھ آغوش رحمت میں جس کی
وہ میرے نبی کا بڑا لاڈلا ہے
علی میرا آقا علی میرا مولا — علی میرا ہادی علی رہنما ہے
علی عشق ہے عشق ہی تو علی ہے — علی عشق کی آخری انتہا ہے
علی باب ہے شہر علم نبی کا — اسی علم سے علم سب کو ملا ہے
جو سایہ نبی کا زمیں پر نہ آیا
وہ سایہ علی نے ہی سر پر لیا ہے

حج و عمرہ کا ثواب

حضرت ابوصالح سمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ (٦٥)

ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول) کی جزا تو جنت ہے۔

* رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے۔ (٦٧)
* امام مالک فرماتے ہیں: وَلَا اَرٰی لِاَحَدٍ اَنْ يَّعْتَمِرَ فِي السَّنَةِ مِرَارًا. سال میں کئی مرتبہ عمرہ کرنا مناسب نہیں۔ (٦٨)

وہ صاحبان ثروت جو فرائض کی پرواہ نہیں کرتے، حقوق العباد کو پامال کرتے رہتے ہیں اور دولت کے بل بوتے پر عمرے کر کے اپنی بڑائی جتاتے رہتے ہیں کہ الحمدللہ! اتنی بار حاضر ہو چکی ہے ان کے لیے امام مالک کا یہ ارشاد نہایت ہی سبق آموز ہے، انہیں چاہیے کہ زیادہ عمرے کرنے کی بجائے مدارس، مساجد اور رفاہی کاموں میں یہ پیسہ لگایا کریں۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر — خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

نہیں دیکھی جاتی مشقت کسی کی

حضرت سعد بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک گورخر (نیل گائے کو) بطور نذرانہ پیش کیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء یا ودان پہ تشریف فرما تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ.

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کو مغموم و پریشان دیکھا تو فرمایا: میں ضرور قبول کر لیتا اگر میں احرام میں نہ ہوتا۔ (۸۳)

دیکھا آپ نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک ایک امتی کے ساتھ کس قدر محبت ہے کہ اس کی پریشانی دیکھ کر آپ بے تاب ہو گئے اور فوراً ہی اس کا مداوا اپنے میٹھے میٹھے الفاظ سے کر دیا۔ خدا کو اپنے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی گوارا نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہ ہے جلوہ عزیز علیہ ماعنتم کا اور حریصٌ علیکم بالمومنین رؤفٌ رحیم کا۔

آج پھر تیری امت ہے خوار و زبوں، دردمندوں کی آنکھوں سے جاری ہے خوں
میرے آقا سفینہ ہے منجدھار میں، میرے آقا سفینہ ٹھکانے لگا
یاورِ بے کساں خلق کے راہبر، ہم غلاموں پہ بھی لطف کی اک نظر
تیرے قربان مایوسیاں بڑھ گئیں، تیرے قرباں یقیں ڈگمگانے لگا
پھر ہمیں عظمت بوذری بخش دے، شانِ فاروق فقرِ علی بخش دے
پھر زمانے کے انداز ہیں خشمگیں، پھر زمانہ ہمیں آزمانے لگا

وہ کون شخص ہے جو مردار تو کھا سکتا ہے مگر شکار کر کے نہیں کھا سکتا؟

وہ محرم (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا) ہے، جب وہ بھوک سے مرنے لگے اور مردار کے علاوہ کوئی شئی نہ ہو تو اس کے لئے شکار کر کے کھانے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس سے اس کو منع فرمایا گیا ہے۔ یاایھا الذین امنوالا تقتلوا الصید وانتم حرم۔ لیکن مردار کھا سکتا ہے کیونکہ اس کی اس کو اجازت دی گئی ہے۔ الاما اضطرر تم الیه. اور یہ فتویٰ ہے امام مالک علیہ الرحمۃ کا جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

وسئل عن مالك عن الرجل يضطر الى اكل الميتة وهو محرم ايصيدالصيد فياكله ام يا كل الميتة فقال بل يا كل الميتة وذلك ان الله تبارك و تعالىٰ لم يرخص للمحرم في

اكل الصيد ولا في اخذه في حال من الاحوال وقد ارخص في الميتة على حال الضرورة. (۸۵)

عورت کو مسئلہ بتا دیا اور مرد کو گناہ سے بچا لیا

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے کہ خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا۔ حضرت فضل اس عورت کی طرف اور وہ عورت حضرت فضل کی طرف دیکھنے لگی۔ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ. حضور علیہ السلام نے حضرت فضل کا منہ دوسری طرف کر دیا، عورت نے مسئلہ یہ پوچھا کہ میرا والد بوڑھا ہے اور اس پہ حج فرض ہے جب کہ وہ سواری پہ ٹھہر نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، فرمایا: ہاں کر سکتی ہو اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (۹۷) یہ ہے تعلیم نبوت، عورت کو مسئلہ بتا دیا اور حضرت فضل کو گناہ سے بچا لیا۔

چار سو عبرت انگیز تھا اک سماں، ظلمتوں سے تھا معمور سارا جہاں
آفتاب نبوت ہوا ضوفشاں، نور حق ہر طرف جگمگانے لگا
نقش بے رنگ دنیا پہ رنگ آ گیا، چار سو ایک دل کش سماں چھا گیا
ایک امی لقب بن کے محبوب رب، نعمتوں کے خزانے لٹانے لگا

حجر اسود کو حضرت عمر کی کھری کھری بات

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب ہو کر فرمایا:

اِنَّمَا اَنْتَ حَجَرٌ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَبَّلَهٗ (۱۱۵)

تو تو بس ایک پتھر ہی ہے (ذاتی طور پر) نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان، اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ آپ نے تجھے چوما ہے تو

Scanned with CamScanner

تجھے میں نہ چومتا' پھر آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔

یہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے طریقوں میں تبدیلیاں کر دی تھیں مثلاً تین طلاق کو تین ہی قرار دینا' عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکنا اور باجماعت نماز تراویح کا اہتمام کرنا وغیرہ وغیرہ حالانکہ آپ نے یہ تمام کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کیے تھے اور ان کی تائید سے کیے تھے اور کسی کو بھی ان کاموں میں حضور علیہ السلام کی مخالفت نظر نہ آئی۔ آج چودہ صدیوں کے بعد کیڑے نکالے جا رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ شریعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یا حضرت عمر کی؟ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔ اور حضرت عمر تو ہر وقت حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو پانے کی تلاش میں رہتے تھے۔

؎ یہ کس کی جستجو میں مہر عالم تاب پھرتا ہے
ازل کے روز سے بے تاب تھا بے خواب پھرتا ہے
یہ کس کی آرزو میں چاند نے سختی سہی برسوں
زمیں پہ چاندنی برباد و آوارہ رہی برسوں
یہ کس کے شوق میں پتھرا گئیں آنکھیں ستاروں کی
زمیں کو تکتے تکتے آ گئیں آنکھیں ستاروں کی
؎ جہاں پاؤں کبھی ڈالے تھے اس نے
وہاں پانی سنہرا ہو گیا ہے

✵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر اور عصر کے بعد طواف کیا تو دو رکعت واجب الطواف (اس وقت) ادا نہ کیے بلکہ مقام ذی طویٰ میں جا کر ادا کیے (۱۱۷)

امام مالک فرماتے ہیں: ابو الزبیر مکی نے فرمایا: لَقَدْ رَاَیْتُ الْبَیْتَ یَخْلُوْ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَبَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَا یَطُوْفُ بِهٖ اَحَدٌ۔ میں نے بیت اللہ شریف کو صبح

اور عصر کی نماز کے بعد خالی پایا۔ اس وقت کوئی بھی طواف نہ کرتا تھا۔ (۱۱۹) (چونکہ یہ وقت نوافل ادا کرنے کا نہیں ہوتا اور طواف کے بعد دوگانہ پڑھا جاتا ہے لہٰذا سورج غروب ہونے کا انتظار کیا جاتا یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا مسلک ہے)۔

✵ جو لوگ سواری پہ سوار ہو کر طواف کرتے' حضرت عروہ انہیں سختی سے منع فرماتے۔ لوگ ان سے حیا کرتے ہوئے بیماری کا بہانہ بتاتے تو آپ فرماتے: لَقَدْ خَابَ هٰٓؤُلَاءِ وَخَسِرُوْا۔ یہ ناکام ہوئے اور خسارے میں رہے۔ (۱۳۰) حالانکہ سواری پہ طواف کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

✵ حضور علیہ السلام نے ہدی کے طور پر ابوجہل کا اونٹ بھیجا۔ (۱۳۸) (جو کہ بدر کی لڑائی میں مالِ غنیمت کے اندر آپ کے حصے میں آیا تھا)

شہسوار لامکاں کی شہسواری کو سلام

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا جب کہ میں خود ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ سوال یہ تھا کَیْفَ کَانَ یَسِیْرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِیْنَ دَفَعَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں سواری کو کس طرح چلاتے تھے (تیز چلاتے یا آہستہ) انہوں نے فرمایا: کَانَ یَسِیْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ۔ ہلکی رفتار سے چلاتے تھے لیکن جب راستہ خالی ہوتا تو خوب تیز دوڑاتے۔ (۱۷۶)

کسی کو نظر آئے نہ آئے ہمیں تو اس واقعہ میں بھی حضور پاک کی ایک شان نظر آ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہ سواری میں بھی کمال مہارت عطا فرما رکھی ہے۔

ہے ازل سے ہر زبان و ہر قلم پر ان کی نعت
اور ابھی تک نعت کے مضمون کی تمہید ہے
دین کیا ہے شرع کیا ہے خلق کیا ہے عدل کیا
دوستو! یہ سب رسول اللہ کی تقلید ہے

Scanned with CamScanner

رہبر ہستی نے واضح کر دیا خطِ کھینچ کر
یہ مقام شرک ہے یہ منزل توحید ہے
سخت عاصی ہوں برے اعمال ہیں شرمندہ ہوں
پھر بھی میری مغفرت ہوگی مجھے امید ہے

✳ امام مالک فرماتے ہیں: اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں جن میں تکبیرات کا کہنا لازم ہے اور ان کے ہاں کس طرح تکبیرات کہی جائیں۔ دیکھئے نمبر (۲۰۵)

✳ رمی جمار کے لیے لوگ پیدل بھی آتے جاتے ہیں' سب سے پہلے اس کام کے لیے سوا ہو کر جانے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (۲۱۵)

کوئی حرج نہیں اب کرلو

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی خاطر منیٰ میں جلوہ افروز رہے اور لوگ آپ سے سوال کرتے رہے' پس ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے معلوم نہ تھا اس لیے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اب قربانی کرلو پھر ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! میں نے بے خبری میں کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے' فرمایا: کوئی حرج نہیں' اب قربانی ذبح کرلو۔

قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ (٢٤٢)

راوی کہتے ہیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کام کے پہلے کر لینے (جو کہ بعد میں کرنا تھا) یا بعد میں کر لینے (جس کو پہلے کرنا تھا) نہ پوچھا گیا مگر آپ نے یہی فرمایا کوئی حرج نہیں اب کرلو۔

یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات ہیں جن کا بعض بظاہر کلمہ گو نام نہاد مسلمان بڑے دھڑلے سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی عیسائی' یہودی ان پہ سوال کر دیتا ہے کہ ہمارے نبیوں کے اختیارات تو تمہارے قرآن نے بتائے ہیں اور تم خود اپنے نبی کو بے اختیار کہہ رہے ہو' پھر ان (اپنے نبی علیہ السلام) کو چھوڑو اور ادھر ہماری طرف آ جاؤ۔ خدا جانے آگے سے کیا جواب دیتے ہیں جب کہ ہمیں تو سرکار کی غلامی پہ اتنا ناز ہے کہ بادشاہی کو بھی اس غلامی پہ خاطر میں نہیں لاتے۔

ان کا ہونے پر مجھے جانباز اتنا ناز ہے
بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا ہوں میں

حضور پاک نے شیطان اور اس کی رسوائی کو دیکھ لیا اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ

جتنا ذلیل ورسوا' منحوس وحقیر شیطان کو عرفہ کے دن دیکھا گیا ہے' اتنا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ (عرض کیا گیا حضور کس وجہ سے) فرمایا: وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِمَا رُءِیَ مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلَّا مَا رُءِیَ يَوْمَ بَدْرٍ۔
اس لیے کہ اس دن اللہ کی رحمت کا نزول اور بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کی معافی اسے ہضم نہیں ہو رہی۔ ہاں غزوۂ بدر کے موقع پر بھی اس کی یہی حالت دیکھی گئی۔ عرض کیا گیا: وَمَا رُءِیَ يَوْمَ بَدْرٍ۔ حضور بدر کے دن اس کی یہ حالت کیوں تھی۔ فرمایا: اَمَا اِنَّهٗ قَدْ رَاٰى جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ۔ بدر میں اس نے فرشتوں کے سردار جبریل امین علیہ السلام کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا تھا۔ (۲۴۵)
دنیا میں کوئی اور بھی ایسا ہے جس کی نگاہ ایسی ہو کہ جو چیز کسی کو بھی نظر نہ آئے۔

Scanned with CamScanner

وہ دیکھ لے اگر کوئی ہے تو وہ حضور پاک کے در اقدس کے لنگر کی برکت سے ہی ہو سکتا ہے۔ آپ سرکار نے فرمایا: انی ارٰی مالاترون واسمع مالاتسمعون. میں وہ چیزیں دیکھ لیتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ آوازیں سن لیتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

ے محبوب خدا سید و سرور کے برابر   لاؤ تو کوئی میرے پیمبر کے برابر
لاکھوں ہیں زمانے میں سکندر کے برابر   کوئی نہیں آقا تیرے نوکر کے برابر
رشک آتا ہے فردوس مکینوں کو بھی ان پر   رہتے ہیں جو خوش بخت ترے گھر کے برابر
جبریل امیں کرتے ہیں جس در کی غلامی   اے کاش رہوں میں بھی اسی در کے برابر
سرکار کی رحمت سے میں مایوس نہیں ہوں   ہیں گرچہ گناہ میرے سمندر کے برابر
ناداں انہیں اپنے سا کہتے ہیں نیازی   ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

سب سے افضل دعا اور سب سے بہترین بات

حضرت طلحہ بن عبیداللہ بن کریز فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ.

سب سے افضل دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہترین بات وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۲۴۶)

ے پنہاں چمن چمن کی بہاروں میں کون ہے
سورج میں کون چاند ستاروں میں کون ہے
ے آسماں کو انجم و شمس و قمر دیتا ہے کون
کاروان نور کو حکم سفر دیتا ہے کون

ایسا درخت جس کے نیچے ستر نبیوں کی پیدائش ہوئی

حضرت محمد بن عمران انصاری اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس تشریف لائے جب کہ میں مکہ شریف کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: مَا اَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ السَّرْحَةِ ؟ اس درخت کے نیچے اترنے کی کوئی خاص وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: اَرَدْتُّ ظِلَّهَا. صرف سائے کی غرض سے یہاں اترا ہوں۔ فَقَالَ هَلْ غَیْرُ ذٰلِكَ. اس کے علاوہ تو کوئی وجہ نہیں؟ فَقُلْتُ لَا مَا اَنْزَلَنِیْ اِلَّا ذٰلِكَ. میں نے عرض کیا: نہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔ فرمایا: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

اِذَا كُنْتَ بَیْنَ الْاَخْشَبَیْنِ مِنْ مِّنًی وَنَفَخَ بِیَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِیًا یُّقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهٖ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِیًّا.

(۲۳۹)

جب تو منیٰ کی دو پہاڑیوں کے درمیان میں ہو اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا تو وہاں ایک وادی ہے جس کو سرر کہا جاتا ہے۔ اس وادی میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے نیچے ستر انبیاء کرام علیہم السلام (کی پیدائش ہوئی اور ان) کے ناڑو کاٹے گئے۔

مترجم شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ نے ترجمہ میں فرمایا ہے کہ ستر نبیوں کو نبوت عطا فرمائی گئی جب کہ اصل مؤطا عربی کے حاشیہ میں لکھا ہے سر تحتها بضم السین وتشدید الراء قطعت سرتهم اذا ولد واتحتها وقیل من السرور ...... بہرحال جو بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ فسروا بذلك فهو یصف برکتها. اس سے درخت کی برکت بیان کرنا مقصود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس ذوق کے لوگ تھے۔ تبرکات کو مٹانے والے تھے یا ان کی حفاظت کر کے ان سے برکات حاصل کرنے والے اور آگے بیان کرنے والے۔

یوں تو توحید کا شیطان بھی ہے قائل لیکن
شرط ایماں ہے محمد کی غلامی یہ نہ بھول
ان سے نسبت نہ گر ہو تو محاسن بھی گناہ
وہ جو مائل بہ کرم ہوں تو جرائم بھی قبول

ایک وفا شعار عورت کا قصہ

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک کوڑھ کے مرض میں مبتلاء عورت کے پاس سے گزرے جو کہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا:

يَا اَمَةَ اللّٰهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ۔ اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ دے۔ لَوْ جَلَسْتِ فِيْ بَيْتِكِ فَجَلَسَتْ۔ بہتر ہوتا کہ تو اپنے گھر میں ہی بیٹھ رہے۔ چنانچہ وہ جا کر اپنے گھر میں بیٹھ گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ایک بندے نے اس عورت سے کہا: اِنَّ الَّذِيْ كَانَ قَدْ نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِي۔ اب باہر نکل آ جس نے تجھے گھر بیٹھے رہنے کا کہا تھا وہ تو شہید ہو چکے ہیں (اس وفا شعار عورت نے کیا خوب جواب دیا' اس کو بار بار وہ لوگ پڑھیں جو اپنے رب اور اس کے رسول کی بھی نافرمانی کرتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے) فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُطِيْعَهٗ حَيًّا وَّاَعْصِيَهٗ مَيِّتًا۔ میں ایسی نہیں ہوں کہ جس کی زندگی میں اس کی اطاعت کروں اس کے مرنے کے بعد اس کی نافرمانی کرنے لگ جاؤں۔ (۲۵۰)

جب کہ خدا تعالیٰ تو حی لایموت ہے اور اس کے محبوب علیہ السلام اولیٰ بالمومنین من انفسھم ہیں' پھر عاشقان مصطفیٰ تو کم از کم اپنے آپ پر ان کی اطاعت و غلامی کا رنگ چڑھائیں۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم
دو کریموں میں گناہگار کی بن آئی ہے

✽ امام مالک علیہ الرحمۃ عورت کا عورتوں کے ساتھ حج کے لیے جانا جائز فرماتے ہیں جب کہ کوئی محرم نہ مل رہا ہو۔ (۲۵۴)

(۲۱) کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

راہ خدا میں جہاد کرنیوالے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلٰوةٍ وَّلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ (۱)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنیوالے کی مثال ہمیشہ روزے رکھنے والے اور ہمیشہ قیام کرنے والے کی طرح ہے جو نہ نماز پڑھنے سے تھکے اور نہ روزہ رکھنے سے' یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر کو لوٹ آئے (کیونکہ مجاہد اپنے گھر بار' اہل و عیال اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر اپنے دنیوی کاروبار اور راحت و آرام سے منہ موڑ کر اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر راہ خدا میں جان کی بازی لگانے کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے تو رب العالمین اس کو اس قدر نوازتا ہے کہ قیامت تک شہداء کے خون سے ملت اسلامیہ کی قسمت کو وابستہ کر دیتا ہے اور گھر لوٹنے تک اس کو مسلسل نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے)۔

✽ سب سے بلند درجہ اس شخص کا ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر راہ خدا میں جہاد کرتا رہے اس کے بعد اس کا جو اپنی بکریوں کو لیکر ایک طرف (آبادی سے دور) چلا جائے' نماز قائم کرتا رہے' زکوۃ ادا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے اس حال میں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (۴)

Scanned with CamScanner

اگر حضور علیہ السلام کا فرمان نہ ہوتا تو میں اس کو قتل کر دیتا

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے ابن ابی حُقیق کو قتل کیا تھا۔ ان کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا ان میں سے ایک کا بیان ہے کہ ابن ابی حقیق یعنی ابورافع کی بیوی نے چلا کر ہمارا راز فاش کر دیا۔ میں نے اس پہ تلوار تول لی۔ ثُمَّ اَذْکُرُ نَهْیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَکُفُّ، پس مجھے حضور علیہ السلام کا فرمان (کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا) یاد آ گیا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ وَلَوْلَا ذٰلِكَ اِسْتَرَحْنَا مِنْهَا۔ اگر حضور علیہ السلام کا فرمان نہ ہوتا تو ہم اس سے راحت پالیتے یعنی اس کو قتل کر دیا جاتا۔ (۸)

یاد رکھ تو پیر رومی کا کہا
عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ (ﷺ)

اسلام کے زریں جنگی اصول

یہ اسلام کے زریں جنگی اصول ہیں کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے، پھلدار درختوں کو نہ کاٹا جائے، آبادیوں کو تباہ نہ کیا جائے، کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں نہ کاٹی جائیں، ہاں مگر کھانے کے لیے۔ کھجور کے درختوں کو نہ جلایا جائے، خیانت نہ کی جائے، بزدلی نہ دکھائی جائے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف بھیجے جانے والے لشکر کو فرمایا تھا جب کہ میر لشکر (یزید بن ابوسفیان) سواری پہ سوار تھے اور ابوبکر صدیق ساتھ پیدل چلتے رہے۔ میر لشکر کے اصرار کے باوجود کہ آپ سوار ہو جائیں ورنہ ہم بھی نیچے اترتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مَا اَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَا اَنَا بِرَاکِبٍ نہ تو نیچے اترے گا اور نہ ہی میں سوار ہوں گا۔ اسی میں ہے جن کا گمان ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لیے روک رکھا ہے (عبادت گزار) ان کو بھی کچھ نہیں کہنا۔ (۱۰)

✳ امام مالک فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک عامل کو لکھا ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے تو فرماتے: اللہ کا نام لے کر خدا کی راہ میں لڑو، تم ان لوگوں سے لڑتے ہو جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا، خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، کسی بچے کو قتل نہ کرنا اور یہ باتیں تمام لوگوں کو جو فوج میں شامل ہیں، بتا دینا''......(۱۱)

✳ یحییٰ بن مالک کہتے ہیں: کوفے کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک لشکر کے امیر کو لکھا جس کو آپ نے ہی مقرر کیا تھا ''مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایک عجمی کافر کو بلاتے ہیں، پھر اسے بہلا پھسلا کر پہاڑ پر چڑھا دیتے ہیں اور وہ لڑائی سے رک جاتا ہے تو کہتے ہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، پھر موقع پا کر اس کو قتل کر دیتے ہیں''۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَعْلَمُ مَکَانَ وَاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ اِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ۔
اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ کسی جگہ ایسا ہوا ہے تو میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ امام مالک کے نزدیک اس حدیث پہ علماء کا اتفاق و عمل نہیں۔ ان سے پوچھا گیا: کیا اشارے سے امان دینا زبان سے امان دینے کے قائم مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اور فرمایا: میرے خیال میں فوج سے کہہ دیا جائے کہ جن کی جانب میں امان کا اشارہ کروں ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہ کیا جائے۔ لِاَنَّ الْاِشَارَةَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ الْکَلَامِ۔ کیونکہ میرے نزدیک اشارہ کلام کی طرح ہے اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: مَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْعَدُوَّ۔ جو قوم عہد توڑتی ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دشمن کو مسلط فرما دیتا ہے۔ (۱۲)

تیرے جود و سخا کا کیا کہنا

آیئے تسکین جان زار کی باتیں کریں
ہجر کی شب سید ابرار کی باتیں کریں

بلبلیں کرتی رہیں گل کی چمن کی گفتگو
ہم پیارے مصطفیٰ مختار کی باتیں کریں

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین سے واپس لوٹے اور مقام جعرانہ کا ارادہ کیا تو لوگ سوال کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی ایک درخت کے نزدیک چلی گئی اور اس کے کانٹے چادر مبارک میں ایسے الجھے کہ چادر پشت مبارک سے ہٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری چادر تو لادو کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ جب اللہ مجھے مال عطا فرمائے گا تو میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' اگر اللہ تعالیٰ مجھے اتنے اونٹ مرحمت فرمائے جتنی وادی تہامہ کی کنکریاں ہیں پھر بھی میں تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بزدل' بخیل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے' پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اگر کسی نے دھاگا یا سوئی بھی لے لی ہو تو لاؤ' کیونکہ بددیانتی باعث شرم اور موجب جہنم ہے' ایسا کرنا قیامت میں عیب شمار ہوگا' پھر آپ نے زمیں سے اونٹ یا کسی اور جانور کا بال لے کر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو مال اللہ تعالیٰ تمہیں لڑے بھڑے بغیر عطا فرماتا ہے' اس میں سے خمس کے علاوہ میرا اتنا بھی حصہ نہیں ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی میں تم پر لوٹا دیتا ہوں۔ (۲۴)

؎ میری آنکھوں میں وہ رہتے ہیں اجالوں کی طرح
میں نے دیکھا ہے انہیں دیکھنے والوں کی طرح
ان کے در سے تہی دامن آتا نہیں کوئی
مانگ کے دیکھ ذرا مانگنے والوں کی طرح

ڈرو اس سے' جو وقت ہے آنے والا

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے تھے۔ ہمیں غنیمت میں سونا چاندی حاصل نہیں ہوا بلکہ باغات' کپڑے اور دیگر سامان ملا تھا' پس رفاعہ بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام تحفے کے طور پر دیا جس کو مدعم کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ قریٰ کی جانب روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب وادیٔ قریٰ میں جا پہنچے تو مدعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پالان کو درست کرنے لگا' اچانک ایک بے نشانہ تیر اسے آلگا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں ہے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' خیبر کے مال غنیمت سے اس نے جو کمبل لیا تھا وہ اسے تقسیم میں نہیں ملا تھا۔ وہ آگ بن کر اس کے اوپر بھڑک رہا ہے جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک آدمی جوتے کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تسمہ یا تسمے بھی آگ میں تھے (یعنی ان کی وجہ سے ان کو لینے والا آگ میں جا سکتا تھا) (۲۵)

؎ ضائع نہ فرما سرفروشی کو میری
مٹی میں نہ ملا گرم جوشی کو میری
آیا ہوں کفن پہن کے اے ربِّ غفور
دھبہ نہ لگے سپید پوشی کو مری

کس جرم پہ کون سی سزا ملتی ہے

؎ احساس مر نہ جائے تو انسان کے لیے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (مندرجہ ذیل گناہوں پہ مندرجہ ذیل سزائیں ملتی ہیں)

(۱) مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا اُلْقِيَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبُ. جو قوم مال غنیمت میں چوری کرتی ہے اس کے دلوں میں (دشمن کا) رعب ڈال دیا جاتا ہے۔

(۲) وَلَا فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا کَثُرَ فِیْهِمُ الْمَوْتُ. اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اس میں اموات کثرت سے ہونے لگتی ہیں۔

(۳) وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ. اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس کا رزق منقطع کر دیا جاتا ہے۔

(۴) وَلَا حَکَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ الْحَقِّ اِلَّا فَشَا فِیْهِمُ الدَّمُ. اور جو قوم انصاف نہیں کرتی اس میں خون ریزی پھیل جاتی ہے۔

(۵) وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْعَدُوَّ. جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔(۲۶)

آج پاکستان کے حالات دیکھیں اور پھر آسانی سے نتیجہ اخذ کر لیں کہ ہم ان تمام مصیبتوں میں کیوں مبتلا ہیں۔ یقیناً ہم میں من حیث القوم یہ تمام خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

دو شخصوں پہ اللہ تعالیٰ ہنسے گا (اپنی شان کے مطابق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَضْحَکُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ کِلَاهُمَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ

اللہ تبارک وتعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) ضحک (ہنسی) فرماتا ہے ان دو شخصوں پر کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا لیکن دونوں جنت میں جائیں گے۔ (پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا)

یُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ

فَیُقَاتِلُ فَیُسْتَشْهَدُ

(ان میں سے) ایک نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور قتل ہو گیا، پھر جس نے اس کو قتل کیا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دے دی پھر اس نے بھی جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔(۲۸)

دنیا تیری قدرت کی تماشائی ہے
چھائی ہوئی سب پہ تیری یکتائی ہے
جلوہ ہے دوئی میں بھی تیری وحدت کا
دو آنکھیں ہیں اور ایک بینائی ہے

(حافظ پیلی بھیتی)

راہ خدا میں زخمی ہونیوالے (غازی وشہید) کے خون سے کستوری کی خوشبو

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَجُرْحُهٗ یَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَّالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ (۲۹)

قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب بھی کوئی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ تو خون کی طرح ہوگا مگر خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔

یہ سب برکت ہے غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے کی ورنہ اس میدان میں کافر بھی زخمی ہوتا ہے، مرتا ہے مگر اس نے خدا کے رسول کا کلمہ نہیں پڑھا اس لیے اس فضیلت بلکہ ہر فضیلت سے محروم ٹھہرا، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل بھی مانگو اور

Scanned with CamScanner

یوں بھی دعا کیا کرو کہ

؎ دل کو شعور وارث ام الکتاب دے
پروردگار! عشق رسالت مآب دے
تو بے حساب بخش، کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

حضرت عمر کی ایک دعا اور اس کی قبولیت

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِیْ بِیَدِ رَجُلٍ صَلّٰی لَکَ سَجْدَۃً وَّاحِدَۃً یُحَاجُّنِیْ بِھَا عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔ اے اللہ! میری شہادت ایسے شخص کے ہاتھوں نہ ہو جس نے زندگی بھر تجھے ایک بھی سجدہ کیا ہو تاکہ وہ قیامت کے دن اس سجدے کی وجہ سے تیرے ساتھ بحث کرے (اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے) (۳۰)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی کہ آپ کی شہادت ایک مجوسی کے ہاتھوں ہوئی۔ جس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی کہ یا اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت دے اور وہ بھی شہر مدینہ میں۔ (۳۴) لوگ حیران تھے کہ شہادت تو کسی میدان میں ملتی ہے، مدینہ میں کس طرح شہادت نصیب ہوگی لیکن پتہ تب چلا جب عین مسجد نبوی میں نماز کے وقت آپ کو ایک مجوسی نے قتل کر دیا۔

؎ مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

کیا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ سکیں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے متعلق ارشاد فرمایا: ھٰؤُلَاءِ اَشْھَدُ عَلَیْھِمْ۔ میں ان پر گواہ رہوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض

کیا: حضور کیا ہم آپ کے بھائی نہیں۔ ہم نے بھی انہی کی طرح جہاد کیا، اسلام لائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن کیا معلوم میرے بعد تم لوگ کیا کر بیٹھو (یہ سن کر پرواز، شمع رسالت کو یہ پوچھنے کی ہوش تو نہ رہی کہ ہم کیا کریں گے اگر کچھ کہا تو رو رو کر یہ کہا) فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ بَکٰی ثُمَّ قَالَ اَئِنَّا لَکَائِنُوْنَ بَعْدَکَ ۔ حضور کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے؟ (۳۲) مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد زندگی کیسی زندگی ہے۔

؎ اعظم اوتھے کی وسناں جتھے یار نظر نہ آوے

مدینے کی آب و ہوا اللہ اللہ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور مدینہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی، ایک شخص نے قبر میں جھانک کر کہا: بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ. یہ مومن کا برا ٹھکانہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس کو فرمایا: بِئْسَ مَا قُلْتَ. تو نے بہت بری بات کہی ہے۔ اس نے عرض کیا: حضور میرا مقصد یہ تھا کہ کاش یہ راہ خدا میں شہید ہوتا تب حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا عَلَی الْاَرْضِ بُقْعَۃٌ ھِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ بِھَا مِنْھَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَعْنِی الْمَدِیْنَۃَ (۳۳)

راہ خدا میں قتل ہونے کی تو بات ہی کچھ اور ہے لیکن (یاد رکھ) روئے زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو مجھے اپنی قبر کے لیے مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

؎ نہ پوچھو کیسے رحمت کا خزینہ چھوڑ آیا ہوں
مجھے رونے دو کہ میں جنت کا زینہ چھوڑ آیا ہوں
مبارک دے رہے ہو تم مجھے حج و زیارت کی
میرا غم بھی تو دیکھو میں مدینہ چھوڑ آیا ہوں

Scanned with CamScanner

حضرت عمر کا ایک زرّیں ارشاد

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا: كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ. مومن کی عزت تقویٰ سے ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ القرآن) وَدِيْنُهُ حَسَبُهُ. اس کا دین حسب ونسب ہے۔ وَمُرُوَّتُهُ خُلُقُهُ. اس کی مردانگی ومروت اس کا اخلاق ہے۔ وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ شَآءَ فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَالْجَرِئُ يُقَاتِلُ عَمَّا لَا يَئُوْبُ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِّنَ الْحُتُوْفِ وَالشَّهِيْدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ.

بہادری اور بزدلی ایسی خصلتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے رکھے بزدل تو اپنے والدین کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے جب کہ بہادر اس سے بھی لڑتا ہے جس کے بارے میں اس کو علم ہو کہ مجھے گھر نہیں لوٹنے دے گا اور لڑائی بھی ایک موت ہے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان ربّ کے سپرد کر دے۔ (۳۵) خدا ہی جانتا ہے کہ جن کے غلاموں کا کلام اس قدر فصیح و بلیغ ہے۔ ان غلاموں کے آقا کے کلام میں کتنی لذت و مٹھاس ہوگی۔

سارے کمال اس کے سبب سے ہیں ضوفگن
سارے جمال اسم محمد (ﷺ) کا نور ہیں

بیسیوں سال پہلے شہادت کی خوشخبری سنادی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا کی طرف جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور وہ آپ کو کھانا کھلاتیں جو حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے گیسوئے مبارک درست کرنے لگیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ!

آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا: مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے سمندر کی پیٹھ پر سوار ہیں، جیسے بادشاہ تخت پر یا بادشاہوں کی طرح جو تختوں پر ہوں۔ وہ فرماتی ہیں: میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی اور پھر سر مبارک رکھ کر سو گئے، پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی یارسول اللہ! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا: مجھے میری امت کے کچھ غازی دکھائے گئے وہ ایسے بیٹھے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر پہ۔ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ فرمایا: تم پہلی جماعت میں ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں انہوں نے سمندری سفر کیا اور جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئیں۔ (۳۹) تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے کئی سال پہلے نکلنے والے الفاظ کو پورا فرما دیا اور ان لوگوں کے اس عقیدے کا بطلان فرما دیا جو کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو دیوار پیچھے کی اور کل کی بھی خبر نہیں۔ کون سی دیوار اور کون سا کل؟ سارا جہان میرے آقا علیہ السلام کے زیر نگیں ہے اور اللہ نے آپ کو اپنے سارے جہانوں کی خبر دے رکھی ہے۔

گنبد خضریٰ کے صحن نور سے ہو کر شروع
لامکاں تک فرش بچھتا ہے تیرے دربار کا
تخت کسریٰ بخت قیصر تاج دارا فلک جم
اک طرف یہ اک طرف سایہ تیری دیوار کا

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھیوں کے نام اہم پیغام

حضرت یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا: کون ہے جو مجھے سعد بن ربیع انصاری کی خبر لا کر دے؟ ایک شخص نے عرض کیا: حضور میں ہوں، پس وہ گیا اور لاشوں میں پھرتا رہا، حضرت سعد کو اس نے تلاش کر لیا

Scanned with CamScanner

(جو شدید زخمی حالت میں تھے) حضرت سعد نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: مجھے حضور علیہ السلام نے آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت سعد بولے: جا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کر دینا اور عرض کرنا کہ مجھے برچھی کے بارہ زخم آئے ہیں (اس لیے میرا بچنا مشکل ہے) وَاَخْبِرْ قَوْمَكَ اَنَّهٗ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَیٌّ۔ اپنی قوم (جماعت صحابہ) کو میرا پیغام دے دینا کہ اگر تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ رہا اور حضور علیہ السلام شہید کر دیئے گئے تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ (۴۱) کیونکہ

محمد ہی خورشید ہر دہر ہے — محمد کی بستی حسیں شہر ہے
محمد سے دیں کے سمندر بنے — محمد ہی توحید کی نہر ہے
محمد ہے مہر فلک کی چمک — محمد کے صدقے سے ہر دہر ہے
محمد سے جنگل ہوئے پرسکوں — محمد سے ہر بحر کی لہر ہے
محمد ہے کونین کی زندگی — محمد محیط زمن بحر ہے
محمد کے خادم پہ ہے فضل رب — محمد کے مبغوض پر قہر ہے
نہیں فن شعری سے نقوی غرض — محمد ہی ہر نعت کی بحر ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کا کس قدر خیال رکھا کرتے تھے کہ حضرت سعد کا حال معلوم کرنے کے لیے اپنے ایک صحابی (حضرت ابی بن کعب) کو میدان جنگ میں بھیج رہے ہیں اور حضور کے سچے عاشق جو صرف زبان سے ''غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے'' کا نعرہ نہیں لگایا کرتے تھے بلکہ اپنی پیاری وقیمتی جان حضور علیہ السلام کے قدموں پہ قربان کر دینا اپنی لیے سعادت سمجھا کرتے تھے بلکہ اعتراف کیا کرتے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ شمع رسالت کے پروانے اس درجہ فنا

فی الرسول تھے کہ دم واپسیں زخموں سے چور چور ہیں لیکن قوم کو پیغام حیات دے رہیں کہ

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ان الفاظ کو بار بار پڑھو: وَاَخْبِرْ قَوْمَكَ...... کہ اگر تمہارا ایک فرد بھی زندہ رہے اور اس کی زندگی میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھیس پہنچ گئی تو بارگاہ خداوندی میں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ کسی نے اس موقع پہ کیا خوب کہا:

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

جنت سے اتنی جدائی بھی گوارا نہیں

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دلائی اور جنت کا ذکر فرمایا تو اس وقت ایک انصاری کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں جو وہ کھا رہے تھے اس نے کھجوریں پھینک دیں، تلوار سنبھالی اور لڑنے کے لیے یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اِنِّیْ لَحَرِیْصٌ عَلَی الدُّنْیَا اِنْ جَلَسْتُ حَتّٰی اَفْرُغَ مِنْهُنَّ

اگر میں کھجوروں کے ختم ہونے کی انتظار میں بیٹھا رہا تو میں دنیا کا لالچی ٹھہرا۔

فَرَمٰی مَا فِیْ یَدِهٖ فَحَمَلَ بِسَیْفِهٖ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ. جو کچھ ہاتھ میں تھا اس کو پھینک دیا، تلوار اٹھائی اور جام شہادت نوش کرنے تک راہ حق میں لڑتے رہے۔

(۴۲)

یارب تو مجھے گوہر مقصود عطا کر
پھیلا ہوا کب سے مرا دامان طلب ہے

سبحان اللہ! آخرت پر یقین ہو تو ایسا ہو کہ میدان کارزار میں مصروف جہاد ہیں

بھوک نے مجبور کیا تو ذرا فرصت ملتے ہی چند کھجوریں ہاتھ میں لے کر کھانے لگے زبان رسالت سے جنت کا ذکر سنتے ہیں تو فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں یہ تو میرے اور جنت کے درمیان میں حائل ہے اور اس وقت تک حائل رہے گا جب تک میں اس میں مصروف رہوں گا' فوراً کھجوریں پھینک کر معرکہ آراء ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر میں جام شہادت سے اپنی پیاس بجھا کر دلی مراد پا گئے' جب مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر یہ جاں فروشی اور آرام وراحت سے دست برداری رہی تو کامیابی دنیا کے ہر میدان میں ان کے قدم چومتی رہی اور اب جب کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو نتیجہ بھی اسی کے برعکس برآمد نہ ہوتو اور کیا ہو؟ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی تو یہی فرما گئے۔

؎ آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے — شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

یہ کون در دِ ملت بیضاء کا درماں ہو گیا

یہ خوش نصیب صحابی جن کا اوپر ذکر ہوا (رجل من الانصار) کون ہیں؟ ھو عمرو بن الحمام ابن الجموح جن کا تعلق بنی سلمہ قبیلے سے تھا۔ قیل انہ اول قتل فی الاسلام۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اسلام میں سب سے پہلے قتل ہونے والے تھے۔ حضرت انس کی حدیث میں ہے: انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم بدر قوموا الی جنۃ عرضھا السموات والارض...... حاشیہ' مؤطا' ص ۱۷۶) بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جنت کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمانوں کے برابر ہے' یہ خدا کی عطا ہے جس کو چاہے نواز دے اور جس کو چاہے محروم کر دے۔ ابوجہل و ابولہب اپنے ہو کر محروم ہو رہے ہیں اور حبش کے بلال' روم کے صہیب اور ایران کے سلمان کو نوازا جا رہا ہے۔

؎ چاندنی کی رات ہو یا ہو اجالوں کا سفر
ہر رخ فطرت کو نور مشترک دیتا ہے کون

رنج و غم ہیں کس کی جانب سے خوشی دیتا ہے کون
موت کس کے ہاتھ میں ہے زندگی دیتا ہے کون

جہاد دو قسم کا ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ۔ جہاد دو قسم کا ہے۔

(۱) فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِيهِ الْكَرِيمَةُ وَيُيَاسَرُ فِيهِ الشَّرِيكُ وَيُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ وَيُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادُ

ایک وہ جہاد جس میں اچھا مال خرچ کیا جائے' ساتھی کی مدد کی جائے' امیر لشکر کی اطاعت کی جائے اور فساد سے بچا جائے۔

فَذٰلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهُ۔ یہ جہاد تو سراپا خیر ہی خیر ہے۔

(۲) وَغَزْوٌ لَا تُنْفَقُ فِيهِ الْكَرِيمَةُ وَلَا يُيَاسَرُ فِيهِ الشَّرِيكُ وَلَا يُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ وَلَا يُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادُ

دوسرا وہ جہاد کہ جس میں نہ مال خرچ کیا جائے' نہ ساتھی کی مدد کی جائے' نہ امیر لشکر کی اطاعت کی جائے اور نہ فساد سے بچا جائے۔

فَذٰلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا' پس یہ ایسا جہاد ہے جس میں جس طرح گیا اسی طرح بھی واپس نہ آ سکے گا (یعنی بجائے ثواب کے گناہ لے کر لوٹے گا)(۴۳)

دنیا بھر میں جہاد کرنے والی تنظیموں کے لیے اس فرمان میں ہدایت کا بڑا سامان ہے۔ ان تنظیموں کا ہر کارکن اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ اس کا "جہاد" کس کھاتے میں جا رہا ہے۔ ؎ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔

سواری کی شان یہ ہے تو سوار کا مقام کیا ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ (سواری جہاد ہونے کی وجہ سے) آپ صلی

اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے کا منہ اپنی چادر مبارک سے صاف فرما رہے تھے' جب اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

اِنِّیْ عُوتِبْتُ اللَّیْلَۃَ فِی الْخَیْلِ ۔ آج رات مجھ پر گھوڑے کے بارے عتاب فرمایا گیا۔ (۴۷)

جب مجاہد کی سواری بننے والا جانور ربّ کی بارگاہ میں یہ مقام رکھتا ہے کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب سے باز پرس (محبوبانہ عتاب) فرما رہا ہے تو خدا ہی جانتا ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ کا اپنا مقام کیا ہوگا؟ اس حدیث کے ساتھ سورۂ عادیات کی ابتدائی چند آیات کا ترجمہ بھی ذہن میں رہے' جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

(میدان جہاد میں) تیز دوڑنے کی وجہ سے ہانپنے والے گھوڑوں کی قسم پھر وہ گھوڑے جو پتھروں پہ سم مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں ان کی قسم پھر جو صبح ہوتے ہی دشمن پہ حملہ کر ڈالتے ہیں (ان سواروں اور سواریوں) کی قسم پھر (حملہ والی) جگہ سے گرد و غبار اڑانے والوں کی قسم پھر وہ جو اس وقت دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں (ان شہ سواروں اور ان کی سواریوں) کی قسم!

یہ کوئی نہ بھولے کہ ان سواروں اور سواریوں کو یہ مقام براق کے شہسوار اور شب اسریٰ کے دولہا کی وجہ سے ملا ہے' لہٰذا ذہن میں عتاب کے لفظ سے ٹھوکر کھا کر امام الانبیاء کے بارے میں کوئی غلط خیال نہ کر لینا جیسا کہ اکثر عقل کے اندھے ایسے مقام (عبس وتولیٰ وغیرہ) دیکھ کر پاگل ہو جاتے ہیں اور اپنا دین و ایمان ضائع کر بیٹھتے ہیں کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہ نہیں جو تم سمجھے ہو بلکہ یہ بھی ہیں۔

محمد ہیں محبوب ربّ مجید — محمد ہیں سب خوبیوں میں وحید
محمد ہیں مجموعۂ علم حق! — محمد ہیں فکر و نظر کے سعید
محمد ہیں توحید حق کی دلیل — محمد ہیں سب مرسلوں کی نوید

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور آ گئے ہیں ضرور آ گئے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور رات کے وقت وہاں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جب کسی قوم کے پاس رات کے وقت پہنچتے تو صبح ہونے تک جنگ شروع نہ فرماتے۔ چنانچہ یہودی اپنی کسیاں اور زنبیلیں لے کر نکلے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو چیخ و پکار کرتے ہوئے کہنے لگے: مُحَمَّدٌ وَّاللّٰہِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِیْسُ۔ محمد خدا کی قسم! محمد اور فوج' پس حضور علیہ السلام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔ خیبر تباہ ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کے برے دن آ جاتے ہیں۔ (۴۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر یہودی بدحواس ہو گئے' لہٰذا اہل ایمان کے سامنے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا تذکرہ کیا جائے تو انہیں یہودیوں کی طرح بدحواس نہ ہونا چاہیے بلکہ ان کے ایمان کی کلی کھل اٹھنی چاہیے کیونکہ آقا علیہ السلام کی آمد پہ تو ہر طرف سے یہ صدائیں گونجی تھیں کہ غمگسار آ گئے' تاجدار آ گئے' راہنما آ گئے' دلربا آ گئے' رحمت عالم آ گئے' عظمت آدم آ گئے' چارہ گر بیچارگاں آ گئے' ساقی کوثر آ گئے۔ کیونکہ حضور پاک کی آمد سے پہلے گویا جسم تھے' احساس نہ تھا۔ عام تو تھے وہ خاص نہ تھا۔ زمین تھی تو سبزہ نہ تھا' رات تھی اجالا نہ تھا' سر تھے مگر قرار نہ تھا' چہرے تھے ان پہ وقار نہ تھا' دل تھے دھڑکن نہ تھی' گلشن تھے پھبن نہ تھی' پھول تھے مہک نہ تھی' ستارے تھے چمک نہ تھی' ہوس تھی محبت نہ تھی' ظلمت تھی ہدایت نہ تھی۔ زبانیں تھیں صداقت نہ تھی۔ غم تھا مسرت نہ تھی۔ آنکھیں تھیں حیاء نہ تھا۔ زندگی تھی بندگی نہ تھی۔ شرمندگی تھی تابندگی نہ تھی۔ ظلم تھا حکم نہ تھا۔ جہالت تھی علم نہ تھا اور جب حضور اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو کیا ہوا؟ کلیاں چٹخنے لگیں' پھول مہکنے لگے' غنچے چٹکنے لگے' چاند مسکرانے لگا' رات ڈھلنے لگی' شیطان بھاگنے لگے' احساس جاگنے لگے' دل کھلنے لگے'

Scanned with CamScanner

قدم سنبھلنے لگے' آنسو تھمنے لگے' ابر رحمت برسنے لگے' ہر طرف نور ہی نور ہو گیا' پس ہر لب پہ ایک ہی سوال تھا کہ کہاں سے اتنے سرور آ گئے؟ جواب میں ہر ذرّہ پکار رہا تھا۔

ے حضور آ گئے ہیں' حضور آ گئے ہیں' حضور آ گئے ہیں' حضور آ گئے ہیں
اٹھو بے سہاروں چلو غم کے مارو خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں

یہ شان ہے خدمتگاروں کی' سردار کا عالم کیا ہوگا

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کو عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے یہ بات پہنچی کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی جو کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے' ان کی قبر کو سیلاب کی نمی کا خطرہ ہوا یہ دونوں حضرات ایک ہی قبر میں مدفون تھے تو ان کے لیے دوسری قبر کا انتظام کیا گیا اور جب ان کی قبر کو کھولا گیا تو ان کے جسموں میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ کانھما مات بالامس۔ یوں لگتا تھا کہ گویا کل ہی فوت ہوئے ہیں' ان میں سے ایک نے اپنے زخم پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا اور انہیں اسی طرح ہی دفن کر دیا گیا' جب ان کا ہاتھ زخم سے اٹھایا گیا اور پھر چھوڑا گیا تو ہاتھ اسی جگہ دوبارہ پہنچ گیا اور یہ ان کی شہادت سے چھیالیس سال بعد کا واقعہ ہے۔ (۵۰)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

شہید و شہادت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات کتب صحاح سے ملاحظہ ہوں۔

✳ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

✳ جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص دنیا میں اس خیال سے واپس آنے کو پسند نہ کرے گا کہ زمین میں جو کچھ ہے اس کو مل جائے' ہاں شہید یہ آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور دس مرتبہ مارا جائے اس لیے کہ وہ شہادت کی عظمت

اور ثواب کو جانتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

✳ جو شخص مر گیا اور جہاد نہ کیا اور جہاد کا خیال بھی کبھی اس کے دل میں نہ آیا' تو اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوئی۔ (مسلم)

✳ ہر شخص کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو خدا کی راہ میں محافظت کرتا ہوا مرے۔ اس شخص کے عمل کا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور قبر کے فتنے سے بھی مامون رہتا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

✳ شہید (خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی) بخشا جاتا ہے (نزع کے وقت اسے) جنت میں اس کی رہائشگاہ دکھائی جاتی ہے' اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ وہ بڑی گھبراہٹ (عذاب دوزخ) سے مامون رہے گا' اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائیگا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

ے ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

(۲۲) کِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَیْمَانِ

(نذروں اور قسموں کا بیان)

النذور جمع نذر وھوالتزام قربة غیر لازمة وزاد بعضھم قربة مقصودة من جنس ماھو واجب و قیل ایجاب مالیس بواجب. نذور جمع نذر کی ہے اور نذر یہ ہے کہ کوئی عبادت جو اس کے ذمہ لازم نہیں ہے اس کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔ بعض نے اس سے عبادت مقصودہ مراد لی ہے پہلی صورت میں مثلاً وضو کرنے کی نذر مانی جا سکتی ہے کیونکہ وضو عبادت مقصودہ نہیں جب کہ دوسری صورت میں نماز' روزہ وغیرہ کی نذر درست ہوگی نہ کہ فقط وضو کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واجب کرنا اس چیز کا جو پہلے سے اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ (حاشیہ نمبر ۳' ص ۱۷۷)

Scanned with CamScanner

ناجائز بات کو اپنے اوپر لازم کر لینے کی نذر مانی تو کیا کرے؟

✳ ایک شخص نے کلام نہ کرنے کی، دھوپ میں کھڑا رہنے کی اور روزے رکھنے کی نذر مانی تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ

اس سے کہو کہ کلام بھی کرے، سائے میں بھی بیٹھ جائے اور روزے پورے کرے۔ امام مالک علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''میں نے نہیں سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا ہو بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف اس چیز کو پورا کرنے کا حکم دیا جو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یعنی روزے رکھنا اور اس چیز کو چھوڑنے کا حکم دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے جیسے کلام نہ کرنا یا دھوپ میں کھڑے رہنا۔ (۶)

✳ بیٹا ذبح کرنے کی نذر ماننے والی عورت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کفارۂ ظہار (کی طرح قسم کا کفارہ) ادا کرنے کا حکم دیا (۷۔۷) کیونکہ بیٹے کو ذبح کرنا معصیت ہے اور معصیت کی نذر کا پورا کرنا بھی معصیت ہے جیسا کہ بخاری و نسائی میں حضرت عائشہ، عمران بن حصین اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث مروی ہیں کہ جو چیز اپنی ملکیت میں نہ ہو اور کام ایسا ہو کہ جو جان کو مصیبت میں ڈالنے والا ہو اس کی منت ماننا بھی درست نہیں۔ بعض ائمہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس کا مقصد یہ تھا کہ وہ عورت ایک بکری فدیہ میں دے اور کئی حضرات نے ایسی نذر کو معصیت کے باعث لغو قرار دیا ہے جس کا کفارہ توبہ ہے۔

یمین لغو و منعقدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: لَغْوُ الْيَمِيْنِ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ (لایرید به القسم) بغیر قسم کے ارادے کے عادۃً کسی کا یہ کہنا نہیں خدا کی قسم، کیوں نہیں خدا کی قسم جب کہ امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے

ہیں: احسن ماسمعت فی هذا ان اللغو حِلْفُ الْإِنْسَانِ عَلَى الشَّيْءِ يَسْتَيْقِنُ أَنَّهُ كَذٰلِكَ ثُمَّ يُوْجَدُ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ اللَّغْوُ.

اس بارے میں، میں نے خوب سنا کہ ایک شخص کسی بات کو درست جان کر غلطی سے قسم اٹھا لیتا ہے جب کہ وہ بات اس کی قسم کے خلاف نکلتی ہے تو یہ یمین لغو ہے اور یمین منعقدہ (جس پر کفارہ ہے) یہ ہے کہ مثلاً ایک بندے نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنا کپڑا دس دینار میں نہیں بیچے گا پھر اتنے میں بیچ دیا یا اپنے غلام کو مارنے کی قسم کھائی پھر نہ مارا وغیرہ وغیرہ۔ ایسی قسم کا کفارہ ہے۔ ولیس فی اللغو کفارة، جب کہ یمین لغو کا کفارہ نہیں ہے۔ (۹)

جس قسم کا کفارہ ادا کر دینے سے بھی گناہ معاف نہ ہوگا

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو شخص جان بوجھ کر گناہ کرنے کی قسم کھائے تا کہ کسی کو راضی کرے یا کوئی اس کا عذر قبول کر لے یا کسی کا مال ہڑپ کرے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جس کی تلافی کفارہ دینے سے بھی نہ ہوئی (ایضا) آخر کیوں؟ اس لیے کہ جھوٹ بولنے، چوری کرنے، کسی کو دھوکہ دینے، کسی کا مال لوٹنے، ظلم و جور کرنے، نماز و روزہ چھوڑنے، ماں باپ یا رشتہ داروں کے ساتھ نیکی نہ کرنے کی قسم کھانا ایسی قسم ہے جس کا توڑ دینا ضروری ہے لیکن دنیا میں صرف غلام آزاد کرنے، دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا تین روزے رکھنے سے ہی اس کا کفارہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اس کا کفارہ دل سے توبہ کرنا ہے اور اگر کسی کا مال چھینا ہے تو اسے واپس دے اور کسی کی دل آزاری کی ہے تو اس سے معافی مانگے اور اسے راضی کرے غرضیکہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا خیال رکھے کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بہت نازک ہے اور انتہائی خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنا حق معاف فرما دیتا ہے لیکن بندے کا حق اس وقت تک معاف نہیں فرماتا جب تک بندہ خود معاف نہ کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Scanned with CamScanner

صدقہ و خیرات کرنے میں اللہ ورسول کی رضا کی نیت کرنا

ابن شہاب سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر ر کی توبہ قبول فرمائی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی قوم کے اس گھر کو چھوڑنا چاہتا ہوں جس میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا اور آپ کے قریب رہنا چاہتا ہوں۔ وَاَنْخَلِعُ مِنْ مَالِیْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ اور میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے وقف کرنا چاہتا ہوں (اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا: ہر نیکی اللہ کی رضا کے لیے ہی کرنی چاہیے۔ کیونکہ رسول کی رضا کی نیت سے نیکی نیکی نہ رہے گی یا شرک ہو جائے گی جیسا کہ بعض نام نہاد مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے بلکہ وہ تو نماز میں حضور علیہ السلام کا صرف خیال آنے سے نماز خراب ہونے کا فتویٰ دے دیتے ہیں بلکہ اس کو گدھے، بیل اور جماع سے بھی زیادہ قبیح قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ۔ معلوم ہوا صحابی کا عقیدہ اور ہے اور وہابی کا عقیدہ اور ہے) بہرحال حضور علیہ السلام نے صحابی کے اس ذوق کی تردید نہ فرمائی اور نیکی میں اس نیت کو درست قرار دیا بلکہ فرمایا تو یوں) فرمایا: يُجْزِئُكَ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ۔ سارا مال خیرات کرنے کی بجائے تہائی مال کا خیرات کر دینا کافی ہوگا۔ (۱۶)

خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کا نام اذان، اقامت، نماز، کلمہ، خطبہ وغیرہ میں اپنے نام سے جدا نہیں کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون سے حاصل کیا تھا، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو معمولی اور اپنی طرح کا نہ سمجھو۔

محمد ہے مولائے کل کا رسول — محمد ہے عالم کا اصل الاصول
محمد کی مہر و ولا کے سوا — کہاں ہوگا مولائے کل کا وصول
رہا ہے رہے گا محمد، مگر — مٹا ہے، مٹے گا عدو رسول

محمد محمد کہو ہر گھڑی — کہ کوہ گراں سی مہم ہوگی دھول
دو عالم کے سردار کے اسم سے — ہے آساں مراد دلی کا حصول (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲۳) كِتَابُ الذَّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان)

مشکوک ذبیحہ کے بارے میں فرمان رسالت

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا گیا کہ بعض بدو ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں جب کہ ہمیں نہیں معلوم ہوتا کہ انہوں نے (بوقت ذبح) اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں (تو ہمارے لیے کیا حکم ہے) فرمایا: سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوْهَا. اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور کھالو (۱)

اگرچہ امام مالک کے مطابق یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے لیکن آج کے پرفتن دور میں یہ حدیث اصل عظیم کا کام دیتی ہے جب کہ مدعیان اسلام نے طرح طرح کے روپ دھار رکھے ہیں تو ہمیں کیا معلوم جو گوشت کسی ایسے ہوٹل میں ہمارے سامنے رکھا گیا ہے جس میں کام کرنے والے عیسائی یہودی اور نام نہاد مسلمان ہیں۔ کیا معلوم کہ وہ گوشت حلال ذبیحے کا ہے یا حرام کا۔ اگرچہ پوچھنے پہ بتا بھی دیں کہ حلال کا ہے، پھر بھی اپنے نبی علیہ السلام کے اس فرمان پہ عمل کرلیا جائے تو نہ صرف کھانا حلال ہو جائے بلکہ عنداللہ باز پرس بھی نہ ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس کی وضاحت اگلی حدیث میں پڑھیں۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

حضرت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے اپنے غلام کو ایک جانور ذبح کرنے کا حکم دیا جب وہ ذبح کرنے لگا تو آپ نے اس سے فرمایا: سَمِّ اللّٰهِ. اللہ کا نام لے لے۔ اس نے کہا: میں لے چکا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا: سَمِّ اللّٰهِ وَيْحَكَ. تیری خرابی ہو اللہ کا نام لے لے اس نے پھر کہا: قَدْ سَمَّيْتُ اللّٰهَ. میں نے

Scanned with CamScanner

اللہ کا نام لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: وَاللّٰہِ لَا اَطْعَمُھَا اَبَدًا۔ اللہ کی قسم! میں اسے ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ (۲) اس حدیث پہ مترجم مؤطا کا تفصیلی تبصرہ پڑھیں اور ان کے لیے بلندی درجات کی دعا کریں۔

''جس جانور پر ذبح کرتے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کھانا قطعاً حلال نہیں ہے۔ دوسری یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہے' اس کا گوشت کھانے میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں خواہ اسے دوسروں کی جانب منسوب کیا جاتا رہا ہو کہ یہ فلاں کا بکرا ہے یہ فلاں کی گائے ہے وغیرہ۔ اس نسبت سے تو محض اتنی سی مراد ہوتی ہے کہ اس کا ثواب فلاں بزرگ کی نذر کرنا ہے' یہ فلاں کے ایصال ثواب کے لیے ہے۔ ایسا کرنے سے اس جانور کی حلت قطعاً متاثر نہیں ہوتی۔ بعض مبتدعین زمانہ نے اس کے خلاف شور مچا کر آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ ان حضرات نے بزرگوں کے ایصال ثواب کی چیز کو بتوں کے چڑھاوے کی طرح قرار دے کر یہ ثبوت فراہم کیا ہوا ہے کہ انبیائے کرام و اولیائے عظام ان کرم فرماؤں کی نظر میں بتوں سے ذرا بھی مختلف نہیں ہیں اور ان ہستیوں سے اظہار عقیدت کے سارے مظاہرے گویا بت پرستی کی جدید صورت ہیں جو حضرات اسے اپنی خانہ ساز توحید کے خلاف بتا کر بت پرستی ٹھہراتے ہیں ان کی بت پرست نوازی اور بت پرستوں سے پرستش کی حد تک پیار تاریخ انسانیت کا ایک حیرت انگیز باب ہے۔ اس ضمن میں تیسری بات یہ بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ تسمیہ پڑھ کر' اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے صرف وہی جانور حلال ہوتا ہے جس کا ذبح کرنا شرعاً جائز ہو جس طرح کتے اور گدھے کو خواہ کتنا ہی خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ہرگز حلال نہیں ہو سکتے اور ان کا گوشت کھانا قطعاً جائز نہیں ہو سکتا اسی طرح چوری' غصب اور رشوت وغیرہ حرام ذرائع سے حاصل کیے ہوئے جانور' ایسے حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم سے خریدے ہوئے جانور کا گوشت حرام ہی

رہتا ہے' ہرگز حلال نہیں ہو سکتا۔ ہاں جن دوسرے لوگوں نے بے خبری کے باعث اس کا گوشت کھایا ان کے لیے وہ کتے اور گدھے کے گوشت کی طرح حرام نہیں ہے۔ حرام روزی کے جسم پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کے مناظر آج آنکھوں کے سامنے ہیں۔ انسان کے بننے اور بگڑنے کا دارومدار بڑی حد تک اس کی روزی پر منحصر ہے' پاک ہونے کے لیے پاک روزی ضروری ہے۔

؎ اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(۲۴) کِتَابُ الصَّیْدِ (شکار کا بیان)

✻ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَکْلُ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ۔ دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندے کا کھانا حرام ہے۔ (۱۴)

✻ حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جو کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام کو حضور علیہ السلام نے دی ہوئی تھی (اور اس کو پھینک دیا گیا تھا) حضور علیہ السلام نے اس کو دیکھا اور فرمایا اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے ہو؟ عرض کی گئی: حضور! یہ تو مر چکی ہے فرمایا: اِنَّمَا حُرِّمَ اَکْلُھَا۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے (نہ کہ اس کی کھال سے نفع اٹھانا) (۱۶) کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ۔ جب کھال کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ (۱۷)

ایک حدیث میں جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ حضور

Scanned with CamScanner

علیہ السلام نے حکم فرمایا: اَنْ یُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَیْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ. کھال کو دباغت کے بعد استعمال میں لایا جائے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ (۱۸)

(۲۵) کِتَابُ الْعَقِیْقَةِ (عقیقہ کا بیان)

عقیقہ کرنا مستحب ہے

٭ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عقوق یعنی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا گویا کہ آپ نے اس لفظ کو پسند نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ یَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهٖ فَلْیَفْعَلْ. جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ (۱)

معلوم ہوا! عقیقہ کرنا صرف مستحب ہے نہ کہ فرض و واجب۔ اگر کوئی استطاعت رکھتا ہو تو کرلے، اس کو ثواب ملے گا، پھر بہتر یہ ہے کہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری یا بکرا ہو اور لڑکے کی طرف سے دو۔ گوشت چاہے کچا تقسیم کر دیں یا پکا کر کھلا دیا جائے۔ یہ گوشت گھر والے بھی کھا سکتے ہیں اور تمام رشتہ دار بھی۔ چونکہ عقیقہ اور عقوق (نافرمانی) کا مادہ ایک ہے اس لیے آپ نے اس لفظ کو ناپسند فرمایا نہ کہ عقیقہ کرنے کو۔ (۳)

٭ حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن و حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ عنہم) کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی تقسیم فرمائی۔

عقیقہ کے بارے میں مزید تفصیل

عقیقے کے بارے میں حضرت عائشہ، حضرت ام کرز، حضرت بریدہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان بن عامر اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت آئی ہیں۔

حضرت سمرہ کی روایت میں ہے کہ عقیقہ کرنے تک گویا بچہ گروی رکھا ہوتا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کرے۔ اس کا نام رکھے اور اس کا سر منڈائے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) امام محمد باقر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور بالوں کے برابر چاندی خیرات کی جو ایک درہم یا اس سے کم تھی۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ ایک مینڈھے سے کیا تھا۔ (ابوداؤد) لیکن ان سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ دو دو مینڈھوں سے کیا۔ (نسائی) عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے اور اسے بچے کی طرف سے قربانی کہیں تو بہتر ہے۔ (ابوداؤد، نسائی) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں بوقت ولادت نماز جیسی اذان کہی تھی۔ چونکہ اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بچے کے کان میں اس وقت اذان کہنا سنت ہے۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور مستحب ہے کہ بچے کے کان میں یہ بھی کہہ دیا جائے۔ وَاُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. (ترمذی، ابوداؤد) وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ. (حاشیہ مؤطا مترجم)

(۲۶) کِتَابُ الضَّحَایَا (قربانیوں کا بیان)

میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے بہت چھوٹا ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: مَاذَا یُتَّقٰی مِنَ الضَّحَایَا. کس طرح کے جانور کی قربانی سے بچا جائے؟ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ وَقَالَ اَرْبَعًا. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے

Scanned with CamScanner

اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: چار قسم کے جانوروں سے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہاتھ سے اشارہ کر کے یہ مسئلہ بتایا (تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا بھی پوری ہو جائے اور مسئلہ کا جواب بھی ہو جائے' پھر اچانک خیال آیا کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی طرح ہوگا فوراً) فرمایا:

یَدِیْ اَقْصَرُ مِنْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(خبردار! ایسا گمان بھی نہ کرنا) میرا ہاتھ تو حضور علیہ السلام کے دست انور سے بہت چھوٹا ہے' پھر ان چار جانوروں کے نام بتائے (۱) اتنا لنگڑا جو چل نہ سکے (۲) جس کا کانا ہونا ظاہر ہو (۳) جس کی بیماری ظاہر ہو (۴) ایسا دبلا جس (کی ہڈیوں) میں گودا نہ ہو۔ (۱)

بتانا یہ مقصود ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ہاتھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی مثل سمجھنے سے اتنا گھبراتے تھے بلکہ کوئی دوسرا ایسی سوچ اپنے ذہن میں لائے تو فوراً وضاحت فرما دیتے تھے' ان کو کبھی یہ خیال نہ آیا کہ سائز کے اعتبار سے تمام لوگوں کے ہاتھ تقریباً برابر ہی ہوتے ہیں۔ ہر کسی کے ہاتھ پہ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ وہ نفوس قدسیہ یہ بھی منظر دیکھ چکے تھے کہ اس ہاتھ کی ایک انگلی اٹھی تھی کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

تو کیا ان شمع رسالت کے پروانوں سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ انما انا بشر مثلکم کی آڑ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو اپنی طرح سمجھتے ہوں گے' جب ایک ہاتھ کی برابری کی سوچ سے اس قدر ڈرتے تھے تو پورے جسم مقدس معطر مطہر کو اپنے جیسا کہنا تو درکنار یہ سوچتے ہوئے بھی کس قدر گھبراتے ہوں گے کیونکہ ان

کے پیش نظر صرف یہ بات ہی نہیں ہوتی تھی کہ ہمارے بھی دو ہاتھ' حضور کے بھی دو ہاتھ' ہمارے بھی دو پاؤں' حضور کے بھی دو پاؤں' ہم بھی کھاتے ہیں' حضور بھی کھاتے ہیں' ہم بھی چلتے پھرتے ہیں' حضور بھی چلتے پھرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور آپ کا مرتبہ و مقام ان کے پیش نظر ہوتا تھا جو کہ بیان سے باہر ہے۔ ہم اپنی تسکین کے لیے یوں کہہ لیتے ہیں۔

محمد بہتریں سے بہتریں ہے ۔ محمد سب حسینوں سے حسیں ہے
محمد حسن خصلت ہیں مسلّم ۔ محمد مہ جبیں ہے دلنشیں ہے
محمد مظہر ربِّ معظم ۔ محمد سرور دین متیں ہے
محمد رہبر علم شریعت ۔ محمد گوہر بحر یقیں ہے
محمد سر وحدت' نور کثرت ۔ محمد سرگروہ مومنیں ہے
محمد مشعل ہر دور ظلمت ۔ محمد ظل حق' مخدوم دیں ہے
محمد مرجع فرش محبت ۔ محمد ہی شہہ عرش بریں ہے
محمد ہر فلک کی زیب و زینت ۔ محمد نور حق' شمس زمیں ہے
محمد رحمت و نور مجسم ۔ محمد ہی سرور ہر حزیں ہے
محمد ہے سر ختم نبوت ۔ محمد ہی رسول مرسلیں ہے
محمد ہے وکیل روز محشر ۔ محمد ہی شفیع مذنبیں ہے
محمد ہے سخیٔ بے بدل' وہ ۔ نہیں' جس کے لبوں پر ہی نہیں ہے
محمد کی وہ چوکھٹ ہے کہ جس پر ۔ جھکی نبیوں کی' ولیوں کی جبین ہے
محمد سرور دیں' حسن فطرت ۔ کہو مثل محمد بھی کہیں ہے
محمد ہر مکرم سے مکرم ۔ یہ نقوی کمتریں سے کمتریں ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

تین کاموں سے منع فرمایا گیا پھر اجازت دے دی

(۱) نبیذ بنانے سے منع کیا پھر فرمایا: اب بنا لیا کرو بشرطیکہ نشہ آور نہ ہو (۲) قبروں کی زیارت سے منع فرمایا پھر زیارت کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا یعنی لَا تَقُوْلُوْا سُوْءً بری بات نہ کہو (۳) قربانی کا گوشت تین دن کے بعد بچا کر رکھنے سے منع فرمایا پھر اجازت دیتے ہوئے فرمایا: فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا ......کھاؤ، صدقہ کرو اور جمع کرو (۸) اس فرمان سے مترجم موطا نے حاشیہ موطا میں کچھ فوائد کا استنباط کیا ہے جن میں سے چند لکھے جا رہے ہیں جو کہ زیارت قبور سے متعلقہ ہیں۔ زیارت قبور صحیح طریقہ کے مطابق کی جائے اور اس دوران شریعت کی تعلیمات کو پیش نظر رکھا جائے اور اس سلسلہ میں خرافات سے بچا جائے۔ مثلاً

✻ زیارت کے لئے جاؤ تو اس مردے کی برائی نہ کرو کیونکہ وہ دارالعمل سے جا چکا، دفتر عمل لپیٹ دیا گیا تو برائی کرنے سے کیا فائدہ؟ اب کون سی اس کی اصلاح ممکن ہے اس کی برائی کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا کیونکہ اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا اب برائی کر کے ان کا دل نہ دکھانا اور جلتی پہ تیل نہ گرانا۔

✻ تم مردے کو نہلانے لگے تھے تو وہ تم سے کہہ رہا تھا کہ آرام سے نہلاؤ تم دیر کر رہے تھے وہ تم سے جلدی لے چلنے کے لیے کہہ رہا تھا تم لے کر چلے تو وہ تمہیں چارپائی ہلانے جلانے سے منع کر رہا تھا۔ تم اسے دفن کر کے چلے تو وہ تمہارے جوتوں کی آہٹ سن رہا تھا، لہٰذا اب قبرستان میں جاؤ تو ان کو سلام کر کے ان کی بخشش کے لیے دعا کیا کرنا، ایسا نہ ہو کہ ان کو گونگے بہرے بنا کر ان کا مذاق اڑانے لگو۔

اولیاء کرام کی بارگاہوں میں حاضری کے فوائد

غرباء و مساکین ہمیشہ مالداروں کی طرف دوڑتے ہیں اور اس کے بغیر ان کا چارۂ کار نہیں۔ اللہ والے نہ صرف مالدار ہیں بلکہ رحمت الٰہیہ کے خزانے لیے بیٹھے ہیں۔ خدا کے خزانوں سے اپنا حصہ لینے کے لیے ان کی جانب دوڑتے رہنا چاہیے،

مالدار اپنی دولت سے زکوٰۃ اور خیرات بانٹتے ہیں لیکن اللہ والے اپنی خداداد دولت سے رحمت الٰہیہ کی خیرات بانٹتے ہیں۔ اس سے رکنے اور دوسروں کو روکنے نہ لگ جانا چاہیے، کیونکہ یہ خود محروم رہنا اور دوسروں کو محروم رکھنا ہے۔

✻ اللہ والوں کی آرامگاہوں پر رحمت الٰہیہ کی بارش برستی رہتی ہے وہاں پہنچنے والا محروم کیوں رہے گا اگر اس بارش میں بھیگ نہ سکا تو ایک آدھ چھینٹا اس کے اوپر ضرور پڑ ہی جائے گا۔ اس حاضری کو بے سود یا خلاف شرع بتا کر کہیں اپنے پیروں پر کلہاڑی نہ مار لینا۔

✻ اللہ والے اگرچہ ہرگز خدا نہیں ہیں لیکن وہ اپنے خدا سے ہرگز جدا نہیں ہیں کیونکہ وہ اللہ کے دوست ہیں خدا ان کے ساتھ ہے، خدا سے ملنا ہو تو ان کے قریب ہو جانا کیونکہ ان سے دور ہونا خدا سے دور ہونا ہے، ان کا ہو رہنا خدا کا ہو رہنا ہے۔ ان کےخلاف زبان کھولنا اپنی دینی موت کو دعوت دینا خدا کا غضب مول لینا، باری تعالیٰ سے اپنے خلاف اعلان جنگ کروانا اور جان بوجھ کر اپنے لیے دنیا و آخرت کی تباہی کا سامان پیدا کرنا ہے۔

اولیاء اللہ سے دوستی کا کیا مطلب ہے؟

✻ اللہ والے یقیناً اللہ کے دوست ہیں ان سے محبت کرنا، خدا سے محبت رکھنا ہے۔ ان کی عقیدت کا خوب اظہار کرنا اور ثابت قدم رہنا لیکن عقیدت سے آگے بڑھتے ہوئے انہیں خدا نہ بنا لینا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا تھا: وقالت الیهود عزیز ن بن الله وقالت النصاری المسیح بن الله یعنی یہودی بولے: عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے کہ مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے (۹:۳۰) نیز اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے: اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح بن مریم وما امروا الا لیعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما یشرکون (۹:۳۱) یعنی انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا

Scanned with CamScanner

اور مسیح ابن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ تم اللہ والوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ یا اللہ کے بیٹے یا عبادت کے لائق نہ ٹھہرانا یہ بہت ہی بری بات ہے۔

✵ یہ جو فرمایا کہ بُری بات نہ کہو ممکن ہے بری بات سے آپ کی مراد انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی قبروں کو مسجد بنانے سے ہو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا (**اشتد غضب اللہ علیٰ قوم اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد** ۔ مؤطا) یعنی تم دیگر اقوام کی طرح انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی قبروں کو سجدے نہ کرنا، انہیں مسجود لہ یا مسجوالیہ نہ ٹھہرا لینا اور ان کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا کیونکہ ایسا کرنا بری بات ہے۔ ایسا کرنے والا بزرگوں کا عقیدت مند نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو اپنے اوپر مسلط کرنے والا ہے۔ دنیا بھر کی قبروں میں سب سے زیادہ احترام و آداب ہمارے آقا علیہ السلام کے روضہ پاک کے ہیں کیونکہ قبر کی عظمت قبر والے کی وجہ سے ہے اور خدا کی ساری خدائی میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون عظمت والا ہو سکتا؟

محمد نبی ہیں محمد ولی ہیں	محمد خفی ہیں محمد جلی ہیں
محمد ہیں توحید حق کے مبلغ	محمد کے جن و بشر مقتدی ہیں
محمد ہیں نبیوں رسولوں کے سرور	محمد ہی ہر دور کی روشنی ہیں
محمد سے روشن ہیں شمس و قمر بھی	محمد ہی کونین کی سروری ہیں
محمد ہیں ہر روز و شب کے وظیفہ	محمد بلندی و ہر برتری ہیں
محمد ہیں مطلوب و محبوب خلقت	محمد ہی مقصود ربّ غنی ہیں
محمد ہیں فیض محبت کے مخزن	محمد رہ معرفت میں جلی ہیں
محمد نہ ہوتے تو خلقت نہ ہوتی	محمد ہی مخلوق کی زندگی ہیں (ﷺ)

ہاں ہاں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کچھ ہیں۔ میرا دل چاہ رہا ہے لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار لکھتا رہوں لیکن مؤطا امام مالک کا دوسرا حصہ یعنی کتاب النکاح بھی شروع کرنا ہے اس لیے مزید چند اشعار کے بعد ایک حوالہ اور پھر کتاب النکاح کا آغاز کرتے ہیں۔

محمد سید جن و بشر ہیں	محمد مرشد فکر و نظر ہیں
محمد مظہر معبود برحق	محمد معتمد ہیں معتبر ہیں
محمد موجب تخلیق خلقت	محمد کے لیے سب خشک و تر ہیں
محمد رہبر دین مقدس	محمد مژدۂ فتح و ظفر ہیں
محمد سرور ہر ملک و ملت	محمد رونق ہر بحر و بر ہیں
محمد نور حق، مہر شریعت	محمد ہی حقیقت کی خبر ہیں
محمد روح جبریل مکرم	محمد مرسلوں سے پیشتر ہیں
محمد غیرت شبیرو شبر	محمد پیر صدیق و عمر ہیں
محمد منزل ہر مرد مومن	محمد جلوۂ ہر چشم سر ہیں
محمد سے ہوئی ہر شے منور	محمد محور شمس و قمر ہیں
محمد کعبہ مومن ہیں بیشک	محمد مرکز علم و ہنر ہیں
محمد ہیں ظہور حسن قدرت	محمد ورد ہر سنگ و شجر ہیں
محمد ہیں سکون قلب مضطر	محمد مرہم خستہ جگر ہیں
محمد حل ہر مشکل ہیں نقوی	محمد ہی طلوع ہر سحر ہیں (ﷺ)

گائے اور اونٹ میں سات سات حصوں کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبُدْنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ اور گائے کی قربانی کی

اور ہر ایک میں سات سات حصے ڈالے۔(۹)

فیہ دلیل علی انہ یجوز الاشتراك فی البقرة والبدنة للسبعة......
اس میں (احناف) کی دلیل ہے کہ اونٹ اور گائے کی قربانی سات افراد کی طرف سے ہو سکتی ہے (حاشیہ ۵، ص ۱۸۸) یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ ہماری کتاب مقام ابراہیم میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۷) کِتَابُ النِّکَاحِ (نکاح کا بیان)

* اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا...... شوہر دیدہ یا بالغہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنے نفس کا حق رکھتی ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اجازت ہے (۴) اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

عورت سے اذن لینے میں تفصیل ہے۔ تمام صورتیں اور ان کے احکام حسب ذیل ہیں:

۱- ثیبہ بالغہ کے بارے میں تمام ائمہ وفقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے جب کہ وہ عاقلہ بھی ہو اگر بڑی حد تک بے عقل ہو تو ولی کی اجازت کافی ہے۔

۲- باکرہ صغیرہ یعنی نابالغہ کنواری لڑکی کے متعلق بھی سب کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کر سکتے ہیں یعنی ولی کی اجازت سے نکاح ہو جائے گا۔

۳- ثیبہ صغیرہ یعنی وہ لڑکی جو نابالغہ اور شوہر دیدہ ہو تو احناف کے نزدیک اس کی اجازت کے بغیر ولی اس کا نکاح کر سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے جب کہ شافعیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اس لڑکی سے اجازت لینا ہی ضروری ہے۔

۴- باکرہ بالغہ یعنی وہ کنواری لڑکی جو بالغہ ہو احناف کے نزدیک بغیر اس کی اجازت کے نکاح جائز نہیں اور شافعیہ کے نزدیک جائز ہے۔

گویا احناف کے نزدیک بنائے ولایت بلوغ پر ہے بالغہ ہو تو باکرہ ہو یا ثیبہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے اور نابالغہ خواہ ثیبہ ہو یا باکرہ اس سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے شافعیہ کے نزدیک بنائے ولایت ثیابت و بکارت ہے کہ ثیبہ سے ضرور اجازت لی جائے گی خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ باکرہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ وہ بالغہ ہی کیوں نہ ہو۔ احادیث کی رو سے کنواری لڑکی کا بوقت اذن خاموش رہنا بھی رضامندی شمار ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ عاجز ہوں تیری شان کا ادراک نہیں ہے
تو ہی مرے بے ربط سے لفظوں کو اثر دے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے نسبت زوجیت حاصل کرنے کے لیے ایک مسلمان خاتون کا جذبہ مندرجہ ذیل حدیث میں ملاحظہ ہو جس کو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا...... بے شک ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی یارسول اللہ! میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا (آپ مجھ سے نکاح فرمالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا تو) وہ کافی دیر تک سرکار کی بارگاہ میں کھڑی رہی۔ صحاح ستہ میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک صحابیہ نے اپنے والد کے سامنے کہا: مجھے ان عورتوں پہ بہت تعجب ہوتا ہے جو اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کے سپرد کر دیتی ہیں (یا اس سے ملتے جلتے الفاظ بولے) تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سے فرمایا: وہ عورتیں کتنی خوش نصیب ہیں اور تم سے بہت بہتر ہے جو اپنے آپ کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیتی ہیں (مفہوم) اور کیا شان وعظمت ہے اس خاتون کی جس کو آقا علیہ السلام اپنے نکاح میں قبول فرمالیں۔ ہم نکاح کرتے ہیں تو

Scanned with CamScanner

نکاح خواں کہتا ہے کیا فلاں کی بیٹی تجھے اپنے نکاح میں اتنے حق مہر کے بدلے روبرو ان گواہوں کے قبول ہے اور جب دولہا کہتا ہے قبول ہے تو پھر شہنائیاں بھی بجتی ہیں‘ مٹھائیاں بھی بٹتی ہیں اور خوب خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے تو پھر جس کے بارے میں حضور فرمائیں مجھے قبول ہے یقیناً وہ ربّ کی بارگاہ میں بھی مقبول و منظور ہے۔

؎ محمد ہی وکیل زندگی ہیں	محمد ہی دلیل بندگی ہیں
محمد مخزن علم لدنی	محمد گلشن حق کی کلی ہیں
محمد عشق و مستی کی بلندی	محمد خیروبرکت ہیں غنی ہیں
محمد رہبر ہر ملک و ملت	محمد رحمت ربّ جلی ہیں
محمد کو خبر ہے ہر نفس کی	محمد روشنی ہی روشنی ہیں

اہل ایمان کی مائیں

امہات المومنین کی شان کے کیا کہنے کہ جن کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں قبول کرلیا ہے۔ ہماری اپنی مائیں تو وہ ہیں کہ خود انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ میں تیری ماں ہوں لیکن حضور پاک کی بیویاں وہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ میری محبوب کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ اپنی ماں کا منکر بدنصیب ہے تو امہات المومنین کی عظمت کا منکر کس طرح خوش نصیب ہوسکتا ہے۔

اپنی ماں کے قدموں میں جنت ہے اور اس کے چہرے کو ایک بار دیکھنے سے مقبول حج کا ثواب ملتا ہے تو امہات المومنین کا مرتبہ و مقام کون بیان کرسکتا ہے اور یہ مقام ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہی سے تو نصیب ہوا ہے‘ پھر اس پیارے آقا علیہ السلام کی فضیلت سوائے اس کے خالق و مالک کے کماحقہ کون بیان کرسکتا ہے۔

؎ محمد کی فضیلت ربّ سے پوچھو	محمد کے لیے ہر شئی بنی ہے
محمد ہی محمد ورد مسلم	محمد کی یہ سب جلوہ گری ہے
محمد سے چلی ہے نسل حیدر	محمد سے علی کی ''برتری'' ہے

محمد کے کرم سے روح نقوی	محمد کی محبت میں پلی ہے
محمد کی نسبت بڑی چیز ہے	خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

آسمان ہدایت کے ستاروں کی غربت کا حال

مندرجہ بالا حدیث کا اگلا حصہ بھی پڑھتے جایئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ ہم لوگ کس قدر ننگے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہوا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا اسی دنیا میں سرٹیفکیٹ عطا فرما رکھا ہے وہ کس حال میں زندگی گزار کر گئے لیکن ربّ کی رضا پہ راضی رہے۔

؎ زباں پہ شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

چنانچہ جب وہ عورت کافی دیر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کھڑی رہی تو ایک شخص نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ۔ اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس عورت (کے ساتھ نکاح کرنے) کی حاجت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے (حق مہر کے طور پر) دینے کے لیے تیرے پاس کچھ ہے؟ عرض کیا: حضور! اس تہبند کے علاوہ (جو میں نے باندھا ہوا ہے) میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ تہبند اس کو دے دے گا تو خود بغیر تہبند کے بیٹھا رہے گا‘ کوئی اور چیز ڈھونڈ۔ عرض کیا: حضور اور کیا ڈھونڈوں کچھ ہے ہی نہیں فرمایا: ڈھونڈ تو سہی اگرچہ لوہے کا چھلا ہی سہی مگر تلاش بسیار کے باوجود وہ بھی نہ ملا تب حضور علیہ السلام نے فرمایا: هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ؟ کیا تمہیں کچھ قرآن آتا ہے؟ عرض کیا: فلاں فلاں سورۃ آتی ہے چنانچہ اس نے ان سورتوں کا نام لیا تب حضور علیہ السلام نے فرمایا: قَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ قرآن پاک کی وجہ سے میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا۔
(۸)

Scanned with CamScanner

نصیب والا کون ہے؟

مجھ کو اک تیرا سہارا ہی بہت کافی ہے
ٹوٹ جائیں جو زمانے کے سہارے سارے

حق مہر کے متعلق فقہاء کا اختلاف اپنی جگہ ہے اور اس بارے میں احناف کا موقف یہ ہے کہ ایسے موقع پہ مہر مثل لازم ہوتا ہے مگر یہاں اس حدیث سے میرا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ جولوگ دنیا کی دولت کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور جس کے پاس جتنی دولت زیادہ ہو چاہے وہ پرلے درجے کا فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو' اس کے بارے میں یوں کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اس پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ یہ بڑا نصیب والا ہے یادرکھو! قارون کے بارے میں بھی دنیادارلوگوں نے یہی کہا تھا جب وہ اپنے خزانوں کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے آیا۔ فخرج علی قومه فی زینته قال الذین یریدون الحیٰوۃ الدنیا یلیت لنا مثل ما اوتی قارون۔ اے کاش ہمارے پاس بھی یہ سب کچھ ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ انه لذو حظ عظیم یہ تو بڑے نصیب والا ہے۔ (القصص) مگر اہل علم نے کہا: تمہارا برا ہو یہ کوئی نصیب کی بات نہیں ہے نصیب والا وہ ہے جس کو آخرت میں نوازا جائے گا اور دنیا میں ایمان و اعمال صالحہ کے ساتھ زندگی گزارے گا...... نصیب والا وہ ہے جس کے ہاتھوں میں دامن مصطفیٰ ہے چاہے وہ ساری زندگی ایک ہی چادر میں گزار دے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے
یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

اپنی بیوی کے جذبات کا احترام کرنا

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومی فرماتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو ان کے پاس رات گزاری اور انہیں فرمایا:

لَیسَ بِكِ عَلٰی اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ فَقَالَتْ ثَلِّثْ. (١٤)

میں تمہیں تمہارے خاندان میں رسوا نہیں کروں گا اگر تم چاہو تو میں سات دن (رات) تمہارے پاس رہوں اور اس طرح دوسری بیویوں کے پاس اور اگر تم چاہو تو تین تین دن مقرر کر لیتا ہوں' تو انہوں نے عرض کیا: حضور تین دن ہی مقرر فرمالیں۔

سبحان اللہ! کیا مقام ہے میرے آقا علیہ السلام کی ازواج مطہرات کا کہ حضور علیہ السلام ان کی چاہت کو اپنی چاہت پہ ترجیح دے رہے ہیں۔ یہ وہ آقا علیہ السلام ہیں کہ جن کے بارے میں حدیث قدسی میں ربّ فرماتا ہے: کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد صلی اللہ علیه وسلم۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

اور حضور اپنی زوجہ مقدسہ کو فرمار ہے ہیں اگر تو یوں چاہے تو یوں کر لیتا ہوں اور اگر یوں چاہے تو یوں کر لیتا ہوں' جب سرکار کی بیوی کے چاہنے سے یوں بھی ہوسکتا ہے اور یوں بھی تو سرکار کے چاہنے سے بھلا کچھ نہیں ہوسکتا؟ سرکار کے تو ذکر سے ایسے پھول کھلتے ہیں کہ جن سے جنت کی خوشبو پھیل جاتی ہے۔

کتنے خوش رنگ پھول کھلتے ہیں   ذکر سرکار کا جو ہوتا ہے
صرف سرکار کی توجہ سے   ہم غلاموں کا کام بنتا ہے
لاکھ گھر میں مرے اندھیرا ہو   دل میں تو اک چراغ جلتا ہے
ایک دیوانہ بھی مدینے میں   احتراماً سنبھل کے چلتا ہے
مدحت مصطفیٰ کا کیا کہنا   یہ تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے
جسم و جاں ہوں کسی جگہ میرے   دل مدینے میں جا نکلتا ہے
جس جگہ مصطفیٰ کا روضہ ہے
خلد سے وہ مقام اونچا ہے

غیر مقلدین کی توجہ کے لیے

٭ حلالہ کا بیان حضرت زبیر بن عبدالرحمٰن بن زبیرؓ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت قاسم بن محمد سے روایات (۱۹-۱۸-۱۷) فرمان رسالت ہے: لَاتَحِلُّ لَكَ حَتّٰی تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ. تیرے یعنی پہلے خاوند کے لیے وہ (سابقہ بیوی) حلال نہیں جب تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ ہیں: لَاحَتّٰی يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا. اس عورت سے پہلے خاوند کا نکاح درست نہیں جب تک کہ دوسرا اس کا ذائقہ نہ چکھ لے۔

حلالہ کا لفظ سن کر بدکنے والے اور فقہاء کرام کے بارے میں بدگمانی سے کام لینے والے بتائیں کہ ان کے نزدیک جس طرح بھی تین طلاق واقع ہوتی ہیں جب ایک عورت کو تین طلاق ہو گئیں تو اگر وہ عورت پھر دوبارہ اسی پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ ظاہر ہے وہی صورت ہے جو مندرجہ بالا احادیث میں بیان ہوئی ہے اور قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔ فان طلقها فلا تحل له حتی تنکح زوجا غیره (البقرہ) اسی کو تو فقہاء کرام نے حلالہ کہا ہے پھر حلالہ کو بے غیرتی کہنا اور یہ کہنا کہ قصور مرد کا ہے تو سزا عورت کو کیوں دی جا رہی ہے۔ اس بارے میں فضلائے غیر مقلدین کیا فتویٰ جاری فرماتے ہیں:

باقی رہا یہ کہ اس عمل میں وقت کا تعین کرنا یا کوئی اور شرط وغیرہ لگانا تو اس کو ہم بھی جائز نہیں سمجھتے۔ اگرچہ حلالہ تو اس صورت میں بھی ہو جائے گا اور یہ عورت پہلے مرد کے لیے حلال ہو جائے گی لیکن شرط لگانے کا گناہ اپنی جگہ پہ ہوگا کیونکہ یہ ایک پورا نکاح ہے جس طرح کہ پہلے کے ساتھ نکاح تھا لہٰذا اس کو سزا کہنا یا بے غیرتی کہنا بذات خود بے غیرت ہونے کی دلیل ہے۔ ایک مسئلہ قرآن و حدیث سے پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہو رہا ہے تو اس کو کوئی بے غیرت ہی بے غیرتی کہہ سکتا ہے کیا صرف اس کو ایک فقہی اصطلاح میں حلالہ کا نام دینا بے غیرتی ہو گیا ہے یہ تو ایسے

ہی ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو اہلحدیث نہیں کہلایا تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا کیا بے غیرتی ہو جائے گا؟ فافهم و تدبر

احساس مرنہ جائے تو انسان کے لیے   کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

٭ امام مالک علیہ الرحمۃ کے ہاں زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی بلکہ نکاح کی وجہ سے ثابت ہوگی۔ (۲۳)

نکاح شغار (وٹہ سٹہ کے نکاح) سے منع فرمایا گیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور نکاح شغار کی تعریف یہ فرمائی: اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰی اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ. یہ کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پہ کرے کہ دوسرا اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اور دونوں طرف حق مہر بالکل نہ ہو (۲۴) بعض آئمہ کے ہاں تو یہ نکاح بالکل منعقد ہی نہیں ہوگا جب کہ عندالاحناف (بہتر نہ ہونے کے باوجود) منعقد ہو جائے گا اور مہر مثل لازم ہوگا جس اثر سے احناف نے اس مسئلہ کا استنباط فرمایا ہے وہ حضرت عطاء بن ابی رباح سے ہے اور اس کو ابن ابی شیبہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک ص ۱۹۳ حاشیہ ۵ پہ یہی کچھ لکھا ہے: قال الترمذی الشغار منسوخ عند بعض اهل العلم ولایحل له وان یجعل بینهما صداقا وهو قول الشافعی واحمد واسحاق وروی عن عطاء بن رباح قال یقران علی نکاحهما ویجعل لهما صداق المثل و هو قول اهل الکوفة انتهی یعنی الامام ابا حنیفة وغیره واثر عطاء هذه اسند ابن شيبة.

حرمت مصاہرت کا مسئلہ

٭ امام مالک فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو لونڈی ہبہ کی اور فرمایا: لَاتَمَسَّهَا فَاِنِّيْ قَدْ كَشَفْتُهَا. اس کو نہ چھونا کیونکہ میں نے اس کو بے

Scanned with CamScanner

پردہ کیا ہے۔ (۳۶) مطلب یہ کہ میں نے اس کے بعض اعضاء کو وطی کے لیے کھولا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ کھولنا وطی سے کنایہ ہو۔ اس بات پہ سب کا اتفاق ہے کہ لونڈی سے وطی کی تو وطی کرنیوالے کی اولاد پہ وہ لونڈی حرام ہوگئی جب کہ مباشرت (میل ملاپ) شہوت سے چھونا اور نظر کرنا اس میں اختلاف ہے۔ فقال مالك القبلة والمس يقومان مقام الوطي والنظر محتمل لثبوت الحرمة كالقبلة ولعدمه کا لتفکر پس امام مالک بوسے اور چھونے کو وطی کے قائم مقام قرار دیتے ہیں اور نظر کرنے میں حرمت کے ثبوت کا احتمال ہے۔ بوسہ کی طرح اور احتمال نہیں بھی غور وفکر کرنے کی مانند۔ وقال الشافعي لا يثبت حرمة المصاهرة بالنظر بشهوة ولا بالمباشرة بشهوة في اظهر اقواله. امام شافعی کے اقوال میں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نہ تو نظر بالشہوۃ سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی شہوت کے ساتھ میل جول کرنے سے۔

وقال ابوحنيفة ثبت الحرمة بالمس والنظر الى فرجها الداخل بشهوة امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں چھونے اور فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اذا جامع الرجل المراة و قبلها او لمسها بشهوة اونظر الى فرجها بشهوة حرمت على ابيه و ابنه و حرمت امها وابنتها' جب ایک مرد نے کسی عورت سے جماع کیا یا اس کا بوسہ لیا یا اس کو شہوت کے ساتھ چھولیا یا اس کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو وہ عورت اس شخص کے باپ اور بیٹے پہ حرام ہوگئی اور اس کی ماں اور اس کی بیٹی بھی۔ (حاشیہ۴ مؤطا امام مالک ص ۱۹۵) اس مسئلہ کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ ہو۔

حرمت متعہ کا بیان

امام محمد حنیف اپنے والد ماجد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ (۴۱)

والمتعة هو النكاح الى اجل معين كان في اول الاسلام ثم نسخ يوم خيبر في السنة السابعه. اور متعہ محدود مدت تک کا نکاح ہوتا ہے جو اسلام کے آغاز میں جائز تھا' خیبر کے دن ہجرت کے ساتویں سال اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ متعہ کی حرمت کے بارے میں علماء اہل سنت نے قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے دلائل کا ایک معتد بہا ذخیرہ جمع فرمایا ہے بلکہ اس موضوع پہ پوری پوری کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس وقت ہم اس موضوع پہ چند دلائل مؤطا امام مالک کے مترجم علامہ شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ نے جو کچھ مؤطا کے حاشیہ میں لکھا سپرد قلم کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے اس میں اس موضوع پہ تمام دلائل کا خلاصہ آپ کو مل جائے گا اور کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے گی۔

قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے حرمت متعہ کے دلائل

متعہ کی حرمت قرآن کریم اور احادیث مطہرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم اوما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى ورآء ذلك فاولئك هم العادون (۲۳: ۵تا۷) وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ (جس عورت سے متعہ کیا) نہ اس کی بیوی ہے اور نہ شرعی کنیز تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی مقرر فرمودہ حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے: محصنين غير مسافحين ولا متخذى اخذان (۵:۵) نکاح کرو بیوی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ کہ پانی گرانے اور نہ آشنا بنانے

Scanned with CamScanner

کو۔عورتوں سے فرماتا ہے۔ محصنت غیر مسافحات ولا متخذات اخذان (۴:۲۵) یعنی قید میں آنے والی عورتیں جو نہ مستی نکالنے والی ہوں اور نہ یار بنانے والی۔ ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے اور پانی گرانے ہی کا کام ہے نہ کہ قید میں رکھنے اور بیوی بنانے کا۔

حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاایھا الناس انی کنت اذنت لکم فی استمتاع النساء وان اللہ عزوجل قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ (صحیح مسلم) اے لوگو! میں نے پہلے تمہیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب بیشک اللہ عزوجل نے اسے تا قیامت حرام فرما دیا ہے۔ حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیہ...... (بخاری ومسلم) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرما دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے قل انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ معرفۃ فیتزوج المراۃ بقدر مایری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ و تصلح شانہ حتی اذا انزلت الایۃ الاعلی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم قال ابن عباس فکل فرج سواھما فھو حرام (جامع ترمذی) یعنی متعہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا۔ وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اور اس کے کاموں کی درستی کرتی، جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے (۲۳، ۵ تا ۷) اس روز سے ان دو کے سوا جو فرج تھے وہ حرام ہوگئے۔

متعہ کرنے والوں پر حضور علیہ السلام کی ناراضگی

حازمی کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے راوی کہ غزوۂ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا۔ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الیھن وقال من ھولاء النسوہ قلنا یارسول اللہ نسوۃ تمتعنا منھن قال فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم حتی احتمرت و جنتاہ و تمعر وجہ و قام فینا خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم نھی عن المتعۃ' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں دیکھا تو فرمایا: یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب فرمایا یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک سرخ ہوگئے اور چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا' پھر خطبہ دینے ہم میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور متعہ سے منع فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) ان آیات و احادیث کی رو سے معلوم ہوا! متعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

✳ امام مالک کے ہاں غلام چار نکاح کر سکتا ہے۔ (۴۳) جب کہ امام اعظمؒ امام شافعی اور اکثر فقہاء کرام کے نزدیک غلام دو عورتوں سے نکاح کرنے کا مجاز ہے وہ بھی اپنے مولیٰ کی اجازت سے (جیسا کہ دیگر کئی معاملات میں غلام اور لونڈی آزاد مرد وعورت کے مقابلہ میں نصف حقوق کے حقدار ہیں)

ابوجہل کے بیٹے کے ساتھ حضور علیہ السلام کی کرم نوازی

ابن شہاب کا بیان ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام فتح مکہ کے دن مسلمان ہوگئی اور عکرمہ ڈر کے مارے یمن بھاگ گیا۔ اس کی بیوی اس کے پیچھے یمن گئی اور اس کو اسلام کی دعوت دی تو عکرمہ مسلمان ہوگیا اور اسی سال حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

Scanned with CamScanner

فَلَمَّا رَآہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَبَ اِلَیْہِ فَرِحًا وَّمَا عَلَیْہِ رِدَاءْ حَتّٰی بَایَعَہٗ فَثَبَتَا عَلٰی نِکَاحِھِمَا ذٰلِکَ (۴۶) جب حضور علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فرطِ مسرت سے ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ پر صرف چادر تھی یہاں تک کہ انہیں بیعت کرلیا اور ان کے نکاح کو قائم رکھا۔ وما علیه رداء کا ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے رمی علیه رداء۔ ان پہ اپنی چادر ڈال دی یا انہیں اپنی چادر میں چھپالیا۔ حضور علیہ السلام تمام جہانوں کے سردار ہیں اور عکرمہ کے باپ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: فرعون هذه الامة لیکن اس کا بیٹا جب حضور کی غلامی میں آتا ہے تو آپ اس کے ساتھ یہ معاملہ فرماتے ہیں:

محمد سرور اولاد آدم — محمد کے لیے سارا سماں ہے
محمد سارے عالم کے مکرم — محمد کا گداگر کامراں ہے
کہو ہر دم محمد ہی محمد — محمد ہی کلاہِ سروراں ہیں
علی کی روح کا' دل کا سہارا — محمد کے سوا کوئی کہاں ہیں

ولیمہ کیسا ہونا چاہیے؟

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو حضور علیہ السلام نے ان سے حق مہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: گٹھلی برابر سونا حق مہر طے ہوا ہے تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ۔ ولیمہ کر خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔ (۴۷) حضرت یحیٰ بن سعید فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ولیمہ کرتے نہ اس میں روٹی ہوتی نہ گوشت۔ (۴۸) ولیمہ کو بعض نے مستحب' بعض نے سنت اور بعض نے واجب بتایا ہے اور یہ کہ ولیمہ شب زفاف کے بعد کرنا چاہیے۔ یہ اظہار مسرت ہے لہٰذا اپنی بساط کے مطابق شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کرنا چاہیے نہ کہ ناک کٹنے کے خوف سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو قرضے کے بوجھ تلے دبا دیا جائے اور پھر ساری زندگی قرضہ اتارتا رہے۔ جیسا کہ اس

دور میں ہو رہا ہے اور اس قباحت کا ذمہ دار امراء کا طبقہ ہے جن کو دیکھ کر غرباء بھی اپنی تباہی کر لیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور موطا امام مالک میں اس حدیث کا نمبر ۵۰ ہے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْمَسَاکِیْنُ۔ بدترین کھانا اس ولیمے (دعوت) کا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نہ بلایا جائے (اگر ایسی قباحتوں سے مبرا دعوت ہو اور حدود شرعی میں رہتے ہوئے ضیافت کی جائے تو اس کے بارے میں حکم ہے اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَۃِ فَلْیَاْتِھَا (۴۹) جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اس کو ضرور جانا چاہیے اور فرمایا: وَمَنْ لَّمْ یَاْتِ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ جو (ایسی) دعوت میں حاضر نہ ہوا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (۵۰) تاہم مسلم شریف کی حدیث میں ہے اذادعی احدکم الی طعام فان شاء طعم وان شاء ترك۔ اگر تم میں کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے تو چاہے تو کھالے چاہے تو چھوڑ دے (حاشیہ ۴' ص ۱۹۸ موطا) لہٰذا وجوب ثابت نہ ہوا۔

آج کل کی شادیاں اور دعوتیں

ان دنوں شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر جب کہ ناچ باجے عام' فساد کا اژدحام' مردوں اور عورتوں کا اختلاط' خلاف شرع امور کی افراط ایسا عام مشاہدہ ہے جس کے لیے کسی ثبوت کی حاجت نہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آزاد ہونے کے بعد ہم ہوش کے ناخن لیتے' عقل سے کام کرتے' دولت کو بیکار کاموں میں لوٹانا' خلاف شرع امور کو گلے لگانا' اسلام کا نام لے کر خلاف اسلام راستے پر جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ کاموں کو اس طرح کریں جس سے دنیا و آخرت میں بھلا ہو۔ یہ تو کوئی دانشمندی نہ ہوئی کہ اظہار مسرت کے نام سے شیطان کو خوش اور اللہ و رسول کو ناراض کریں۔ ناک نیکیوں

سے بڑھتی ہے گھر میں آگ لگانے سے نہیں۔عزت پرہیزگاری سے بنتی ہے دولت کا مظاہرہ کرنے سے نہیں ملتی۔ نیز دارین کی ساری بہار حبیب پروردگار کی غلامی میں ہے۔اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۔

کہوں میں یارسول اللہ اور جاؤں نار دوزخ میں
محمد مصطفیٰ کو یہ گوارا ہو نہیں سکتا
جو منکر ہو نبی کا حق کا بندہ ہو نہیں سکتا
بغیر حب نبی ایمان پختہ ہو نہیں سکتا
حصار زندگی ہو یا میان عرصۂ محشر
غلام مصطفیٰ واللہ رسوا ہو نہیں سکتا

کدو شریف حضور علیہ السلام کا پسندیدہ سالن

اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک درزی نے کھانا پکا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو میں بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ چلا گیا۔آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور پیالے میں سالن پیش کیا گیا' حضرت انس فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا۔ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے درمیان سے کدو شریف کے ٹکڑے تلاش فرما رہے تھے' پس میں اسی دن سے کدو شریف کو پسند کرنے لگا ہوں۔(۵۱)

سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہوں
جو اشک محبت میری آنکھوں سے گرا ہے
کیوں میری خطاؤں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لجپال بڑا ہے

اس حدیث پہ ایمان افروز تبصرہ کرتے ہوئے مترجم مؤطا نے بہت خوب لکھا

ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ قارئین کرام کی خدمت میں ان کی تحریر من وعن پیش کر دی جائے تا کہ اہل ایمان کے لیے ازدیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث بنے کیونکہ

مغز قرآن روح ایمان جان دیں
ہست حب رحمۃ للعالمین

جو کچھ انہیں پسند ہے' وہ ہے مجھے پسند

سبحان اللہ! یہی ہے فنافی الرسول ہونا اور یہی ہے محب صادق کی پہچان کہ وہ اپنی پسند اور ناپسند کو محبوب کی پسند اور ناپسند میں فنا کر دیتا ہے۔محبت صادق وہی چاہتا ہے جو اس کا محبوب چاہے اور اسے ہرگز نہیں چاہتا جسے اس کا محبوب نہ چاہے وہ اپنے ذاتی تعلقات کو بھول جاتا ہے اور اسے دوستی ہوتی ہے تو محبوب کے دوستوں سے اور دشمنی ہوتی ہے تو محبوب کے دشمنوں سے وہ اس دنیا کی ہر چیز کو اپنے محبوب کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا۔غرضیکہ اس کی زندگی کا ہر قول وفعل محبوب کے لیے وقف ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے جملہ اقوال وافعال کو رضائے محبوب کے قالب میں ڈھال کر زبان حال سے ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے۔

ان کی دھن' ان کی لگن' ان کی تمنا' ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامان حیات

وہ ہر چیز کو محبوب کے رنگ میں دیکھنے سے لطف ولذت محسوس کرتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ اس دنیا کی ہر چیز اور بنی آدم کا ہر فرد اس کے محبوب کا رنگ اختیار کرے۔ صورت ہو یا سیرت' گفتار یا کردار اسے ان میں سے وہی چیز پسند آتی ہے جو اس کے محبوب کی صورت و سیرت اور گفتار و کردار سے مشابہت رکھے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کدو کو پسند کرنے کی جو وجہ بیان فرمائی اس سے ان کے محب صادق ہونے کا پورا پتہ مل رہا ہے اور اس طرز عمل کا اظہار بھی اس لیے فرمایا: محبوب پروردگار کے بارے میں دوسرے کا زاویہ ونظر و انداز فکر یہی ہو جائے کیونکہ محب صادق کی تمنا

Scanned with CamScanner

یہی ہوتی ہے کہ ساری دنیا پر محبوب کا رنگ چڑھ جائے۔

عاشقانِ اورزخوباں خوب تر

صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی یہ حالت نہ تھی اور فنا فی الرسول کے مقام پر وہی فائز نہ تھے بلکہ سارے مسلمان اس وقت ایسے ہی تھے، سب شمع رسالت کے پروانے تھے، ہر ایک پر گمان گزرتا تھا کہ یہ سب سے نرالا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سارے کے سارے ہی نرالے تھے۔ اپنے اپنے رنگ میں ہر ایک نرالا تھا۔ حبیب خدا کی نگاہ کیمیا اثر نے اللہ کے رنگ میں سب کو ایسا رنگا کہ پوری کائنات سے ممتاز کر دکھایا کہ انبیائے کرام کے بعد ان کی نظیر نظر نہیں آتی۔ یہ اسی نگاہ کیمیا اثر کا کرشمہ تھا کہ کل جو ننگ انسانیت تھے آج وہ رہبر ہیں کل جو گم کردۂ منزل تھے آج وہ پورے انسانی قافلے کے رہنما ہیں، کل جو جہالت کی منہ بولتی تصویریں تھے آج وہ آسمان علم و عرفان کے شمس و قمر ہیں، کل جو مردے تھے آج وہ مسیحائے قوم ہیں اور شمع رسالت کے وہ عدیم النظیر پروانے تن من دھن سے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں۔ ایک دانائے راز نے ان کی اس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا ہے کہ یہ سب کچھ کس کی برکت سے ہوا یقیناً انہی کی برکت سے کہ جن کا نامِ نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، پھر کیوں نہ کہا جائے:

نہیں دو جہاں میں مثال محمد   جمال خدا ہے جمال محمد
ازل کی سحر سے ہے شام ابد تک   زمانے میں جو دو نوال محمد
رسولوں نے کی جس کی تصدیق آ کر   وہ ہے ایک حسن خصال محمد
زبور اور توریت و انجیل و قرآں   صحیفوں میں لکھا ہے حال محمد
جبیں پر ہے ختمِ نبوت کا سہرا   ہے بے مثل جاہ و جلال محمد
جو کی عرض ربّ سے وہی ربّ سے پایا   ہوا رد نہ کوئی سوال محمد
پھرا آفتاب فلک الٹے پاؤں   ہے شق القمر اک کمال محمد

یہی آرزو ہے الٰہی ہمیشہ   رہے میرے دل میں خیال محمد
مبارک ہو نقویؔ ہوا تو ازل سے   غلامِ غلامانِ آلِ محمد (ﷺ)

(۲۸) کِتَابُ الطَّلَاق (طلاق کا بیان)

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا: اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ مِائَةَ تَطْلِیْقَةٍ. میں نے اپنی بیوی کو سو طلاق دے دی ہے۔ فَمَاذَا تَرٰی عَلَیَّ. اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا. تین طلاق سے تیری عورت تجھ سے فارغ ہو گئی اور ستانوے طلاقوں کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔

(۱) یہی فتویٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے چنانچہ ایک شخص نے ان سے کہا: میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں نے تجھے کیا مسئلہ بتایا ہے؟ اس نے عرض کیا: قِيْلَ لِیْ اِنَّهَا بَانَتْ مِنِّیْ. لوگوں نے کہا ہے وہ عورت مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ فرمایا: انہوں نے صحیح کہا ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دے گا اس کا ذکر اللہ نے کر دیا ہے اور جو اس طریقہ سے ہٹ کر دے گا تو ہم اس کے سر ڈالیں گے، اپنی جانوں کو مصیبت میں نہ ڈالو اور اپنا بوجھ ہمارے اوپر نہ پھینکو، فیصلہ وہی ہے جو لوگ کہتے ہیں۔ (۲)

✻ طلاق بتہ تین طلاق سے ہزار طلاق تک ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: وَهٰذَا اَحَبُّ مَاسَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِكَ. اس سلسلہ میں یہی بات پسندیدہ تر ہے جو میں نے سنی۔ (۳)

✻ حضرت علی المرتضیٰ لفظ حرام سے تین طلاق مراد لیتے۔ امام مالک فرماتے ہیں: وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَاسَمِعْتُ فِیْ ذٰلِكَ. اس بارے میں جو کچھ میں نے سنا یہ بہت

Scanned with CamScanner

بہتر ہے۔ (۶) وقال الحنفیة ان نوی واحدة اوثنتین فهی واحدة بائنة وان لم ینو طلاقا فهی یمین و یصیر مولیا۔ (حاشیہ۳ مؤطا امام مالک' ص۲۰۰) احناف کے ہاں اگر لفظ حرام سے ایک طلاق یا دو کی نیت کرے گا تو ایک بائنہ ہوگی اور اگر طلاق کی نیت نہ کرے گا تو یہ قسم ہے اور یہ شخص ایلاء کرنے والا ہوگا یعنی اگر چار ماہ عورت کے قریب نہ جائے گا تو وہ عورت اس پہ مطلقہ ہو جائے گی۔

والذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر (القرآن)

اور اس کی صورت یہ ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایلاء کرنے والا اگر اپنی بیوی سے چار ماہ صحبت نہ کرے تو ایک طلاق خود بخود پڑھائے گی۔ اب اس کو حاکم کی عدالت میں پیش کیا جائے گا چاہے وہ رجوع کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے یا اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ یہی موقف حضرت سعید بن مسیّب' ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور دیگر کئی حضرات کا ہے۔ دیکھئے مؤطا باب الایلاء۔

✽ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لفظ حرام سے تین طلاق پڑ جاتی ہیں (۶) امام مالک فرماتے ہیں: وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَاسَمِعْتُ فِیْ ذٰلِكَ. اس بارے میں' میں نے جو کچھ سنا یہ بہت بہتر ہے۔ معلوم ہوا! کنایہ کے لفظ سے تین کی نیت ہوسکتی ہے یہی احناف کہتے ہیں اور یہی حال کنایہ کے باقی الفاظ کا ہے۔ باب ماجاء فی الخلیة والبریة واشباہ ذلك۔

ایک صحابیہ کی وجہ سے تین سنتیں قائم ہوئیں

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ اسے آزاد کر کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ تیسری یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی جوش مار رہی تھی' پس آپ علیہ السلام کے حضور روٹی

اور گھر کا سالن پیش کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں ہانڈی میں گوشت نہیں دیکھتا؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیوں نہیں' لیکن یہ گوشت بریرہ کو صدقہ دیا گیا ہے جب کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ (۲۵) اس سے ان نئے منکرین کی تردید ہوگئی جو سنت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دس یا بارہ سنتیں ہیں غور کرو کہ جب ایک آزاد شدہ لونڈی کے متعلق تین سنتیں قائم ہوئی ہیں تو تمام صحابہ اور صحابیات کے بارے میں حضور علیہ السلام کی کس قدر سنتیں معرض وجود میں آئی ہوں گی۔ سنتوں سے جان چھڑانے کا یہ ایک انتہائی خوفناک منصوبہ ہے۔

کنواری اور غیر مدخولہ کو تین طلاق (اکٹھی) دینے کے بعد حلالہ ضروری ہے

✽ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فتویٰ کہ صحبت سے پہلے بیوی کو تین طلاق دینے سے بغیر حلالہ کے پہلے مرد کے لیے حلال نہیں ہوسکتی۔ (۳۷) یہی فتویٰ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص کا ہے۔ (۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی موقف ہے۔ چنانچہ حضرت معاویہ بن ابوعیاش انصاری کا بیان ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر بن خطاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا: ایک بدو نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاق دے دیں' آپ دونوں حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا: اس کے بارے میں' ہمیں کچھ معلوم نہیں' لہٰذا تم حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ کے پاس جاؤ جنہیں میں حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور ان سے پوچھ کر ہمیں بھی آ کر مطلع کرنا' وہ گئے اور دونوں حضرات سے پوچھا۔ حضرت ابن عباس نے حضرت ابوہریرہ سے کہا:

اے ابوہریرہ! فتویٰ دیجئے کیونکہ آپ کے پاس مشکل سوال آیا ہے۔ حضرت

Scanned with CamScanner

ابوہریرہ نے فرمایا: ایک طلاق عورت کو بائن اور تین طلاق حرام کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

امام مالک علیہ الرحمۃ کا موقف

قال مالك و على ذلك الامر عندنا والثيب اذا ملكها الرجل فلم يدخل بها انها تجرى مجرى البكر الواحد تبيتها والثلاث تحرمها حتى تنكح زوجا غيره۔ (باب طلاق البکر کے آخری الفاظ)

امام مالک نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ ثیبہ جب کسی کی ملک میں آئے اور وہ اس سے صحبت نہ کرے تو اس کا معاملہ کنواری جیسا ہے کہ ایک طلاق سے بائن اور تین طلاق سے حرام ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ (۳۹) حلالہ کے مسئلہ پہ احناف کو کوسنے والے ان نفوس قدسیہ کے بارے میں کیا کہیں گے جن کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت تھی عبادت پر
انہی کے اتقاء پر ناز کرتی تھی مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت تھی
انہی کا کام تھا دینی مراسم کی نگہبانی
رہے دنیا میں اور دنیا سے بے تعلق تھے
پھرے دریاؤں میں ہرگز نہ کپڑوں کو لگا پانی
اگر خلوت میں بیٹھے تو جلوت کا مزہ آیا
اور آئے اپنی جلوت میں تو ساکت تھی سخندانی
الٰہی کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائی تھیں
کہ ہر اک دست بوسی کیا قدم بوسی کے قابل تھی

حضور علیہ السلام کی بات مان کر میں قابل رشک ہو گئی

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو ابوعمرو بن حفص نے طلاق بتہ دی اور وہ شام گئے ہوئے تھے۔ ابوعمرو نے اپنے وکیل کے ہاتھ فاطمہ کے لیے جو بھیجے، پس فاطمہ اس سے ناراض ہوئیں۔ اور کہا: خدا کی قسم! آپ کا ہم پر کچھ نہیں، پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا خرچ ان کے ذمے نہیں ہے اور انہیں حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت پوری کر لو، پھر فرمایا: اس گھر میں میرے اصحاب آتے ہیں لہٰذا تم عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس عدت گزار کیونکہ وہ نابینا ہیں تو ان کے پاس تم اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہو۔ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ ان کا بیان ہے کہ جب عدت پوری ہو گئی، میں نے آپ کو بتایا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم بن ہشام نے مجھے (نکاح کے) پیغام بھیجے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوجہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی کو کبھی ہٹاتے ہی نہیں اور معاویہ کا ہاتھ تنگ ہے۔ ان کے پاس مال نہیں، تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں ناپسند کیا۔ حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا: تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، میں نے ان سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں اتنی برکت دی کہ میری قسمت پر رشک کیا جانے لگا۔ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ خَيْرًا وَّاغْتَبَطْتُّ بِهٖ (بفتح التاء والباء اى صرت بحيث اغتبطنى النساء بحظ كان لى۔ حاشیہ ۳، ص۲۱۲)(۶۷)

جو حاضر ہوا گل بداماں ہوا، کہ یہ در درِ شاہاں ہوا
رخ تیرہ و تار تاباں ہوا، حضور آئے جشنِ چراغاں ہوا
نبی مکرم کے فیضان سے، اجڑتا ہوا دل گلستاں ہوا
محبت کے پھولوں کی بارش ہوئی، تو صحرا بہاراں بہاراں ہوا

حضور آپ کی جالیاں چوم کر' خود اپنی جسارت پہ حیراں ہوا
رہوں گا سرِ حشر بھی سرخرو' اگر ہاتھ میں ان کا داماں ہوا
کئی بار سوچا محبت کا یہ دیا دل میں کیسے فروزاں ہو
نمی آنکھ میں جیسے جیسے بڑھی' کرم اور ان کا فراواں ہوا
یہ اعزاز مسرور کچھ کم نہیں' کہ میں بھی غلام غلاماں ہوا

✵ حضرت سعید بن میتب فرماتے تھے: إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ مَا يُنْفِقُ عَلَى امْرَأَتِهٖ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا' جب بندہ اپنی بیوی کو خرچہ نہ دے سکے تو ان کے درمیان تفریق کروادی جائے۔ (۸۲)

زمانۂ جاہلیت میں عورت کی حالت زار

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اپنی والدہ محترمہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور لڑکی کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اور انکار کے لفظ دو تین مرتبہ دہراتے ہوئے فرمایا: یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جب کہ عہد جہالت میں عورت سال کے بعد سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکتی ہوئی نکلتی تھی۔ حمید بن نافع کا بیان ہے کہ میں نے زینب سے کہا: سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکنے کا کیا مطلب ہے؟ زینب نے کہا: جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی میں میلے کچیلے کپڑے پہن کر داخل ہو جاتی' خوشبو وغیرہ کوئی چیز نہ لگاتی یہاں تک کہ سال گزر جاتا' پھر ایک جانور لایا جاتا گدھا' بکری یا کوئی پرندہ وغیرہ جسے وہ اپنے جسم سے ملتی' ملتے ہوئے اکثر وہ مر جاتا' پھر وہ نکلتی تو اسے اونٹ کی مینگنیاں دی جاتیں جنہیں وہ پھینکتی اس کے بعد وہ واپس لوٹتی اور پھر جو وہ چاہتی خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔ (۱۰۳)

یہ سب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے کہ اس صنف نازک کو اس قدر سہولتیں عطا فرمادیں۔

محمد رسولوں کا سردار ہے — محمد اصولوں کا کردار ہے
محمد ہے ممدوح مولیٰ الوریٰ — محمد درِ علم اسرار ہے
محمد ہے اسلام کا آسرا — وہ امی ہے عالم کا دلدار ہے
محمد کا ہمسر کہاں ہے کوئی — رہِ لامکاں کا وہ راہوار ہے
محمد محمد کہو اے علی — اسی کے گدا کو کہاں ہار ہے (ﷺ)

(۲۹) كِتَابُ الرَّضَاعِ (رضاعت کا بیان)

✵ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ. رضاعت (بچپن یعنی دو سال کے عرصے تک دودھ پلانا) ان رشتوں کو حرام کر دیتا ہے جن کو ولادت یعنی نسب حرام کر دیتا ہے۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ. دو سال کے دوران خواہ ایک ہی بار (چسکی) دودھ پیا ہو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: لَا رَضَاعَةَ إِلَّا لِمَنْ أُرْضِعَ فِي الصِّغَرِ وَلَا رَضَاعَةَ لِكَبِيرٍ. رضاعت نہیں مگر بچپن میں اور بڑے (نے دودھ پی بھی لیا تو اس) کے لیے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ (۶) حضرت سعید بن میتب سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: كُلُّ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ قَطْرَةً وَاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَإِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ. جو دو سالوں کے درمیان ہو خواہ ایک ہی قطرہ ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور جو دو سالوں کے بعد ہو وہ کھانے کی طرح ہے جو وہ کھاتا ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (۱۰) حضرت سعید نے اس کی وجہ بھی بیان فرمادی: لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ وَإِلَّا مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ. رضاعت نہیں مگر پنگھوڑے میں اسی

سے گوشت اور خون بنتا ہے۔(۱۱) امام مالک کا بھی یہی فتویٰ ہے (ایضا) ہم نے یہاں احناف کے موقف کی روایات درج کر دی ہیں اس بارے میں جو اختلاف ہے وہ کتاب الرضاعۃ مؤطا امام مالک کے حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔

(۳۰) کِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

(آزادی اور ولاء کا بیان)

✵ حضرت حسن بن ابوالحسن بصری نے امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ فَاَسْهَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيْدِ' پس حضور علیہ السلام نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور غلاموں کی تہائی تعداد یعنی دو کو آزاد فرما دیا۔ (۳) امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وَبَلَغَنِيْ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ مَالٌ غَيْرُهُمْ. مجھے یہ خبر نہیں کہ اس شخص کا ان چھ غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال و متاع نہ تھا۔ (۳) اور مرنے والے کو اپنے کل مال کے تہائی سے زیادہ وصیت کیا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بخاری' مسلم اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

✵ حضرت معاویہ بن حکم فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میری ایک لونڈی میرا ریوڑ چرایا کرتی تھی' ایک دن میں نے ریوڑ سے ایک بکری کو گم پایا' میں نے جب اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے جس پر مجھے افسوس ہوا اور انسان ہونے کے ناطے میں نے اس کے منہ پہ تھپڑ مار دیا۔ اب میں ایک گردن کو آزاد کرنا اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں۔ کیا اسی کو آزاد کر دوں؟ حضور علیہ السلام نے اس لونڈی سے پوچھا: اَيْنَ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس

نے کہا: آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس شخص کو فرمایا: اَعْتِقْهَا. اس کو آزاد کر دے۔(۸)

اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لونڈی سے پوچھنا کہ خدا کہاں ہے اور لونڈی کا جواب دینا کہ آسمان میں ہے' اس سے بعض مبتدعین زمانہ خدا کا آسمان میں ہونا بیان کرتے اور اس لونڈی کے جواب سے دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ یہ ایک لونڈی سے محض بایں وجہ سوال کیے گئے کہ اللہ اور رسول کے بارے میں وہ کچھ جانتی ہے یا نہیں۔ ان سوالات سے معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ اور رسول کی قائل ہے اور یہی بات اس کی آزادی کی بنیاد بنا دی گئی۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے تو ہر جگہ کارفرما ہیں مگر اس کی ذات کو کسی مکان یا جہت سے مقید نہیں کیا جا سکتا۔ یہی مطلب ہے اس طرح کے تمام حمدیہ اشعار کا

شبنم میں تیرا جلوہ شفق میں تو ہے
گلشن میں ہے دشت لق و دق میں تو ہے
یہ ارض و سما تیری کتاب صنعت
صفحے صفحے ورق ورق میں تو ہے

خوشبوؤں کے طوفان میں تو ہے پنہاں — رنگوں کے پرستان میں تو ہے پنہاں
ہو مشرق و مغرب کہ شمال اور جنوب — ہر آن میں ہر شان میں تو ہے پنہاں

حمد باری تعالیٰ کے چند اشعار

حمد لکھنے کو قلم' جبریل کا پر چاہیے
روشنائی کے لیے بھی آب کوثر چاہیے
زندہ ازل سے تابہ ابد میں اگر رہوں
یارب میں تیری حمد تو پھر بھی نہ کر سکوں

حمد کا حق ہو نہیں سکتا ادا — حمد کو لازم ہے بن جائے دعا

حمد رب ودود کرتا ہوں — فکر کو موتیوں سے بھرتا ہوں

میری توقیر بڑھا دے کہ تیری حمد لکھوں
تو کہ ذرے کو بھی خورشید بنا دیتا ہے

دل لہو ہو کے نہ جب تک آنسو بنے نعت ہوتی نہیں، حمد بنتی نہیں
آنکھ رو رو کے جب تک نہ سجدے کرے نعت ہوتی نہیں، حمد بنتی نہیں

حمد خدا زبان و قلم کے لیے ہے نور
ملتا ہے اس سے فکر بشر کو نیا شعور

تیری حمد و ثنا کے آگے سارے حرف کنگال
تو امثال سے ارفع و اعلیٰ اپنی آپ مثال

حواس پر جو میرا اختیار ختم نہ ہو
کروں وہ حمد کہ جس کا شمار ختم نہ ہو

حمد کے ہیں ہزارہا عنوان — حافظ بے ہنر سے کیا ہو بیان

وہ تو یہ کہے کہ قرآن اتارا تو نے — ورنہ ممکن ہی نہ تھی حمد سرائی تیری

تو ہی بھرتا ہے ہر اک سائل کا دامان طلب — اور ہر سائل کو حسن التجا دیتا ہے تو

تیری ربوبیت کی ادا بے مثال ہے — تو ربّ کائنات ہے تو لازوال ہے

کس قدر پیار ہے مخلوق سے یارب تجھ کو — جس کا دنیا میں نہ کوئی، اس کا تو ہے

تو فراز کوہ پہ ہے ضوفشاں — تو بساط دشت پہ ہے جلوہ گر

ایصال ثواب کا مسئلہ

امام مالک علیہ الرحمۃ نے یحییٰ بن سعید سے بیان فرمایا:

تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَوْمٍ نَامَهٗ فَاَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَابًا كَثِيْرَةً (۱۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا نیند کی حالت میں انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف سے بہت سارے غلام آزاد کیے۔ امام مالک فرماتے ہیں: وَهٰذَا اَحَبُّ مَاسَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ. میرے نزدیک اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے سنا یہ سب سے پسندیدہ تر ہے۔ اگرچہ امام مالک کے مشہور مذہب کے خلاف ہے مگر صحیح تر یہی ہے۔

اس سے اوپر والی حدیث نمبر ۱۵ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی وفات کے ذکر میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہے کہ انہوں (حضرت سعد) نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: اُمِّيْ هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا. میری والدہ کا وصال ہو گیا ہے، کیا میں اس کی طرف سے (ایصال ثواب کے طور پر) غلام ازاد کروں تو اس کو نفع ہوگا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ. حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اس حدیث سے حضرت قاسم بن محمد نے (سائل) عبدالرحمٰن کو اس سوال کا جواب دیا جو انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں کیا تھا کہ عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری کی والدہ نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا پھر اس ارادے کو صبح تک کے لیے ملتوی کر دیا اور رات کو ہی فوت ہو گئیں اور ارادہ ان کا غلام آزاد کرنے کا تھا، پھر یہ مسئلہ عبدالرحمٰن نے حضرت قاسم بن محمد سے پوچھا، جس کا انہوں نے مندرجہ بالا جواب دیا کہ میت کی جانب سے اگر غلام ازاد کیا جائے تو اس کا فائدہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کے واقعہ میں حضور علیہ السلام نے خود فرمایا۔ اس پر فتاویٰ رضویہ ج ۴ قدیم سے مزید تین احادیث ملاحظہ ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ عہد رسالت سے لے کر ہر دور میں ایصال ثواب کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ ایصال ثواب کی صورت کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم اصل اس میں ایصال ثواب ہی ہے جو ہر دور میں رہا اور منکرین مختلف حیلوں بہانوں سے اس کو ختم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ خدا جانے ان کے مرنے والوں نے ان کا کتنا نقصان کیا ہے۔ ان شاء اللہ تا قیامت ایصال ثواب کے قائلین کا پلڑا بھاری رہے گا اور وہ اپنے مرحومین کو یہ فیض پہنچاتے ہی رہیں گے۔

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے ۔ رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

ایصال ثواب کے بارے میں مزید تین احادیث

(۱) امام ابوالقاسم اصبہانی کتاب الترغیب اور امام احمد بن الحسین بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من حج عن والدیه بعد وفاتهما کتب الله له عتقا من النار وکان للمحجوج عنهما اجر تامة غیر ان ینقص من اجورهما شئی۔ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے گا اور ان دونوں کے لیے پورے حج کا اجر ہوگا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

(۲) طبرانی اوسط میں اور ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ماعلی احدکم اذا اراد ان یتصدق لله صدقة تطوعا ان یجعلها عن والدیه اذا کان مسلمین فیکون لوالدیه اجرها وله مثل اجورهما بعد ان لاینقص من اجورهما شئی۔ یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقۂ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے ادا کرے کیونکہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔ (۳) امام دارقطنی اور ابوعبداللہ ثقفی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه ومنهما واستبشرت ارواحهما وکتب عندالله برا،

جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرلے تو وہ حج اس حج کرنے والے اور اس کے ماں باپ یعنی تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور ان کی روحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکوکار لکھا جائے گا۔ مذکورہ الفاظ دارقطنی کے ہیں فوائد ثقفیات میں ان لفظوں سے ہے: من حج عن ابویه ولم یحجا اجزأ عنهما وبشرت ارواحهما فی السماء وکتب عندالله برّا۔ جس کے ماں باپ بے حج کیے مرگئے ہوں اور یہ ان کی طرف سے حج کرلے تو ان دونوں کا حج ہو جائے گا اور ان کی روحوں کو آسمان کی طرف سے خوشخبری دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت بریرہ کا حضرت عائشہ سے مدد طلب کرنا

آج کل جن باتوں کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہا جا رہا ہے ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ”صرف اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت“ اس کا جواب تفصیل کے ساتھ ہم اپنی ایک کتاب ”مسئلہ توحید و شرک“ میں دے چکے ہیں لیکن یہاں چونکہ روایت میں استعانت کا لفظ آیا ہے اس لیے اشارہ کر دینا مناسب ہوگا کہ محدثین کرام کو تو ایسے الفاظ میں شرک و بدعت نظر نہ آئی اس لیے انہوں نے ایسے الفاظ پہ مشتمل احادیث و روایات اپنی کتابوں میں درج کر دیں لہٰذا ہمیں بھی اپنی نفوس قدسیہ کے مسلک محبت کو اپنا کر لوگوں کو اسلام سے کفر کی طرف لے جانے کی بجائے کفر سے اسلام کی طرف لانا چاہیے۔ اسی میں امت مسلمہ کی بھلائی اور دین کا فائدہ ہے۔ لیکن جن کا عقیدہ ہی یہ ہو کہ کوئی کسی کو فائدہ دے ہی نہیں سکتا وہ بھی مجبور ہیں اپنے اس غلط رویے پر۔ امام مالک علیہ الرحمۃ حضرت یحیٰ بن سعید سے اور وہ عمرو بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔ اَنَّ بَرِیْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِیْنُ عَآئِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا (اپنی آزادی کے سلسلہ میں) حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مدد طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئیں...... (۱۹) لہٰذا

مطلقاً یہ کہ دنیا کہ کسی سے مدد طلب کرنا شرک ہے اس مسئلہ کا امام مالک کو زیادہ پتہ ہونا چاہیے تھا اس سلسلہ میں زندہ' مردہ' قریب و بعید' ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب وغیرہ کی شرط لگانا یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں نہ ان کا ذکر قرآن میں ہے نہ حدیث میں شرک شرک ہی ہوتا ہے۔قریب بعید یا زندہ مردہ سے اس کا تعلق نہیں ہوتا' لہٰذا ہوش کے ناخن لیں اور

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

دفع مرض کے واسطے پل (دوائی کی ٹکیا Pill) پیش کیجیے

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ ۔۔۔ دفع مرض کے واسطے پل پیش کیجیے
تھے وہ بھی دن کہ خدمت استاذ کے عوض ۔۔۔ دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجیے
بدلہ زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ ''بل'' پیش کیجیے (اقبال)

خدارا......اپنے حال پہ' قوم کے حال پہ' دین کے حال پہ اور علماء کے حال پہ رحم کرو۔لوگ تحقیق کرتے کرتے کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے ہیں اور تمہیں سوائے ان چند باتوں کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔لوگ تمہاری ان حرکات کی وجہ سے علماء سے اور نتیجتاً دین سے ہی دور ہو رہے ہیں اور کھلے بندوں دیندار طبقے کا مذاق اڑا کر لادینیت کی طرف جا رہے ہیں۔تحقیق کے کئی میدان موجود ہیں' کسی میدان میں بھی اپنا شوق پورا کر لیں۔فی الحال آپ کو ایک میدان دکھاتا ہوں چونکہ قرآن کا موضوع انسان ہے لہٰذا ایک تحقیق انسان کے حوالے سے اور دوسری تحقیق قرآن کے حوالے سے پیش کر رہا ہوں۔اگرچہ آپ کو تھوڑا سا عجیب تو لگے گا کہ بات کو کہاں سے کہاں تک کھینچ لیا گیا ہے مگر چونکہ تحقیق کی بات آتی ہے تو اسے میرا شوق سمجھ لیں یا سادگی بہرحال میں اپنی کتابوں میں کسی بھی موقع پہ کسی بھی طرح کی بات لکھ دیا کرتا ہوں اور میری کتابیں

پڑھنے والے میرے اس رویے کو کسی حد تک پسند بھی کر لیتے ہیں۔یہ ان کی مہربانی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔اور لوگوں کا کیا ہے لوگ باتیں ہزار کرتے ہیں۔

اگر تحقیق کے حوالے سے چند بے ربط مگر علمی باتیں میں بھی لکھ دونگا تو کوئی قیامت نہ آ جائے گی۔

انسانی جسم کے بارے میں ایک تحقیق

ہوتا ہے مگر محنت پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردوں سے زمیں دور نہیں ہے

انسانی جسم ایک ایسی عمارت ہے جو خلیات کی اینٹوں سے تعمیر ہوتی ہے۔خلیہ جسمانی ساخت کی بنیادی اکائی ہے۔ایک جسم میں تقریباً ۲۴ ہزار کھرب خلیات ہیں۔ انسانی جسم میں اتنا کاربن ہے کہ اس سے ۹ ہزار پنسلیں بنائی جا سکتی ہیں۔اتنی گندھک ہوتی ہے کہ اس سے ۱۵۰ پٹاخے بن سکتے ہیں۔

فاسفورس اتنا ہوتا ہے کہ ۲۲ دیا سلائیاں بنائی جا سکتی ہیں۔ہڈیوں میں اس قدر چونا ہوتا ہے کہ اس سے ایک درمیانے درجے کے کمرے میں سفیدی کی جا سکتی ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق ۷۰ سال تک ایک عام انسان کوئی ساڑھے پانچ سو من غلہ کھا جاتا ہے۔اسی طرح ۸۰ من گوشت ہضم کر جاتا ہے اور ۱۵ سو گیلن دودھ اور چائے کی ایک لاکھ پیالیاں پی جاتا ہے۔اتنی ہی مدت میں انسانی معدے میں ۱۰ ہزار گیلن تیزاب تیار ہو جاتا ہے۔اتنا تیزاب ایک کیمیکل فیکٹری کی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

۷۰ سال تک ایک عام انسان کا دل تین ارب مرتبہ دھڑکتا ہے اسی طرح تین لاکھ من خون صاف کر کے جسم کے مختلف حصوں کو پہنچاتا ہے۔

۷۰ سال کی عمر میں سے ۲۰ سال سو کر گزار دیتا ہے۔سونے کے دوران انسانی جسم کے ۳۲۷ عضلات کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ایک انسان ہوا کے بغیر تین منٹ پانی کے بغیر تین دن اور غذا کے بغیر تین ہفتے زندہ رہ سکتا ہے انسانی جسم میں ۶۰ فیصد سے زائد پانی ہوتا ہے۔ خون میں ۸۷ فیصد پانی، گوشت میں ۷۵ فیصد اور دماغ میں ۸۵ فیصد پانی ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے گوشت اور دماغ ٹھوس ہیں اور خون مائع حالت میں ہے۔

انسانی جسم میں اتنی حرارت ہوتی ہے کہ اسے اکٹھا کر کے ایک کپ چائے تیار کی جا سکتی ہے اور اتنی بجلی موجود ہے کہ اس ۲۵ واٹ کا ایک بلب پانچ منٹ کے لیے روشن کیا جا سکتا ہے۔ (ایک اخبار سے ماخوذ)

آپ نے دیکھا کہ نہ صرف قرآن و سنت کے اعتبار سے بلکہ سائنسی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے انسان میں کس قدر فوائد رکھے ہوئے ہیں۔ آپ اس تحقیق کو مزاح کے انداز میں لے لیں یا سنجیدگی سے یہ آپ کی اپنی مرضی ہے تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے سے فائدہ لینے اور ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے بھی بنایا ہے۔

ے درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

تحقیق مزید

مرنے کے بعد انسان کا دماغ دس منٹ انسان کی آنکھ تیس منٹ انسان کے کان ایک گھنٹہ اور خون کے اعصاب آٹھ گھنٹے تک زندہ رہتے ہیں۔

- ایک اوسط درجہ کا آدمی ہر سال اندازاً ایک ٹن غذا اور مشروبات استعمال کرتا ہے۔
- انسانی چھینک کی رفتار سو میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔
- ایک تندرست آدمی ایک منٹ میں سولہ مرتبہ سانس لیتا ہے۔
- رات کو نیند میں انسان ساڑھے چار ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔

- غصہ کی حالت میں انسان کے ایک سو چونتیس اعصاب کام کرتے ہیں۔
- مسکرانے کی حالت میں انسان کے سترہ اعصاب کام کرتے ہیں۔
- ایک بات کرنے سے انسانی جسم کے ۷۶ اجزاء حرکت میں آجاتے ہیں۔
- انسانی زندگی میں خون کا وزن اوسطاً ساڑھے چار سے ساڑھے پانچ کلو ہوتا ہے۔
- امریکہ نے ایسی عجیب و غریب گھڑی ایجاد کی ہے جو انسانی آواز میں وقت بتاتی ہے۔
- بچہ کی پیدائش کے وقت اس کی نبض کی رفتار ۱۳۵ دھڑکن فی منٹ ہوتی ہے۔

اگر آپ تھکے ہوئے ہوں تو اس کا کچھ سبب بھی ہونا چاہیے' کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے جسم کے اندر چوبیس گھنٹوں میں کتنا کام ہوتا ہے۔

آپ کا دل ۱۰۳۶۸۹ بار حرکت کرتا ہے۔
آپ کا خون ۱۶۸،۸۰۰،۰۰۰ میل سفر کرتا ہے۔
آپ ۲۳۰۴۰ بار سانس لیتے ہیں۔
آپ ۴۳۸ مکعب فٹ ہوا سانس کے ذریعے اندر لیتے ہیں۔
آپ سوا تین پونڈ غذا استعمال کرتے ہیں۔
آپ تین پونڈ مشروبات استعمال کرتے ہیں۔
آپ سات یا آٹھ پونڈ فضلات خارج کرتے ہیں۔
آپ چار سو پچاس ٹن توانائی خرچ کرتے ہیں۔
آپ نیند میں ۲۵ سے ۳۵ مرتبہ کروٹیں لیتے ہیں۔
آپ چار ہزار تین سو الفاظ بولتے ہیں۔ (ماخوذ)

ے رونے والوں سے کہو ان کا بھی رونا رو لیں
جن کو مجبوری حالات نے رونے نہ دیا

؎ مجھ کو تو گردشِ ایام پہ رونا آیا　　رونے والے تجھے کس بات پہ رونا آیا

؎ سنایا جو مچھلی نے احوالِ غم　　مگرمچھ بھی آنسو بہانے لگا

اچھا اگر آپ کو یہ تحقیق اتنی اچھی نہیں لگی تو خالصتاً ایک قرآنی تحقیق کا میدان بھی حاضر ہے۔ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا بہت دور کی بات ہے۔ ابھی تو لوگ (قراء کے علاوہ) الفاظ قرآن پڑھتے ہوئے ایسی ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں کہ قرآنی لفظ کا معنی کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے تو فضول بحثوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اگر آپ لوگوں کو درستگی الفاظ اور صحت مخارج کے ساتھ قرآن پاک پڑھانے پر ہی کچھ محنت فرما دیں تو آپ کا اس امت پہ بڑا احسان ہوگا' اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل سطور کو ضرور پیش نظر رکھیں۔ میری عادت ہے کہ جو بھی فائدے کی بات مجھے ملتی ہے میں اس کو اپنے قارئین تک پہنچائے بغیر چین سے نہیں بیٹھتا کیونکہ حکمت کی بات مومن کی گم شدہ پونجی ہے اور مومن ہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس سلسلہ میں چند الفاظ ایک ''مومن'' ہی کے قلم سے میرے ہاتھ آ گئے جو اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف۔

قرآنی الفاظ وحروف ومخارج پہ ایک تحقیق

؎ تیرے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

(اقبال)

عموماً دیکھا جاتا ہے لوگ قرآن مجید درست نہیں پڑھتے۔ زیر' زبر کی غلطی کے علاوہ مخارج لہجہ اور تلفظ اس قدر بگاڑ کر ادا کیا جاتا ہے کہ آیت کے معنی ہی بدل جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ایسی غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں جو معانی کے لحاظ سے کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہیں حتیٰ الامکان درست الفاظ ادا کرنے چاہئیں۔ بالخصوص نماز میں لوگوں کو مخارج کے صحیح ادائیگی کی ضرور کوشش کرنی چاہیے۔ مثلاً''

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" (کہہ دو اللہ یکتا و تنہا ہے) کی جگہ اگر پڑھا جائے: "کُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" تو معنی بنے گا (کھاؤ اللہ ایک ہے) اسی طرح "قَلْب" (دل) "کَلْب" (کتا) "نصر" (مدد) "نَسْر" (گدھ) "صَلِّ" (تو رحمت بھیج) "سل" (تو تلوار کھینچ) "حمد" (تعریف) "حامد" (تعریف کرنے والا) "ھامد" (بنجر جگہ) "قدر" (عزت' وقار) "کدر" (میلا' گدلا ہونا) "سمد" (حیران) "صمد" (بے نیاز' بلند شان والا) "ابد" (زمانہ) "عبد" (غلام) "قبلت" (میں نے قبول کیا) "کبلت" (میں نے قید کیا) "قبل" (پہلے) "کبل" (قید کرنا) "نکح" (اس نے نکاح کیا) "نکہ" (اس نے منہ کی بو سونگھی) "قاسم" (تقسیم کرنے والا) "کاسم" (چیز کو ہاتھ سے ریزہ ریزہ کرنے والا) "طاھرین" (پاک) "طاحرین" (ٹھنڈی آہیں بھرنے والے) "صالحین" (نیک بندے) "سالحین" (آتشیں ہتھیار اٹھانے والے) (ایک ماہنامے سے ماخوذ)

اس بحث کو علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے ان اشعار پہ سمیٹ رہا ہوں جو انہوں نے ''اے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے ترتیب دیئے ہیں۔

؎ شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روح محمد
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

(ضرب کلیم)

شاعر مشرق بارگاہ رسالت میں

علامہ اقبال کا درد بھرا کلام جو لاکھوں دلوں میں درد کی لذت پیدا کر رہا ہے صرف اس لیے کہ علامہ نے جہاں خلوص کے ساتھ قوم کی رہنمائی فرمائی ہے اور ان کے خلوص پر میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں: حضور اگر میرے دل کا شیشہ بے جوہر ہے اور میرے اشعار میں قرآنی پیغام کے علاوہ اور کچھ ہے تو بے شک میری فکر کی ناموس کا پردہ چاک کر دیں اور اپنی امت کے اس گلستاں کو مجھ جیسے کانٹے سے صاف کر دیں اور مجھے قیامت کے دن سب سے بڑی نعمت سے محروم فرما دیں اور وہ نعمت آپ کے قدموں کا بوسہ ہے۔ پڑھیے اور جھوم کر وجد میں آ کے اپنے عقیدے پہ ناز کیجئے کہ آپ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو علامہ اقبال کا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا: اگر میں آپ کی امت کو پیغام پہنچانے میں مخلص نہیں ہوں تو خدا مجھے جنت نہ دے یا میری بخشش نہ فرمائے بلکہ عرض کیا: آپ کے قدموں کا بوسہ میرے لیے آخرت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔ مجھے اس نعمت سے محروم کر دیجئے کیونکہ جو آپ کی امت کو دھوکہ دے اس کی یہی سزا ہونی چاہیے۔ اس دور میں امت کے رہنماؤں کو اقبال کے ان اشعار اور نظریے سے ضرور روشنی حاصل کرنی چاہیے۔ چنانچہ اقبال کہتے ہیں:

گر دلم آئینۂ بے جوہر است   ور بحرفم غیر قرآں مضمر است
پردۂ ناموس فکرم چاک کن   ایں خیاباں را ز خارم پاک کن
روز محشر خوار و زارم کن مرا   بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا

خدا تعالیٰ ہمیں دین کے سلسلہ میں مخلصانہ کوشش کر کے قیامت کے دن اپنے محبوب کے قدموں کا بوسہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین وعلی الہ واصحبہ اجمعین۔

آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

مگر اقبال ہی کی زبان میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا ہوں ایسی بے ڈھنگی آزادی افکار جو اہل اسلام کو کافر بنا دے وہ سراسر ابلیس کی ایجاد ہے۔ چنانچہ شاعر مشرق نے جو اس پہ لکھا وہ پڑھنے اور پڑھ کر غور وفکر کرنے کے قابل ہے۔

جو دونیٔ فطرت سے نہیں لائق پرواز   اس مرتکب بے چارہ کا انجام ہے افتاد
ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امیں کا   ہر فکر نہیں طائر فردوس کا صیاد
اس قوم میں ہے شوخیٔ اندیشہ خطرناک   جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد
گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ   آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد

(بال جبریل)

ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر اتنا سخت فتویٰ لگانے سے پہلے اپنی آخرت پیش نظر رہنی چاہیے اور اپنے نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں بھولنا چاہیے کہ ایک کافر کو مسلمان بنا لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ کیسی جرأت ہے کہ ذرا سی بات پہ کروڑوں مسلمانوں کو مشرک بنا دیا جاتا ہے۔ کیا قیامت کے دن کی پیشی کو بالکل ہی بھلا چکے ہو جس پیشی کے لیے تو شاہان وقت بھی بقول اقبال اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہے۔

ہارون نے کہا وقت رحیل اپنے پسر سے
جائے گا کبھی تو بھی اسی راہ گزر سے
پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے

(بال جبریل)

اور تم ابھی انہی بحثوں میں پڑے ہوئے ہو کہ یا رسول اللہ مدد کہہ دیا تو شرک ہو گیا۔ یہ بحثیں تمہاری کب ختم ہوں گی جب کہ دوسری طرف اقبال کی روح کہہ رہی ہے۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی   ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ

Scanned with CamScanner

روش مغربی ہے مدنظر وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

(بانگ درا)

پیمانہ ایک رکھو' ڈنڈی نہ مارو

؎ دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام اپنے دکھ درد کا اظہار اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں کرے جس طرح کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کئی واقعات احادیث کی کتب میں ملتے ہیں اور آیہ قرآنی اس حسن عقیدہ پہ گواہ ہے۔ ولو انھم اذظلموا انفسھم جاء وك......تو جھٹ سے فتویٰ شرک لگ جاتا ہے اور اپنے سر پر بنے تو بش مسلم کُش سے بھی مدد مانگنے میں خالص توحید ہی نظر آتی ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا:

؎ مشرق میں اصول دین بن جاتے ہیں   مغرب میں مگر مشین بن جاتے ہیں
رہتا نہیں ایک بھی ہمارے پلے   واں ایک کے تین تین بن جاتے ہیں

یہ عجیب دو رنگی چال ہے آخر کب تک عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فراڈ کرتے رہو گے یا صاف صاف حلقۂ غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر یہ نعرۂ مستانہ بلند کرو کہ

؎ میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام۔

کیونکہ

؎ غلامان محمد محشر میں یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یارسول اللہ

یا پھر باڈر پار کرو اور تقسیم سے پہلے کی طرح گاندھی جی کے گیت گاؤ' ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ تمہاری مجبوری ہے' شاید تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔

؎ گاندھی سے یہ آباء نے تیرے عہد کیا تھا
ہر عبد خدا عبد صنم ہو کے رہے گا

یہ ظلم نہیں تو کیا ہے ہمارے بزرگوں نے اتنی محنت سے لوگوں کو مسلمان کیا اور تم ہو کہ ذرا ذرا سی بات پہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو کفر و شرک کی طرف دھکیل رہے ہو اور پھر اپنے آپ کو پکے موحد اور دین کے ٹھیکیدار بھی سمجھتے ہو۔

؎ خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

تردید حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

تم نے بہت کچھ کر لیا' خدارا اب اس قوم پہ ترس کھاؤ اور خود بھی سیدھی راہ پہ آ جاؤ اور عوام کو بھی سیدھی راہ سمجھاؤ نہ خود دوزخ کا ایندھن بناؤ نہ لوگوں کو بناؤ۔ اپنی تنگدستی اور تنگ دامانی اور تنگ طرفی کے لیے تہذیب نو کے سامنے سر نہ جھکاؤ ورنہ آپ انہیں واعظوں میں شمار ہوں گے جن کے متعلق مفکر پاکستان نے صاف صاف لکھ دیا ہے۔

؎ کچھ غم نہیں جو حضرت واعظ ہیں تنگ دست
تہذیب نو کے سامنے سر اپنا خم کریں
رد جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردید حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

(بانگِ درا)

مطلب یہ کہ آں جناب کے بڑے بھائی جان' مرزائے قادیان' غلام احمد بے ایمان نے تو جہاد کے منسوخ ہونے کے بارے میں بہت کچھ لکھ دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

آپ کے لیے جج کی تردید میں کتاب نہیں تو رسالہ لکھنے کا میدان موجود ہے۔ اگر ہمیں ختموں کا، عرسوں کا، قل چالیسویں کا مال ملتا ہے۔ جو ملتا ہمیں ہے اور ہضم تمہیں نہیں ہوتا تو تم جس طرح امریکہ سے ملنے والی امداد ہضم کر لیتے ہو اور لاکھوں مسلمانوں کا خون بہا کر سمجھتے ہو کہ ہم نے دین کا بڑا کام کر لیا ہے تو جج کی تردید میں کچھ نہ کچھ لکھو اور دیکھو اس حرام کی کمائی سے کس طرح تمہاری جیبیں بھر دی جائیں گے جیسا کہ مرتد قادیان کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ مرزا بے ایمان کی بات ہوئی ہے تو اپنی قوم کو اس کی بکواسات سے آگاہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی چھوڑو ان کو وہ تو ہیں ہی مرتد، پھر اس کی بکواسات نقل کرنے کا فائدہ؟ میرے بھائیو! پوری دنیا کو پتہ ہے وہ مرتد ہیں مگر اس کے باوجود ایک اندازے کے مطابق مختلف حربوں سے یہ لوگ تقریباً دس ہزار سالانہ بھولے بھالے مسلمانوں کو مرزائی بنا رہے ہیں، لہٰذا اِن کے ساتھ اُن کی خبر لینا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں ذہن مسلمانوں کے لیے رسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ ایک مسلمان کہلا کر اور دوسرے مرتد ہو کر بھی۔ ہمیں تو چوکھی لڑائی لڑنی پڑ رہی ہے مگر حضور کا کرم شامل حال رہے تو ہم یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور ان کو للکار کر کہتے رہیں گے۔

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

دین اسلام اور عقیدہ ختم نبوت

اسلام وہ واحد، برحق مذہب ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لیے امن و سلامتی، نجات اور فلاح دارین کا ضامن ہے۔ اس مذہب کے برحق ہونے کی بابت خالق ارض وسما نے فرمایا ہے:

ان الدين عندالله الاسلام (القرآن)

ترجمہ: بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

اسلام کے علاوہ دوسرا کوئی بھی دین و مذہب برحق اور ذریعہ نجات نہیں ہے۔

رب کریم کا فرمان ہے:

ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه (القرآن)

ترجمہ: اور جس کسی نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسلام کی بنیاد قومیت، لسانیت، رنگ و نسل یا عربی و عجمی ہونے پر نہیں بلکہ اسلام کی بنیاد ایک ''نظریہ'' پر قائم ہے جس کے بنیادی ارکان توحید باری تعالیٰ عزاسمہٗ رسالت و ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ معاد ہیں۔ ان عقائد کے حاملین آپس میں فروعی اختلافات کے باوجود ایک جسم کی مانند ہیں۔

پس امت مسلمہ کا وجود بھی اسی وقت تک قائم ہے جب تک یہ امت اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات کی حامل و محافظ ہوگی اور کوئی جماعت یا فرد ان عقائد و نظریات میں سے کسی ایک کا بھی منکر یا مخالف ہوگا تو اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ایسی جماعت یا فرد اسلام سے خارج ہے۔

ختم نبوت و رسالت انسان کی بنیادی اور فطری ضرورت

نبوت و رسالت انسان کی سب سے اہم بنیادی اور فطری ضرورت ہے جو ابتداء تخلیق انساں سے چھٹی صدی عیسوی تک قومی، علاقائی اور دیگر چند بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی معاشرے کی صلاح و فلاح کے لیے الگ الگ انبیاء و رسل کی بعثت کی شکل میں ہوتی رہی، پھر جب حکمت الٰہی کے مخفی اور مسلسل عمل کے نتیجہ میں دنیا کے جغرافیائی، تمدنی، مواصلاتی اور ذہنی احوال ایسی صورتحال اختیار کر گئے کہ پوری دنیا کو ایک ہی مرکز ہدایت سے وابستہ کرنا ممکن ہو گیا اور قیامت تک کے لیے دین اور

Scanned with CamScanner

دین کے سرچشموں ''کتاب وسنت'' کی حفاظت کے اسباب پیدا ہو گئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العلمین نے ''خاتم النبیین'' اور ''رحمۃ للعلمین'' بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور گویا یہ طے کر دیا گیا کہ قیامت تک کے آنے والے زمانہ اور پورے کرہ ارض میں بسنے والے جنات اور انسانوں کے لیے صرف یہی ذات اقدس وہ سرچشمہ ہدایت ہے جس سے ان کے لیے ہدایت پھوٹ سکتی ہے جو انسانیت کی رہنمائی کے لیے کافی ووافی ہے۔

دین اسلام میں جس طرح توحید باری تعالیٰ' رسالت اور قیامت کے بنیادی' قطعی اور اصولی عقائد پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اسی طرح اس امر پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں اور آپ کی بعثت کے بعد یوم قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی شخص کے لیے باب نبوت کھلا ہے۔ جو شخص ختمِ نبوت کے اس معنی کا انکار کرے یا تاویل وتحریف کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن کریم' احادیث صحیحہ' اجماع امت اور قیاس چاروں اصولوں کی رو سے ثابت اور طے شدہ ہے۔

ختمِ نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ختمِ نبوت کے تاجدار
تاحشر میرے بعد نبوت نہ آئے گی
قرآن وہ کتاب ہدایت ہے جس کے بعد
بے شک کوئی کتاب ہدایت نہ آئے گی
میں ہوں وہ جس پہ دین کی تکمیل ہو گئی
اب کوئی دین کوئی شریعت نہ آئے گی

اصحاب ہیں جو میرے ستاروں کی مثل ہیں
اب ان سے بڑھ کے کوئی جماعت نہ آئے گی
امت میری ہے آخری امت جہان میں
کوئی نیا نبی نئی امت نہ آئے گی
کذاب قادیاں نے مگر کر دیا کمال
شاید اسے یقین تھا قیامت نہ آئے گی
کاش اب بھی اس کے ''امتی'' توبہ کریں ''لعین''
کب تک انہیں حیاء انہیں غیرت نہ آئے گی

قرآن مجید اور عقیدۂ ختمِ نبوت

سرکار دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دھرتی کائنات پر رب کائنات کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ قرآن مجید کی سو (۱۰۰) آیات اور دو سو دس (۲۱۰) احادیث نبویہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ اس عقیدے میں ذرہ برابر شک' معمولی لاپروائی ایک مسلمان کو ایمان کی بلندیوں سے کفر وارتداد کی اتھاہ گہرائیوں میں پٹخ دیتی ہے۔ اس عقیدے کا تعلق براہ راست رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ ہے اسی لیے اس کے محافظین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ چند قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

سورۃ الاحزاب میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیءٍ علیما (سورۃ الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: اور نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

Scanned with CamScanner

اس آیت میں صراحت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور تمام نبیوں کے بعد آپ کی بعثت ہوئی۔ گویا آپ کی آمد کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انس و جان آپ ہی کی امت میں داخل ہوں گے۔ اسی مضمون کو قرآن میں ایک مقام پر یوں ذکر فرمایا گیا ہے:

قل یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا

(الاعراف' آیت ۱۵۸' پ ۹' ع ۲۰)

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا (سبا' پ ۲۲' ع ۳)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے'

ایک اور مقام پر رب العزت فرماتا ہے:

وما ارسلنك الا رحمة للعلمين (الانبیاء' پ ۱۷' ع ۷)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔

ان تمام آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنے زمانہ سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے سبھی انسانوں کے لیے عام ہے۔ آپ کے بعد کسی بھی نبی اور رسول کی بعثت نہیں اور اللہ کے دین کی تکمیل بھی ہو چکی اسی لیے یہ اعلان بھی اللہ نے فرما دیا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ' پ ٦)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور

تمہارے لیے میں نے دین اسلام ہی پسند کیا۔

سرچشمۂ دین اسلام کی تاقیامت حفاظت کی ذمہ داری کی بابت بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (پ ١٤' ع ١)

ترجمہ: بے شک ہم نے ہی قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

قصہ مختصر

یوں تو پورا قرآن مجید ختمِ نبوت کی دلیل ہے کیونکہ قیامت تک کے لیے امت مسلمہ کو فلاح کی یہی ضمانت دی گئی ہے کہ قرآن پر ایمان لائیں۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی اور شخص کی بعثت متوقع ہوتی تو لازمی تھا کہ اس پر وحی رحمانی بھی نازل ہوتی تو پھر نجات کے لیے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہوتا جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم یوقنون اولئك علی هدی من ربهم واولئك هم المفلحون (بقرہ' آیت ٤'٥)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اور یوم قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

مرزائیت مردہ باد

لیکن تاریخ اسلام میں ایسے کئی بدبختوں کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج و تختِ ختمِ نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ انہی بدبختوں سے ایک مرزا غلام قادیانی ہے جس نے ۱۹۰۱ء میں انگریز کے کہنے پر نبوت کا

Scanned with CamScanner

جھوٹا دعویٰ کیا۔

قادیان کے گندے خمیر سے جنم لینے والے مرزا غلام قادیانی اور اس کی ذریت کے گستاخ اور بے لگام قلم سے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ صرف گندی اور توہین آمیز بکواس نکلیں بلکہ ناپاک جسارت میں اس حد تک بڑھے کہ دعویٰ کیا کہ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (نعوذ باللہ) کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں دو مرتبہ آنا تھا۔ پہلی مرتبہ چودہ سو سال پہلے مکہ میں آئے اور اب دوسری مرتبہ مرزا قادیانی کی شکل میں قادیان میں۔ مرزائیوں کی کتابوں سے چند دلخراش عبارتیں ملاحظہ کریں۔ اور اس بے ایمان پہ بے حساب لعنتیں بھیجیں کیونکہ ایسوں پہ خدا بھی دنیا و آخرت میں لعنتیں بھیجتا ہے۔ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ (الاحزاب) اور فرماتا ہے:

ان الذین کفروا وما تواوھم کفار اولئك علیھم لعنة اللہ والملائكة والناس اجمعین خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولاھم ینظرون۔ (البقرۃ)

لہٰذا ایسوں پہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب دنیا پوری طرح جان چکی ہے کہ

جیسے عرب میں اسرائیل "ایسے عجم" میں مرزائیل
مت دوان دونوں کو ڈھیل کریں گے ورنہ "سبکو" ذلیل

کیونکہ جو خود ذلیل ہیں اور ایسے کہ رب، رسول، فرشتوں اور تمام انسانوں کی نگاہوں میں لعنتی اور ذلیل تو ایسے ذلیلوں سے ہم کیا عزت پا سکیں گے وہ ضمیر فروش جو ان ذلیلوں کے کہنے پہ مرزائیت کا فارم پر کر کے بیرون ممالک جا کر پیسہ کما لیتے ہیں۔ ایسے کمینے قیامت کے دن خدا و مصطفیٰ کے سامنے کون سا منہ لے کر جائیں گے۔ بہر حال جو ہمارا کام ہے، ہم کرتے ہی رہیں گے کیونکہ

بنا ایمان کی ہے مسئلہ ختمِ نبوت کا
بہر صورت ادا کرنا ہے فرض اس کی حفاظت کا
تعجب ہے کہ "دنیا" کیوں اسے کافر نہیں کہتی
پس از احمد اگر دعویٰ کرے کوئی رسالت کا
یقیناً رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو اک دن
تماشا دیکھ لو گے عنقریب اللہ کی قدرت کا
ڈرو اللہ کی غیرت سے وہ قاہر ہے وہ غالب ہے
زیادہ امتحان مت لو مسلمانوں کی غیرت کا
"ہمیں" اک روز مرنا ہے تو پھر ڈرنے سے کیا حاصل
خوشا قسمت جو کہہ کر حق ملے رتبہ شہادت کا

عقیدۂ ختمِ نبوت پر چند احادیث

۱-عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحی بی الکفر وانا حاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (رواہ البخاری، و مسلم، ص ۲۶۱، ج ۲)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد قیامت آ جائے گی اور حشر برپا ہوگا (یعنی کوئی نیا نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہیں آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔

۲-عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

Scanned with CamScanner

عليه وسلم انه سيكون فى امتى كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبى وانا خاتم النبيين لا نبى بعدى (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربِ قیامت میں میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

٣-عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب واحلت لى الغنائم وجعلت لى الارض مسجدا وطهورا وارسلت الى الخلق كآفة وختم بى النبيون (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے اول یہ کہ مجھ جوامع الکلم دیئے گئے اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی، تیسرے یہ کہ میرے لیے غنیمت کا مال حلال کردیا گیا اور چوتھے یہ کہ تمام زمین میرے لیے نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی اور زمین کی مٹی میرے لیے پاک کردینے والی بنادی گئی۔ پانچویں یہ کہ میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کردیئے گئے ہیں۔

٤-عن سعد بن ابى وقاص رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلى رضى الله عنه انت بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لانبى بعدى (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

٥-عن عقبة بن عامر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب (رضى الله عنه) (رواہ الترمذی، ص٢٠٩، ج٢)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

٦-ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کو ایک حسی محل کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

مثلى ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى بنيانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به و يتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (مسلم ج٢، ص٢٤٨)

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی عمارت بنائی ہو اور اس کی خوب زینت وآرائش کی ہو مگر اس کی ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی ہو، پس لوگ اس کے اردگرد چکر لگائیں اور اس کی خوبی تعمیر پر خوش ہوں اور اس سے کہیں کہ آپ نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی۔ آپ نے فرمایا: پس میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

مرزائیوں پہ لعنت بھیجنے کا فائدہ

مسعود اختر ناز (ایم اے، بی ایڈ، ایل ایل بی، ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر) کا ایک بیان جو

کہ تنظیم اصلاح المسلمین پوسٹ بکس نمبر ۱۵۸۲، جی پی او لاہور نے شائع کیا۔ یہ بیان پڑھ لیں تو مرزائیوں پہ لعنت بھیجنے کا فائدہ خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

میرا بیٹا گزشتہ چھ سال سے شدید بیمار تھا، میں نے ملک کے شہرت یافتہ ڈاکٹروں اور معروف حکیموں سے اس کا علاج کروایا لیکن شفا نہ ہوئی۔ میری زندگی کی ساری پونجی بیماری پر خرچ ہو گئی۔ بچے کی حالت دیکھ کر میں تڑپ تڑپ جاتا۔ میرے دن انگاروں اور راتیں کانٹوں پر بسر ہو رہی تھیں۔ میں مایوسیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا پڑا تھا کہ ایک اللہ والے سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے ان کی خدمت میں رو رو کر اپنی مصیبت بیان کی۔ انہوں نے میرے آنسو پونچھتے ہوئے مجھے دلاسہ دیا اور ایک وظیفہ پڑھنے کے لیے دیا اور کہا: اسے ایک ماہ باقاعدگی سے پڑھو۔ انشاء اللہ تمہارا بچہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے تمام دوائیاں بند کر دیں اور وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ چند ہی روز میں میرا بیٹا بالکل ٹھیک ہو گیا اور ماشاء اللہ اب معمولات زندگی میں مصروف و مشغول ہے، پھر میں نے یہ نسخہ ہزاروں مصیبت زدگان کو بتایا اور رب العزت نے انہیں ان کے مصائب سے نجات عطا کی۔ آپ بھی استعمال کریں اور شفا حاصل کریں (انشاء اللہ)......نسخہ حاضر خدمت ہے۔ صبح و شام دس دس مرتبہ دشمن اسلام، باغی قرآن، ڈاکو تاج و تخت ختمِ نبوت، گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، گستاخ اہل بیت، گستاخ صحابہ اور مرزائیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی پر لعنت بھیجیں۔ لعنت کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

مرزا قادیانی پہ لعنت بے شمار، مرزائیوں پہ لعنت صد ہزار

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! میری آنکھوں کے سامنے اس نسخہ کی بدولت ہزاروں لوگوں کی مشکلات دور ہوئیں، بے اولادوں کو اولاد ملی، بیماروں کو شفا ملی، بے روزگاروں کو روزگار ملا، جھوٹے مقدمات کے چنگل سے چھٹکارا ملا، بے گناہ قیدیوں کو

رہائی نصیب ہوئی، بدترین گھریلو ناچاقی دور ہوئی، بھاری قرضوں کے بوجھ سے خلاصی ہوئی، امتحانات میں اعلیٰ کامیابی نصیب ہوئی، آسیب زدہ صحت یاب ہو گئے، ماں باپ کو گمشدہ بچے مل گئے اور دیگر درجنوں قسم کے مصائب و مسائل سے لوگوں کو نجات مل گئی......اس نسخہ کا پرہیز یہ ہے کہ کسی مرزائی سے کسی قسم کا معاشی یا معاشرتی تعلق نہیں رکھنا اور زندگی کے تمام معاملات میں قادیانیوں کا سختی سے بائیکاٹ کرنا ہے۔

وجۂ شفاء

لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں اس نسخہ سے شفا کیسے ہوتی ہے تو میں انہیں اپنی بصیرت کے مطابق جواب دیتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم مکانی نے خدا کے محبوب جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر ڈاکہ زنی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کفریہ کلمات کہے۔ مرزا قادیانی نے خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند مرتبہ کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مٹا کر اپنی انگریزی نبوت چلانے کی ناپاک جسارت کر کے خدا کی غیرت کو للکارا۔ جس وقت آپ مرزا قادیانی پر لعنتوں کی بوچھاڑ کر رہے ہوتے ہیں گویا اس وقت آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و دوستی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور آپ حضور علیہ السلام کے ہمدرد اور غمگسار بن کر یہ فعل عظیم سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ربّ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوتا ہے کہ میرے محبوب کا اُمتی پاسبان ختمِ نبوت بن کر حق دوستی ادا کر رہا ہے۔ محبوب کا دوست کیسے دوست نہیں ہوتا، پھر اللہ کی کیا شان۔ رب کی رحمت کا سیلاب جھوم جھوم کے آتا ہے اور آپ کے رنج و الم، مصائب و آلام، تکلیفوں، بیماریوں اور ہر طرح کی پریشانیوں کو بہا لے جاتا ہے اور آپ کی زندگی میں لہک لہک کر ایک نئی بہار آ جاتی ہے۔ آج ہی آزمائیے اور جلد فائدہ اٹھائیے۔

؎ اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

Scanned with CamScanner

کوئی یہ نہ سمجھے

بعض نام نہاد امن پسند اور صلح کلی قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ مرزائیوں کے بارے میں انتہائی سخت زبان استعمال کرتے ہو جب کہ ان کے چینل پہ تو مسلمانوں کے بارے میں ایسے سخت الفاظ نہیں بولے جاتے۔ ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر پڑھ لیں کہ مرزائی مسلمانوں کے بارے میں کیسے خیالات رکھتے ہیں۔ بات زبانی کلامی نہیں بلکہ باحوالہ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

* جو مجھے نبی نہیں مانتا وہ کنجریوں کی اولاد ہے۔ (نعوذ باللہ)

(خزائن' جلد ۵' ص ۵۴۷)

* جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نبی مانتا ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے۔ (کلمۃ الفصل' ص ۱۱۰)

تذکرہ ص ۳۴۲-۳۴۳ پہ لکھا (خدا نے مجھے وحی کی) جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

اس کے علاوہ امت کے بڑے بڑے علماء اور اولیاء کے بارے میں مرزا قادیانی نے کافر' حرامی اور لعین جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

ایسے کفریہ اور روح فرسا عقائد کی بناء پر قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو آئینی طور پر ''کافر'' قرار دے دیا اور ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو شعائر اسلام (نماز' اذان' سلام وغیرہ) استعمال کرنے سے روک دیا تا کہ مرزائی اسلام کے نام پر مسلمانوں کے ایمانوں کو نہ لوٹ سکیں۔

مسلمانو! مرزائیوں نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ مل کر پوری دنیا میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا طوفان برپا کیا ہوا ہے اور مرزا قادیانی کی فتنہ ارتداد کی لگائی ہوئی آگ کو پھر سے ہوا دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جگہ مرزا قادیانی کی

نبوت کو چلانے کے گھناؤنے دھندے کو سرگرم کر رکھا ہے لیکن افسوس صد افسوس! نبوت کے ان لٹیروں کے ساتھ مسلمان تعلقات رکھتے ہوئے ہیں' جب بھی قادیانیوں کے بائیکاٹ کی بات کی جاتی ہے تو کوئی انسانی حقوق کی صدا لگاتا ہے تو کوئی رواداری کی بات کرتا ہے کوئی مالی مفاد کی خاطر قادیانیوں کا طرف دار بنتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جب ان کی ذات کا معاملہ ہو تو انسانی حقوق کو بھول جاتے ہیں۔ ان کو یا ان کے ماں باپ کو کوئی گالی دے تو رواداری چھوڑ کر انتقام کے در پے ہوتے ہیں لیکن پیغمبر اسلام' اہل اسلام' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرآن و سنت کی توہین کرنے والے سے تعلقات رکھنے کے لیے مختلف حیلے بہانے بناتے ہیں۔

اے مسلمان! تیرا ان گستاخان رسول سے تعلق رکھنا کہیں کل قیامت کے دن تجھے ان باغیوں کے ساتھ نہ کھڑا کر دے کیونکہ دنیا کا بھی اصول ہے کہ باغی سے تعلق رکھنے والا بھی باغی تصور کیا جاتا ہے۔

اے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو! کیا یہ سب ہم برداشت کر سکتے ہیں؟ کیا ہم مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج و تختِ ختمِ نبوت کو قادیانیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آیئے ان مرزائیوں کی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے ایک دوسرے کے دست و بازو بنیے کیونکہ یہ دین آپ کی بھی وراثت ہے۔ آپ کا بھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت آپ سے بھی اپنا حق مانگتی ہے۔ آپ بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طلبگار ہے' لہٰذا اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں

اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے

اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے ہم یوں بھی عبادت کرتے ہیں
ناموس رسول اکرم کی جاں دے کے حفاظت کرتے ہیں

اپنا نہ کوئی سمجھے ان کو دشمن ہیں یہ دین اور ملت کے
یہ ختمِ نبوت کے منکر توہین نبوت کرتے ہیں
جینے کا ہمیں کچھ شوق نہیں مرنے کی ہمیں کچھ فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں جو حق کی حمایت کرتے ہیں
حق پر تو کڑی نگرانی ہو باطل پہ کوئی بھی قید نہیں
افسوس مسلمان ہو کر کیا ارباب حکومت کرتے ہیں
ہم میں جو وطن کا مجرم ہو سر اس کا جدا تن سے کر دو
للہ خبر لو ان کی جو ''ربوے'' میں ''خباثت'' کرتے ہیں
ہم برسرِ میداں کہتے ہیں سچ جھوٹ میں حاکم فرق کریں
ہم وہ تو نہیں ہیں چھپ چھپ کر جو ان کی شکایت کرتے ہیں

اب ذرا سنیئے یہ دونوں ہاتھ رکھ کر مرزائے قادیان کی وہ بکواسات بھی پڑھ لیں جو اس کی اصل کتابوں سے لکھی جا رہی ہیں اور یہ کل نہیں بلکہ ''مشتے از خروارے'' کے طور پر ہیں۔

مرزائیوں کی کتابوں کی سینکڑوں کفریہ عبارات میں سے چند کفریہ عقائد نقل کر رہا ہوں۔ مرزائی انتہائی مکاری سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ عقائد ہمارے نہیں ہیں۔ مسلمانوں نے اپنی طرف سے لکھے ہیں ہم قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ہم یہ عقائد قادیانیوں کی اصل کتابوں سے ثابت نہ کر سکے تو ہم ہر طرح کی مالی، جانی، قانونی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر ہے کسی قادیانی میں جرات تو ہمارے اس چیلنج کو قبول کرے۔

اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو اوباشانہ بہتان لگائے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ چند تحریریں پڑھیے اور فیصلہ کیجیے کیا ایسا شخص مسلمان تو کجا انسان

کہلانے کے قابل بھی ہے؟

✻ کشف کی حالت مجھ پر اس طرح ہوئی کہ گویا میں عورت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت (مردانہ قوت) کا اظہار فرمایا۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴)

✻ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔
(خزائن ۱۳، ص ۱۰۳)

قرآن پاک کی آیت محمد رسول الله والذين معه...... الخ میں میرا نام محمد ہے اور رسول بھی (خزائن ۱۸، ص ۲۰۷)

✻ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا (کلمۃ الفصل ۱۱۳)

✻ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا (کلمۃ الفصل، ص ۱۰۵)

اب ان حالات میں ایک مسلمان کے یہ جذبات کیوں نہ ہوں کہ وہ علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پر، بانگ دہل، علی رؤس الاشہاد یہ کہتا ہوا نظر آئے:

ختمِ نبوت کا اعلان کریں گے ہم — جان بھی اس راہ میں قربان کریں گے ہم
ہم ہیں مسلمان کفر کے آگے چپ رہ کر — ضائع اپنا کیوں ایمان کریں گے ہم
حق کی حمایت آج اگرچہ مشکل ہے — یہ مشکل اک دن آسان کریں گے ہم
حق کو حق تسلیم کرا کر دم لیں گے — پیش کسی دن اپنی جان کریں گے ہم
کملی والے کی عزت پر دے کر جان — یوں کامل اپنا ایمان کریں گے ہم
کفر کا یہ دستور ملا کر مٹی میں — نافذ آئینِ قرآن کریں گے ہم
اسلام کا پرچم لہرا کر ''ہم سب''
پاکستان کی اونچی شان کریں گے ہم

اجماع امت اور عقیدۂ ختم نبوت

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کی جو پہلی مہم اپنی خلافت میں بھیجی وہ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کی طرف تھی۔ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسیلمہ کو محض اس کے دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کے پیروؤں کو اس کی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا اور صحابہ و تابعین نے مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروؤں سے باجماع وہ سلوک کیا جو کفار اور مرتدین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ گویا امت مسلمہ کا پہلا اجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختمِ نبوت اور ہر نئے متنبی کے خارج از اسلام ہونے پر تھا۔

قاضی عیاض اپنی کتاب شفاء میں فرماتے ہیں:

لانه اخبر انه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ولا نبى بعده واخبر عن الله تعالىٰ انه خاتم النبيين واجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره انه مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلاشك فى كفر هولاء الطوائف كلها قطعا اجماعا و سمعا (شفاء، ص ۳۶۲، مطبوعہ ہند)

ترجمہ: اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی خبر دی ہے کہ آپ سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ میں سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے، پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں، اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس اجماع کو یوں نقل فرماتے ہیں:

وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطقت به الكتب و صدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه و يقتل ان اصر (روح المعانی، ص ۶۵، ج ۷)

ترجمہ: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی مضمون کی بابت فرماتے ہیں:

دعوىٰ النبوة بعد نبينا كفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۲)

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا باجماع کفر ہے۔

مرزائیوں کا کلمہ

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے: ''مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ تشریف لائے اس لیے ہم مرزائیوں کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔ (نعوذ باللہ)

(کلمۃ الفصل، ص ۱۵۸ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

مزید لکھا ہے کہ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے جو اسلام کی تبلیغ کے لیے دوبارہ دنیا میں آیا ہے اسی لیے ہمیں نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی دوسرا آتا تو پھر ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت پڑتی۔ (کلمۃ الفصل، ص ۱۵۸) اسی

Scanned with CamScanner

لیے مرزائی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والے تمام القابات اور خصوصیات مرزا قادیانی اور اس کی ذریت پر چسپاں کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو ''نبی اور رسول'' اس کی بیوی کو ''ام المومنین''، لڑکی کو ''سیدۃ النساء'' اس کے ماننے والوں کو ''صحابہ'' اس کی باتوں کو ''حدیث'' کاموں کو ''سنت'' اس کے خاندان کو ''اہل بیت'' اور من گھڑت وحی کو ''قرآن'' کہتے ہیں۔

اس دورِ فتن میں اے لوگو ایمان کی حفاظت لازم ہے
دوزخ سے اگر بچنا ہے تمہیں اللہ کی اطاعت لازم ہے
کیا فقر و غنا کی فکر کریں، یہ عمر بسر ہو جائے گی
سرمایۂ دنیا ہو کہ نہ ہو ایمان کی دولت لازم ہے
جو دین میں رخنہ ڈالے گا وہ کوئی بھی ہو ہم روکیں گے
پھر جاں کی حفاظت کیا معنی پھر دیں کی حفاظت لازم ہے
جب باطل حق سے ٹکرائے جب باطل سر پر چڑھ آئے
ایماں والو بے خوف و خطر پھر حق کی حمایت لازم ہے
جو کفر کے فتوے دیتے ہیں ان سے یہ کوئی جا کر کہہ دے
کیوں ہم سے الجھتے ہو ناحق انساں کو شرافت لازم ہے
اللہ کا بندہ ہو کر تو دنیا کی طلب میں پھرتا ہے
دنیا کی محبت ٹھکرا دے اللہ کی محبت لازم ہے
بزدل نہ بنو بزدل کے لیے جینا بھی گراں مرنا بھی گراں
جینے کو بھی ہمت لازم ہے مرنے کو بھی جرات لازم ہے

مرزا کی مزید گستاخیاں

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے خاندان کے بارے میں نہایت بازاری زبان استعمال کی ہے۔ قادیانیوں کے متعلق نرم گوشہ رکھنے والے

احباب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

٭ عیسیٰ (علیہ السلام) کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار عورتیں تھیں انہیں کے خون سے عیسیٰ (علیہ السلام) کا وجود ہوا۔ (خزائن ۱۱، ص ۲۹۱)

٭ عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں لوگ جانتے تھے کہ یہ محض شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن۔ (خزائن ج ۱۰، ص ۲۹۶)

٭ (حضرت) ابوبکر اور عمر تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے جوتوں کے تسمے کھولنے کے قابل بھی نہ تھے۔ (المہدی، جنوری ۱۵ء)

٭ اسلام پر یہ (حسین رضی اللہ عنہ) ایک مصیبت ہے کہ کستوری کی خوشبو (مرزا قادیانی) کے پاس گوہ کا ڈھیر (حسین رضی اللہ عنہ) ہے (نعوذ باللہ)
(خزائن، ج ۱۸، ص ۴۷۷)

٭ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذات کے بارے میں مرزا قادیانی نے جو شرمناک توہین کی ہے ہمارا قلم اس کے لکھنے سے قاصر ہے۔ دیکھنے کے لیے ''ثبوت حاضر ہیں'' صفحہ ۳۱۱ کا مطالعہ کریں۔

٭ ...... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرتے ہو''۔ (معاذ اللہ) (ملفوظات احمدیہ، ص ۱۳۱، جلد اول)

٭ ...... ''کربلا میرے روز کی سیرگاہ ہے۔ حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں''۔ (معاذ اللہ) (نزول المسیح، ص ۹۹)

٭ ...... ''قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے''۔ (ازالہ اوہام، ص ۲۸-۲۹ مصنفہ مرزا قادیانی)

ان اقتباسات کو پڑھیے ...... بار بار پڑھیے اور آپ خود فیصلہ کریں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے توہین آمیز کلمات اور ایسے نازیبا الفاظ کہنے

Scanned with CamScanner

والا اور ان خیالات کا اظہار کرنے والا مسلمان کہلا سکتا ہے؟ کیا یہ دل آزار اور اشتعال انگیز تحریریں مسلمانوں کے لیے قابل برداشت ہیں اور امت ایسے لوگوں کو گوارا کر سکتی ہے۔

یہ تمام اقتباسات ہم نے مرزائیوں کے رسائل اور کتب سے لیے ہیں۔ ہم پوری مرزائی امت کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہمارے دیئے گئے حوالہ جات کو غلط ثابت کر دے۔ لیکن ہمیں پورا یقین ہے مرزائی ہمارے چیلنج کو قبول نہیں کریں گے۔

اب سوچنے کا مقام ہے کہ وہ کون سا مسلمان ہے جو روح کو تڑپا دینے اور دل کو ہلا دینے والے ان حالات میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہے۔ وہ کون سا مسلمان ہے جو رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تو سنے لیکن ہاتھ پاؤں توڑ کر اور لبوں پر مہر سکوت لگا کر بیٹھا رہے؟

مسلمانو اٹھو!......رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والو اٹھو! ناموس محبوب رب العالمین کا تحفظ کرو۔ تاج و تخت ختم نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی چوکیداری کرو۔ قادیانیوں کی زبان بے لگام کو لگام دو۔ ختم نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عالمگیر پیغام عالم میں پہنچا دو اپنے بچوں کو زیور تعلیم ختم نبوت سے آراستہ کرو۔ اپنے حلقہ احباب میں مسئلہ ختم نبوت کو اچھی طرح متعارف کراؤ تاکہ کسی کی متاع ایمان نہ لٹ سکے اور کوئی بھی قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین نہ پھنس سکے۔

اگر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر پینا چاہتے ہو تو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرو۔

اگر حشر کی وحشت ناک گرمی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کالی کملی کا ٹھنڈا سایہ چاہتے ہو تو ختم نبوت کے کام کو سنبھالو۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پہ ایک مضمون

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا وہ بنیادی اور اہم عقیدہ ہے جس پر پورے دین کا

انحصار ہے اگر یہ عقیدہ محفوظ ہے تو دین محفوظ ہے، اگر یہ عقیدہ محفوظ نہ ہو تو دین محفوظ نہیں رہتا گویا عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ پورے دین کا تحفظ ہے اس لیے کہ اگر یہ عقیدہ محفوظ نہ ہو اور حضور تاجدار انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا مان لیا جائے تو وہ نبی دین کے کسی حکم کو منسوخ کرنا چاہے جیسے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ''جہاد'' کے حکم کو منسوخ کر دیا' یا پورے دین کو منسوخ کر کے نیا دین پیش کر دے جیسا کہ بہاء اللہ ایرانی نے پورے کا پورا دین اسلام منسوخ کر کے نیا دین ''دین بہاء'' ایجاد کر لیا حتیٰ کہ اس نے (خاکم بدہن) قرآن حکیم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ ''البیان'' کتاب پیش کر دی اور مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ مکہ میں ہے مگر اس نے فلسطین میں بنا لیا۔

اب دین کی کیا چیز باقی رہی؟ گویا نبوت بدلنے سے پورا دین بدل گیا۔ قرآن کریم میں ایک سو سے زائد آیات اور موجودہ ذخیرہ احادیث میں دو صد سے زائد احادیث نبوی اس عقیدہ کی وضاحت کر رہی ہیں۔ جن میں پورے بسط اور تفصیل سے ختم نبوت کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قرن اول سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کا اجماع چلا آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے بلکہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ فتویٰ ہے کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنا یا معجزہ مانگنا بھی کفر ہے۔ فرمایا: ''من طلب منه علامة فقد كفر''

یعنی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت سے دلیل طلب کی وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ اس سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مدعی نبوت پر ایمان لانا تو کجا اس سے دلیل طلب کرنا کفر قرار دیا جس طرح کوئی انسان خدا نہیں بن سکتا اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی آدمی نبی/ رسول بھی نہیں ہو سکتا۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو عظیم قربانی دی وہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور

Scanned with CamScanner

جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں عقیدہ ختمِ نبوت کی جو اہمیت تھی اس کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے جو معرکہ ہوا اس میں بائیس ہزار مرتدین قتل ہوئے اور بارہ صد کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں چھ صد کے قریب تو حفاظ اور قراء تھے حتیٰ کہ اس معرکہ میں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قیمتی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر دیا مگر اس عقیدہ پر آنچ نہ آنے دی۔

قابلِ توجہ نکتہ

نوٹ: یہ بھی معلوم رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں دین اسلام کے لیے شہید ہونیوالے مرد وزن بچوں و بوڑھوں اور نوجوانوں کی تعداد ۲۵۹ ہے اور اس دوران قتل ہونے والے کفار کی کل تعداد ۷۵۹ ہے جب کہ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے لڑی جانے والی صرف ایک جنگ میں شہداء و مقتولین کی تعداد اس سے کتنے گناہ زیادہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک جھوٹی نبوت کا قلعہ قمع اور صفایا نہیں کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق کے اس عمل کی اہمیت کا اندازہ فاروق اعظم کے اس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ابوبکر صدیق! میری خواہش ہے آپ مجھ سے ایک سودا کر لیں کہ آپ میری زندگی کی تمام نیکیاں لے لیں مجھے اپنی زندگی کی راتوں میں سے صرف ایک رات اور دنوں میں سے صرف ایک دن کی نیکیاں دے دیں۔ میں یہ سمجھوں گا کہ میں نفع میں رہا۔ غار ثور میں جب آپ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تین ایام تک نبی کریم کی حفاظت کرتے رہے اور پہرہ دیتے رہے ان میں سے صرف ایک رات اور جب حضور کی ختمِ نبوت کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے تھے اور پریشان تھے ان دنوں میں سے ایک دن کی نیکیاں دے دیں۔

سرور کون و مکان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں منکرین ختمِ نبوت پیدا ہو گئے تھے۔ مسیلمہ یمامہ، طلیحہ اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی نبوت کے اس مضبوط قلعہ پر کئی طالع آزماؤں نے ناکام حملے کیے۔ گرچہ کچھ فتنہ پروروں نے بعض اوقات میں ایسی شوکت بھی حاصل کر لی کہ ہر طرف ان کا چرچا تھا مگر رفتہ رفتہ وہ فتنے کمزور پڑتے رہے اور ان کی جگہ نئے فتنے مختلف انداز سے مگر ایک ہی منشور کے ساتھ جنم لیتے رہے۔

ان سب فتنوں کے باوجود عقیدہ ختمِ نبوت مسلمانوں میں مسلم رہا اور اس کے متوازی ہر فتنے کو خارج از اسلام سمجھا جاتا رہا کیونکہ ایسے تمام فتنے مسلمانوں کی وحدت کے لیے خطرناک تھے۔ بقول شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم ''مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں جنہیں وہ اپنی اساسی وحدت کے لئے خطرناک سمجھتے ہیں چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی ہے اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختمِ نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے۔

سچے کبھی باطل کی حمایت نہیں کرتے — جو موت بھی سر پر تو شکایت نہیں کرتے
بے شبہ خدا ان سے محبت نہیں کرتا — مخلوق خدا سے جو محبت نہیں کرتے
شیطان کے ساتھی ہیں اڑیں چاہے ہوا میں — وہ پیر جو پابندئ سنت نہیں کرتے
ہر ایک سے دولت تو سنبھالی نہیں جاتی — ہر اک کو وہ غم اپنا عنایت نہیں کرتے
طیبہ کو چلو عرض کریں حال دل زار — یہ جھوٹ ہے سرکار سماعت نہیں کرتے
یہ دین ہے جس کا وہی حافظ ہے ہمارا — دیں والے کبھی جاں کی حفاظت نہیں کرتے
دامان نبی چھوڑنے والا ہوا کافر — بزدل ہیں جو اعلان صداقت نہیں کرتے

Scanned with CamScanner

(۳۱) کِتَابُ الْمُکَاتَبِ (مکاتب غلام کا بیان)

قرآن مجید میں غلام لونڈی کو مکاتَب بنانے کا ذکر ہے چنانچہ سورۃ نور کی آیت ۳۳ میں فرمایا:

والذین یبتغون الکتب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرًا

اور جو لوگ تمہارے ہاتھ کا لکھا چاہیں تو ان کو لکھا دے دو اگر اس میں کچھ بھلائی جانو۔

یعنی کسی کا غلام یا لونڈی کہے کہ میں اتنا مال تمہیں کما کر دوں گا اور تو مجھ کو آزاد کر دے۔ یہ اقرار لکھوالیں اسی کو کتابت (غلام لونڈی کو مکاتب بنانا) کہتے ہیں اگر ان میں بھلائی جانو کا مطلب یہ ہے کہ آزاد ہو کر چوری' بدکاری نہ شروع کر دیں۔ اہل ثروت کو ایسے غلام لونڈی کی مدد کرنے کا حکم ہے تاکہ وہ اپنا بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائیں خواہ مال زکوٰۃ سے ان کی مدد کی جائے یا خیرات سے۔ واتوھم من مال اللہ الذی اتکم۔

امام مالک نے ان الفاظ کا معنی بعض اہل علم کی طرف سے یہ بیان فرمایا: اِنَّ ذٰلِكَ اَنْ يُّكَاتِبَ الرَّجُلُ غُلَامَهٗ ثُمَّ يَضَعُ عَنْهُ مِنْ اٰخِرِ كِتَابَتِهٖ شَيْئًا مُّسَمًّى' جب کوئی اپنے غلام کو مکاتب بنائے تو آخر میں بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک غلام کو پینتیس ہزار درہم پہ مکاتب کیا پھر کتابت کے آخر میں پانچ ہزار درہم معاف کر دیے۔ اس طرح مکاتب بنانے کا حکم بھی وجوب کے لیے نہیں بلکہ جواز کے لیے ہے جس طرح کہ واذا حللتم فاصطادوا۔ اور سورۃ جمعہ میں فرمایا: جب نماز جمعہ ادا کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اللہ کا فضل (رزق حلال) تلاش کرو حالانکہ یہ دونوں حکم وجوب کے لیے نہیں۔

اسی لیے فرمایا: ان علمتم فھم خیرا۔ (النور)

مکاتب کے بارے میں ائمہ کے فتاویٰ اور احادیث

حضرت عبداللہ بن عمر' عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہم کا فتویٰ یہ ہے: اَلْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَّابَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ شَيْءٌ (۱-۲) مکاتب اس وقت تک غلام ہی رہے گا جب تک کہ اس کے زر کتابت میں سے کچھ بھی ادا کرنا باقی ہے۔ وبه قال ابوحنیفة والشافعي۔ (بین السطور) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ قال مالك وھو رائي۔ امام مالک فرماتے ہیں: میری بھی یہی رائے ہے۔ مزید فرمایا: جب مکاتب فوت ہو جائے اور کافی مال چھوڑ جائے جو باقی بدل کتابت سے بھی زائد ہو اور اس کی اولاد بھی ہے جو کتابت کے دوران پیدا ہوئی یا عقد کتابت میں شامل تھی تو بدل کتابت ادا کرنے کے بعد جو مال بچے وہ اولاد اس مال کی وارث ہوگی۔ امام مالک کے اس موقف کے بارے میں ' اختلاف دیکھیے حاشیہ ۳' ص ۲۳۱ پہ کتاب المکاتب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے صرف تین احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ وہ بھی اپنے اقوال پر دلیل کے طور پر باقی سب آپ کے اقوال ہیں۔ احادیث یہ ہیں: مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَّهٗ فِيْ عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةُ الْعَدْلِ۔ جو غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو غلام کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی۔ اس سے امام مالک نے یہ متفقہ حکم نکالا کہ جب غلام دو آدمیوں کا مشترکہ ہو تو ان میں سے کوئی ایک اپنے حصے کی مکاتبت نہیں کر سکتا خواہ اس کا ساتھی اجازت دے یا نہ دے مگر یہ کہ دونوں اکٹھے مکاتبت کریں کیونکہ اگر وہ اپنے حصے کی مکاتبت کرے اور غلام اپنی کتابت ادا کر دے تو نصف ہی آزاد ہوگا اور اس پر لازم نہیں کہ دوسرے کے نصف حصے کی ضمانت دے کیونکہ یہ حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا فرمان کے خلاف ہے۔ (مؤطا عربی ص ۲۳۲' ص ۲۳۳)

دوسری حدیث یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد

کرے تو انصاف سے لگائی گئی قیمت سے اپنا حصہ دینا ہوگا۔ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ لَهٗ مَالٌ عَتَقَ مَاعَتَقَ. اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو جتنا آزاد کیا اتنا آزاد ہوگا۔ (ایضاً ص۲۴۲) اور تیسری حدیث یہ کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ. (اسلام میں) نہ نقصان اٹھانا ہے' نہ نقصان پہنچانا (ایضاً)

(۳۲) کِتَابُ الْمُدَبَّرِ

(غلام یا لونڈی کو مدبر بنانے کا بیان)

مدبر کی حاشیہ نمبر۱' ص ۲۴۵ پہ یہ تعریف کی گئی ہے۔ المدبر الذی علق سیده عتقه علی الموت. مدبر وہ غلام ہے جس کی آزادی کو اس کے آقا نے (اپنی) موت پر معلق کر دیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ لان الموت دبرا لحیوة. کیونکہ موت' زندگی کے بعد ہوتی ہے اور مدبر کا معنی بھی یہی ہے کہ آقا کی زندگی کے بعد آزادی پانے والا۔ وقیل ان المدبر دبر امر دنیا باستخدامه واسترقاقه وامر اخرته باعتاقه. یہ بھی کہا گیا ہے کہ آقا اپنے غلام سے خدمت لے کر اور اس کی غلامی سے اپنے دینوی کاموں کی تدبیر کرتا ہے اور اس کو آزاد کر کے اپنی آخرت سنوارتا ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں: ہر اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی۔ اگر ماں آزاد ہے اور آزاد ہونے کے بعد اس کے ہاں اولاد ہوئی تو اولاد بھی آزاد ہوگی۔ اگر مدبرہ یا مکاتب یا چند سالوں تک معتقہ یا مخدمہ یا بعض حصہ آزاد اور بعض مرہونہ یا ام ولد رہی تو اولاد کی بھی وہی حالت شمار ہوگی یعنی ماں کی آزادی کے ساتھ اولاد آزاد ہوگی اور اس کی غلامی کے ساتھ وہ بھی غلام رہے گی اور میراث بن جائے گی۔ (۱) وبه قال ابوحنیفة واحمد واکثر اهل العلم وهو المروی عن عمر بن عبدالعزیز والزهری والشریح وعطاء و مجاهد و طاؤس و مسروق والثوری

والآخرین وللشافعی فیه قولان. (حاشیہ۱' ص۲۴۵)

✻ مدبرہ لونڈی کے ساتھ صحبت کی جا سکتی ہے لیکن اس کو بیچنے یا ہبہ کرنے کی اجازت نہیں (ابن عمر' سعید بن مسیب)(۴-۵) وبه قال ابوحنیفة و جمهور الحجازیین والکوفیین والشامیین وقال الشافعی التدبیر عنداهل الحدیث عقد غیر لازم ویجوز بیعه لحدیث جابر ...... (والتفصیل فی الحاشیہ۴' ص۲۴۷)

(۳۳) کِتَابُ الْبُیُوْعِ (خرید و فروخت کا بیان)

اس سے پہلے اپنے مجموعوں میں ہر باب کے عنوانات کی تعریفات وغیرہ لکھ چکا ہوں۔ مثلاً مصابیح المشکوٰۃ میں ہر باب کے عنوان اور ترجمۃ الباب کا مفہوم بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے اور فیضان مسلم شریف میں کتاب البیوع' بیع کی اقسام و تعریفات کو بھی بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ مؤطا میں چونکہ زیادہ تر امام مالک علیہ الرحمۃ کے اجتہادات و آراء ہیں اس لیے جن مسائل پہ پہلے لکھا جا چکا ہے' ان کو دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ یہاں اتنا یاد رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب کے اندر تجارت کے مختلف طریقے رائج تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ (۱) بیع عربان (۲) عریہ (۳) مزابنہ (۴) محاقلہ (۵) بیع صرف (۶) مراطلہ (۷) بیع عینہ (۸) بیع سلف (۹) ملامسہ (۱۰) منابذہ (۱۱) مرابحہ (۱۲) ملاقیح (۱۳) حبل الحبلہ اور برنامے پر بیع وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بعض کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ان سے منع فرما دیا اور باقی کی جائز اور ناجائز صورتیں متعین فرما دیں۔ بیع عربان کی تعریف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تحت فرمائی ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْعُرْبَانِ (۱) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع عربان سے منع فرمایا اور امام مالک نے اس کی تعریف یوں کی۔

Scanned with CamScanner

امام مالک نے فرمایا: میرے خیال میں یہ اس لیے ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ کوئی جب غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کرائے پر لے اور پھر جس سے چیز خریدی یا کرائے پر لی ہے اس سے کہے کہ میں آپ کو ایک دینار یا درہم یا اس سے کم وبیش دیتا ہوں کہ اگر میں نے یہ چیز خرید لی یا کرائے کے جانور پر سواری کی تو یہ رقم اس چیز کی قیمت میں شمار کر لینا یا جانور کے کرائے میں اور اگر میں اس چیز کو نہ خریدوں یا کرائے کے جانور کو تو جو کچھ میں نے آپ کو دیا ہے وہ ضبط کر لینا۔

پھلوں کی بیع کب جائز ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک کہ ان کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے اس میں ہے یہاں تک کہ خوش رنگ ہو جائیں۔ عرض کیا گیا: حضور! خوش رنگ ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حِیْنَ تَحْمَرُّ، جب سرخ ہو جائے۔ مزید فرمایا: اَرَاَیْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰہُ الثَّمَرَۃَ فَبِمَ یَاْخُذُ اَحَدُکُمْ مَالَ اَخِیْہِ. اگر اللہ تعالیٰ اس پھل کو نہ پکنے دے تو تم کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لو گے۔ (١٠-١١) مزید فرمایا: پھلوں کو تب تک فروخت نہ کرو۔ حَتّٰی تَنْجُوْ مِنَ الْعَاھَۃِ. یہاں تک کہ ہر آفت سے نجات پا جائیں۔ (١٢) امام مالک علیہ الرحمۃ نے پکنے سے پہلے پھلوں کی بیع کو بیع الغرر یعنی دھوکہ کی بیع قرار دیا۔ (ایضاً)

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں ایک شخص نے دوسرے سے اس کے باغ کا پھل خریدا' خریدار نے تو بہتری کی تدبیر کی مگر بالآخر اس کو نقصان ہو گیا' اس نے باغ کے مالک سے کہا: اَنْ یَّضَعَ لَہٗ اَوْ اَنْ یُّقِیْلَہٗ. کچھ قیمت گھٹا دے یا سودا واپس کر لے' بائع نے قسم اٹھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گا' خریدار کی والدہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا: تَاَلّٰی اَنْ لَّا یَفْعَلَ خَیْرًا. کیا واقعی بائع نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ بھلائی نہیں کرے گا؟ یہ بات بائع نے سنی اور حضور علیہ السلام سے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ لَہٗ. اے میرے آقا (یہ دنیا کا مال آپ کی رضا کے سامنے کیا چیز ہے) مجھے منظور ہے اور جو اس نے مجھ سے مطالبہ کیا سر آنکھوں پر (ہم صرف تاجر نہیں آپ کے تابعدار غلام بھی ہیں اور آپ کے اشارۂ ابرو پہ سب کچھ لٹانے کے لیے بھی تیار ہیں) (١٠) کسی نے کیا خوب کہا:

دنیا کی محبت کو جو رخصت نہ کریں گے
ہم پر وہ کبھی چشم عنایت نہ کریں گے
سو بار بھی سر کاٹ کے نیزے پہ چڑھا دیں
مومن کبھی غیروں کی اطاعت نہ کریں گے
جو حق کے پرستار ہیں بزدل نہیں ہوتے
مر جائیں گے باطل کی حمایت نہ کریں گے
توہین کرے کوئی خدا اور نبی کی
برداشت کبھی ہم یہ اہانت نہ کریں گے
یہ غیرت دیں اپنے بزرگوں سے ملی ہے
ضائع یہ بزرگوں کی وراثت نہ کریں گے
ہم سمجھیں گے حق جس کو وہ کہہ دیں گے سر عام
ہم اس میں کسی کی بھی رعایت نہ کریں گے
وہ اور کسی قوم کو دے دیں گے یہ توفیق
اسلام کی ہم لوگ جو خدمت نہ کریں گے
اللہ کا یہ دین ہے اللہ کی امانت
جو لوگ امیں ہیں وہ خیانت نہ کریں گے

Scanned with CamScanner

سود سے بچنے کی آسان تدبیر

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور کے بدلے کھجور برابر بیچو۔ عرض کیا گیا: آپ کا عامل خیبر تو ایک صاع دو صاع کھجوروں کے بدلے لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس بلاؤ۔ اسے بلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دو صاع کے بدلے ایک صاع لیتے ہو؟ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ایک صاع گھٹیا کھجوروں کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں نہیں ملتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا گھٹیا کھجوروں کو نقدی سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خریدلو۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا تو وہ عمدہ کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا خیبر میں ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! خدا کی قسم! نہیں۔ ہم اپنی دو صاع کے بدلے ایک صاع اور تین کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو بلکہ کھجوروں کو دراہم سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خریدلو۔ (۲۰-۲۱)

✳ حضور علیہ السلام نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ تو کھجور کے بدلے کھجور خریدنا ہے اور محاقلہ کھیتی کے بدلے گندم یا گندم لے کر زمین کرائے پر دینا (۲۵) تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ ہو۔

حضرت ابودرداء نے حکم رسول پہ عمل نہ ہونے کی وجہ سے ملک چھوڑ دیا

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے سونے یا چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا۔ حضرت ابودرداء نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ایسا کرنے سے منع فرماتے

مگر یہ کہ برابر ہو۔ حضرت معاویہ نے ان سے کہا: میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابودرداء نے فرمایا: معاویہ کے مقابلہ میں میرا عذر کون قبول کرے گا۔ (کیونکہ ان کی حکومت ہے) میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بتارہا ہوں وہ مجھے اپنی رائے بتارہے ہیں۔ میں اس ملک میں نہیں رہوں گا جس میں وہ ہیں۔ حضرت ابودرداء پھر حضرت عمر کے پاس گئے اور یہ بات انہیں بتائی تو حضرت عمر نے حضرت معاویہ کے لیے لکھا کہ ایسی بیع نہ کیا کریں الا یہ کہ وزن برابر ہو۔ (۳۳)

ہمیں معلوم ہے تم کو ستم ڈھانا بھی آتا ہے
یقیں کر اے ستم گر ہم کو مر جانا بھی آتا ہے
اگر ناحق تمہیں طوفانوں بپا کرنے کا چسکہ ہو
تو حق والوں کو طوفانوں سے ٹکرانا بھی آتا ہے
شریعت کی حفاظت کے لیے ان بے نواؤں کو
کفن پہنے ہوئے میدان میں آنا بھی آتا ہے
میں یوں تڑپوں گا ظالم دیکھ کر تو بھی تڑپ اٹھے
تڑپنا بھی مجھے آتا ہے تڑپانا بھی آتا ہے
رسول اللہ کی عزت کی خاطر اہل ایماں کو
گریباں چاک کر کے گولیاں کھانا بھی آتا ہے
امیں بخشی ہے یہ تاثیر میرے نطق کو حق نے
مجھے پیرو جواں کا خون کھولانا بھی آتا ہے

ایک بہت ہی ضروری وضاحت

اشعار میں جب سخت الفاظ آئیں جیسا کہ مندرجہ بالا نظم کے پہلے شعر میں ''تم کو ستم ڈھانا بھی آتا ہے'' ''اے ستم گر'' دوسرے شعر میں ''اگر ناحق تمہیں'' وغیرہ تو ان الفاظ کا حدیث یا واقعہ میں مذکور برگزیدہ شخصیات۔ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ کوئی

Scanned with CamScanner

کہتا پھرے کہ دیکھو جی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ستم گر کہہ دیا۔ اشعار چونکہ میرے اپنے نہیں اور لکھنے والے نے کسی اور تناظر میں لکھے ہیں تو واقعہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ مناسبت کی وجہ سے میں نے تفنن طبع کے طور پر اہل ذوق کے لیے لکھ دیئے ہیں۔ یوں ہی سمجھ لیجئے کہ زید کو صرف جرات کی بنا پر شیر کہہ دیا جائے تو اس سے شیر کے باقی تمام اعضاء اور اس کا حرام ہونا وغیرہ وغیرہ کا ثبوت زید میں ضروری نہیں ہے اور اگر کوئی ایسی باتوں کو اعتراض کی شکل میں اچھالے گا تو میری اس وضاحت کے بعد وہ خود گستاخ ہوگا جب کہ اہل علم اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اچھے اشعار سے واقعہ میں جان، کلام میں حسن، طبیعت میں رغبت اور ذہن میں انقلاب پیدا ہوتا ہے۔

سود والے سودے کے بارے میں حضرت عمر کا جلالی حکم

مالک بن اوس بن حدثان نصری کو سو دینار کے درہم لینے کی ضرورت پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے بلایا۔ ہم دونوں راضی ہو گئے یہاں تک کہ مجھ سے بیع صرف کر لی وہ دیناروں کو لے کر ہاتھوں میں پلٹنے لگے اور فرمایا: میرے خازن کو "غابہ" سے آ جانے دو۔ حضرت عمر سن رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا: خدا کی قسم! ان سے جدا نہ ہونا جب تک وصول نہ کرلو، پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سونا چاندی کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ گندم گندم کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، کھجوریں کھجوروں کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ، جو جو کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ (۳۸) امام مالک نے فرمایا: جب کسی نے درہموں کے بدلے دیناروں کی بیع صرف کی، پھر ایک درہم کھوٹا نکل آیا تو اسے پھرنا چاہتا ہے تو یہ دیناروں کی بیع صرف ختم ہوئی، لہٰذا اس کے درہم لوٹا دے اور اپنے دینار واپس لے اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا چاندی کے بدلے خریدنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور حضرت عمر نے فرمایا: دوسرا فریق اپنے گھر جانے آنے کی مہلت بھی مانگے تب بھی انتظار نہ کرو اور جب وہ بیع صرف کے درہم کو

واپس کرے گا جدا ہونے کے بعد تو یہ قرض یا میعادی چیز کی طرح ہو جائے گا اور اس میں کراہت ہے اور بیع کو توڑ دے اور حضرت عمر کا مقصد یہ تھا کہ سونا چاندی اور کھانے کی چیزیں سب جلد از جلد طے پائیں کیونکہ ان میں تاخیر اور مہلت درست نہیں ہے خواہ جنس ایک ہو یا مختلف۔

✻ قبضہ کرنے سے پہلے غلہ کو آگے بیچنے کی ممانعت۔ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يَقْبِضَهُ۔ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (۴۰-۴۱) بلکہ آگے بیچنے سے پہلے اس غلہ کو اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تھا اور یہ حضور علیہ السلام کے دور میں ہوتا تھا۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (۴۲) جو قبضہ سے پہلے غلہ آگے فروخت کرتا حضرت عمر اس بیع کو واپس کروا دیتے۔ (۴۳)

اشیاء کی قیمت مقرر کرنا

حضرت عمر نے کشمش بیچنے والے صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ سے فرمایا: اِمَّا اَنْ تَزِيْدَ فِي السِّعْرِ وَاِمَّا اَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوْقِنَا۔ یا تو قیمت بڑھاؤ یا ہمارے بازار سے تمہیں اٹھا دیا جائے گا۔ (۵۷) وفی الدرالمختار انه لایسعر الحاکم الا اذ اتعدی الارباب عن القیمة تعدیا فاحشا فیسعر بمشورۃ اهل الرای. (احناف کے ہاں) حاکم وقت اہل رائے کے مشورہ سے اس وقت اشیاء کے نرخ مقرر کر سکتا ہے جب کہ لوگ قیمتوں میں بے جا اضافہ کر کے عوام الناس پہ کھلی زیادتی کر رہے ہوں۔

✻ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصفیر نامی اپنا اونٹ مدت مقرر کر کے بیس اونٹوں کے بدلے فروخت کیا۔ (۵۹) عن علی ابن ابی طالب انه (رسول الله صلی الله علیه وسلم) نهی عن بیع البعیر بالبعیرین الی اجل والشاة بالشاتین الی اجل وبلغنا عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی

Scanned with CamScanner

عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئة فبھٰذا ناخذ وھو قول ابی حنیفة والعامة من فقھاء نا (حاشیہ۲ ص۲۷۰) اسی طرح کی روایات جو فقہ حنفی سے مطابقت نہیں رکھتیں صرف حوالہ کے طور پر درج کر دی گئی ہیں کہ کوئی تلاش کرنا چاہے تو آسانی سے کر سکے۔ ایسے مسائل کے بارے میں حاشیہ سے عربی عبارات بغیر ترجمہ کے لکھ دی جاتی ہیں تاکہ اہل علم اپنا موقف ذہن میں رکھیں، کسی کو دلائل درکار ہوں تو فقہ حنفی کی تائید میں لکھی گئی کتب کا مطالعہ فرمائیں وہ دلائل یہاں نہیں لکھے جاتے تاکہ طوالت سے بچا جا سکے۔

دھوکے کی بیع منع ہے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ۔ (۷۵)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے: قال محمد بیع الغرر کلہ فاسد وھو قول ابی حنیفة والعامة۔

امام مالک نے فرمایا: یہ دھوکا و فریب ہے کہ کسی کی سواری گم ہو جائے یا غلام بھاگ جائے۔ اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو ایک آدمی اس سے کہے کہ میں اسے آپ سے بیس دینار میں لیتا ہوں اگر وہ خریدار کو مل جائے تو بائع کے تیس دینار گئے اور اگر نہ ملے تو مشتری کے بائع کی طرف بیس دینار ہو گئے۔

امام مالک نے فرمایا: اس میں دوسرا عیب یہ ہے کہ اگر وہ چیز مل گئی تو کیا معلوم اس کی قیمت بڑھی یا گھٹی ہے؟ یا اسے کون سا عیب لاحق ہو گیا ہے؟ پس یہ بہت بڑا فریب ہے۔

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ پیٹ کے بچے خریدنا خواہ عورتوں کے ہوں یا جانوروں کے یہ بھی دھوکا و فریب ہے کیونکہ معلوم نہیں بچہ نکلے گا یا نہ نکلے۔ اگر نکلے تو معلوم نہیں خوبصورت ہو یا بدصورت، مکمل ہو یا ناقص، نر ہو گا یا مادہ؟

ان میں سے ہر برتری کے لحاظ سے قیمتوں میں فرق ہو گا وہ جیسا ہو گا اس لحاظ سے قیمت ہو گی۔

امام مالک نے فرمایا: پیٹ کا بچہ خریدنا یا مستثنیٰ کرنا مناسب نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے میری بکری کی قیمت تین دینار ہے یہ میں تمہیں دو دینار کی دیتا ہوں اور اس کے پیٹ کا بچہ میرے لیے ہو گا۔ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ دھوکا و فریب ہے۔

امام مالک نے فرمایا: روغن زیتون کی زیتون کے بدلے تلوں کے تیل کی تلوں کے بدلے اور مکھن کے بدلے گھی کی بیع حلال نہیں ہے کیونکہ یہ مزابنہ میں داخل ہے کیونکہ اس نے دانوں وغیرہ کے بدلے اس چیز کو خریدا ہے جو ان سے ہی نکلی ہے تو کیا معلوم کہ اب وہ اس روغن سے کم نکلے یا زیادہ لہٰذا یہ دھوکا ہے۔ وقال ابوحنیفة یجوز اذا کانت الزیت والخل اکثر مافی الزیتون والسمسم (حاشیہ۲ ص۲۷۵) یعنی احناف کے ہاں اگر زیتون کا تیل اور تلوں کا تیل اس سے زائد ہے جو زیتون کے پھل اور تلوں میں ہے تو جائز ہے۔

بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔ (۷۶) امام مالک نے ملامسہ کی تعریف یوں فرمائی ہے: اَنْ یَّلْمِسَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ وَلَا یَنْشُرُہٗ وَلَا یَتَبَیَّنُ مَا فِیْہِ اَوْ یَبْتَاعَہٗ لَیْلًا وَّلَا یَعْلَمُ مَا فِیْہِ. بندہ (مثلاً) کپڑے کو صرف ہاتھ لگا دے اور کھول کر نہ دیکھے یا رات میں خریدے اور نہ جانے اس میں کیا (عیب) ہے اور منابذہ کی تعریف یہ فرمائی ہے:

اَنْ یَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ ثَوْبَہٗ وَیَنْبِذَ الْاٰخَرُ اِلَیْہِ ثَوْبَہٗ عَلٰی غَیْرِ تَاَمُّلٍ مِّنْھُمَا وَیَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا ھٰذَا بِھٰذَا فَھٰذَا

اَلَّذِیْ نُھِیَ عَنْهُ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

ایک شخص دوسرے کی طرف (مثلاً) اپنا کپڑا پھینک دے اور دوسرا اس کی طرف پھینک دے بغیر سوچ سمجھے (کہ اس میں کیا نقصان وعیب ہو سکتا ہے) اور دونوں کہہ دیں یہ اس کے بدلے ہے' اسی وجہ سے ان دونوں سے منع فرمایا گیا۔

بیع خیار کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُتَبَایِعَانِ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِیَارِ عَلٰی صَاحِبِهٖ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ۔ بیع میں جدا ہونے سے پہلے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہوتا ہے جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں سوائے بیع خیار کے۔ (۷۹)

مسئلہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری دونوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ بیع کو قائم رکھیں یا جدا ہونے سے پہلے اسے کالعدم قرار دے دیں لیکن جس بیع میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو یعنی بیع بالخیار اس میں دونوں کو بعد میں بھی بیع قائم رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار رہتا ہے اور امام اعظم علیہ الرحمۃ اور امام شافعی کے ہاں اس اختیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔ وقال ابوحنیفة والشافعی لایجوز الخیار اکثر من ثلثة ایام وقال ابویوسف و محمد اذا سمی مدة معلومة جاز وھو قول احمد (حاشیہ ۳' ص ۲۷۸) یعنی امام ابویوسف' امام محمد اور امام احمد فرماتے ہیں: مدت مقرر کر دی گئی ہو تو خیار تین دنوں کے بعد بھی حاصل ہے۔

قرض کی جلدی ادائیگی کے لیے رقم کم کرنا

سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس پر دوسرے کا قرض ہو جس کی مدت مقرر ہے' قرض

خواہ اس رقم میں سے کچھ کم کر دے اور دوسرا جلدی ادا کر دے۔ فَکَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَنَھٰی عَنْهُ۔ حضرت عبداللہ نے اس کو مکروہ جانتے ہوئے منع فرما دیا۔ (۸۲)

اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کے بکر پہ ایک ہزار روپے ہیں جن کی ادائیگی میں ابھی چار ماہ کی مدت باقی ہے۔ زید کہے کہ تو مجھے ہزار کی بجائے آٹھ سو روپے دے دے مگر ابھی دے دے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں ایک ہزار ادھار کو آٹھ سو کے بدلے بیچنا خریدنا ہے چونکہ اس میں شبہ ہے کہ شاید دو سو روپے سود قرار پائیں اسی وجہ سے اس کو جائز نہ سمجھا گیا۔ حضرت عمر اور زید بن ثابت کا یہی موقف ہے اور یہی امام اعظم کا مذہب ہے (ہاں اگر وہ ہزار ہی دے دے اور پھر زید اپنی طرف سے اس کو دو سو واپس کر دے تو اس میں حرج نہیں ہے مگر بہتر یہی ہے کہ اس سے بھی بچا جائے کیونکہ مقروض کو بہتر ادائیگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ایمان افروز واقعہ بیان ہو رہا ہے)

قرض کی ادائیگی میں ہمارے آقا علیہ السلام کا حسن کردار

حسن مخلوق جو سمٹا تو بنا آپ کا نام
حمد رب پھیل گئی جب بھی لیا آپ کا نام
بلبلیں نغمہ سراہوں کی چمن پھولیں گے
لے کے جائے گی جہاں جب بھی صبا آپ کا نام

حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے ایک چھوٹا سا اونٹ بطور قرض لیا' پھر جب صدقہ کے اونٹ آئے تو ابورافع کو فرمایا: اسی طرح کا اونٹ قرض خواہ کے حوالے کر دو۔ انہوں نے عرض کی: لَمْ اَجِدْ فِی الْاِبِلِ اِلَّا جَمَلًا خِیَارًا رَبَاعِیًا (ھو الذی استکمل ست سنین و دخل فی السابعة حین طلعت رباعیة) حضور! اونٹ تو سارے بڑے

بڑے ہیں (یعنی چھ چھ سال مکمل کر کے ساتویں سال میں داخل ہو چکے ہیں اور ان کے رباعی دانت نکل آئے ہیں) فرمایا: وہی دے دو۔ فَاِنَّ خِیَارَ النَّاسِ اَحْسَنُھُمْ قَضَاءً اچھے لوگ وہی ہوتے ہیں جو قرض کی ادائیگی میں حسن عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔(۸۹)

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا — بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مل گیا
فضل رب سے پھر کمی کس بات کی — مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا
ان کے در نے سب سے مستغنی کیا — بے طلب بے خاش اتنا مل گیا
کشف راز من رانی یوں ہوا — تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا
خلد کیسی کیا چمن کیسا وطن — ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا
تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب — مجھ کو روزی کا ٹھکانہ مل گیا
اے حسن فردوس میں جائیں جناب — مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا

آج قرض کی ادائیگی میں گڑبڑ ہونے کی وجہ سے محبتیں ختم ہو رہی ہیں۔ القرض مقراض المحبۃ. دشمنیاں بڑھ رہی ہیں، قتل و غارت کا بازار گرم ہے، جب ضرورت ہوتی ہے تو خوشامدیں کر کے قرض لیا جاتا ہے مگر ادائیگی کے وقت کیا کیا نہیں کیا جاتا۔ ہماری نحوستوں میں اس عمل بد کا بڑا عمل دخل ہے۔ خدا تعالیٰ توفیق دے تو اپنے آقا علیہ السلام کی تعلیمات کو اپنا کر معاشرے کو جنت نظیر بنایا جا سکتا ہے اور خدا کی توفیق تو ہر وقت ہمارے شامل حال رہتی ہے یہ ہمارے نفس و شیطان کے دھوکے ہیں جنھوں نے بھائی کو بھائی سے لڑا رکھا ہے۔ (ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا. (القرآن) اسی تسلسل میں اپنے آقا علیہ السلام کا ایک اور فرمان بھی پڑھ لیں۔ اگر مصائب سے بچنے کا ارادہ ہے تو بات سیدھی سی ہے۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

پندرہ بری خصلتوں کی نحوست

ترمذی شریف باب علامات الساعۃ میں سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

جب میری امت میں پندرہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔

دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

۱- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔
۲- امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔
۳- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
۴-۵- شوہر بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان بن جائے۔
۶-۷- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
۸-۹- مساجد میں شور مچایا جائے۔ قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
۱۰- آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
۱۱-۱۲- نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔ مرد ریشم پہنیں۔
۱۳-۱۴- آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے اور گانے والی لڑکیاں فراہم کی جائیں۔
۱۵- پچھلے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

اس وقت لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الٰہی کے منتظر رہیں، خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحاب سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔

چشم رحمت کا اشارہ چاہیے — سبز گنبد کا نظارا چاہیے
اس طرح میں چاہتا ہوں آپ کو — جیسے کشتی کو کنارا چاہیے

Scanned with CamScanner

لوگ ظالم اور میں ہوں ناتواں ۔۔۔ آپ کا مجھ کو سہارا چاہیے
سامنے کچھ بھی نظر آتا نہیں ۔۔۔ ظلمت شب میں ستارا چاہیے
زندہ رہنے کی مجھے ہے آرزو ۔۔۔ راکھ میں کوئی شرارا چاہیے

جو کچھ انہیں پسند ہے‘ وہ ہے مجھے پسند

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں پہ جان قربان کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہر موقع پہ کوشاں رہتے کہ سرکار کے طریقوں کو اجاگر کیا جائے اور حضور علیہ السلام کی پسند کو اپنی پسند بنا لیا جائے۔ چنانچہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے حضرت مجاہد کا بیان نقل فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی سے کچھ درہم قرض کے طور پر لیے اور ادائیگی کا وقت آیا تو اس سے بہتر ادا کیے۔ قرض خواہ نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن (حضرت عبداللہ کی کنیت) هٰذِهٖ خَيْرٌ مِّنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتُكَ. آپ کے یہ درہم تو میرے درہموں سے بہت بہتر ہیں جو آپ نے قرض کے طور پر لیے تھے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنْ نَفْسِي بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ. میں جانتا ہوں مگر بخوشی دے رہا ہوں (کیونکہ میرے آقا علیہ السلام ایسا کرتے تھے) (۹۰) کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

؎ ایہہ اوس نے دسیا اے ناں جس دا
جہڑے یارتوں وک جاندے کوئی شی وی نہیں گھر رکھدے
ایویں خالی نہ سمجھ لویں آقا دے غلاماں نوں
ایہہ ازلاں دے جوہری نیں قدماں چہ گہر رکھدے

امام مالک علیہ الرحمۃ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے: فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلٰى طِيبِ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْتَسْلِفِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلٰى شَرْطٍ وَّلَا وَأْيٍ وَّلَا عَادَةٍ كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِهٖ.
اگر یہ اضافہ دل کی خوشی سے ہو‘ کسی شرط‘ رواج یا وعدہ کی وجہ سے نہ ہو تو قرض

خواہ کے لیے حلال ہے۔

قرض تین طرح کا ہوتا ہے

امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے ایک آدمی کو قرض دیا ہے اور اس سے شرط کی ہے کہ اس سے بہتر لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تو سود ہے۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا: قرض تین طرح کا ہے۔ ایک وہ قرض جو رضائے الٰہی کے لیے ہے۔ دوسرا وہ کہ دوست کی مدد کی جائے تو یہ دوست کی مدد ہے۔ تیسرا وہ ہے کہ پاک مال کے بدلے ناپاک مال لے اور یہ سود ہے۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: میرے خیال میں دستاویز کو پھاڑ دو‘ اگر وہ تمہارے جیسی چیز دے تو قبول کر لینا۔ اگر گھٹا دے تب بھی لے لینا کہ تمہیں اجر ملے گا‘ اگر تمہاری چیز سے بہتر دے اپنی خوشی سے تو یہ اس نے تمہارا شکریہ ادا کیا اور تمہیں مہلت دینے کا اجر ملے گا۔ (۹۲)

(۳۴) کِتَابُ الْقِرَاضِ (مضاربت کا بیان)

قراض کو مضاربت بھی کہتے ہیں اور یہ جائز ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کا مال یا نقد رقم ہوتی ہے اور دوسرے کی محنت مثلاً زید کی رقم سے بکر تجارت کرتا ہے اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ جتنا حصہ بھی طرفین کی رضامندی سے طے ہو جائے‘ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں بھی مضاربت جائز ہے لیکن مزارعت اور مساقات آپ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور کئی احادیث اس موقف کی تائید میں ہیں لیکن بعض دیگر روایات کی بنا پر صاحبین اور آئمہ ثلاثہ انہیں جائز قرار دیتے ہیں۔ مزارعت و مساقات میں احناف کا فتویٰ بھی صاحبین کے قول پر ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کا ایک واقعہ سپرد قلم کیا جا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ ایک لشکر کے ساتھ عراق کی طرف گئے' واپسی پر حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس گئے جو حاکم بصرہ تھے۔ انہوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: کاش میں کوئی ایسا کام کر سکوں جس سے تمہیں فائدہ پہنچے' پھر فرمایا: یہ اللہ کا مال ہے جو میں نے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنا ہے' تم اس کے بدلے عراق سے مال خرید لو اور مدینہ منورہ میں جا کر فروخت کر دینا۔ اصل پونجی امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دینا اور منافع تم دونوں رکھ لینا۔ دونوں نے کہا: ہم بھی یہی چاہتے ہیں' پس انہوں نے مال دے کر حضرت عمر کے لیے لکھ دیا کہ ان دونوں سے اصل رقم وصول کر لینا' جب یہ پہنچ گئے اور مال بیچ کر نفع کما لیا تو اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گئے۔ فرمایا: کیا ساری فوج کو اسی طرح قرض دیا تھا جیسے تمہیں دیا؟ دونوں نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: امیر المومنین کے بیٹے ہونے کے باعث تمہیں مال دیا ہوگا' لہٰذا اصل رقم اور منافع دونوں پیش کرو۔ حضرت عبداللہ تو خاموش رہے اور حضرت عبیداللہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین اگر اس مال میں نقصان ہوتا یا ضائع ہو جاتا تو ضامن ہم ہوتے۔ حضرت عمر نے فرمایا: منافع دے دو۔ حضرت عبداللہ خاموش رہے اور حضرت عبیداللہ جواباً کچھ عرض کرنے لگے: حضرت عمر کے ہم نشینوں میں سے ایک بزرگ نے کہا: اے امیر المومنینؑ! آپ اسے مضاربت کیوں نہیں بنا لیتے؟ اس پر حضرت عمر نے فرمایا: میں نے اسے مضاربت بنا دیا' پس اصل مال اور نصف منافع تو حضرت عمر نے لے لیا اور نصف منافع حضرت عمر کے صاحبزادوں حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ نے لے لیا۔ (۱)

مضاربت کی جائز صورتیں

امام مالک نے فرمایا: مضاربت کی جائز اور معروف صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے ساتھی سے محنت کرنے کے لیے مال لے اور ضمان اس پر نہیں ہوگا اور محنت کرنے والے کا سفر خرچ اور کھانا اگر وہ اپنے گھر میں رہے تو اس مال میں سے خرچ اور لباس

وغیرہ نہیں ملے گا۔ امام مالک نے فرمایا: مضاربت کرنے والے دونوں میں سے اگر کوئی بھی اپنے ساتھی کی دستور کے مطابق مدد کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جب کہ کوئی شرط نہ کی ہو۔ امام مالک نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ رب المال مضارب سے کوئی چیز خریدے' یہ اس وقت صحیح ہے جب بغیر کسی شرط کے ہو۔ امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا: جس نے ایک آدمی اور اپنے غلام کو مضاربت کے طور پر مال دیا تاکہ دونوں اس پر محنت کریں کہ یہ جائز ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ منافع غلام کا ہوگا' آقا کا نہیں ہوگا۔ خواہ وہ اس سے جھگڑا کرے اور وہ اپنی محنت کے باعث یہاں غیر کی طرح ہے۔ اس کے بعد امام مالک علیہ الرحمۃ نے ناجائز مضاربت کا ذکر کیا' پھر ان شرائط کا جو مضاربت میں جائز ہیں اور ان کا جو ناجائز ہے' پھر اسباب میں مضاربت کا ذکر ہے اس کے بعد مضاربت کے مال پہ آمدورفت کا کرایہ لینے کا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سارا مال کرائے پر ہی خرچ ہو جاتا ہے' کبھی ایک شہر میں لے گیا کبھی دوسرے میں تو اگر تو کرایہ مال کے برابر ہوگیا تو بات گئی آئی ہوئی یعنی نہ کچھ لینا نہ دینا اور اگر کرایہ مال سے بڑھ گیا تو رب المال' مضارب کو کچھ نہ دے گا کیونکہ اس نے مال تجارت کے لیے دیا تھا' لہٰذا مزید کچھ دینے کا پابند نہیں۔ اگر دے گا تو یہ مضارب پہ قرض ہوگا۔ (۸) مال مضاربت میں نقصان کا بیان' اس مال سے کتنا خرچ کیا جا سکتا ہے' کون سا خرچ جائز ہے اور مضاربت کے دیگر مسائل اصل کتاب میں ملاحظہ ہوں۔

(۳۵) کِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

(مزارعت و مساقات کا بیان)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انصاف کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں

حضرت سعید بن میسب سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے دن حضور علیہ السلام نے خیبر کے یہودیوں سے فرمایا: اَقَرَّکُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى اَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

Scanned with CamScanner

بالنِّصْفِ ہم تمہیں ان زمینوں پر اس وقت تک برقرار رکھیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برقرار رکھے گا اس شرط پر کہ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان برابر تقسیم ہوں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کرتے تو وہ اندازہ (سے تقسیم) کر کے (یہودیوں کو) فرماتے: اِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ فَلِيَ. جو چاہو لے لو اور جو چاہو میرے لیے چھوڑ دو پس وہ (اپنی مرضی سے) اپنا حصہ لے لیتے (ا) حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں (ایک مرتبہ) حضور علیہ السلام نے جب ابن رواحہ کو بھیجا تو یہودیوں نے اپنی عورتوں کے زیورات اکٹھے کیے اور کہنے لگے: هٰذَا لَكَ وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ. یہ آپ کا نذرانہ ہے (جو دراصل انہوں نے رشوت پیش کی تھی) یہ لے لیں اور تقسیم میں نرمی کر کے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَمِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِيْ عَلٰى اَنْ اَحِيْفَ عَلَيْكُمْ فَاَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرِّشْوَةِ فَاِنَّهَا سُحْتٌ وَاِنَّا لَا نَاْكُلُهَا. اے یہودیو! خدا کی قسم! میں ساری مخلوق خدا میں تمہیں سب سے برا سمجھتا ہوں اس کے باوجود میں تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کروں گا لیکن جو تم رشوت پیش کر رہے ہو یہ حرام ہے ہم اسے نہیں کھایا کرتے۔ یہ بات سن کر یہودی بولے: بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ. اسی (تمہارے عدل و انصاف اور رشوت نہ لینے کی) وجہ سے تو زمین و آسمان اپنی جگہ پہ قائم ہیں۔

؎ یہ سچ ہے ہم نے سچی بات کہنے کی قسم کھا لی
جو سچ کہہ کر بلا آئے گی سہنے کی قسم کھا لی
قسم کھالی ہے ہم نے بھی کہ ٹکرائیں گے طوفاں سے
اگر اس دور نے طوفاں میں بہنے کی قسم کھا لی
ادھر بے دین بھی کوشاں کہ باطل کا تسلط ہو
ادھر ہم نے بھی حق کے ساتھ رہنے کی قسم کھا لی

(۳۶) كِتَابُ كِرَاءِ الْاَرْضِ

(زمین کو کرائے پہ دینا)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتی کو کرائے پہ دینے سے منع فرمایا (ا) حاشیہ نمبرا، ص ۲۹۶ پہ ہے۔ اجمعوا علی جوازہ بالذھب والفضہ والدنانیر. سونا چاندی اور دیناروں کے بدلے زمین کرائے پر دینا بالاتفاق جائز ہے۔ وعلی منعہ بماینبت علی الاربعاء و نحوہ او شیء لیستثنیہ صاحب الارض بنفسہ. جو زمین سے اُگے اس کے چوتھے حصے پہ یا کم و بیش کرائے پہ دینا بالاتفاق ناجائز ہے یا زمین والا کچھ حصہ کھیتی کا اپنے لیے خاص کر لے کہ اس جگہ جو کھیتی اگی وہ میری ہے۔ یہ صورت بھی بالاتفاق ناجائز ہے۔ باقی صورتوں کا اختلاف اسی حاشیہ میں ملاحظہ ہو۔ مؤطا کے متن میں حضرت رافع بن خدیج سے ہی سونے چاندی کے بدلے زمین کو کرائے پہ دینے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: لَا بَاْسَ بِهٖ. اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہی موقف سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ کا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک زمین کرائے پہ لی وہ وفات تک انہی کے پاس رہی۔ ان کے ایک صاحبزادے فرماتے ہیں: اتنی مدت زمین ہمارے پاس رہی تو ہم اس کو اپنی ہی سمجھنے لگے یہاں تک کہ وصال کے وقت ابا جان نے بتایا کہ اگر یہ زمین رکھنی ہو تو سونا یا چاندی کی صورت میں اس کا کرایہ ضرور ادا کرنا۔ حضرت عروہ بن زبیر بھی اپنی زمین کرائے پہ دیا کرتے تھے۔

(۲-۳-۴-۵)

Scanned with CamScanner

(۳۷) كِتَابُ الشُّفْعَةِ (حق شفعہ کا بیان)

✳ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شفعہ اس چیز میں ہے جو شرکاء کے درمیان تقسیم نہ ہوئی ہو۔ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ بَيْنَهُمْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ' جب حد بندی ہو جائے تو اب اس میں شفعہ نہیں ہے۔ یہ حدیث بظاہر پڑوسی کے لیے شفعہ کو ثابت نہیں کرتی بلکہ صرف شرکاء کے لیے ثابت کرتی ہے جب کہ امام اعظم اور سفیان ثوری کے ہاں پڑوس کی وجہ سے شفعہ ثابت ہے اور اس حدیث کا انہوں نے یہ جواب دیا ہے۔ ان تخصيص مالم يقسم بالذكر لا يدل على نفي الحكم عما عداه. تقسیم کے ذکر کا خصوصیت سے بیان اس کے علاوہ کی نفی پہ دلالت نہیں کرتا۔ باقی رہا یہ قول فاذا وقعت الحدود فلاشفعة. یہ راوی کا کلام ہے اور اگر اس کو حضور علیہ السلام کا کلام بھی مان لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہے انه لاشفعة بسبب القسمة. کہ شفعہ تقسیم کی وجہ سے نہیں ہے۔ دفعاللتوهم ان القسمة تنبت بها الشفعة كالبيع لما فيه من معنى التمليك. اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہ تقسیم کے ساتھ ہی شفعہ ثابت ہوتا ہے بیع کی طرح کیونکہ اس میں تملیک کا معنی پایا جاتا ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس بارے میں احادیث مختلف ہیں۔ فالشريك احق بالشفعة من الجار والجار احق من غيره. شریک، پڑوسی سے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اور پڑوسی دوسروں سے زیادہ حقدار ہے اور یہ بات حضور علیہ السلام سے ثابت ہے۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ا' ص ۲۹۷' قال محمد بهذا ناخذ وهو قول ابى حنيفة والعامة من فقهائنا. اور حدیث یہ ہے الجار احق بالصقبه. (والصقب بالصاد والقاف ماقرب من الجوار)

(۳۸) كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ (فیصلوں کا بیان)

✳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں بھی انسان ہوں تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو، ہوسکتا ہے تم میں سے ایک اپنی دلیل کو دوسرے سے بہتر بیان کرے، پھر میں اس کی بات پر فیصلہ کر دوں، پس جس کے لیے میں نے اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کیا تو اس کو وہ چیز بالکل نہیں لینی چاہیے کیونکہ میں اس کو آگ کا انگارہ دے رہا ہوں۔ (۱)

عطائی علم غیب کے منکرین کا بھونڈا استدلال

بعض لوگ جو اپنے مخصوص زاویہ نظر سے یہ حدیث پڑھتے پڑھاتے ہیں تو بڑے دھڑلے سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا ہوتا تو آپ ایسا کیوں فرماتے؟ اگر ان مہربانوں کی نظر اور آگے پہنچ جائے اور کہنے لگیں کہ خدا کو اگر سارے انسانوں کا علم ہوتا اور سب کے جملہ افعال اس کی نظر میں ہوتے تو کراماً کاتبین کا نظام کیوں قائم کرتا؟ ہر انسان کے کندھوں پر دو فرشتوں کو کیوں بٹھاتا بلکہ قیامت میں بعض انسانوں کے منہ پر مہر لگا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں سے گواہی لینے کے لیے کیوں فرماتا اگر یہاں تک پہنچ جاتے اپنے اجتہاد کے گھوڑے کو اس میدان میں بھی دوڑاتے تو اس مادر پدر آزادی کے دور میں کون ان کی زبان پکڑ سکتا تھا۔ اسلام کی جڑوں کو پوری جرات کے ساتھ یوں دن دیہاڑے کھودنے پر کون انہیں جکڑ سکتا تھا؟

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
افسوس تو جن کا چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

دوستو! اسلام کا ایک اپنا قانونی اور عدالتی نظام ہے جس کے مطابق حاکم کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور وہ فریقین کے بیانات کی روشنی میں کیا جاتا ہے اس کے بارے میں

Scanned with CamScanner

حاکم یا قاضی کے ذاتی علم کو کسی پلڑے میں نہیں ڈالا گیا۔ اگر ایسا کیا جاتا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنی زندگی میں ایک فیصلہ بھی شرعی تقاضوں کو نظرانداز کر کے صرف اپنے ذاتی علم کی بنا پر کر دیتے تو بعد میں آنے والے قاضی اور حاکم جس مقدمے میں چاہتے تو اپنے ذاتی علم کا بہانہ بنا کر تمام شرعی تقاضوں کو توڑ دیتے اور ان کا اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کر لیا کرتے اس سے حاکموں اور قاضیوں کو ایسا فتنہ کھڑا کرنے کا موقع مل جاتا کہ سعی بسیار کے باوجود قیامت تک اس کا دروازہ بند نہ کیا جا سکتا۔

فیصلے ذاتی علم کی بنیاد پر نہیں ہوا کرتے

بایں وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فیصلہ اپنے ذاتی علم کی بنا پر نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت مطہرہ کی رو سے جو قانونی تقاضے پورے کر دیتا اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا جاتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جیتنے والے نے غلط بیانی یا چرب زبانی سے شرعی تقاضے پورے کیے ہوں جب کہ فریق ثانی حق پر ہونے کے باوجود کم گوئی یا کم عقلی سے اپنے حق کو ثابت کرنے سے قاصر رہ گیا ہو تو مقدمہ جیت جانے والے کے لیے جو چیز حلال نہ تھی وہ مقدمہ جیتنے سے حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ وہ بدستور اس کے لیے حرام ہی رہے گی اور اسے جہنم کا ٹکڑا سمجھنا چاہیے کیونکہ اس نے اس طرح جو کچھ حاصل کیا وہ جہنم کا ایک ٹکڑا حاصل کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں یہ بات ذہنوں میں بٹھا رہے ہیں کہ ہمیشہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور جو چیز تمہارا حق نہیں ہے اگر اسے حاصل کرو گے تو گویا تم اپنے لیے جہنم کا ٹکڑا خریدو گے۔ رہا یہ سوال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش ہونے والے جھگڑوں کا ذاتی طور پر علم تھا یا نہ تھا یہ بات یہاں سرے سے زیر بحث ہی نہیں ہے بلکہ مقصود صرف اس حقیقت کا ذہن نشین کروانا ہے جو مذکور ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدبختی چھوڑو نیک بختی کی طرف آؤ

یہ بات کبھی نہ بھولو کہ الوہیت کے بعد منصب نبوت ہی تمام مناصب سے بلند و

بالا ہے۔ جملہ مناصب درِ نبی کے غلام ہیں اور ہر عالی منصب کے لیے نبی علیہ السلام کی تعظیم و تکریم فرض عین و جزو ایمان ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے کہ جس نبی کا وہ کلمہ پڑھتے اور جس کے امتی ہونے کا دم بھرتے ہیں اسی کی توہین و تنقیص میں ایک خاص لذت محسوس کرتے ہیں اس سراسر خلاف دین و دیانت فعل کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنا کر اس میں انہوں نے اس درجہ ترقی کی ہے کہ منکرین منصب نبوت کے سابقہ سارے ریکارڈ توڑ کر پھینک دیئے ہیں ان مہربانوں نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور ذوالخویصرہ والی روش کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھا ہوا ہے اور مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے کہ وہ دنیا میں توحید کا علم بلند کر رہے ہیں۔ اگر تم لوگ ان پلید لوگوں کی روش پہ چل کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے توہین رسالت کے مرتکب ہوتے رہو گے تو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیچھے ہٹنے والے نہیں وہ بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی روش پہ قائم رہ کر کٹ تو جائیں گے مگر اپنے آقا کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔

؎ میرے آقا کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے
وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائینگے
تم بھی ان جان دو عالم سے فداکاری کرو
ان کے دشمن سے کھلا اظہار بیزاری کرو
ان کی عزت کے محافظ ہو تو عزت آپکی
آپ کے ہم' آپ کا سکہ' حکومت آپ کی
آپ اگر ان کے نہیں پھر ''یہ زمیں'' خالی کرو
ملک کی' ملت کی' مذہب کی نہ پامالی کرو

حضرت عمر کا عدل وانصاف یہودی بھی مان گئے

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک

مسلمان اور یہودی جھگڑا لے کر آئے تو حضرت عمر نے یہودی کو سچا جانا اور اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ یہودی نے کہا: وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ۔ خدا کی قسم! آپ نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اسے درہ مارا شاید اس لیے کہ اس طرح تو مسلمان کو طیش میں لا رہا ہے یا اپنی تعریف اپنے منہ پہ مناسب نہ سمجھی) اور فرمایا: وَمَا يُدْرِيْكَ۔ تجھے کیسے معلوم ہوا! فیصلہ حق کے ساتھ ہوا ہے؟ اس نے کہا: اِنَّا نَجِدُ (فی التوره) اَنَّهٗ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ اِلَّا كَانَ عَنْ يَمِيْنِهٖ مَلَكٌ وَّعَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهٖ وَيُوَفِّقَانِهٖ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَاِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُمْ۔ ہم (تورات میں) پاتے ہیں جو فیصلہ کرنے والا حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی دائیں طرف ہوتا ہے اور دوسرا بائیں طرف جو حق پر قائم رہنے کے لیے اس کی مدد کرتے ہیں جب وہ خود حق پر قائم رہے اور جب وہ حق کو چھوڑ دے تو فرشتے بھی اس کو چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں۔ (۲)

؎ دین تو حق کی یاری ہے — باقی دنیاداری ہے
جھوٹ کو کیسے سچ کہہ دوں — میرا دل انکاری ہے
ایک خدا کا تو ہو جا — تیری یہ دنیا ساری ہے
دین کا دشمن جان اسے — جس کو دنیا پیاری ہے

جھوٹی قسم کھا کر کسی کی معمولی چیز بھی لینے والا جہنمی ہے

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَاَوْجَبَ لَهُ النَّارَ۔

جو جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے اور دوزخ کو واجب کر دیتا ہے۔

لوگ عرض گذار ہوئے وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یا رسول اللہ! اگرچہ معمولی چیز ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ۔ اگرچہ پیلو کی لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔ (۱۱)

کِتَابُ الرَّهْنِ (گروی رکھنے کا بیان)

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ۔ رہن کو روکا نہ جائے۔ امام مالک علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں میرا خیال یہ ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز گروی رکھے اور گروی رکھتے ہوئے مرہونہ شی پہ اضافہ کرتا ہوا کہے کہ اگر میں اپنی مدت میں اپنی چیز چھڑا لوں تو فبہا ورنہ جتنے میں گروی رکھی ہے اتنے میں تیری ہو گئی۔ امام مالک فرماتے ہیں یہ درست اور حلال نہیں اور اس سے منع فرمایا گیا ہے لہٰذا جس کی چیز ہے وہ اگر مقررہ مدت کے بعد بھی آئے گا تو اپنی چیز لے سکتا ہے اور شرط فسخ ہو جائے گی۔ امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس نے مدت مقرر کر کے اپنے باغ کو رہن رکھا باغ کے پھل جو رہن رکھنے سے پہلے نکل آئے تھے وہ اصل کے ساتھ شمار نہیں ہونگے مگر یہ کہ مرتہن نے اس کی شرط کر لی ہو۔ اگر کسی نے لونڈی رہن رکھی اور وہ حاملہ تھی یا رہن رکھنے کے بعد حاملہ ہوتی تو اسکا بچہ بھی ساتھ شمار ہوگا۔ قال ابوحنیفة ولد الرهن ولبنه و صوفه وثمرته مع اصله وقال الشافعی لا یکون النماء رهنا لا الولد ولا الثمرة وقال احمد هو ملك المرتهن وقال بعض اصحاب الحدیث انكان الراهن هوالذی ینفق علی الراهن فالزیادة له اوالمرتهن فالزیادة له (حاشیہ ۷ ص ۳۰۴) امام مالک فرماتے ہیں اس کی مثال یہ بھی ہے کہ لوگ کھجور کے پھل رہن رکھ دیتے ہیں اور درختوں کو رہن نہیں رکھتے لیکن کوئی شخص پیٹ کے بچے کو گروی نہیں رکھتا جو لونڈی یا جانور کے پیٹ میں ہو۔

Scanned with CamScanner

(حدیث نمبر ۱ کے تحت)

اسلام سے پھر جانے والے (مرتد) کی سزا

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ غَیَّرَ دِیْنَہٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَہٗ۔ جو اپنا دین بدل لے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کی گردن اڑا دو (۳) مرتد کی سزا کا انکار کرنے والے نہیں جانتے کہ وہ آقا علیہ السلام کے فرمان کا ہی صرف انکار نہیں کر رہے بلکہ حضور علیہ السلام کے اور نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ ملک و ملت اور مسلمانانِ عالم کے غداروں سے پیار بھی کر رہے ہیں اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا تحفظ کر کے اپنے سچے نبی کی نبوت کے محل میں ڈاکہ زنی کا ارتکاب بھی کر رہے ہیں جب کہ اہل اسلام کا ایمان و عقیدہ ہے کہ

ے سچے نبیوں کا اقرار ضروری ہے — جھوٹے نبیوں کا انکار ضروری ہے
ختم نبوت کی نگری میں چور گھسے — نگری والے ہوں بیدار ضروری ہے
اس نگری کا ہر مسلم ہے پہرے دار — اس ناطے سے چیخ پکار ضروری ہے
وہ نہیں مومن جس کو ہو اصحاب سے بیر — مومن ہے تو ان سے پیار ضروری ہے
لازم ہے اللہ کی رحمت سچوں پر — جھوٹوں پر اس کی پھٹکار ضروری ہے
الجھے جب اسلام سے کفر' ایمان والو — کفر پہ اک ہو کر یلغار ضروری ہے
کمزوروں سے کہتے ہیں طاقت والے — چور کو کہنا چوکیدار ضروری ہے
گیلانی کو بے شک تم پاگل کہہ لو
بات کھری کہنا اے یار ضروری ہے

اس حدیث کا مفہوم امام مالک کیا سمجھے؟

امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ جو اپنا دین تبدیل کرلے اس کی گردن اڑا دو کا مطلب میرے خیال میں یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جو اسلام سے کسی اور طرف نکل جائے یعنی زندیق وغیرہ ہو جائے تو

قابو پانے پر مسلمان اسے قتل کر دیں اور اس سے توبہ نہ لی جائے کیونکہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں ایسے لوگ اپنے کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے لوگوں سے توبہ کے لیے نہ کہا جائے اور ان کی باتوں کا اعتبار نہ کیا جائے اور جو اسلام سے نکل کر کسی اور دین میں شامل ہوا اور اسے ظاہر کیا تو اس سے توبہ کرائی جائے گی' اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے گا۔ اگر کتنے ہی لوگ ایسا کریں تو انہیں اسلام کی طرف بلایا جائے گا اور توبہ کرائی جائے گی' اگر توبہ کرلیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی اور توبہ نہ کریں تو قتل کیے جائیں گے اور اس سلسلے میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ آگے اللہ بہتر جانے جو یہودی سے نصرانی یا نصرانی سے یہودی ہو جائے یا اسلام کے علاوہ دیگر ادیان میں تبدیل ہوتا پھرے یہ الگ بات ہے کیونکہ جو اسلام سے دوسرے دین کی طرف نکلے اور اسے ظاہر کرے تو یہ سزا اس کے لیے ہے' آگے اللہ بہتر جانے' ہر دور کے مرتد فرقے اس حدیث میں بیان ہونے والی سزا کی زد میں آئیں گے اور کسی سے کوئی رعایت نہ برتی جائے گی۔

ے بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کوثر
جو ان سے بے تعلق ہے ہمارا ہو نہیں سکتا

ایک اصولی اور شرعی بات

مترجم مؤطا اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''دین تبدیل کرنے اور کافر و مرتد ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ آدمی اسلام کو چھوڑ کر ہندو سکھ عیسائی یہودی پارسی کیمونسٹ وغیرہ ہو جائے۔ ملت اسلامیہ کو چھوڑ کر کافروں کے کسی بھی گروہ میں شامل ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی شامل تو مسلمانوں میں ہی رہے اور مسلمان ہی کہلائے لیکن کوئی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کرلے جو صریح کفریہ ہو اور اس عقیدے کو اسلامی عقیدے پر محمول کرنے کا کوئی ضعیف سے ضعیف پہلو بھی نہ مل سکے اور وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو

Scanned with CamScanner

جائے تو ایسے حالات میں یقیناً اس شخص کو کافر و مرتد قرار دیا جائے گا۔ عام مسلمان اس کے ساتھ کافروں، مرتدوں جیسا سلوک کریں گے اور اسلامی حکومت ہو تو اسے قتل کر کے زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کرے گی۔

ماضی قریب میں جب کہ متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی تو حکومت کی ضرورت کے لیے اس کے اشارہ چشم و ابرو پر کفر و ارتداد کی یہ دوسری راہ ملک کے کتنے ہی اہل علم حضرات نے اختیار کر لی تھی۔ بے خبر مسلمان ان حضرات کو اپنے دینی رہنما، مذہبی پیشوا اور قومی لیڈر سمجھتے رہے اور حق کی علمبرداری کرنے والے علماء کے سمجھانے بجھانے، صورتحال بتانے جتانے کے باوجود کتنے ہی لوگ ان کی مولویت و مشیخیت اور لیڈری سے دھوکا کھا کر ان کی پیشوائی کا دم بھرتے ہی رہے یوں وہ گمراہ گر کفریہ عقائد اختیار کر کے خود تو جہنم کا ایندھن بنے ہی تھے لیکن ان غیر اسلامی عقائد و نظریات کی تشہیر کر کے اپنے ساتھ اور کتنے ہی مسلمانوں کو لے ڈوبے مدعیان اسلام میں سے جو اس طرح راہ کفر و ارتداد اختیار کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے کھلے کافروں مرتدوں سے ہزاروں گنا زیادہ مضر اور خطرناک ہیں۔ کھلے کافروں، مرتدوں کے بہکانے سے کوئی مسلمان اپنے ایمان کی دولت کو ضائع کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا لیکن ایسے کافروں، مرتدوں کی ظاہری مولویت و مشیخیت اور جبہ و دستار کو دیکھ کر کتنے ہی مسلمان ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور یوں بے خبری میں اپنی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو ایسے گندم نما جو فروش قسم کے پیشواؤں سے خبردار رہنا چاہیے۔ مدعیان اسلام کے اندر جو اتنے سارے فرقے نظر آ رہے ہیں یہ ایسے ہی حضرات کی کارگزاری کا زندہ ثبوت ہے جو ظاہر میں علم و فضل کی مسندوں پر براجمان تھے لیکن حقیقت میں شیطان ملعون کے نائب بن کر ملت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے کمزور کرنے اور حقیقت میں اپنے دشمن دین و ایمان ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے"۔

خبردار ہوشیار

ان حالات میں جب کہ اعتقادی اور عملی طور پر سادہ لوح مسلمانوں کے دین و ایمان پہ ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے تو عام مسلمان کو اپنا دین و ایمان بچانے کی بھی فکر کرنی چاہیے جہاں اپنی دنیا کی چند روزہ زندگی کو سنوارنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں وہاں آخرت کی ابدی زندگی کو بنانے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ضروری ہے۔ علماء شریعت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شریعت سیکھیں اور پھر اولیاء اللہ کے دامن سے سچی وابستگی اختیار کر کے زندگی گزاریں۔

میں نہیں کہتا شریفوں کے لیے جینا ہے بار
ہو رہے ہیں وہ رزیلوں کے خدنگوں کا شکار
میں نہیں کہتا ابھی حکام رشوت خور ہیں
میں نہیں کہتا کہ چوکیدار اکثر چور ہیں
میں نہیں کہتا کہ فتنہ فلم ہے اور راگ ہے
خرمن اخلاق پر اک تیل ہے اک آگ ہے
ہاں بجا ہے ہر بلا پر صبر کرنا چاہیے
رہ میں کانٹے ہوں اگر بچ کر گزرنا چاہیے
اے معزز حکمرانوں صبر کرنا خوب ہے
واقعی جس سے نہ ہو صبر اس کا مرنا خوب ہے
ہم بہرصورت رہے چپ گو بلا کا دور ہے
غور کیجئے پر یہاں تو رنگ ہی کچھ اور ہے
جو بھی گزرے جھیل لیں گے خندہ پیشانی سے ہم
تم کہو تو ہاتھ اٹھا لیں دشمن جانی سے ہم

Scanned with CamScanner

میں نہیں کہتا کہ ہم بھوکے ہیں روٹی چاہیے
میں نہیں کہتا کہ ننگے ہیں لنگوٹی چاہیے
میں نہیں کہتا کہ اب تعلیم ہے دشوار تر
ٹھوکریں کھاتے ہیں بچے مفلسوں کے دربدر
میں نہیں کہتا کہ بداخلاقیاں کیوں عام ہیں
میں نہیں کہتا کہ عقلیں کج عقیدے خام ہیں
پر محمد کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے
وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائیں گے

مرتد کو کب قتل کیا جائے؟

محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کی بارگاہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف سے ایک آدمی آیا۔ آپ نے اس سے لوگوں کا حال پوچھا تو اس نے بتادیا' پھر حضرت عمر نے اس سے فرمایا:
هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ. کیا تمہارے پاس کوئی خاص خبر بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں ایک مسلمان کافر ہوگیا تھا۔ آپ نے فرمایا: فَمَا فَعَلْتُمْ بِهٖ؟ تم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے عرض کیا: ہم نے اس کی گردن اڑا دی۔ فرمایا: اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا وَّاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَّاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ وَيُرَاجِعُ اَمْرَ اللّٰهِ. تم اسے تین دن قید رکھتے روزانہ ایک روٹی دیتے اوراس سے توبہ کا مطالبہ کرتے شاید وہ توبہ کر کے اللہ کے دین کی طرف لوٹ آتا۔ مزید فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَرْضَ اِذْ بَلَغَنِيْ. اے اللہ! میں اس وقت نہ موجود تھا اور نہ ہی میں نے حکم دیا اور نہ ہی میں اس پہ راضی ہوا جب مجھے یہ خبر پہنچی (۴) معلوم ہوا! اسلام یہ نہیں کہتا کہ فوراً ہی ایسے شخص کی گردن اڑا دی جائے اوراس کو سوچنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ ہاں گرفتار فوراً کرلیا جائے اوراس کے بعد مندرجہ بالا

تفصیل کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

✻ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کسی کے واسطے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ (۶)

✻ گمشدہ بچے کو اٹھانے والا اگر نیک ہے تو اسی کو اس کی تربیت کا حکم دیا جائے۔ خرچہ حکومت دے گی اوراس کی ولا پالنے والے کے لیے ہوگی۔ فرمان عمر رضی اللہ عنہ (۷)

بچے کا فیصلہ گواہی کی بنیاد پہ کیا لیکن مشابہت کی وجہ پردے کا حکم دیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص سے عہد لیا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے تم اسے اپنے قبضے میں لے لینا۔ وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد نے اسے لے لیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اور مجھ سے اس کے متعلق عہد لیا گیا ہے۔ عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا: میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ دونوں جھگڑے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ حضرت سعد عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے اس کے متعلق مجھ سے عہد لیا گیا تھا۔ حضرت عبد بن زمعہ نے کہا: میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اوران کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ یہ تمہارا ہے' پھر رسول اللہ نے فرمایا: بچہ بستر والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں' پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا: اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ اسے عتبہ بن ابی وقاص سے مشابہت ہے۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ پھر اس لڑکے نے حضرت سودہ کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ بارگاہ خداوندی میں چلی گئیں۔ (۸)

یہ ہے علم نبوت اور مافی الارحام کا علم۔ آج کوئی شخص اس بنا پہ ایسی بات نہیں کر سکتا کہ فلاں کی شکل فلاں سے ملتی ہے لہٰذا اس کے مطابق پردے کے احکام کی بات

Scanned with CamScanner

لازم کی جائے۔ یہ حق صرف اسی ذات کو ہے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہیں۔

محمد نور حق مخدوم کل ہیں — محمد سرور و ختم رسل ہیں
محمد عرش و کرسی کی طلب ہیں — محمد ہی شہ ملک عرب ہیں
محمد وردھر جن و بشر ہیں — محمد مطمح قلب و نظر ہیں
محمد مرکز دین تجلی ہیں — محمد حسن وخوبی میں "علی" ہیں
محمد زینت عرش و فلک ہیں — محمد مشعل حورو ملک ہیں
محمد مصدر علم و عمل ہیں — محمد بینظیر و بے بدل ہیں
محمد ہی سرور سرمدی ہے — محمد کے لیے ہر برتری ہے
محمد ہی محمد ورد نقوی — میری نسبت محمد سے قوی ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر کا بوڑھی عورتوں سے مشورہ اوران کی حوصلہ افزائی کرنا

حضرت سلمان بن یسار نے عبداللہ بن ابوامیہ سے روایت کی کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوگیا تو اس نے چار ماہ دس دن کی عدت گزاری اور آگے نکاح کر لیا۔ دوسرے خاوند کے پاس چار ماہ ہوئے تھے کہ بچہ پیدا ہوگیا۔ دوسرا خاوند حضرت عمر کے پاس آیا اور معاملہ عرض کیا۔ حضرت عمر نے بڑی بوڑھی عورتوں کو بلایا اوران سے اس بارے میں معلومات لیں تو ایک نے کہا: جب اس عورت کا پہلا خاوند فوت ہوا تو یہ اس سے حاملہ تھی مگر حیض کا خون گرنے سے بچہ پیٹ میں سوکھ گیا اور جب دوسرے خاوند سے نکاح کیا تو اس کے پانی سے بچہ حرکت کرنے لگا اور بڑھنے لگا۔ حضرت عمر نے اس عورت کی تصدیق فرمائی۔ عورت کو مرد سے جدا کر دیا۔ بچے کا نسب پہلے خاوند سے ثابت کر دیا اور بوڑھیوں کو فرمایا: اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْنِيْ عَنْكُمَا اِلَّا خَيْرٌ. مجھے تم سے بھلائی ہی ملتی ہے۔ (۹) گواہی اور وراثت میں آدھا حصہ دیکھ کر مایوس ہونے والی

عورتیں اوراس کو بنیاد بنا کر اسلام سے دور بھاگنے والی مندرجہ بالا فرمان اوراس طرح کی دیگر حوصلہ افزا باتیں پڑھ کر اپنے آپ کو دینداری کی طرف لائیں اور مغرب کی نام نہاد ترقی کی طرف نہ بھاگیں جو درحقیقت ان کے لیے ذلت و رسوائی ہے۔ ساری کائنات کی عزتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اوران کے غلاموں کو عطا فرما رکھی ہیں۔ ہر دور میں انہی کے نقش قدم سے روشن بھی ہے چاشنی بھی ہے، خوشبو بھی ہے اور ہر صاحب عقل کو انہی کی جستجو بھی ہے۔

محمد کی ہے روشنی ہر زمن میں — ہے ان کی مہک ہر چمن ہر سمن میں
محمد نے دیکھا ہے اپنے خدا کو — محمد ہیں نبیوں کی ہر انجمن میں
محمد ہیں مشکل کشائے دو عالم — محمد ہیں رب جہاں کی لگن مین
محمد زمیں، آسماں کے ہیں مالک — مددگار آدم ہیں رنج و محن میں
محمد ہیں جن و بشر کا وظیفہ — محمد ہیں حورو ملک کی پھبن میں

✳ یحییٰ بن عمارہ مازنی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ۔ نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ اپنا نقصان کرو۔ (۱۸)

✳ حضرت ابوہریرہ نے حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا کہ آپ نے فرمایا ہے: لَا يَمْنَعْ اَحَدُكُمْ جَارَهٗ خَشْبَةً يَغْرِزُهَا فِيْ جِدَارِهٖ. کوئی کسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ لوگوں نے آپ کی بات پر توجہ نہ کی تو آپ نے فرمایا: وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ. اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنے آقا کا فرمان سنا کر رہوں گا۔ (۱۹)

جو مفید کام نہ کرنے دے حاکم اس پہ زبردستی کرسکتا ہے

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے عریض میں ایک نہر نکالی اور چاہا کہ وہ نہر محمد بن مسلمہ کی زمین سے گزرے لیکن محمد نے انکار کیا۔ ضحاک نے اس سے کہا: آپ کیوں منع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے کہ شروع اور آخر

Scanned with CamScanner

میں آپ کو پانی ملے گا اور نقصان کچھ نہیں۔ محمد نے پھر بھی انکار کیا۔ ضحاک نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا انہیں نہ روکو۔ محمد نے کہا: یہ نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے کہا: ایک مفید کام سے اپنے بھائی کو کیوں روکتے ہو؟ وہ تمہارے لیے مفید ہے اور اول و آخر سے اپنی زمین کو سیراب کیا کرو گے اور تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ محمد نے کہا: خدا کی قسم ہرگز ایسے نہیں ہوگا' پس حضرت عمر نے ارشاد فرمایا:

وَاللهِ لَيَمُرَّنَّ بِهٖ وَلَوْ عَلٰى بَطْنِكَ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّمُرَّ بِهٖ فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ اللہ کی قسم! وہ نہر ضرور گزرے گی۔ اگرچہ تمہارے پیٹ سے' پھر حضرت عمر نے حکم جاری کر دیا کہ نہر کو کھودا جائے اور ضحاک نے کھود دی۔ (۲۰) خدا تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو بھی ایسے مفید کاموں میں دلچسپی لینے کی توفیق عطا فرمائے اور جو لوگ اس سلسلہ میں رکاوٹ بنتے ہیں ان کا ساتھ دینے کی بجائے ان کی حوصلہ شکنی کرنے کی توفیق دے تاکہ ملک کا نظام سب کے لیے سراپائے رحمت بن جائے۔

؎ اک گزارش ہے مگر اے حاکمان ذی وقار
ڈر رہا ہوں طبع نازک پر نہ گزرے ناگوار
میں کہوں اور آپ کر لیں میرا کاروبار ضبط
یا کسی اخبار میں دے دوں تو وہ اخبار ضبط
یا فزوں ہو رنج تو زنجیر پہنا دیں مجھے
پھر بھی میں بولوں تو سولی پر لٹکا دیں مجھے
آپ کو کیا میری بیوی رانڈ اگر ہو جائے گی
میری بوڑھی ماں کلیجہ تھام کر چلائے گی
آپ کو کیا میرے بچے روئیں گے چلائیں گے
آپ اب بھی ہنس رہے ہیں پھر بھی ہنستے جائیں گے

اف مجھے کیا ہو گیا کہنا تھا کچھ کہتا ہوں کچھ
درحقیقت ان دنوں کھویا ہوا رہتا ہوں کچھ
کچھ تو فکر خویش ہے کچھ قوم کا احساس ہے
آہ پر مجبور ہوں اک دل ہی میرے پاس ہے
خیر ان باتوں کو چھوڑیں میں نہ چھیڑوں گا یہ ذکر
آپ حاکم ہیں رعایا کی کریں خود ہی فکر

اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرنے کا حکم

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور محمد بن نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں: ان کے والد بشیر انہیں لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِیْ۔ میں نے اپنے بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو یہی کچھ دیا ہے؟ عرض کیا نہیں یارسول اللہ! فرمایا: فَارْتَجِعْهُ' پھر اس سے بھی واپس لے لو۔ (۲۶)

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے علاوہ تینوں ائمہ اس حکم کو وجوب کا درجہ دیتے ہیں جب کہ امام صاحب اس حکم کو استحباب پہ محمول کرتے ہیں یعنی ان کے ہاں اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرنا صرف مستحب ہے نہ کہ واجب۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مخالفین بعض مسائل کی آڑ میں اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے عجیب وغریب قسم کے الزامات لگاتے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب ''دو عظیم رہنما ابوحنیفہ اور رضا'' میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ یہاں پر مؤطا کے مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے' قارئین کرام کی نظر کر رہے ہیں اور اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریف سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

Scanned with CamScanner

امام اعظم اور ان کے معاندین کے لیے لمحہ فکریہ

امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایسے ہی کچھ فیصلوں کی آڑ لے کر بعض مبتدعین نے آپ کے خلاف ایک طوفان کھڑا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی گمراہ گری اور بے راہ روی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت امام اعظم پر اعتراضات کرنا اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے سرکردہ اہل علم اور یگانہ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنا کر قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلامی احکام کو ان کی صحیح ترین صورت میں منضبط کر کے گمراہ گروں کے سامنے جو سد سکندری تعمیر کر دی تھی یہ حضرات اسی دیوار کو گرانے اور اپنی اسلام دشمنی و بے راہ روی کا منہ بولتا ثبوت پیش کرنے میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر اپنے اس سراسر خلاف دین و دیانت طرز عمل کو پیش خویش اسلام کی بہت بڑی خدمت اور ملت اسلامیہ کی خیر خواہی کا تقاضا بنائے بیٹھا ہے۔ ان حضرات کا یہ طرز عمل بوجوہ خلاف دین و دیانت اور حق و صداقت کے خلاف ہے:۔

سراج اہل تقویٰ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ

اولاً: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عدیم المثال علمی کارنامے اور خدمت دین متین کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ، سراج اُمتِ محمدیہ، علم شرع کو سب سے پہلے مدون کرنے والے آئمہ مجتہدین میں سب سے پہلے تابعی امام المسلمین اور اُمتِ محمدیہ کے سوادِ اعظم کے پیشوا ہیں جنہیں اکثر آئمہ وفقہاء ان کی جلالت شان کے پیش نظر امام اعظم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ثانیاً: امام اعظم کا زمانہ عہد رسالت سے اتنا قریب ہے کہ ایسا قرب باقی آئمہ مجتہدین کو بھی نصیب نہ ہوا اور محدثین میں سے اصحاب صحاح ستہ کا زمانہ تو تیسری صدی ہجری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بارگاہوں کے مایہ ناز تربیت یافتہ تابعین سے وہ حضرات جو آسمان علم و عرفاں پر شمس و قمر بن کر چمکے اور جنہیں ملت اسلامیہ آج

بھی اپنا پیشوا اور علوم دینیہ کا سرچشمہ مانتی ہے وہ حضرات امام اعظم کے سامنے تھے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہر آیت و حدیث کے مفہوم و محمل کو باقی ساری امت سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ سہولت مابعد کے حضرات کو میسر آ ہی نہیں سکتی تھی۔

ثالثاً: امام اعظم نے صرف اپنے زور علم ہی سے اجتہاد نہیں کیا بلکہ مختلف علوم و فنون میں اس زمانے کی چالیس یگانہ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنایا تھا جن میں علمی فوقیت کے باعث امام اعظم سر مجلس ہوتے تھے۔ یہ جملہ حضرات ایک مسئلے پر ہر پہلو سے غور کرتے۔ دلائل کی رو سے اس پر تمام حضرات میں بحث ہوتی اور مسئلے کی جس صورت پر سب کا اتفاق ہوتا اسے تحریر کر لیا جاتا تھا۔ پوری اُمتِ محمدیہ میں یہ اہتمام کسی بزرگ کے ہاں نظر نہیں آتا۔ اس طرح آپ نے تراسی ہزار مسائل طے فرمائے جن میں سے اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی مسائل معاملات کے متعلق ہیں۔

رابعاً: اہل حق سے چند بزرگوں نے بھی بعض مسائل کے پیش نظر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کی ہے اور یہ اس لیے وقوع میں آیا کہ وہ حضرات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی رفعتوں کو سمجھنے سے قاصر رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنّت و جماعت کے باقی بزرگوں نے ان حضرات کی تنقید کے پیش نظر قطعاً امام اعظم کو مطعون نہیں کیا اور نہ ان تنقید کرنے والے حضرات سے اتفاق کیا بلکہ علمی انداز میں ایسے بزرگوں کے شبہات کا ازالہ کر دیا کیونکہ ان حضرات کی تنقید بھی بدنیتی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ علمی لحاظ سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے تھے جب کہ حقیقت نفس الامری تک ان کی رسائی نہیں ہوئی تھی۔

امام اعظم اور مجدد اعظم علیہما الرحمۃ

علمی اور روحانی لحاظ سے اُمتِ محمدیہ کی مایہ ناز ہستی اور اپنے دور میں سرمایہ ملت کے عدیم المثال نگہبان ثابت ہونے والے حضرات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

Scanned with CamScanner

عجب معاملہ است کہ امام ابوحنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداند و بر رائے خود مقدم می دارد و ہمچنیں قول صحابی را بواسطہ شرف صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات بر رائے خود مقدم می دارد و دیگراں نہ چنیں اند مع ذلک مخالفان اور اصاحب رائے میدانند و الفاظے کہ مبنی از سوئے ادب اند باو منتسب می سازند باوجود آنکہ ہمہ بکمال علم و وفور ورع و تقویٰ او معترف اند۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ایشاں را توفیق دہاد کہ آزار رأس دین و رئیس اہل اسلام را ایذا نکنند۔ یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم جماعہ کہ اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاں بہ رائے خود حکم می کردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضلال و مبتدع باشند بلکہ از جرگہ اہل اسلام بیرون بوند این اعتقاد نکند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است ناقصے چند احادیث چند یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر دراں ساختہ اند و ماورائے معلوم خود را نفی می نمایند و آنچہ نزد ایشاں ثابت نشدہ منتفی می سازند (مکتوبات، دفتر دوم، مکتوب ۵۵)

ترجمہ: عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سنت کی پیروی میں باقی جملہ آئمہ سے آگے ہیں اور اسی لیے مرسل احادیث کو وہ مسند احادیث کی طرح لائق متابعت جانتے ہیں اور اپنی رائے سے بہر صورت مقدم رکھتے ہیں بلکہ اسی طرح قول صحابی کو صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے مشرف ہونے کے باعث اپنی ذاتی رائے پر مقدم رکھتے ہیں جب کہ دوسرے آئمہ کرام کے ہاں یہ معاملہ نہیں ہے اس کے باوجود مخالفین انہیں صاحب رائے جانتے ہیں اور ایسے الفاظ سے انہیں یاد کرتے ہیں جو بے

ادبی پر مبنی ہیں حالانکہ وہ سب آپ کے علمی کمال اور ورع و تقویٰ سے مالا مال ہونے کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے پیشوا کو اذیت نہ پہنچائیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں وہ جماعت جو اکابر دین کو اصحاب رائے جانتی ہے اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ بزرگ اپنی رائے سے حکم لگاتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے تو اس طرح ان کے زعم فاسد سے مسلمانوں کا سواد اعظم گمراہ اور بدعتی قرار پاتا ہے بلکہ یہ لوگ دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جاتے ہیں ایسا عقیدہ نہیں رکھے گا مگر وہ جاہل جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا ایسا زندیق جو آدھے دین کو باطل کر دینا چاہتا ہے بعض نیم ملاؤں نے چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان پر منحصر کر لیا ہے۔ اس طرح جو باتیں ان کی ذاتی معلومات سے باہر ہیں ان کا انکار کر دیتے ہیں اور جو چیز ان حضرات کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے صاحبزدگان یعنی حضرت خواجہ محمد سعید (المتوفی ۱۰۷۰ھ) اور حضرت خواجہ محمد معصوم (المتوفی ۱۰۷۹ھ) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما کو پند و نصائح سے نوازتے ہوئے اسی مکتوب گرامی میں یہ بھی فرمایا:

مثل روح اللہ بمثل امام اعظم کوفی ست رحمتہ اللہ علیہ کہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز و قاصر اند و مجتہدات او را بواسطۂ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را و اصحاب او را اصحاب رائے پندارند کل ذلک

لعدم الوصول الی حقیقہ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ۔ وفراست امام شافعی بکرشمہ از دقت فقاہت اوعلیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ۔ وائے از جراتہائے قاصرنظراں کہ قصور خودرا بدیگرے نسبت نمایند (ایضاً)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی مثال امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع وتقویٰ کی برکت اور سنت کی پیروی کے باعث اجتہاد واستنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسرے لوگوں کا فہم اس کے سمجھنے سے عاجز وقاصر ہے اور ان کے اجتہادی مسائل کو دقت معانی کے سبب کتاب وسنت کے خلاف جانتے ہیں اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو اصحاب رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت اور روایت تک نہ پہنچنے کے باعث ہے اور ان کے فہم پر وہ مطلع نہ ہو سکے۔ دقت فقاہت کے باعث یہ امام شافعی کی فراست کا کرشمہ ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں۔ ان کوتاہ اندیش لوگوں کی جرات پر افسوس ہے جو اپنے قصور کو دوسرے (امام ابوحنیفہ) کے سر منڈھتے ہیں۔

فقہ حنفی کی نورانیت وبرتری

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں علوم عقلیہ ونقلیہ میں درجہ کمال رکھتے تھے وہاں آپ کا روحانی مقام بھی اتنا بلند ہے کہ اہل کمال نے انہیں طریقت میں امام و مجتہد اور میدان مکاشفہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۸ھ) سے بلند پایہ قرار دیتے ہوئے رئیس المکاشفین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ جتنے شرعی معاملات کو کشفی نظر سے دیکھ کر انہوں نے ظاہر فرمایا اور کشف کے ذریعے جتنے سربستہ راز کھولے جو کتاب وسنت سے بال برابر بھی متصادم نہیں ہیں۔ ان کے لحاظ سے

دیکھئے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پوری اُمتِ محمدیہ میں اپنی مثال آپ ہیں کہ یہ اجازت وسعادت آپ کے حصے میں آئی۔ انہوں نے حضرت امام اعظم اور حنفی مذہب کو کشفی نظر سے کیا پایا؟ خود مجدد اعظم ہی کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیے:

بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی دررنگ دریا عظیم می نماید وسائر مذاہب دررنگ حیاض وجداول بنظر می درآیند وبظاہر ہم ملاحظہ نمودہ می آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان وایں مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است ودر استنباط طریق علیحدہ دارد ایں معنی بنی از حقیقت است (ایضاً)

ترجمہ: بغیر کسی تکلف اور تعصب کے شائبہ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشف کی نظر سے ایک بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی سارے مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر کی نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ اہل اسلام کا سواد اعظم امام ابوحنیفہ کے متبعین پر مشتمل ہے علیہم الرضوان اور پیروی کرنے والوں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب اصول وفروع میں دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ ہی نرالا ہے اور یہ اس کے حقیقت پر مبنی ہونے کی دلیل ہے۔

اجتہادی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیگر آئمہ کی نسبت کتاب وسنت کی تعلیمات سے زیادہ قریب ہیں۔ اکابر دین وملت نے اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اہل حق کے دیگر آئمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار اکثر فقہاء ومحدثین نے امام ابوحنیفہ کو فقہ کا بانی اور کشور اجتہاد کا فرمانروا تسلیم کر کے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اُمتِ محمدیہ کی ایسی عدیم المثال اور سرمایۂ

Scanned with CamScanner

افتخار ہستی پر زبان طعن کھولنے سے پہلے معترض کو اپنے ورع و تقویٰ، علم و عرفان اور اتباع و اذناب کی پونجی کا جائزہ لے لینا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ آخر وہ ہے کس شمار میں؟

چلی ہی آتی ہیں شوق میں یاں زباں پہ بے اختیار باتیں
سکوت نخوت بھی مسکرا دے سنے جو دیوانہ وار باتیں

حضرت ابوبکر صدیق اور مافی الارحام کا علم

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں غابہ مقام پہ کھجور کے کچھ درخت ہبہ کیے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے فرمایا: اے میری بیٹی! کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جس کا اپنے بعد غنی ہونا مجھے زیادہ پسند ہو اور اپنے بعد مجھے کسی کی مفلسی تمہاری مفلسی سے زیادہ گراں نہیں، میں نے تمہیں کچھ درخت دیئے تھے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں، اگر تو نے ان پہ قبضہ کیا ہوتا تو وہ تمہارے ہو جاتے اب وہ میراث کا مال ہے جو تمہاری دو بہنوں اور تمہارے دو بھائیوں میں تقسیم ہوگا، پس سارے مال کو اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ میں نے عرض کیا: ابا جان! مال جتنا بھی زیادہ ہوتا، میں چھوڑ دیتی لیکن میری بہن تو صرف ایک ہے اور وہ اسماء ہے دوسری کون ہے؟ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً. وہ بنت خارجہ (میری بیوی) کے بطن میں ہے اور میرے خیال میں وہ لڑکی ہے (۲۷) اس روایت کے تحت علامہ شاہ جہانپوری نے علم غیب اور بالخصوص غیوب خمسہ اور مفاتیح الغیب کے موضوع پر بڑی نفیس بحث فرمائی ہے جو کہ من وعن نقل کی جارہی ہے۔

اہل سنت کا غیوب خمسہ کے بارے میں عقیدہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ان کی زوجہ محترمہ یعنی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ ان کے خیال میں لڑکی ہے اور ان کے ترکہ میں سے اسے بھی حصہ ملنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر کی یہ کرامت ہے کہ اس بچے کے متعلق جان لیا کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا جب کہ وہ ابھی اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھا۔ یہ علم مافی الارحام ہے جو ان پانچ باتوں میں سے ایک ہے جنہیں غیوب خمسہ اور مفاتیح الغیب کہا جاتا ہے اس روایت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ غیوب خمسہ کی ایک شق یعنی علم مافی الارحام سے کچھ حصہ پروردگار عالم نے حضرت ابوبکر صدیق کو بھی مرحمت فرمایا تھا۔ حالانکہ یہ نبی نہیں تھے۔ دریں حالات حضرات انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کو تو علیٰ قدر مراتب ان غیوب خمسہ سے یقیناً بدرجہا زیادہ حصہ ملا ہوگا۔ چونکہ قرآن و حدیث کے واضح نصوص اس پر قائم ہیں لہٰذا مسلمانوں کے ناجی گروہ یعنی حضرات اہلسنّت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

بعض مبتدعین زمانہ جو مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرات انبیاء کرام و اولیائے عظام کی عداوت میں مغلوب الحال ہوئے پھرتے ہیں، انہیں اہل حق سے اس عقیدے میں اتفاق نہیں بلکہ ان کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا بالاتفاق کافر و مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ان کے نزدیک اہل حق تو سرے سے مسلمان ہی نہیں رہے بلکہ مسلمان تو وہ حضرات ہیں جو ہمہ وقت ایسا کارنامہ سرانجام دیتے ہوں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھیں اس کی توہین و تنقیص کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بہر حال غیوب خمسہ کے متعلق پروردگار عالم نے یوں فرمایا ہے:

ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفس ماذا تکسب غدا وماتدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر (۳۱:۳۴)

Scanned with CamScanner

بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اور دوسرے مقام پر خدائے علیم وخبیر نے یوں فرمایا ہے:

وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو و يعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمت الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتب مبين (۶:۵۹)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

اس مفاتح الغیب والی آیت میں پروردگار عالم نے بتایا کہ لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور لوحِ محفوظ کے متعلق بتایا کہ وہ چھپی ہوئی چیز نہیں بلکہ مخلوق کے بعض افراد پر ظاہر، روشن اور بیان کرنے والی ہے۔ جن فرشتوں یا انسانوں کے خاص افراد پر وہ ظاہر اور روشن ہے یا جن سے وہ بیان کرتی ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مندرجات لوح محفوظ کا علم حاصل ہو جاتا ہے یہ اعلام علم کائنات ہے جو پروردگار عالم کی طرف سے بعض محبین کو مرحمت فرما دیا جاتا ہے۔ عارف کامل، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے فرمایا ہے:

لوح محفوظ است پیش اولیاء
آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

سورۂ لقمان کی مذکورہ بالا آیت متعلقہ غیوب خمسہ کی تفسیر میں فخر سلاطین ہند یعنی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اُمتِ محمدیہ کے لیے فتاویٰ عالمگیری جیسی عدیم المثال یادگار چھوڑی، ان کے استاد محترم حضرت علامہ احمد جیون امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

ولك ان تقول ان علم الساعة هذه الخمسة ان لايعلمها احد الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشآء من محبيه و اولياءه بقرينة قوله تعالى ان الله عليم خبير المخبر (تفسیرات احمدیہ)

اور تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم کسی کو نہیں مگر اللہ کو لیکن یہ جائز ہے کہ وہ اپنے پیاروں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے، بتا دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے قرینہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبیر یعنی بتانے والا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے برکت پاک و ہند، خاتم المحققین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے یوں غیوب خمسہ کے بارے میں اسلامی عقیدے کی وضاحت فرمائی ہے:

مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہارا نداند و آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از خود کسے را بداناند بوحی والہام (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۴۴)

مرارد یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے عقل کے زور سے کوئی انہیں نہیں جان سکتا اور یہ غیب کی باتوں سے ہیں جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر جس کو خود اللہ تعالیٰ ہی وحی یا الہام کے ذریعے بتا دے۔

مخلوق کا علم خدا کی عطا سے ہے

معلوم ہوا! عقل کے زور یا حساب وغیرہ کے ذریعے سے انسان کو ان پانچ

چیزوں کا علم نہیں ہوتا لیکن اس بات کی ہرگز کوئی تصریح نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم کسی کو مطلقاً دیتا ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید و احادیث مطہرہ کے اندر ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو ان کا علم عطا فرمایا۔ تفصیل کی گنجائش نہیں محض چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

قرب قیامت کے وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ صور پھونکنے کا حکم دے گا جس کے باعث انہیں قیامت کا علم ہو جائے گا اگرچہ چند لمحے پہلے ہی سہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر میں معرکہ آرائی ہونے سے ایک روز پہلے کفار قریش کے سرداروں کے متعلق اپنے اصحاب کو بتایا کہ فلاں اس جگہ گرے گا اور فلاں یہاں پچھاڑا جائے گا۔ اگلے روز اسی طرح ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ یہ بای ارض تموت کی خبر ہے اور وہ علم الساعۃ کی۔ چونکہ زیر بحث حدیث علم ما فی الارحام کے متعلق ہے' لہٰذا اسی کے متعلق چند اشارے کر کے اس حاشیے کو ختم کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے حضرت جبرئیل کا بیان یوں نقل فرمایا: لاھب لك غلاماً زکیا تاکہ تجھے پاک بیٹا دے دوں' حضرت عیسیٰ ابھی شکم مادر میں بھی نہیں پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بتا دیا اور ان کی معرفت حضرت مریم کو بھی' اسی طرح فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا اور فرشتے کی معرفت حضرت زکریا علیہ السلام کو۔ اسی طرح حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی۔ مشہور حدیث ہے کہ بچہ جب شکم مادر میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ آ کر اس کی پیشانی پر چار باتیں لکھ جاتا ہے۔ (۱) اس کی عمر (۲) اس کا رزق (۳) جنتی ہے یا جہنمی (۴) لڑکی ہے یا لڑکا۔ غور فرمایئے کہ اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے جس بچے کی طرف بھیجا اس کے بارے میں قبل از وقت کیسے اہم ترین امور کا علم دے کر بھیجا اور جواب بھی ان کے بارے میں شک کرے تو کم از کم اسے مرتے وقت ضرور یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے متعلق حضرت عزرائیل علیہ السلام

کو بای ارض تموت کا علم دیا ہوا ہے یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

✻ حضرت عمر نے موہوب لہ کے قبضے سے پہلے ہبہ کرنے والے کی موت کو ہبہ کے باطل ہونے کی علامت قرار دیا۔ (۲۸)

گری پڑی چیز کو اٹھانے والا کیا کرے؟

✻ معاویہ بن عبداللہ بن بدر جہنی نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ شام کے راستے میں جب وہ ایک منزل پر اترے تو انہیں ایک تھیلی ملی جس میں اسی دینار تھے۔ انہوں نے حضرت عمر سے ذکر کیا تو حضرت عمر نے فرمایا: مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کرو اور جو بھی شام سے آئے اس سے ذکر کیا کرو' جب ایسا کرتے ہوئے ایک سال گزر جائے تو پھر جو چاہو کرو۔ (۳۴)

✻ نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو پڑی ہوئی چیز ملی تو وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہا: مجھے پڑی ہوئی چیز ملی ہے' اس کا حکم بتایئے؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سے فرمایا: لوگوں میں اعلان کرو۔ عرض کی: میں کر چکا۔ فرمایا: اور کر۔ عرض کی: اور بھی کر چکا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں تمہیں کھانے کا حکم نہیں دوں گا' اگر تم چاہتے تو نہ لیتے۔ (۳۵)

✻ حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہ وہ کعبے سے پیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ جو گم شدہ چیز لے وہ خود گم کردہ راہ ہے۔ (۳۷) امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر کے زمانے میں گمشدہ اونٹ چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ اونٹنیاں بچے جنا کرتی تھیں تو کوئی ان کو ہاتھ نہ لگاتا تھا' جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا تو حکم دیا کہ وہ بتائے جائیں اور انہیں بیچ دیا گیا' جب کسی کا مالک آیا تو اسے قیمت دے دی گئی۔ (۳۸)

معلوم ہوا! گمشدہ چیز بہرحال اسی کی ہے جس کی گم ہوئی ہے' لہٰذا اس بارے میں

Scanned with CamScanner

احتیاط کی سخت ضرورت ہے۔ یہ مالِ غنیمت نہیں کہ ہڑپ کرلیا جائے اور جیسا کہ پنجابی میں کہہ دیتے ہیں: ''لبھی شئی خدا دی نہ دھیلے دی نہ پادی'' یعنی یہ اللہ کا مال ہے جو اسی کا ہے جسے مل گیا اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ کسی کا گرا پڑا مال نہ اٹھایا جائے بلکہ اس کی اطلاع قریب تھانے میں کی جائے اور اگر اٹھا لیا ہے (اس خیال سے کہ تھانے والے کون سی ایمانداری کا مظاہرہ کریں گے) تو پھر آپ ہی ایمانداری سے کام لیں اور جتنا ہو سکے اس کی تشہیر کریں۔ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ پہ اور پوری کوشش کریں کہ جس کا مال ہے اس تک پہنچ جائے اور اٹھانے والے کی نیت میں فتور نہ آئے اور جلد از جلد اس بوجھ کو اپنے سر سے اتارنے کی کوشش کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہو رہا ہے کہ اس نے کتنی بڑی ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر پہ اٹھا لیا ہے۔

ایصالِ ثواب کی دو احادیث

سرجیل بن سعید بن عبادہ سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہ نکلے اور مدینہ منورہ میں ان کی والدہ کا آخری وقت آ گیا۔ ان سے وصیت کرنے کے لیے کہا گیا تو فرمایا: میں کس چیز میں وصیت کروں جب کہ مال تو سعد کا ہے۔ وہ حضرت سعد کی واپسی سے پہلے وفات پا گئیں، جب حضرت سعد بن عبادہ واپس آئے تو ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو حضرت سعد عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں چنانچہ حضرت سعد نے فرمایا: فلاں فلاں باغ میری والدہ ماجدہ کی طرف سے صدقہ ہیں۔ (۳۹)

حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ اگر وہ کلام کرتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ کیا میں ان کی طرف

سے خیرات کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کر سکتے ہو۔ (۴۰)

اوپر والی حدیث میں حضرت سعد کی والدہ کا کلام کرنا ثابت ہے کہ انہوں نے کہا: فیما اوصی انما المال مال سعد. میں کس چیز کی وصیت کروں، مال تو سارا سعد کا ہے لیکن دوسری حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ انہوں نے کلام نہیں کیا۔ لو تکلمت تصدقت. اگر وہ کلام کرتیں تو وہ صدقہ کرتیں تو دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ دوسری حدیث کی پوری تاویل کر لی جائے کہ کلام تو انہوں نے کیا مگر صدقہ کے بارے میں نہ کیا۔

اویحمل علی ان سعداما عرف بما وقع عنها وعلی کلا التقدیرین لم یتحد راوی الاثبات وراوی النفی. کذا فی فتح الباری (حاشیہ مؤطا، ص ۳۱۷)

مسئلہ ایصالِ ثواب کی وضاحت و ضرورت

ایصالِ ثواب کے جواز میں اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث موجود ہیں۔ جس طرح زندوں کو حسن سلوک کی ضرورت ہے، مردے ان سے بھی زیادہ ضرورت مند ہیں کیونکہ جب انہیں نیکیوں کی قدر معلوم ہوئی تو نیکی کرنے کا وقت گزر چکا۔ اب تو انہیں صرف وہی نیکی مل سکے گی جو صدقۂ جاریہ کی صورت کے اندر اس دنیا میں چھوڑ گئے یا لواحقین سے جو بھی اس دار العمل میں رہتے ہوئے صدقہ و خیرات کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں لکھوائے یا کلمہ و کلام پڑھ کر اس کا ثواب ان کے لیے پہنچائے۔ اب قدر ہونے پر ایک ایک نیکی کے لیے وہ کیسی آس لگائے رکھتے ہوں گے؟ کیسی حسرت سے ہر ایک کا منہ تکتے ہوں گے؟

ایصالِ ثواب ایک تو بزرگانِ دین کے لیے کیا جاتا ہے اگرچہ بظاہر وہ ہمارے ایصالِ ثواب کے حاجت مند نہیں اور نہ یہ آس لگائے بیٹھے رہتے ہوں گے کہ کوئی ہمارے لیے ایصالِ ثواب کرے تو ممکن ہے کہ ان کو ایصالِ ثواب کرنے سے ہمارا بھی

Scanned with CamScanner

بیڑہ پار ہو جائے کیونکہ بفضلہٖ تعالیٰ وہ اپنی برزخی زندگی اپنے خالق و مالک کے قرب خاص میں مہمانوں کی طرح گزار رہے ہوں گے جہاں ان کی پیروی نجات کی ضامن ہے وہاں ان حضرات کے لیے ایصال ثواب کرنے والے کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ پروردگار عالم اسے بھی اپنے پیاروں کے چاہنے والوں میں شمار فرمالے۔ وما ذلك علی الله بعزیز.

دوسری طرف اپنے والدین، بہن بھائی اور بیٹا بیٹی وغیرہ لواحقین کے لیے ایصال ثواب کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے صلہ رحمی اور باہمی ہمدردی کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ اگر آج کوئی تساہل کا شکار ہو کر اپنے لواحقین کو چند نیکیوں سے محروم رکھتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اسی صورت حال سے دوچار ہونے والا ہے۔ آج نہیں تو کل اس کے سامنے بھی یہی حالات پیش آئیں گے جب کہ اس کی نیکیوں کا دفتر عمل بھی لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ ترس کھانے والوں پر ترس کھایا جائے گا اور جو آج اپنے لواحقین پر بھی ترس نہیں کھاتے ان پر ترس کھانے والے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے کیونکہ لا یرحم الله من لایرحم الناس جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بیکساں
میری طرف سے ہمنشیں جا کر اسے سلام دے

ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ

ایصال ثواب سے بعض حضرات کو آجکل ایک چڑ سی ہوگئی ہے کہ وہ اس سے بڑی حد تک دور رہتے اور دوسروں کو طرح طرح کے بہانے اور سہارے تلاش کر کے روکنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل اور انداز فکر یقیناً ان لوگوں کے مفاد میں نہیں کہا جا سکتا جو اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا پہنچے ہیں۔ ایسے حضرات کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ دوسری جانب ایصال ثواب کو نام و نمائش کا

ذریعہ بنا لینا بھی قطعاً درست نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے اموات کے کچھ بھی پلے نہیں پڑتا اور شہرت کے لیے ایصال ثواب کرنے والا بھی ثواب کی جگہ گناہ ہی کماتا ہے۔ بعض جگہ قرآن خوانی کرنیوالے حضرات سب یا اکثر بلند آواز سے پڑھتے ہیں حالانکہ جب ایک شخص بھی بلند آواز سے تلاوت کرے تو حاضرین کے لیے اس کا سننا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں سنیں گے تو سب گنہگار ہوں گے۔ یوں تلاوت کرنے والے گناہ کا ارتکاب کر کے گھر لوٹے تو اموات کو ثواب کہاں سے ملے گا جب کہ صاحب خانہ اور پڑھنے والے سب گناہ کے مرتکب ہوئے لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر سب اس طرح تلاوت کریں کہ دوسرے کے کانوں تک آواز نہ جائے اور پڑھنا خلوص نیت سے ہو جس میں کسی طمع یا معاوضے کا دخل نہ ہو۔ غرضیکہ ہر کام حدود شرعیہ کے اندر ہونا چاہیے تاکہ ثواب بھی ہو سکے اور اموات کو فائدہ بھی پہنچ سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (حاشیہ مؤطا مترجم)

(۴۰) کِتَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان)

✳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَهٗ شَيْءٌ يُّوْصٰى فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ عِنْدَهٗ مَكْتُوْبَةٌ.

کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں وصیت کرنا ضروری ہو لیکن وصیت کیے بغیر دو راتیں بھی گزارے۔ (۱)

✳ وارثوں کو مالدار چھوڑنا ان کو کنگال چھوڑنے سے بہتر ہے۔ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ. یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے جس میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا اپنی بیماری میں وصیت کرنے کا بیان ہے۔ (۳)

✳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث کو اہل اسلام کے گھروں میں آنے جانے

Scanned with CamScanner

سے منع فرما دیا۔(۵)

مسلمانوں کو غیرت وحمیت کا پیکر ہونا چاہیے

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مخنث کے بارے میں فرما دیا کہ یہ گھروں میں نہ آیا کرے جس نے ایک عورت کی خوبصورتی کا ذکر کیا تھا تو اس کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا اور عورتوں کا غیر محرموں کے اندر بازاروں اور دفتروں وغیرہ میں جانا کتنی قباحت کا حامل ہوگا؟ نسلیں خراب ہونا اخلاقی قدروں کا پامال ہونا اور خاندانی خصائص کا مٹنا اسی بے راہ روی اور نفسانی زاویہ نظر کی وجہ سے ہے۔ عورت ایک جنس عزیز اور انسانیت کی کان ہے جو ماں' بیٹی اور بہن کے روپ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مائیں ہی تو قوم کے لیے سپوت جنتی ہیں اور اسلام کے رنگ میں رنگنے کے بعد اپنے بچوں کو معاشرے اور ملک وملت کے سپرد کرتی ہیں۔ قوم کو بنانے کے لیے عورت جیسی متاع عزیز کی عفت کو محفوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ماں کا دودھ اور اس کی پرورش کا بچے کی ساری زندگی کے اندر وہی عمل دخل ہے جو جسم کے اندر روح کا مقام ہے۔ ملت اسلامیہ کو ایسے بچوں کی اشد ضرورت ہے جو علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ اور اعلائے کلمۃ الحق کے جذبے سے سرشار ہوں تاکہ کشتی ملت کو منجدھار سے نکال کر ساحل مراد پر لگا سکیں اور ایسے بچے وہی مسلمان عورتیں جن سکتی ہیں جو عفت مآب اور اسلامی غیرت وحمیت کے مجسمے ہوں گی۔ مسلمانان عالم کا قافلہ آج اسی صورت میں اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کی جانب روانہ ہو سکتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پہ تیل' مہندی' گھڑولی اور بارات کا استقبال کرنے کے لیے جو لوگ اپنی جوان لڑکیوں کو بے پردہ کر کے نمائش کراتے ہیں اور والدین کے سامنے بچیاں غیر محرم لڑکوں کے ساتھ ہاتھ ملاتی بلکہ معانقہ کرتی ہیں ان کے والدین اگر اپنے آپ کو پھر بھی غیرت مند سمجھتے ہیں تو پھر بتائیں' بے غیرت کس کو کہتے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے مقابلہ میں ایک عورت کے حق میں فیصلہ کیا

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے گھر میں ایک انصاریہ عورت تھی جس سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے' پھر آپ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمر قباء گئے تو اپنے بیٹے عاصم کو مسجد کے صحن میں کھیلتے ہوئے پایا تو اسے اٹھا کر سوار کر لیا۔ لڑکے کی نانی آئی اور اس بچے کو لینے کے بارے میں حضرت عمر سے جھگڑا کرنے لگی۔ یہاں تک کہ معاملہ حضرت ابوبکر صدیق تک جا پہنچا۔ حضرت عمر نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے اور عورت بولی: میرا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ. اے عمر! لڑکا عورت کے ساتھ جانے دے۔ فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ. حضرت عمر نے کچھ نہ کہا (اور بچہ عورت کے حوالے کر دیا)(۶)

صحابی کی صحابی کو نصیحت اور اس پر عمل

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو لکھا: اَنْ هَلُمَّ اِلَى الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ. مقدس زمین کی طرف آیئے۔ حضرت سلمان نے جواب دیا: اِنَّ الْاَرْضَ لَا تُقَدِّسُ اَحَدًا وَّاِنَّمَا يُقَدِّسُ الْاِنْسَانَ عَمَلُهُ. زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ انسان کا عمل اس کو مقدس بناتا ہے اور فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ کو طبیب (قاضی) بنا دیا گیا ہے۔ اگر آپ لوگوں کا صحیح علاج کریں گے تو اس میں آپ کا بھی بھلا ہے اور اگر آپ اس سے ناواقف ہیں تو کسی انسان کو قتل کر کے دوزخ میں جانے سے بچ جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب بھی حضرت ابودرداء دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے تو انہیں دوبارہ بلاتے اور فرماتے اپنا قصہ پھر سناؤ۔ مُتَطَبِّبٌ وَّاللّٰهِ. اللہ کی قسم! میں ایک ناقص طبیب ہوں۔(۷)

قرض کی ابتداء غم اور انتہا لڑائی ہے

عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کا ایک شخص آگے جا کر حاجیوں سے سواریاں خرید لیتا تھا اور چھانٹ کر پھر انہیں تیز چلا کر حاجیوں سے پہلے

Scanned with CamScanner

پہنچ جاتا۔ وہ مفلس ہو گیا تو اس کا معاملہ حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ الْاُسَيْفِعَ اُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِيْنِهٖ وَاَمَانَتِهٖ بِاَنْ يُّقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اے لوگو! اسیفع جہنی اپنے قرض اور امانت سے خوش تھا کہ یہ کہا جائے کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل گیا' اس نے قرض خریدا اور مفلس ہو گیا' جس کا اس پہ قرض ہو کل وہ ہمارے پاس آئے اس کا مال ان کے درمیاں تقسیم کیا جائے گا۔ وَاِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَاِنَّ اَوَّلَهٗ هَمٌّ وَّاٰخِرَهٗ حَرْبٌ۔ اور قرض سے بچو کیونکہ اس کا آغاز غم ہے اور انجام لڑائی ہے۔ (۸)

قرض محبت کی قینچی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کو محبت کی قینچی قرار دیا ہے۔ جس طرح قینچی کپڑے کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں۔ یگانوں میں بیگانگی اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب وہی قدم بڑھائے گا جس نے اخوت' محبت اور دوستی کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔ قرض ایک قسم کا عذاب ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شروع میں یہ رنج و الم لاتا ہے اور آخر میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے' لٰہذا بغیر کسی خاص مجبوری کے اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لینا دانشمندی نہیں۔ یہ اس آقا و مولیٰ کی پاکیزہ تعلیم ہے جو جہان کی روح رواں بھی ہیں اور امام مرسلاں بھی ہیں جو اپنے مولیٰ کے اسرار کے محرم بھی ہیں اور دو عالم کی جائے پناہ بھی ہیں' وہ نہیں چاہتے کہ ان کا امتی کوئی ایسا کام کرے جس میں اس کا اپنا یا کسی دوسرے کا نقصان ہو۔

محمد دہر کی روح رواں ہیں ۔۔۔ محمد ہی امام مرسلاں ہیں
محمد سے ملی راہ الٰہی ۔۔۔ محمد ہی "خدا کا آستاں" ہیں
محمد محرم اسرار مولیٰ ۔۔۔ محمد سائر ہر آسماں ہیں

محمد لامکاں کی راہ کے راہی ۔۔۔ محمد ہادیٔ ہر کارواں ہیں
مسلماں کے لیے حل مسائل ۔۔۔ محمد ہر دو عالم کی اماں ہیں (ﷺ)

(۴۱) کِتَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کا بیان)

✻ قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک دادی وراثت میں سے اپنا حصہ پوچھنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: مَا لَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ۔ تیرے لیے خدا کی کتاب میں کچھ نہیں (پاتا) اور میرے علم میں حدیث و سنت کے اندر بھی تیرا حصہ نہیں۔ تم جاؤ میں لوگوں سے پوچھتا ہوں چنانچہ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے سامنے حضور علیہ السلام نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا ہے۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا: آپ کے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ پس حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت مغیرہ کی تصدیق کی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا' پھر ایک اور دادی حضرت عمر کے پاس یہی مسئلہ لے کر آئی تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا کہ کتاب اللہ میں تیرے لیے کچھ نہیں پاتا اور قبل ازیں جو فیصلے ہوتے ہیں وہ دادی کے بارے میں نہ تھے اور میں فرائض میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کر سکتا۔ وہی چھٹا حصہ ہے اگر نانی اور دادی جمع ہو جائیں تو دونوں کا اور ایک ہو تو اکیلی کا ہوگا۔ (۴)

کلالہ کی میراث

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضور علیہ السلام سے کلالہ کے متعلق سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يَكْفِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ الْاٰيَةُ الَّتِيْ اُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ اٰخِرَ سُوْرَةِ النِّسَآءِ۔ تیرے لیے سورۃ النساء کی وہ آخری آیت کافی ہے جو گرمیوں میں نازل ہوئی (۷) کلالہ وہ شخص ہے جو مرتے وقت نہ پیچھے والدین چھوڑے اور نہ اولاد۔ اس کی میراث کے بارے میں قرآن پاک کے

Scanned with CamScanner

اندر دو آیات ہیں اور دونوں سورۃ نساء کی ہیں۔ ایک سورۂ نساء کی بالکل آخری آیت یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالة...... اور ایک آیت نمبر ۱۲ ہے۔ وان کان رجل یورث...... جس کا ترجمہ یہ ہے ''اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ ہو جس نے ماں باپ اور اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ہے' پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زائد ہوں تو سب کے سب تہائی میں شریک ہیں۔ میت کی وصیت اور قرض نکال کر' کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حلم والا ہے۔ یہ آیت سردیوں میں نازل ہوئی۔

✻ حضرت عمر فرمایا کرتے: عَجَبًا لِّلْعَمَّةِ تُوْرَثُ وَلَا تَرِثُ. پھوپھی پر تعجب ہے کہ اس کا بھتیجا تو اس کا وارث ہوتا ہے مگر وہ بھتیجے کی وارث نہیں ہو سکتی۔ (۹)

(۴۲) کِتَابُ الْعُقُوْلِ (دیتوں کا بیان)

✻ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیتوں کے بارے میں حضرت عمرو بن حزم کو جو خط لکھا اس میں یہ تھا۔ اَنَّ فِی النَّفْسِ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی الْاَنْفِ اِذَا اُوْعِیَ جَدْعًا مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی الْمَاْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِی الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا وَفِی الْعَیْنِ خَمْسُوْنَ وَفِی الْیَدِ خَمْسُوْنَ وَفِی الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِیْ كُلِّ اُصْبُعٍ مِّمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی السِّنِّ خَمْسٌ وَّفِی الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ (۱)

جان کے بدلے سو اونٹ اور ناک جب پوری کاٹ دی جائے تو سو اونٹ اور مامومۃ (سر کا وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے) اور جائفہ (پیٹ کا وہ زخم جو پیٹ کے اندر تک پہنچ جائے خواہ چوٹ پیٹ کی طرف سے لگائی جائے یا پشت کی طرف سے یا دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے) میں تہائی دیت' آنکھ' ہاتھ اور ٹانگ ہر ایک کے بدلے پچاس اونٹ ہاتھ اور پاؤں میں پچاس پچاس اونٹ ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ' ہر دانت کے بدلے پانچ اونٹ اور موضحہ (وہ زخم جس سے ہڈی نظر آنے لگے)

کے بدلے پانچ اونٹ۔

✻ حضرت عمر کے دور میں گاؤں والوں کے لیے دیت کی قیمت لگائی گئی تو سونے والوں (بقول امام مالک شامیوں اور مصریوں) کے لیے ایک ہزار دینار اور چاندی والوں (عراقیوں) کے لیے بارہ ہزار درہم (۲) امام مالک فرماتے ہیں: دیت تین یا چار سال میں پوری ادا کر دی جائے۔ احادیث میں جن اونٹنیوں کو دیت کے طور پر ادا کیے جانے کا حکم ہے۔ ان کے نام یہ ہیں: بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی) بنت لبون (دو سال کی اونٹنی) حقہ (تین سال کی اونٹنی) جذعہ (چار سال کی اونٹنی) (فقہ حنفی کے مطابق دیت کے بارے میں تفصیل فقہ حنفی کی کتابوں میں دیکھیں)

✻ ابن شہاب' عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب فرماتے تھے: مرد کی تہائی دیت تک عورت کی دیت مرد کے برابر ہے۔ فَإِذَا بَلَغَتْ ثُلُثُ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ اِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ. اس کے آگے عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔ یہی امام مالک کا فتویٰ بھی ہے۔ حاشیہ نمبر ۱' ص ۳۳۴ پہ تفصیل دیکھیے۔ وقال ابوحنیفة المراء ة واطرافها وجراحاتها علی النصف من دية الرجل.

ایک کے بدلے کئی افراد کو قتل کیا گیا

یحییٰ بن سعید نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کے بدلے پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا جس کو دھوکے سے مارا گیا تھا اور فرمایا:

لَوْ تَمَالَاَ عَلَيْهِ اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا

اگر اس مقتول کو تمام صنعاء (یمن کا ایک شہر) والے مل کر قتل کرتے تو میں اس ایک کے بدلے سب کو قتل کر دیتا (۱۳) صنعاء کا ذکر یا تو اس لیے ہے کہ وہاں آبادی زیادہ تھی اور یا اس لیے کہ واقعہ وہاں پیش آیا تھا۔ وبه اخذ الائمة الاربعة والجمهور انه يقتل جماعة بواحد. ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ ایک

Scanned with CamScanner

صورت میں ایک کے بدلے پوری جماعت کو قتل کیا جائے گا جو جواس دھوکے کے قتل میں شریک تھے۔ (حاشیہ نمبرا' ص ۳۴۲) یہ موقف قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر بن سکتا ہے۔ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا. جس نے کسی ایک جان کو ناحق ضائع کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔ کسی ملک میں اگر یہ نور والا قانون نافذ ہو جائے تو دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں قتل وغارت کا بازار بند ہو جائے اور جنت کی خوشبودار ہوائیں چلنے لگیں کیونکہ یہ وہ قانون ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کائنات کو دیا ہے اور محمد رسول اللہ کون ہیں؟

محمد ہیں خیر الانام اللہ اللہ — محمد ہیں دارالسلام اللہ اللہ
محمد کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے — محمد ہیں عالی مقام اللہ اللہ
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمد — دل و روح کے ہیں امام اللہ اللہ
الف اور لام اور میم ان کی مدحت — الف قدٗ خم زلف' لام اللہ اللہ
انہی کے لیے ساری دنیا بنی ہے — دو عالم ہیں ان کے غلام اللہ اللہ
جہاں بھر کی مایہ کہاں ان کا سایہ — شہنشاہ ہر خاص و عام اللہ اللہ
خدا کا فرشتوں کا اور مومنوں کا — ہو ان پر درودوسلام اللہ اللہ
کلام الٰہ دو عالم ہے نقوی — شہ انبیاء کا کلام اللہ اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہ)

جادوگر کی سزا

✳ امام مالک کے ہاں بھی جادوگر کی سزا قتل ہے (جب وہ جادو کے ذریعے کسی کی جان کو ضائع کرے) فاطلق مالک و جماعة ان الساحر کافروان السحر کفر وان تعلمه و تعليمه كفر وانه يقتل ولا يستتاب سواء سحر مسلما او ذميا. ومذهب الشافعية ان عمله حرام و هكذا تعليمه

خلافاللغزالی وقول الحنیفة كذا فی فتح القدیر انه یكفر الساحر بتعلمه و فعله اعتقد بتحریمه اولاو یقتل لكن فی الدر المختار عن الخانیة لو استعمله للتجربة و الامحتان ولایعتقد حكمه لایكفر (حاشیہ ۴' ص ۳۴۲) یعنی امام مالک اور ایک پوری جماعت کا یہی فتویٰ ہے کہ جادوگر کافر ہے اور جادو کفر ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا بھی کفر ہے' اس کو قتل کر دیا جائے گا اور توبہ کا مطالبہ بھی نہ کیا جائے گا۔ چاہے وہ کسی مسلمان پر جادو کرے یا ذمی پر۔ امام شافعی علیہ الرحمہ جادو کے عمل اور تعلیم کو حرام فرماتے ہیں۔ امام غزالی کا اس میں اختلاف ہے۔ احناف نے کہا: جادوگر کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کو سیکھنے کی وجہ سے اور عمل کرنے کی وجہ سے خواہ اس کا عقیدہ اس کے حرام ہونے کا ہو یا نہ ہو لیکن درمختار میں خانیہ سے ہے کہ اگر تجربے اور امتحان کے لئے جادو کو استعمال کیا اور اس کے حکم کا اعتقاد نہیں رکھتا تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

سائبہ غلام کی دیت وجرم

(سائبہ وہ غلام ہے جس کو آزاد کرتے وقت اس کے مولیٰ نے یہ کہہ دیا کہ میں تیرا وارث نہ ہوں گا لہٰذا تیری ولاء میرا حق نہیں بلکہ اپنی ولاء کا تو آپ مالک ہے یا جس کو تو اپنی مرضی سے مالک بنا دے۔ ایسا غلام اگر کسی کو زخمی کر دے تو مولیٰ پہ اس کی دیت لازم نہیں یعنی سائب اپنے تمام افعال کا خود ذمہ دار ہوگا) اسی طرح کے ایک غلام کو کسی حاجی نے آزاد کیا تھا اس نے بنی عائذ کے کسی آدمی کو قتل کر دیا۔ مقتول کا باپ اپنے بیٹے کی دیت لینے حضرت عمر کے پاس گیا تو حضرت عمر نے فرمایا: لادیة له. اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔ اس نے کہا: اَرَاَیْتَ لَوْ قَتَلَهٗ ابْنِیْ. اگر میری بیٹا اسے قتل کر دیتا تو آپ کیا کرتے؟ فرمایا: اِذًا تُخْرِجُوْنَ دِیَتَهٗ. اس وقت تمہیں دیت ادا کرنا پڑتی۔ اس نے کہا: هُوَ اِذًا كَالْاَرْقَمِ اِنْ یُّتْرَكْ یَلْقَمْ وَاِنْ یُّقْتَلْ یَنْقَمْ. تب تو وہ چتلا سانپ ہوا کہ اگر چھوڑ دو تو ڈس لے اور اگر مارو تو بدلہ لے۔ (۱۶)

Scanned with CamScanner

(۴۳)کِتَابُ الْقَسَامَۃِ (قسم لینے کا بیان)

قسامت دور جاہلیت میں قسم کے ذریعے قاتل کو معلوم کرنے کی ایک رسم تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے برقرار رکھا جب خیبر کے یہودیوں نے ایک انصاری حضرت عبداللہ بن سہیل کو شہید کر دیا تو آپ نے مقتول کے وارثوں اور یہود کے درمیان ایک قسامت کے ذریعے ہی فیصلہ کرنا چاہا تھا اور بالآخر اپنے پاس سے دیت ادا فرمائی تھی۔ پہلے مقتول کے وارث خون کا حق ثابت کرنے کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں اور پھر جن پر قتل کرنے کا شبہ ہے وہ لوگ اپنی برات کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اور قاتل کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت کے پیش نظر امام ابوحنیفہ کے نزدیک قسم صرف ان لوگوں سے لی جائے گی جن پر قتل کا شبہ ہے یہی فیصلہ احادیث کی روشنی میں زیادہ مناسب نظر آتا ہے کیونکہ "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" مشہور حدیث میں قضاء کا یہی اصول ذہن نشین کروایا گیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ دعویٰ خواہ قتل عمد کا کیا ہو یا قتل خطا کا لیکن قسامت کے ذریعے فیصلہ ہونے پر دیت ادا کی جائے گی' قصاص لازم نہیں آئیگا۔ امام مالک کے نزدیک اگر قتل کا دعویٰ کیا تو قصاص لازم آئیگا اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

محمد ہیں دو عالم کا سہارا (صلی اللہ علیہ وسلم)

* قتل کسی نے کیا دیت حضور علیہ السلام نے اپنی طرف سے ادا کر دی۔

(۲) پوری حدیث اور اس حدیث کی تشریحات اور واقعہ کا پیش منظر' پس منظر اور تہہ منظر پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیت ادا فرما کر فریقین کو ایک بہت بڑے قیامت خیز حادثے سے بچا لیا تو جہاں ہمارے آقا بے سہاروں کا سہارا ہیں وہاں انسانیت کے لیے مصائب و آلام سے نجات دلانے والے بھی ہیں' پھر ایسے آقا کی بارگاہ میں کیوں نہ ان الفاظ میں نذرانہ محبت پیش کیا جائے۔

محمد ہیں مسلمان کا دلارا — محمد ہیں دو عالم کا سہارا
محمد ہی محمد ہی محمد — ہیں درگاہ الٰہی کا دوارا
ہے لولاک لما ان کے لیے ہی — وہی ہیں مالک و مولیٰ ہمارا
ملا اہل کرم کو ان کے در سے — الله و علم و اکرام و مدارا
وہی ہر دور کا ہیں مہر کامل — وہی ہیں سارے داراؤں کا دارا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴۴)کِتَابُ الْحُدُوْدِ (شرعی سزاؤں کا بیان)

محمد ہادیٔ راہ معلیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن مجید میں ہے کہ اہل کتاب حضور علیہ السلام کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو۔ الذین اتینهم الکتب یعرفونه کما یعرفون ابناء هم. حضرت عبداللہ بن سلام جیسے لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد فرمایا کرتے کہ ہم حضور علیہ السلام کو اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر پہچانتے تھے کیونکہ اولاد کے بارے میں اتنا یقین سے تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر حضور علیہ السلام کی صفات تو کلام الٰہی (تورات وانجیل) میں وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی تھیں۔ جو من وعن' سو فیصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر انہوں نے دیکھ لیں۔ جو بدبخت یہودیت و عیسائیت پہ قائم رہے انہوں نے کتمان حق کرتے ہوئے آپ کی صفات کو چھپا لیا۔ دیکھئے تفسیر جلالین' جہاں بھی یکتمون الحق کا لفظ آتا ہے وہ یہی لکھتے ہیں ای نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حق کو چھپانا یہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف چھپاتے تھے۔ یہودی تو حضور علیہ السلام کی تعریف کو چُھپاتے تھے اور ہم اپنے آقا کی نعت کو چُھپاتے بھی ہیں' سنتے بھی ہیں' سناتے بھی ہیں' لکھتے بھی ہیں' لکھاتے بھی ہیں کیونکہ نہ حضور کی ذات چُھپانے کی چیز ہے اور نہ آپ کی صفات۔ ایک محبت والے نے بغیر نقطہ کے اپنے آقا

Scanned with CamScanner

کی بارگاہ میں یوں نعت لکھی ہے کہ جیسے اسم محمد پہ کوئی نقطہ نہیں اسی طرح اس پوری لغت کے کسی حرف پہ کوئی نقطہ نہیں پڑھو اور جھوم جھوم کر پڑھو۔ خدا تعالیٰ موقع دے تو عشق مصطفیٰ میں جھوم کر اور مدینہ کی گلیوں میں گھوم کر پڑھو۔

محمد حامد و محمود و طٰہٰ   محمد اصل آدم روح حوا
محمد اکمل و اکرم مکرم   ہوا "ماویٰ" اسی کا مصرمکہ
محمد مرسل ملک الٰہی   محمد ماحی ہر مکرا عداء
محمد عالم و معلوم عالم   محمد ہادیٔ راہ معلیٰ
اسی کے اسم عالی سے علی کو   ملی ہے راہ اردوئے معرّا

یہودیوں نے بھی حضور علیہ السلام کی سچائی کو تسلیم کرلیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہودی آئے اور انہوں نے کہا: اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا۔ بے شک ان میں سے ایک بندے اور ایک عورت نے زنا کیا ہے' حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَاْنِ الرَّجْمِ. رجم (سنگسار یعنی اس جرم کی سزا) کے متعلق تورات میں تم کیا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ۔ ہم ایسوں کو رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا: كَذَبْتُمْ اَنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ. تم جھوٹ بولتے ہو تورات میں رجم ہے' پس وہ تورات لائے' اس کو کھولا تو آیۂ رجم پہ ان میں سے ایک نے ہاتھ رکھ دیا اور اول و آخر سے پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: اِرْفَعْ يَدَكَ. اپنا ہاتھ اٹھا' اس نے ہاتھ اٹھایا تو نیچے رجم کی آیت تھی۔ اس پر یہودی بولے: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ. اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے سچ فرمایا ہے اس میں رجم کی سزا موجود ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے حکم سے ان دونوں کو سنگسار کیا گیا۔ (۱) جب تو یہودی بھی حضور علیہ السلام کی سچائی کو مان گئے ہیں تو پھر ہم کیوں نہ عرض کریں۔

دو عالم کی ضیاء نام محمد' ہے سب کا آسرا نام محمد
خدا نے نام سے اپنے نکالا' خرد سے ہے وراء نام محمد
ہوئے ہیں کامراں سرکار آدم' زباں سے جب لیا نام محمد
وہ انساں تو کبھی انساں نہیں ہے' نہیں جس نے پڑھا نام محمد
زبان و قلب سے لیتا ہے نقوی' ہے ہر صبح و مسا نام محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

جان جاتی ہے تو جائے آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤں

حضرت سعید بن میسب سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی (ماعز) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ وہ بدکاری کر بیٹھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے سوا کسی اور سے تو ذکر نہیں کیا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اللہ سے توبہ کر اور اس کے پردے میں چھپا رہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اس کی تسلی نہ ہوئی تو حضرت عمر کے پاس چلا گیا اور وہی کچھ کہا۔ حضرت عمر نے بھی وہی فرمایا جو ابوبکر صدیق نے فرمایا تھا پھر بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور تین مرتبہ یہی عرض کیا: اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰى. حضور اس نالائق سے زنا ہو گیا ہے۔ حضور علیہ السلام ہر مرتبہ اپنا چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیتے' جب اس نے بس نہ کی تو حضور علیہ السلام اپنے کاشانۂ اقدس کی طرف جانے لگے اور اس کو فرمایا: هَلْ يَشْتَكِيْ اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ. یہ بیمار ہے یا پاگل۔ لوگوں نے عرض کیا: حضور وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَصَحِيْحٌ. اللہ کی قسم! یہ تو بالکل ٹھیک ہے تب آپ نے پوچھا: یہ شادی شدہ ہے یا کنوارا؟ عرض کیا گیا: شادی شدہ ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم جاری فرما دیا۔ (۲) اگلی روایت میں ہے کہ اسی قبیلہ کے ہزال نامی شخص کو حضور علیہ السلام نے وہی فرمایا جو حضرت ابوبکر و عمر نے ماعز اسلمی کو فرمایا: يَا هَزَّالُ لَوْ سَتَرْتَهٗ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا

لَکَ۔ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا لیتے تو تیرے لیے بہتر تھا۔ (۳) لہٰذا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر کوئی اس وجہ سے طعن نہ کرے کہ وہ مجرموں کو سزا دینے کی بجائے فرار کا موقع دیتے تھے۔ وہ تو حضور علیہ السلام کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کیمیا اثر کی کیا ہی بات ہے کہ جن حضرات نے اس بارگاہ سے کچھ خاص تربیت حاصل نہیں کی اور زیادہ عرصہ حضور علیہ السلام کے قریب رہ کر کسب فیض کا موقع نہیں ملا۔ وہ بھی آخرت کی کامیابی کے کس درجہ متوالے تھے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اخروی زندگی سنوارنے کے لیے کس طرح بارگاہ صدیقی، بارگاہ فاروقی اور بارگاہ رسالت میں دیوانہ وار حاضر ہو رہے تھے۔ پتھروں کی بارش میں خود موت کو سینے سے لگا رہے ہیں، جگہ جگہ پھر رہے ہیں تاکہ اخروی مواخذے سے اپنے آپ کو اس دنیا میں پاک کر لیں۔ ایسے ایک بھی بزرگ کا ورع و تقویٰ اگر لاکھوں آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان میں سے ہر ایک آج کے بزرگوں سے تقویٰ و طہارت میں بڑھ کر ہوگا۔ دریں حالات جید صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ورع و تقویٰ کا بھلا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اس نگاہ کیمیا اثر کے لیے اسی لیے تو کہا گیا ہے:

؎ خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

مرد تو مرد، عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میں زنا سے حاملہ ہو گئیں ہوں (مجھے سزا دے کر پاک کر دیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذْهَبِيْ حَتّٰى تَضَعِيْ۔ چلی جا یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے وہ چلی گئی جب بچہ جن چکی

تو پھر حاضر ہوئی (اور وہی کچھ عرض کیا) حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِذْهَبِيْ حَتّٰى تَرْضِعِيْهِ۔ چلی جا یہاں تک کہ اس کی دودھ کی مدت پوری کر لے، وہ عورت مدت رضاعت کے بعد پھر حاضر خدمت ہوئی (اور پھر عرض گزار ہوئی) تو آپ نے فرمایا: اِذْهَبِيْ فَاسْتَوْدِعِيْهِ۔ چلی جا اور بچہ کسی کے سپرد کر کے آ (تاکہ وہ اس کی پرورش کرے) اس نے بچے کو کسی کی کفالت میں دے دیا اور حاضر خدمت ہوگئی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے رجم کیا گیا۔ (۵)

سبحان اللہ! قربان جائیں اس خاتون پر جس کا آخرت پہ ایمان اتنا پختہ تھا کہ اس کامیابی کے راستے میں دنیا کی زندگی حائل نہ ہو سکی۔ لغزش کا اعتراف کر کے رجم ہونا، پتھروں کی بارش میں داعی اجل کو لبیک کہنا قبول کر لیا لیکن آخرت کا خطرہ بھی باقی نہ رہنے دیا۔ حفیظ جالندھری نے کیا خوب کہا:

؎ یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

حضرت عمر کی دعا اور فکر آخرت

حضرت سعید بن مسیب نے حضرت عمر کو اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ منیٰ سے لوٹے اور ابطح میں اپنے اونٹ کو بٹھا رہے تھے تو کنکریوں کا ایک ڈھیر لگا کر اس پہ اپنی چادر بچھائی اور چت لیٹ کر آسمان کی طرف منہ کر کے یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ كَبُرَتْ سِنِّيْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِيْ وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَّلَا مُفَرِّطٍ۔

اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی، میری طاقت کم ہوگئی، میری رعایا پھیل گئی، مجھے اپنی بارگاہ میں اس حالت میں بلا لے کہ نہ تیرے احکام ضائع کرنے والا بنوں اور نہ ہی کمی بیشی کرنے والا۔

Scanned with CamScanner

پھر جب مدینہ پاک واپس آئے تو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ اِلَّا اَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا۔

اے لوگو! راستہ تمہارے لیے صاف ہو گیا اور فرائض تمہارے لیے مقرر ہو گئے اور تم واضح راستے پہ ڈال دیئے گئے مگر یہ کہ تم لوگوں کے ساتھ دائیں بائیں بہک جاؤ۔

پھر ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پہ مار کر رجم کے حکم کو بیان فرمایا: حضور علیہ السلام کے زمانے میں رجم کیا گیا اور اس سلسلہ میں رجم کی آیت کی تلاوت منسوخ ہونے کا ذکر کیا...... حضرت سعید بن میتب کہتے ہیں: فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ. (۱۰)

مکی مدنی سرکار کی بابرکت تعلیم کا اثر دیکھو کہ اتنی کامیاب حکومت کرنے والا اعدل الاصحاب مزین منبر و محراب اپنے دل میں کس قدر خوف خدا اور فکر آخرت رکھتا ہے۔ ہم اس آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں ہر موقع پہ کیوں نہ نذرانہ محبت پیش کریں۔

جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے ایسے ہیرے عطا فرمائے

ے محمد نور ہیں خیرالبشر ہیں — محمد ہادیٔ اہل نظر ہیں
محمد نائب ذات الٰہی — وہی سرکار آدم کے پدر ہیں
محمد سے ہوا روشن زمانہ — محمد ہی شہ ہر بحر و بر ہیں
محمد مالک و مختار عالم — محمد عالم ہر خشک و تر ہیں
محمد دین و دنیا کے ہیں رہبر — محمد آخرت کے تاجور ہیں
محمد نام کا چرچا ہے ہر سو — محمد ہی خدا کے پاک در ہیں
محمد نام پہ نقطہ نہیں ہے — وہی بے عیب ہیں حق کے گہر ہیں
نگاہ لطف ہو نقوی پہ آقا — ترے دربار کے دریوزہ گر ہیں

والدین کے بارے میں احتیاط سے بات کی جائے

* حضرت عمر نے دو جھگڑنے والوں میں سے ایک کو اسی کوڑے مارے جس نے کہا: خدا کی قسم! میرے ماں باپ زانی نہ تھے' آپ نے لوگوں سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ ایک شخص نے کہا: اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی ہے۔ دوسروں نے کہا: کیا اس کے سوا اس کے ماں باپ کی کوئی تعریف نہ تھی' لہٰذا ہمارے خیال میں اس پر حد جاری ہوگی' پس حضرت عمر نے اس کو اسی کوڑے لگائے۔ (۱۹)

* معاملہ حاکم کے پاس عدالت میں پہنچ جائے تو حق والا حق معاف بھی کر دے تو سزا دی جائے گی' لہٰذا حقدار نے سفارش کرنی ہے تو حاکم تک مقدمہ پہنچنے سے پہلے معاف کر دے' جیسا کہ حضرت صفوان نے اپنی چادر چوری کرنے والے کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا اور جب اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا: میرا ارادہ یہ نہیں تھا میری چادر اس پر صدقہ ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ بِهٖ. یہ کام میرے پاس آنے سے پہلے کرنا تھا۔ (۲۸)

کتنی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی قیمت پر ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی (ابن ابی شیبہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی دینار یا تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے اور ان کے موقف کی تائید میں بھی مختلف احادیث موجود ہیں۔ اصل یہاں ڈھال کی قیمت ہے جو بعض حضرات کے نزدیک تین درہم اور بعض کے نزدیک دس درہم ہے۔ امام شافعی کے نزدیک پہلی دفعہ کی چوری پر دایاں ہاتھ' دوسری دفعہ بایاں پیر'

Scanned with CamScanner

تیسری بار بایاں ہاتھ، چوتھی مرتبہ دایاں پیر کاٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں تیسری چوری پر ہاتھ یا پیر کچھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔ یہاں تک کہ توبہ کرے یا عمر بھر قید میں پڑا رہے۔ امام اعظم کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے بندے کا ایک ہاتھ بھی نہ چھوڑوں جس سے وہ کھا سکے اور استنجا کر سکے۔ نیز ایک پیر بھی نہ چھوڑوں کہ وہ تھوڑا بہت چل پھر سکے۔ چنانچہ ان کی اس دلیل پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا اور یہی فقہائے احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کا مذہب ہے۔

(اشعۃ اللمعات، جلد سوم) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴۵) کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

(پی جانیوالی چیزوں کا بیان)

حضرت عمر نے حضرت علی سے مشورہ کر کے شرابی کی سزا اسی کوڑے مقرر کی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب کی سزا کے بارے میں حضرت علی سے مشورہ کیا تو انہوں نے اسی کوڑوں کی سزا تجویز کی اور دلیل میں فرمایا:

فَاِنَّهٗ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَاِذَا سَكِرَ هَذٰى وَاِذَا هَذٰى افْتَرٰى

کیونکہ جب وہ شراب پئے گا تو بدمست ہو جائے گا اور بدمست ہوگا تو بے ہودہ بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا تو بہتان باندھے گا (اور بہتان باندھنے والے کی یہی سزا ہے فاجلدوھم ثمانین جلدۃ۔ النور) فَجَلَدَ عُمَرُ فِی الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ۔ چنانچہ حضرت عمر نے شرابی کی سزا اسی کوڑے مقرر کر دی (۲) اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور یہی تمام فقہاء کا مسلک ہے۔

☼ گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر یا کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا۔ (۷)

قال النووی والنهی للتنزیه عندالجمهور ولایحرم مالم یسکر وللتحریم عندالمالکیه وقال ابوحنیفه وابو یوسف فی روایة لا کراهیة فیه ولاباس (حاشیہ نمبر ۵، ۳۵۷)

یہ نہیں صرف نشہ کے خطرہ کے پیش نظر ہے۔ قال الحینی حکمة النهی خوف اسراع الاسکار فی النبیذ مع الخلط (ایضاً) جمہور کے نزدیک نہیں تنزیہ ہے جب تک نشہ نہ پیدا ہو حرام نہیں۔ مالکیہ کے نزدیک نہی برائے تحریم ہے اور ابوحنیفہ وابو یوسف کے ہاں ایک روایت میں نہ کراہت ہے اور نہ کوئی حرج، جب تک کہ نشہ پیدا نہ ہو ورنہ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔ ہر شراب جو نشہ لائے حرام ہے۔ (۹)

جس اللہ نے شراب کا پینا حرام کیا اس نے شراب کو بیچنا بھی حرام فرمایا

ابن دعلہ مصری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انگوری شراب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مشک شراب کا تحفہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا۔ کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمایا ہے۔ اس نے عرض کیا: نہیں، میں نہیں جانتا۔ اس شخص کے پہلو میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے اس سے سرگوشی کی تو حضور علیہ السلام نے پوچھا: بم ساررتہ۔ تو نے کیا سرگوشی کی ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ میں نے اسے یہ شراب بیچ دینے کو کہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَیْعَهَا۔ جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا بھی حرام فرمایا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا اور ساری شراب بہہ گئی (۱۲) اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ بہت سارے لوگ شراب پی رہے تھے کہ ایک آنے والے نے کہا: اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ۔ شراب حرام کر دی

Scanned with CamScanner

گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہ نے حضرت انس سے فرمایا: انس اٹھ اور اس گھڑے کو پھوڑ دے۔ انس اٹھے اور شراب والے مٹکے کو اسی وقت توڑ دیا۔ (۱۳) یہ تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیم کہ شراب کے اتنے پرانے عادیوں کو اطلاع ہوتی ہے کہ شراب حرام کر دی گئی ہے تو اسی وقت ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ مشکیزے توڑ دیتے ہیں اور شراب بہا دیتے ہیں۔ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔ یہ اس پیارے آقا علیہ السلام کی نظر تھی جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

؎ محمد ہیں اللہ کی راہ محکم — محمد ہیں رحمت محمد مکرم
محمد ہیں لولاک کے حال والے — انہی کی عطا و کرم سے ہے عالم
محمد ہیں سارے عوالم کے ہادی — محمد ہیں سردار اولاد آدم
مسالک سے اعلیٰ ہے اسلام مولیٰ — رہا ہے وہی ہے رہے گا وہ ہر دم
کہو اے علی دل سے اسم محمد — محمد ہیں اعلم محمد ہیں اکرم

(۴۶) کِتَابُ الْجَامِعِ (مدینہ شریف کی فضیلت)

؎ راز کی بات تم کو بتاؤں — بے نشاں کا نشاں مدینہ ہے

✻ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ.

اے اللہ! اہلِ مدینہ کے پیمانوں میں برکت دے اور انہیں ان کے صاع اور مد میں برکت دے۔ (۱) المدينة مشتقة من دان اى اطاع والدين الطاعة اومن مدن بالمكان اذا اقام به والجمع مدن بضمتين و بسكون الثاني و مدائن۔ حاشیہ (۶، ص ۳۵۸)

؎ انوار سرمدی کے خزینے میں لے چلو
امواج دل کے بہتے سفینے میں لے چلو

بیمار عشق سرور کونین ہے ریاض
انگلی پکڑ کے اس کو مدینے میں لے چلو

مدینہ شریف کے لیے حضور علیہ السلام دوہری دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (مدینہ شریف کے) لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہو جاتے تو حضور علیہ السلام اسے لے کر یوں دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهٖ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ.

اے اللہ! ہمیں ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمیں ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمیں ہمارے مد میں برکت دے۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لیے دعا کی اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں جتنی انہوں نے مکہ کے لیے کی اور اتنی ہی اور زیادہ۔

؎ کہتا ہوں اگر یہ تو بجا ہے کہ نہیں ہے
جاں بخش مدینے کی ہوا ہے کہ نہیں ہے
دن رات مرے لب پہ ثنا ہے کہ نہیں ہے
یہ میری محبت کا صلہ ہے کہ نہیں ہے
سرکار کی عظمت کا جو منکر ہے بتاؤ
بدبخت برے سے وہ برا ہے کہ نہیں ہے

Scanned with CamScanner

دیکھا ہے جن آنکھوں نے مدینہ کبھی ان میں
جھانکو تو نظر آئے جلا ہے کہ نہیں ہے
یکساں ہیں غلامی میں غلام آپ کے ورنہ
ہے رنگ جدا نسل جدا ہے کہ نہیں ہے
سرکار جسے در پہ بلاتے ہوں برابر
سرکار کے درکا وہ گدا ہے کہ نہیں ہے
میلاد کی محفل جو سجی ہے تو ذرا دیکھ
خود ذات نبی جلوہ نما ہے کہ نہیں ہے
میں ایک اسی ایک ہی در کا ہوں بھکاری
ہونٹوں پہ مرے ایک صدا ہے کہ نہیں ہے
پلکوں پہ چمکتے ہوئے مسرور ستارے
سرکار دو عالم کی عطا ہے کہ نہیں ہے

ثُمَّ یَدْعُو اَصْغَرَ وَلِیْدٍ یَرَاهُ فَیُعْطِیْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہونے کے بعد کسی بہت چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے عطا کر دیتے۔(۲)

دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت کا زندہ ثبوت ہے کہ ہر نیا پھل خود کھانے سے پہلے اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے۔ کیا کہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہو؟ اگر نہیں تو پھر وہ کیوں ایسا کرتے؟ صرف اور صرف اس لیے کہ اولاً تو یہ منبع خیر و برکت سے اکتساب فیض کا ایک ذریعہ تھا اور ثانیاً وتعزروہ وتوقروہ کے حکم پر عمل کیا جا رہا تھا۔ اس عمل سے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ اس شہنشاہ عالی وقار

کے بعد حصول برکت کے لیے آپ کے نائبوں کی خدمت میں نذرانے پیش کرنا سنت صحابہ، رضائے مصطفیٰ اور خوشنودیٔ خدا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پھل بچوں اور لڑکوں کو عنایت فرما دیتے تھے کیونکہ بچوں کو ہر نئی چیز کی زیادہ تمنا ہوتی ہے۔ معلوم ہوا! نذرانے جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتے بلکہ ضرورت مندوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی مدد کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ بزرگان دین کا لنگر جاری کرنا اسی وجہ سے ہوا کرتا تھا۔ اگر کوئی اسے ذخیرہ کرے اور اپنے آرام و راحت کا ذریعہ بنائے تو دنیا کی دولت اور آرام و راحت سے ایسا لگاؤ رکھنے والا بزرگ حقیقت میں بزرگ نہیں اور نہ اسے نذرانے دینے کی وہ افادیت ہے جو حقیقت میں نذرانوں سے مقصود ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب نیا پھل پیش کیا جاتا تو بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے۔ معلوم ہوا! بزرگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے کہ ایسے مواقع پر پیش کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے لیے خدائے ذوالمنن سے خیر و برکت طلب کرے۔ ساتھ ہی ومثلہ معہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ پروردگار عالم نے یقیناً مدینہ منورہ کے اندر مکہ مکرمہ سے دوچند خیر و برکت رکھی ہوگی کیونکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا خدا نے ضرور قبول فرمائی ہوگی جب کہ اس دعا کی کیفیت یہ ہوتی تھی۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (ﷺ)

تمنا ہے درختوں پر تیرے روضے پہ جا بیٹھے

ے وہ آخری شب اور مدینے کا تصور
کیا جانیے کیا دیتی ہے اس وقت مزہ یاد

مدینہ منورہ کی محبت ہر صاحب ایمان کے دل میں موجزن رہتی ہے۔ حبیب خدا اور محبوب کائنات جب تک مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے تو کائنات ارضی و سماوی کا ہر

Scanned with CamScanner

فرد ادھر متوجہ رہا بلکہ خود خالق کائنات بھی اسی جانب توجہ فرماتا رہا اور جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو سب کی نگاہوں کا مرکز مدینہ منورہ ہو گیا' کیونکہ کونین کی ساری بہار اسی محبوب پروردگار کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ وہ جہاں بھی جلوہ افروز ہوں وہی مقام مدینہ منورہ ہے اور اسی کی جانب سب کی نگاہیں سمٹ سمٹ کر مرکوز ہو جاتی ہیں۔

؎ قبلے کی خبر یاد نہ کعبے کا پتہ یاد — زاہد ہے مجھے صرف در قبلہ نما یاد

عشق رسول کی منہ بولتی تصویر' دشمنان رسول اور گندم نما جوفروش قسم کے مدعیان علم و عرفان کا عمر بھر محاسبہ کرنے والا محمدی کچھار کا شیر اور چودھویں صدی میں سرمایہ ملت کا عدیم المثال نگہبان یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) یوں بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:

سایۂ دیوار و خاک در ہو یارب اور رضا
خواہش دیہیم قیصر' شوق تخت جم نہیں

مولانا کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی منہ مانگی مراد پائی اور ان کی دعا بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کر گئی جنہوں نے بارگاہ رسالت پناہ میں اپنی خواہش کا یوں اظہار کیا تھا۔

؎ تمنا ہے درختوں پر ترے روضے پہ جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

مدینہ شریف میں تکالیف پر صبر کرنے والے کا درجہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت زبیر بن عوام کے آزاد کردہ غلام یُحَنَّس بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے ہی خبر دی کہ یہ فتنہ کا دور تھا کہ حضرت ابن عمر کی مولاۃ (آزاد کردہ لونڈی) حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں یہاں سے چلی جانا چاہتی ہوں کیونکہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا:

اُقْعُدِیْ لُکَعُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَائِہَا وَشِدَّتِہَا اَحَدٌ اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَہِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (۳)

ارے پگلی مدینہ میں ہی بیٹھی رہو کیونکہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو کوئی مدینہ شریف کی سختیوں پہ صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا۔

؎ کیا کیا نہ مجھے اوج ثریا نظر آیا — اللہ رے پھر گنبد خضریٰ نظر آیا
بوسیدہ چٹائی پہ جو تکیہ نظر آیا — سرکار دو عالم کا سراپا نظر آیا
تاثیر عجب ہے مدینے کی ہوا کی — بڑھتا ہوا ہر زخم سمٹتا نظر آیا
اکثر میری قسمت نے مرا ساتھ دیا ہے — اکثر مجھے خوابوں میں مدینہ نظر آیا
اک نور کا دریا تھا رواں یاد ہے مجھ کو — دریا میں نہ پوچھو مجھے کیا کیا نظر آیا
پہلے بھی کشادہ تھا مگر آئے جو عاصی — دامان کرم اور کشادہ نظر آیا
ممنون کرم میں بھی ہوں سرکار دو عالم — مجھ کو بھی اندھیرے میں اجالا نظر آیا
آنے کو تو آیا تھا بڑے سے بڑا لیکن — دربار میں پہنچا تو وہ چھوٹا نظر آیا
جو خاک کا ذرہ تھا مدینے کی زمیں پر — مسرور مجھے چاند کا ٹکڑا نظر آیا

مدینہ شریف' بھٹی کی طرح میل کچیل کو نکال باہر کرتا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک اعرابی نے حضور علیہ السلام سے اسلام پہ بیعت کی تو اس کو مدینہ شریف میں بخار ہو گیا۔ بارگاہ رسالت میں آیا اور عرض گذار ہوا۔ یارسول اللہ! بیعت واپس کیجئے۔ حضور علیہ السلام نے انکار فرمایا تو وہ دوبارہ حاضر ہو کر یہی کہنے لگا کہ بیعت واپس لے لیں۔ آپ نے پھر انکار فرمایا تو وہ اعرابی مدینہ سے باہر نکل گیا اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَیَنْصَعُ طِیْبُہَا۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو نکال دیتی ہے اور خالص سونا چاندی رکھ لیتی ہے۔ (۴)

Scanned with CamScanner

جب زباں پر نام طیبہ آ گیا — قلب مضطر پر سکوں سا چھا گیا
نعت پڑھتا کوئی گزرا ہے ضرور — اللہ اللہ روح کو تڑپا گیا

ایک روایت میں ہے جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا جو بہت ساری بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے جو (برے) لوگوں کو ایسے نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو (۵) امام ملک فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ جب مدینہ طیبہ سے نکلے تو مدینہ کو دیکھ کر روئے پھر (اپنے ساتھی کو کہا) یَا مُزَاحِمُ اَتَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ نَفَتْ الْمَدِیْنَۃُ. اے مزاحم کیا تم ڈرتے ہو کہ ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ شریف نے نکال دیا ہو؟ (۹)

ہے مدینہ تو ہر گدا کے لیے

تم ہو جاتے کہاں صدا کے لیے — ہے مدینہ تو ہر گدا کے لیے
ان کی گلیوں میں آنکھ روتی ہے — ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لیے
یہ ٹھکانہ نہیں ہے غیروں کا — دل بنایا ہے مصطفیٰ کے لیے
جانے کب آئے گا طبیب میرا — درد بڑھتا گیا دوا کے لیے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ تک — اب نہ روکو مجھے خدا کے لیے
جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی — میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لیے
مر ہی جاتا یہ ہجر میں صائم — جی رہا ہے تیری ثناء کے لیے

زیر نظر روایت کو دیکھئے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ (المتوفی ۱۰۱ھ) مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے اشک بار ہو کر اس کی طرف دیکھتے اور ساتھی سے فرماتے ہیں: کہیں ہمارا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جنہیں مدینہ منورہ اپنے اندر رہنے نہیں دیتا بلکہ نکال دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وَفَاۃً وَشَہَادَۃً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ یعنی اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں وفات اور

شہادت نصیب فرما۔ اسی لیے اہل محبت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا ہے۔

مدینے میں دو گز زمیں مجھ کو دے دو
نہ دو حور و غلماں مدینے کے والی

پتھر کے پہاڑ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل اُحد کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ، یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی ہے جو پہاڑوں کے اندر بھی پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ محبت کا تعلق تو دل کے ساتھ ہوتا ہے جب کہ پہاڑوں میں دل کہاں؟ اگر کوئی انسان ہو کر بلکہ مسلمان، عالم اور مفسر کہلا کر محبوب خدا سے محبت نہ کرے تو ایسے مفسر سے وہ پتھر اچھے ہوئے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اگر پتھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کریں تو جواب میں ہمارے آقا اس کے ساتھ بھی محبت فرماتے ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی حضور علیہ السلام کا غلام اپنے آقا سے سچی محبت کرے تو آقا علیہ السلام اس کو اپنی محبت سے محروم کر دیں۔ ہمارے آقا علیہ السلام کا تو واضح ارشاد گرامی ہے جس کو بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لایؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بہتر ہوگا کہ حدیث کا اگلا حصہ اور اس میں بیان ہونے والے اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے سے پہلے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات کو بھی لکھ دیا جائے تاکہ صرف زبانی کلامی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرنے والوں کو معلوم

Scanned with CamScanner

ہو کہ جب حضور کی محبت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو کس طرح کے عمل بندے سے سرزد ہوتے ہیں چونکہ ایمان کے بغیر محبت کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ اسی طرح عمل کے بغیر بھی محبت کی بات خالی ایک دعویٰ ہے کیونکہ المحب لمن یحب یطیع۔ جو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اس کی اطاعت بھی کرتا ہے یعنی چونکہ ایمان مقدم ہے لہٰذا پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کس طرح ایمان لانا ضروری ہے۔

اعمال وعبادات کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے

اسلام وایمان کا رکن اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی واقرار لسانی ہے اور آپ کی تعظیم ظاہری و باطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال وعبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

میثاق توحید الٰہی اور ربوبیت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے مؤکد طور پر عہد لینا باخبار الٰہی منصوص ہے۔

(الف) آپ خاتم الانبیاء ہیں نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دینیہ سے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اس معنی کو ناسمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علوم سے اوسع ہے کسی مخلوق کے علم کو علم اقدس سے زیادہ وسیع کہنا کفر ہے۔

(ج) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم غیب ان کے رب کریم جل جلالہ نے عطا فرمایا: انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام وجملہ اولین وآخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا عالم ماکان ومایکون اس کا جزو ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ ہر جانور ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے قطعاً کافر ہے۔

آپ کی اطاعت واتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کی وعید ہے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات

✳...... آپ کی اقتدا اور اتباع سنت اقوال وافعال میں اور آپ کے اوامر ونواہی کی تعمیل۔

✳......زبان ودل سے آپ کا ذکر کرنا۔

✳......آپ کے جمال پاک کا مشتاق ہونا۔

✳......دل، زبان اور بدن سے آپ کی تعظیم کرنا۔

✳......آپ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا اور ان کے ساتھ بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا۔

✳......آپ کی سنت کے تارک کو برا سمجھنا۔

✳......آپ کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسا ہی اب بھی آپ کی حدیث فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور ضروری ہے، پس ان میں باتباع سلف مسلمانوں میں جو مباح وجوہ تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں ان کا بوقت ذکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بجالانا تقاضائے ایمان ہے اور چونکہ مجالس میلاد میں قیام کرنا عشاق درگاہ کا معمول ہو گیا ہے، پس ان کا انکار روش سلف کا انکار

Scanned with CamScanner

ہے اور بے بنیاد تعصب ہے۔

✳ ...... جو ممکنات و مخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہیں سب کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہیں، پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہو سکتا۔

✳ ...... آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصاف بشری سے برتر اور تغیر و آفات و عیوب و نقائص بشری سے منزہ اور ضعف انسانی سے مبرا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف ہے، پس آپ کا علم باللہ و صفاتہ قبل بعثت و بعد بعثت تمام عیوب و نقائص شک و جہل وغیرہ سے مبرا و منزہ ہے۔

✳ ...... حضور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اول ظاہر باعتبار صورت بشر دوم ملکی، سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

✳ ...... آثار شریفہ و آثار سلف صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو ذریعہ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمانی کی نشانی ہے۔

✳ ...... بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنیٰ و آیات کبریٰ و امور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعداؤ اشقیا و علم ماکان و مایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔ علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱) علم الٰہی غیر متناہی بالفعل اور محیط ہے اور حضور کا علم متناہی بالفعل وغیرہ متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علم الٰہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام و بسط حواس و بصیرت مقدسہ حادث ہے۔

✳ ...... آپ کے تمام اخبار و اقوال متعلقہ دین و دنیا صادق اور حق ہیں شک و وہم و جہل وغیرہ نقائص و مداخلت شیطانی سے منزہ و مبرا ہیں۔

✳ ...... آپ قبل نبوت و بعد نبوت کبائر و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں۔

✳ ...... بعض افعال بلاغیہ و احکام شرعیہ میں نسیان و سہو آپ سے بغرض تشریح و افادہ علم بارادہ الٰہیہ واقع ہوا ہے اور صدور سہو و نسیان منافی شان نبوت نہیں بلکہ نسیان و ذہول از ناسوت بوجہ استغراق در لاہوت از قسم کمال ہے جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے البتہ ان کے سہو و نسیان کو اپنے سہو و نسیان پر قیاس کرنا اور بقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

✳ ...... تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں، ظاہری صورت میں مشابہ عوارض عامۂ افراد انسانی ہیں اور بلحاظ نتائج و آثار باطنی و حکمت خفیہ الٰہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دعا، تضرع اور موعظت امت بوقت لحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکور ہے، پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جب کہ تحقیر لازم آئے کفر ہے۔

✳ ...... حضور سید الانبیاء کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات و احادیث سے بالتواتر ثابت ہے، منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

✳ ...... آپ روضۂ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بحیات حقیقۃ دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکساران امت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں اور احوال امت پر حاضر و ناظر ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام کے بعض معجزات کا بیان

حق سبحانہ وتعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو معجزات ذیل وغیرہ سے مخصوص فرمایا۔

(۱) معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف اور امامت انبیاء کرام اور سیر سماوات وآیات کبریٰ وجنت ونار وغیرہ۔

(۲) اپنا جمال پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم ظاہر دکھایا۔

(۳) شق القمر

(۴) ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا۔

(۵) احجار واشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا۔

(۶) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔

(۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزارہا آدمی سیر ہو جائیں۔

(۸) بکری مذبوحہ کا آپ سے کلام کرنا۔

(۹) مذکورہ معجزات ودیگر خوارق مثل احیائے اموات جو احادیث سے ثابت ہیں بلا تاویل حق ونفس الامری ہیں۔

⁕ ......تمام معجزات سے اعلیٰ وقویٰ وادوم قرآن شریف ہے جس کے مقابلے سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی ومحاسن معنوی واخبار غیبیہ تمام معجزہ ہیں۔ (ماخوذ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کو حرم بنا دیا

جبل احد والی حدیث کا اگلا جملہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاَنَا اُحَرِّمُ مَابَیْنَ لَابَتَیْھَا۔ اے

اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں دونوں کناروں کی درمیانی جگہ (مدینہ) کو حرم بناتا ہوں۔ (۱۰)

ے سامان سفر کھول کے پھر باندھ رہا ہوں
آیا ہوں مدینے سے مدینے کو چلا ہوں
یادوں کے جزیروں میں کھڑا جھوم رہا ہوں
میں پھول ہوں خوشبو ہوں سمندر کہ صبا ہوں
یوں اشک رواں ہیں میری آنکھوں سے کہ جیسے
سرکار کے قدموں میں کھڑا نعت سرا ہوں
سرکار کی گلیاں ہیں مجھے جان سے پیاری
جا جا کے کئی بار گلے ان سے ملا ہوں
اب کون میرے چارہ گروں کو یہ بتائے
اچھا تو مدینے کی ہواؤں سے ہوا ہوں
پھر گنبد خضریٰ کے نظارے سمٹ آئے
یہ خواب ہے یا خواب نہیں سوچ رہا ہوں
اک میں ہوں شب تار ہے اور یاد مدینہ
سرکار ذرا دیکھئے میں جاگ رہا ہوں
جالی کو لگاتا ہوں کبھی جان سے اپنی
چوکھٹ کو تصور میں کبھی چوم رہا ہوں
مسرور حضوری کا یہ رتبہ بھی بڑا ہے
پہلی نہ سہی آخری صف میں تو کھڑا ہوں

اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس حدیث میں حرم بنانے کی زبان رسالت سے نسبت قابل غور ہے۔ نبی کریم

Scanned with CamScanner

صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ کو میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ یہ اعزازی اختیارات ہیں جو پروردگار عالم اپنے مقبول بندوں کو عطا فرماتا ہے اور اسی اعزازی اختیار کی بنا پر مجازاً ان کی طرف بھی ایسے امور کی نسبت کر دی جاتی ہے جس کی قرآن وحدیث میں اتنی مثالیں موجود ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مبتدعین زمانہ سے بعض لوگ مقربین بارگاہِ الٰہیہ کے علوم و اختیارات کے نام سے ہی جل بھن جاتے ہیں اور ایڑی سے چوٹی بلکہ اپنے مہاتما گاندھی کی لنگوٹی تک کا زور اس بات پر لگا دیتے ہیں کہ کسی بڑی سے بڑی ہستی کو ایک عام انسان سے ذرا بھی کسی بات میں مختلف نہ سمجھا جائے اور اگر فرق بھی کیا جائے تو صرف اتنا ہی جتنا کہ چھوٹے بڑے بھائی میں ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک نبی اس ہستی کا نام ہے جس نے دینی مسائل کسی کتاب یا استاد سے نہیں سیکھے بلکہ اسے وحی کے ذریعے بتا دیئے گئے اور ان کی تبلیغ پر مامور فرما دیا گیا۔ گویا ان کی اصطلاح کے مطابق ایک نبی اور کسی مسجد کے ملاں جی میں وحی کے سوا اور کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

قرآن وسنت سے بے بہرہ لوگوں کا عقیدہ

اگرچہ قرآن وحدیث کے واضح نصوص ان حضرات کے اس غیر اسلامی نظریہ کی قطعاً تائید نہیں کرتے بلکہ صاف صریح طور پر اسے کلمۂ طیبہ سے انحراف اور عقیدۂ رسالت کا انکار قرار دیا ہے کیونکہ انبیائے کرام ہرگز خدا نہیں لیکن یقیناً خدا نما ہیں۔ یہ حضرات مظہر خدا ہوتے تھے جن کے کمالات سے خدا کی ذات وصفات کا تصور انسانوں کے ذہن میں سماتا تھا۔ ان اعزازی علوم و اختیارات کو شرک قرار دینا حقیقت میں اسلام سے مذاق، عقیدۂ رسالت کے خلاف ابلیسی شرارت اور عقیدہ توحید کو مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے نکالنے کی خاطر پراسرار شیطانی سازش کے شوگر کوٹڈ کیپسول ہیں جن کو استعمال کرنے سے اسلامی عقیدۂ توحید و عقیدۂ رسالت کو آدمی

اپنے ہاتھ سے دے بیٹھتا ہے۔ غرضیکہ یوں دین کے نام پر آدمی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر کے اپنے آپ کو مکمل بے دین بنا لیتا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ یہ تو وہ مرض ہے جو شیطان کو لاحق ہوا تھا اور کہیں وہ دینداری کے پردے میں مجھے اپنے جیسا بنانے کی کوشش نہ کر رہا ہو توحید کی نام نہاد علمبرداری نے اسے منصب نبوت کو نہ سمجھنے دیا اور گلے میں لعنت کا طوق پڑا۔ شیطان کے اسی نقش قدم پر چلنا حقیقت میں شیطان کے انجام کو اپنا مقدر بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟

محبوبانِ خدا کے اختیارات اور قرآن مجید کی آیات بینات

مقربین بارگاہ الٰہیہ کے عطائی و اعزازی اختیارات ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کے انکار کی اسلام کے اندر قطعاً گنجائش نہیں ہے خود قرآن کریم کے اندر ایسی درجنوں آیات موجود ہیں جن کے اندر غیر خدا کی طرف ایسے اختیارات کی نسبت کی گئی ہے۔ یہاں ایسی تمام آیات کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں بلکہ خاص اسی تحریم و تحلیل کے سلسلے میں دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک مقام پر پروردگار عالم نے اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یوں فرمایا ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التورته والانجیل یامرهم بالمعروف وینههم عن المنکر ویحل لهم الطیبت ویحرم علیهم الخبئث ویضع عنهم اصرهم والاغلل التی کانت علیهم (۷:۱۵۷)

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول، غیب کی خبریں دینے والے بے پڑھے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے، اتارے گا۔

Scanned with CamScanner

اس آیت میں حلال وحرام کرنے کی نسبت خود پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرمائی اور بتایا کہ میرا محبوب لوگوں کے سروں سے بوجھ اور گلوں سے پھندے اتار کر ان کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے جو فرمایا تھا دوسرے مقام پر قرآن کریم نے ان کے ارشادات کو یوں نقل فرمایا ہے:

انى اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا باذن الله وأُبرئُ الاكمه والابرص واحي الموتى باذن الله وانبئكم بما تاكلون وماتدخرون في بيوتكم ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين ومصدقا لما بين يدى من التوراة ولاحل لكم بعض الذى حرم عليكم وجئتكم باية من ربكم فاتقوا الله واطيعون۔ (۳:۴۹-۵۰)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کر دوں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

ان دونوں آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جن عطائی و اعزازی

اختیارات کو بیان فرمایا اور قرآن مجید نے انہیں نقل کیا وہ چشم بصیرت سے دیکھنے والے ہیں کہ اللہ کے ایک نبی جلیل القدر پیغمبر اور اولوالعزم رسول نے کیا فرمایا جب کہ وہ توحید کا علم بلند کرنے اور کفر وشرک کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کے لیے اس دنیا میں تشریف لائے۔ اگر ان عطائی و اعزازی نسبتوں میں کفر وشرک کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی باتوں کی ہرگز اپنی جانب نسبت نہ کرتے اور نہ قرآن کریم میں ایسی نسبتوں کو برقرار رکھا جاتا جب کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا:

۱- میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مورت تخلیق کر کے اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

۲- میں مادرزاد اندھے کو بینائی عطا کر دیتا ہوں۔

۳- میں کوڑھی کو شفا بخش دیتا ہوں۔

۴- میں خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔

۵- میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو۔

۶- میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔

۷- میں تمہارے لیے بعض چیزوں کو حلال کرنے آیا ہوں جو پہلے تم پر حرام تھیں۔

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ان نسبتوں کی حقیقت چشم بینا کو بھی ایمان کی روشنی میں ہی نظر آ سکتی ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی شان کو وہی لوگ علیٰ قدر مراتب دیکھ سکتے ہیں جو منصب نبوت کے قائل ہوں ورنہ جو سرے سے منصب نبوت و رسالت ہی کے قائل نہیں اور جنہیں ایک عام آدمی اور نبی کے اندر کوئی خاص فرق نظر ہی نہیں آتا وہ تو یہی سمجھیں گے کہ جس طرح ہمیں خدا کی طرف سے کوئی خاص علم و اختیار نہیں ملا اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی کچھ نہیں ملا ہوگا۔ دریں حالات قرآن کریم کے

Scanned with CamScanner

بار بار فرمانے، احادیث مطہرہ کے سینکڑوں بار دہرانے، بتانے کے باوجود ان کا ذہن ان نسبتوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ایسی باتوں کو دیکھنے والی آنکھوں سے محروم کرلیا ہوتا ہے لہٰذا وہ ان نسبتوں کی من مانی اور دوراز کار تاویلیں گھڑیں گے اور اللہ اور رسول پر اپنے معانی مفہومہ کی تہمت دھریں گے اور کسی طرح بھی تسلیم کرنے کی جانب رخ سیدھا نہیں کریں گے کیونکہ

؎ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

چونکہ بات زیر بحث یہ ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو حرم بنانے کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف فرمائی اور مدینہ منورہ کو حرم بنانے کی نسبت اپنی جانب، لہٰذا مناسب نظر آتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو حرم بنانے کی چند دیگر حدیثیں اور پیش کردی جائیں جن سے اہل ایمان کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور ملے۔ ان کی کشت دین لہلہائے اور گلشن ایمان بہاروں سے ہمکنار ہوجائے۔

حرم مدینہ کے بارے میں احادیث مبارکہ

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: اللھم ان ابراھیم حرم مکة وانی احرم مابین لابتیھا۔ (بخاری، مسلم، احمد، طحاوی) اے اللہ! بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرم قرار دیا اور میں (مدینہ طیبہ کے) ان دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان ابراھیم حرم مکة ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینة کما حرم ابراھیم مکة وانی دعوت فی صاعھا و مدھا بمثلی مادعا بہ ابراھیم لاھل مکة۔ (بخاری، مسلم) بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے باشندوں کے لیے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا جس طرح انہوں نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دگنی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: الٰہی! بیشک حضرت ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا۔ اللھم انا عبدک ونبیک وانی احرم مابین لابتیھا ...... (بخاری و مسلم) الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ میں مدینہ طیبہ کی ان دونوں حدوں کے درمیان والی ساری جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انی احرم ما بین لابتی المدینة ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا۔ (بخاری، مسلم، احمد، طحاوی) بیشک میں حرم بناتا ہوں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو اس کے کیکر کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے۔

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان ابراھیم حرم مکة وانی احرم مابین لابتیھا۔ (مسلم، طحاوی) بیشک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کی درمیانی جگہ کو حرم کرتا ہوں۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض گزار ہوئے: اللھم ان ابراھیم حرم مکة فجعلھا حرما وانی حرمت المدینة حراما مازمیھا ان لایھرق فیھا دم ولا یحمل سلاح لقتال ولا یخبط فیھا شجرة الا لعلف (صحیح مسلم) الٰہی! بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنا دیا اور بیشک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں

کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم بنا کر حرام کر دیا ہے کہ اس میں کوئی خون نہ بہایا جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر جانوروں کے چارے کو۔

☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: اللهم انی قد حرمت مابين لابتيها كما حرمت على لسان ابراهيم الحرم۔ (صحیح مسلم، مسند احمد) الٰہی! بیشک میں نے سارے مدینہ منورہ کو حرم کر دیا جیسے تو نے (مکہ مکرمہ کو) زبان ابراہیم پر حرم محترم بنایا۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان ابراهيم حرم بيت الله وامنه' وانی حرمت المدينة مابين لابتيها لايقطع عضاهها ولايصاد صيدها۔ (صحیح مسلم، طحاوی) بیشک حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنا دیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے کانٹے دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور نہ اس کے وحشی جانور شکار کیے جائیں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم مابين لابتى المدينة وجعل اثنى عشر ميلا حول المدينة حمى۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد) مدینہ طیبہ کی دونوں سنگستانوں کے درمیان والی ساری جگہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے گرد اگرد بارہ بارہ میل تک کے سبزہ درختوں کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم حرم مابين لابتى المدينة (صحیح مسلم، طحاوی شریف) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔

☆ عاصم احول سے روایت ہے: قلت لانس بن مالك احرم رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم المدينة قال نعم (صحیح مسلم، طحاوی شریف)۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم هذا الحرم (سنن ابوداؤد) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ منورہ کے) اس حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

☆ شرحبیل کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں چند جال لگا رہے تھے کہ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے جال پھینک دیئے اور فرمایا: الم تعلموا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم صيدها۔ (طحاوی شریف) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام فرما دیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا: ان النبی صلى الله تعالیٰ عليه وسلم حرم مابين لابتيها۔ (ابن ابی شیبہ) بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا ہے۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم حرم مابين لابتى المدينة ان يعضد شجرها او يخبط۔ (طحاوی شریف) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے مدینہ منورہ کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے درخت نہ کاٹیں اور نہ پتے جھاڑیں۔

☆ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں: میں نے ایک چڑیا پکڑ لی تھی اسے لیے ہوئے باہر گیا تو والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے شدت سے میرا کان ملا' چڑیا کو لے کر چھوڑ دیا اور فرمایا: حرم رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم صيدها بين لابتيها۔ (طحاوی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کا شکار حرام فرما دیا ہے۔

☆ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم حرم البقيع وقال لاحمٰى الا لله ولرسوله۔ (طحاوی شریف) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا: چراگاہ کو کوئی اپنی

Scanned with CamScanner

حمایت میں نہیں لے سکتا سوائے اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (الامن والعلی)۔

عقل سلیم ہو تو یہ دلائل کافی ہیں

یہ سولہ حدیثیں مذکور ہوئی ہیں یعنی آٹھ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔ پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کر دینے سے مدینہ منورہ حرم ہو گیا۔ پہلی آٹھ حدیثوں میں سے پانچ کے اندر اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جانب بھی یہی نسبت ارشاد فرمائی کہ مکہ معظمہ کو انہوں نے حرم کر دیا نیز جائے امن بنا دیا۔ یہ سب اسی عطائی اور اعزازی اختیارات کے جلوے ہیں جس کے باعث قرآن و حدیث میں ایسی باتوں کی نسبت مقربین بارگاہ الٰہیہ کی جانب فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات دیئے اور اپنے مقبول بندوں کی جانب خود ان کی نسبت فرمائی۔ مقربین بارگاہ الٰہیہ جنہیں یہ اختیار ملا انہوں نے خود اپنی جانب ایسے امور کی نسبت کی اور صاحب اختیار دوسروں بزرگوں کی جانب بھی نسبت کرتے رہے۔ ان عطائی اور اعزازی اختیارات سے پروردگار عالم کے حقیقی و ذاتی اختیار پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ ایسا اختیار مرحمت فرما دینے کے باوجود صاحب اختیار اپنے تمام اختیارات سمیت پروردگار عالم کے اختیار سے ایک بال برابر علیحدہ یا باہر نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود شرک کا خطرہ سوجھنا دین سے بے خبر ہونے کے ساتھ عقل سلیم سے بھی محروم ہونے کا ثبوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

؎ لب پہ جتنے نالے ہیں آج وہ سننے والے ہیں
تیرہ تار جہانوں میں ان کے دم سے اجالے ہیں
اوپر والا کہتا ہے آپ بھی اوپر والے ہیں
شہر نبی کے سارے موڑ میرے دیکھے بھالے ہیں

دل کے ارماں دل میں رہے نکلے ہیں نہ نکالے ہیں
مجھ کو مدینہ دے دیجئے آپ مدینے والے ہیں
کالی کملی والے نے دنیا کے دکھ ٹالے ہیں
کس نے کھائے ہیں پتھر کس نے پھول اچھالے ہیں
آؤ تو مسرور چنیں کنکر چننے والے ہیں

ایک ضروری مسئلہ

یہ بات یاد رہے کہ تمام علماء کا اس پہ اتفاق ہے کہ حدودِ مدینہ منورہ کا ادب و احترام مکہ معظمہ کی حدود کی طرح ہے' بلکہ اس سے بھی زیادہ مگر اختلاف اس میں کہ حرم مدینہ میں شکار کرنا حلال ہے یا حرام' اگر حرام ہے تو اس کی جزا یعنی فدیہ یا کفارہ واجب ہے یا نہیں۔ ہمارے امام اعظم کے ہاں وہاں شکار بھی حلال ہے اور درخت وغیرہ کا کاٹنا بھی درست ہے' کیونکہ ان چیزوں کی حلت تو قرآن کریم کی صریح آیات سے ثابت ہے مگر حدود مدینہ میں ان کی حرمت کی نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث قطعی بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت انس کے بھائی ابو عمیر نے مدینہ منورہ میں ایک چڑیا پالی تھی جو پنجرے میں رکھی تھی۔ اگر مدینہ منورہ میں شکار حرام ہوتا تو چڑیا کو پنجرے میں بند کرنا بھی حرام ہوتا' حرم مکہ میں شکار حرام ہونا اور کر لینے پر جزا واجب ہونا قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور احادیث قطعیہ سے بھی' بعض آئمہ کے ہاں حرم مدینہ میں شکار حرام تو ہے۔ مگر اس کی جزا واجب نہیں بعض کے ہاں جزاء بھی واجب ہے۔ بعض کے نزدیک وہاں پرندوں کا شکار حلال ہے' چرندوں کا حرام' بہرحال مسئلہ اختلافی ہے' اور اس بارے میں مذہب حنفی بہت قوی ہے۔ ہم نے فضائل مدینہ کے ضمن میں ہر طرح کی احادیث لکھ دی ہیں اور فقہی مسئلہ کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَایَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ

مدینہ شریف کے راستوں پہ فرشتوں کا پہرہ ہے۔ اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔(۱۶) انقاب جمع نقب بکسر القاف وھو الطریق مابین الجبلین

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی فضیلت کے بارے میں اکابر امت میں اختلاف ہے۔ دونوں جانب ایسے قوی دلائل موجود ہیں کہ کسی فریق کے موقف کو کمزور نہیں کہہ سکتے۔ حق یہ ہے کہ بعض فضائل کے لحاظ سے مکہ مکرمہ اپنی نظیر آپ ہے اور بعض خصائص کے پیش نظر مدینہ منورہ کا جواب نہیں۔ ایک ہی جلوے کا اِدھر جلال ہے اور اُدھر جمال' اُدھر محبت کی تجلی گاہ ہے اور ادھر محبوب جلوہ افروز' ادھر فرشی طواف کر رہے ہیں اور ادھر عرشی' دست بستہ کھڑے ہیں۔ ادھر مقام عبادت ہے اور ادھر مقام عقیدت' ادھر قبلۂ اجسام ہے اور ادھر قبلۂ ایمان' ادھر حکم ہے اور ادھر کشش' ادھر عقل ہے اور ادھر عشق' ادھر خلیل اللہ کا حرم ہے اور ادھر حبیب اللہ کا غرضیکہ ایمان اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھیں تو دونوں کی مخصوص بہاریں جوبن پر ہیں اور دونوں ہی اپنا جواب آپ ہیں۔ ماضی قریب کے ایک عاشق صادق نے ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

طیبہ نہ سہی افضل' مکہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

عارف کامل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ کسی معشوق نے اپنے عاشق صادق سے کہا: تو نے سیر و سیاحت کرتے ہوئے دنیا کے بیشمار شہر دیکھے ہوں گے جو رونق اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے تو ایک بات بتا۔

پس کدامی شہر آنہا خوشتراست!
گفت آں شہرے کہ دروے دلبراست

وہ کون سا شہر ہے جو تمام شہروں میں تجھے پیارا لگتا ہے؟ اس نے کہا: اس شہر سے پیارا کوئی شہر نہیں جہاں میرا محبوب رہتا ہے۔

جب یہ دستور عشق ہے تو پھر ہم اس سے کیوں ہٹیں اور اپنے آقا کے شہر کی تعریف میں رطب اللسان ہو کر کیوں نہ عرض کریں۔

جہاں جس قدر چوٹ کھائے ہوئے تھے	وہ سارے مدینے میں آئے ہوئے تھے
حضور آپ تشریف لائے تھے جس دن	زمین آسماں جگمگائے ہوئے تھے
جسے لوگ سمجھے تھے پھولوں پہ شبنم	وہ آنسو ہمارے بہائے ہوئے تھے
جہاں ثبت تھے نقش پائے محمد	وہیں ابر رحمت بھی چھائے ہوئے تھے
عجب ارمغان محبت تھے وہ بھی	جو پلکوں پہ سب نے سجائے ہوئے تھے
ستاتا ہے ہم کو زمانہ ستائے	حضور! آپ بھی تو ستائے ہوئے تھے
دل و جاں منور تھے نعت نبی سے	دیئے ہم نے سارے بجھائے ہوئے تھے
حضور! آپ کو میں نے جب بھی پکارا	مرے سر پہ رحمت کے سائے ہوئے تھے
نہ کیوں چومتا پاؤں مسرور ان کے	مدینے سے ہو کر وہ آئے ہوئے تھے

امام مدینہ امام مالک علیہ الرحمۃ کی محبت مدینہ

امام مدینہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ التوفی (۱۷۹ھ) جیسے قافلہ سالار عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فریضۂ حج ادا کر لیا تو پھر نفلی حج کرنے کبھی نہ گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدینہ سے باہر موت آ جائے اور مدینہ شریف میں دفن ہونا نصیب نہ ہو۔ اس سلسلہ میں ایک بڑا ہی مشہور واقعہ جو علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اسرار و رموز میں بیان فرمایا ہے یہ واقعہ فارسی کے چودہ اشعار پر مشتمل ہے اور مثنوی مولانا روم کی طرز پر ہے اس کو پڑھ کر جہاں آپ کو یہ پتہ چلے گا کہ امام مالک علیہ الرحمۃ مدینہ طیبہ کی سرزمین سے کس قدر محبت کیا کرتے تھے وہاں ان کا عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم' ان کی خودداری و بے نیازی اور ان کی جرات وحمیت کا

Scanned with CamScanner

بھی اندازہ ہوگا کہ آپ نے وقت کے بادشاہ کے سامنے کس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور مدینہ شریف کی گدائی پر شاہی دستر خوان، خزانوں اور ناز و نعم کو یکسر ٹھکرا دیا اور دنیا کو اس شعر کی حقیقت سمجھا دی کہ

؎ تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

امام مالک کے حضور علامہ اقبال کا نذرانۂ محبت

(۱) قائد اسلامیاں ہاروں رشید   آنکہ نقفور آب تیغ او چشید

اہل اسلام کے قائد و خلیفہ ہارون الرشید، وہی ہارون الرشید جس کی تلوار کا مزہ نقفور نے بھی چکھا۔

نقفور مشرقی رومی سلطنت کا بادشاہ تھا، ابتداء میں ملکہ آئرین کے ماتحت یہ وزیر مال تھا، پھر درباریوں کو ساتھ ملا کر تخت پر بیٹھ گیا۔ ملکہ آئرین خراج ادا کرتی تھی۔ نقفور نے تخت نشین ہوتے ہی ہارون الرشید کو لکھا: ''اب عورت تاج و تخت کی مالک نہیں، جو تمہیں خراج ادا کرتی تھی۔ میں شہنشاہ ہوں اور تم مجھے خراج ادا کرو''۔ اس گستاخانہ خط کے جواب میں ہارون الرشید نے وہ نادر خط لکھا تھا جس کا ابتدائی جملہ تھا: ''خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے رومی کتے کے نام''، پھر فوج لے کر بجلی کی طرح نقفور پر جا گرا اور جب تک اس نے جرموں پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے پورا خراج ادا نہ کر دیا، اسے نہ چھوڑا۔ ہارون الرشید نے نقفور کو بارہا شکستیں دیں۔ آخر یہ وحشی بلغاریوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔

(۲) گفت مالک را کہ اے مولائے قوم   روشن از خاک درت سیمائے قوم

ہارون الرشید نے امام مدینہ امام مالک علیہ الرحمۃ سے عرض کی: اے قوم کے آقا! آپ کے دروازے کی خاک سے قوم کی پیشانی روشن و منور ہے۔

(۳) اے نواپرداز گلزار حدیث   از تو خواہم درس اسرار حدیث

آپ حدیث کے باغ میں نغمہ سرا ہیں یعنی ماہر حدیث ہیں کہ ہر وقت طلباء کو حدیث کا درس دیتے رہتے ہیں، میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ سے حدیث کے اسرار و رموز سیکھوں۔

کہاں عراق اور کہاں مدینہ منورہ

(۴) لعل تا کے پردہ بند اندر یمن   خیز و در دارالخلافت خیمہ زن

لعل کب تک یمن میں پردوں کے اندر چھپا رہے گا؟ آیئے، دارالخلافت (بغداد) میں قیام فرمایئے یعنی چونکہ امام مالک علیہ الرحمۃ مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) میں درس دیا کرتے تھے اور ہارون نے انہیں بغداد بلایا۔

(۵) اے خوشا تابائی روز عراق   اے خوشا حسن نظر سوز عراق

عراق میں دن خوب روشن ہوتے ہیں اور حسن بھی بڑا نظر سوز ہوتا ہے۔

(۶) می چکد آب خضر از تاک او   مرہم زخم مسیحا خاک او

آب خضر یعنی آب حیات ٹپکتا ہے اور اس کی مٹی مسیحا کے زخم کے لیے مرہم ہے یعنی دارالخلافہ عراق کی تعریف کر کے امام مالک کو مدینہ چھوڑ کر عراق آنے پہ آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ خلیفہ مدینہ کی شان جانتا تو تھا کہ ہر مسلمان کے دل کی تمنا ہے کہ مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو اور زہے نصیب کہ مدینہ میں زندگی گزارنا بھی نصیب ہو جائے۔

؎ حسرت ہے دل میں اور تمنا نظر میں ہے
اب خواب میں بھی گنبد خضریٰ نظر میں ہے
دیکھو جدھر حضور کے جلوے دکھائی دیں
اک ایسے زاویے سے مدینہ نظر میں ہے

اور کسی نے تو یہ تک کہہ دیا کہ اے اللہ!

؎ خلد کے بدلے مجھے خاک مدینہ دیدے   لے لے کونین محمد کا پسینہ دے دے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اور پھر اس کی وجہ بھی بیان کر دی کہ مدینہ کی خاک اس لیے مانگ رہا ہوں کہ

؎ اس گلی کی خاک مل جائے مجھے   رفعت افلاک مل جائے مجھے
زندگی بن جائے میری زندگی   گر نگاہ پاک مل جائے مجھے

امام مالک کا ہارون الرشید کو جواب

(۷) گفت مالک مصطفیٰ راجا کرم   نیست جز سودائے او اندر زرم

امام مالک نے فرمایا: (میں کسی دنیا کے بادشاہ کا ملازم نہیں ہوں بلکہ) میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے در کا گدا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرے سر میں کسی کا عشق نہیں ہے۔

؎ مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۸) من کہ باشم بستۂ فتراک او   برنہ خیزم از حریم پاک او

میں اپنے آقا علیہ السلام کے شکار بند سے بندھا ہوا ہوں اور اس پاک حرم سے اٹھ کر کہیں نہیں جاؤں گا (خواہ دنیا کا کوئی بادشاہ ہی مجھے دعوت دے کیونکہ)

؎ ان کے در بار کے فقیروں کا   ذکر ہوتا ہے تاجداروں میں

(۹) زندہ از تقبیل خاک ''طیب ام''   خوشتر از روز عراق آمد شم

مدینہ طیبہ (جو حضور پاک کی آمد سے پہلے یثرب یعنی بیماریوں کا مرکز تھا۔ حضور علیہ السلام کے قدموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی خاک میں بھی شفا پیدا کر دی اس مدینہ) کی خاک کو بوسہ دینا میری زندگی ہے اور مدینہ شریف میں گزرنے والی راتیں عراق کے دنوں سے زیادہ خوشگوار اور روشن ہیں۔

؎ جب مدینے کی بات ہوتی ہے   وجد میں کائنات ہوتی ہے
لیلۃ القدر کو جو شرما دے   وہ مدینے کی رات ہوتی ہے

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے کئی اشعار میں مدینہ کو یثرب کہا ہے، ہوسکتا ہے انہیں وہ احادیث نہ ملی ہوں جن میں حضور علیہ السلام نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا اس شعر کے پہلے مصرعہ کہ آخر میں ''خاک یثرم'' پڑھنے کی بجائے ''خاک طیبہ ام'' پڑھا جائے تا کہ وزن بھی قائم رہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پاسداری بھی ہو جائے اور بہتر ہوگا کہ علامہ کے لیے مغفرت و بلندی درجات کی دعا بھی کر دی جائے۔ ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا۔ ربنا انک رؤف رحیم (الحشر) یہی شیوہ ہے ان لوگوں کا جو انصار و مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد قیامت تک آنے والے اہل ایمان ہیں جیسا کہ اس دعا سے پہلے مہاجرین و انصار صحابہ کبار کا ذکر خیر کر کے فرمایا گیا: والذین جاء وا من بعد ھم یقولون......

؎ یاالٰہی رحم کن برماہمہ   عفوکن جملہ گناہ ماہمہ

عشق نے کہا حضور کی غلامی پہ بادشاہ کی دعوت کو ٹھکرا دے

(۱۰) عشق می گوید کہ فرمانم پذیر   پادشاہاں را بخدمت ہم مگیر

(امام مالک علیہ الرحمۃ کے دل میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی جو چنگاری تھی اس) عشق نے کہا: میری بات مان اور (سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی گدائی کے مقابلہ میں) بادشاہوں کی خدمت کو قبول نہ کر۔

؎ پشت بازن تخت کیکاؤس را   سربدہ از کف مدہ ناموس را

یہ شعر اگرچہ علامہ کا نہیں مگر انہوں نے اس سے پہلی نظم "اللہ الصمد" میں لکھا ہے۔

(۱۱) تو ہمی خواہی مرا آقا شوی   بندۂ آزاد را مولا شوی

اے بادشاہ تو چاہتا ہے کہ میرا آقا بن جائے اور ایک آزاد انسان کا مولیٰ ہو جائے (جب کہ میرا سودا تو بازار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکا ہے اور جو اس دربار

میں ایک بار بک جائے پھر اس کی قیمت کوئی لگا ہی نہیں سکتا۔ امام مالک کے قدموں کی خاک کا صدقہ خدا کرے کہ)

ے غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں
محمد نام پر سودا سر بازار ہو جائے

(۱۲) بہر تعلیم تو آیم بردرت   خادم ملت نہ گردد چاکرت

کیا میں تعلیم دینے کے لیے تیرے دروازے پہ آؤں؟ جو قوم (امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدمت گزار ہو تیری نوکری نہیں کر سکتا۔

ے کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

(۱۳) بہرہ خواہی اگر از علم دیں   درمیان حلقۂ درسم نشیں

اگر تو دین کا کچھ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے (درویشوں کے ساتھ) حلقۂ درس میں آ کر تجھے بیٹھنا پڑے گا۔ اس کے بعد اقبال آخری شعر میں کہتے ہیں:

(۱۴) بے نیازی نازہا دارد بسے   ناز او انداز ہا دارد بسے

بے نیازی بھی اپنے اندر بڑے ناز رکھتی ہے اور ان نازوں کے بے شمار انداز ہیں۔

(اور یہ بے نیازی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے قرب کی وجہ سے تھی۔ امام نے سوچا کہ آسمانی ملائکہ تو ستر ستر ہزار صبح و مسا دربار رسالت کی حاضری کے لیے آ رہے ہیں اور میں دنیا کے بادشاہ کے دربار میں جا کر بیٹھ جاؤں جب کہ دنیا کے بادشاہ تو میرے آقا کے در کے گدا بن کر حاضر ہوتے ہیں۔

ے بے قراری میں رنگ چاہت کا   یہ بھی انداز ہے عبادت کا
عشق سرکار دو جہاں دولت   اور طالب ہوں میں بھی دولت کا
بارگاہ حضور انور بھی   ایک ٹکڑا ہے ارض جنت کا

جان دینا ہمیں نہیں آیا   دم تو بھرتے ہیں ہم محبت کا
حشر کے دن ہی دیکھنا انداز   میرے سرکار کی سخاوت کا
عرش پر بھی رسائی ہے ان کی   کیا ٹھکانہ ہے ان کی عظمت کا
رنگ لائے گا یہ کسی دن تو   دل میں ارمان ہے جو مدحت کا
ان کی گلیوں میں موجزن دیکھا   ایک دریا سا رنگ و نکہت کا
نعت مسرور میں نہیں کہتا   یہ تو حصہ ہے میری فطرت کا

امام مالک کی بے نیازی کے دیگر واقعات

کلام اقبال کے مترجم مولانا غلام رسول مہر نے ان اشعار کا ترجمہ لکھنے کے بعد امام کی بے نیازی کے مندرجہ ذیل واقعات لکھے ہیں۔

* منصور عباسی کے زمانے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جو معاملات پیش آئے، ان کے متعلق یہاں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مہدی عباسی حج کے لیے مکہ معظمہ آیا تو مدینہ بھی گیا، اس وقت حجاز میں سخت قحط تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ کو اس طرف توجہ دلائی، خلیفہ نے پچیس لاکھ درہم بغرض تقسیم امام کے پاس بھیج دیے اور تین ہزار دینار الگ امام کے لیے بھیجے، ساتھ ہی خواہش ظاہر کی کہ میرے ساتھ بغداد چلیں۔ امام نے جواب دیا کہ تھیلیاں بندھی پڑی ہیں، انہیں لے جایئے۔ مالک مدینہ نہیں چھوڑ سکتا۔

* مہدی نے سواری بھیجی اور امام کو اپنے پاس بلایا۔ امام نے سواری واپس کر دی اور فرمایا: میں مدینہ میں سوار ہو کر نہیں نکلتا کہ انہیں گلیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھرا کرتے تھے۔

ے مدینے کی گلیوں کے خوش رنگ جلوے   مرے گھر مرے ساتھ آئے ہوئے ہیں
یہ رنگ اور نکہت کے اتنے خزانے   بتاؤں کہاں سے چرائے ہوئے ہیں
کرم کے کسی طور لائق کہاں ہم   مگر آس پھر بھی لگائے ہوئے ہیں

Scanned with CamScanner

حضور آپ کے کچھ غلاموں نے دل میں   بہت سے مدینے بسائے ہوئے ہیں
گزرتے تھے سرکار عالی جہاں سے   وہ کوچے بھی کیا جگمگائے ہوئے ہیں
مدینے پہنچ کر بھی اکثر یہ سوچا   کہ کیا ہم مدینے میں آئے ہوئے ہیں
کبھی تم نے سوچا ہے مسرور یہ بھی   کہاں ہاتھ تم نے اٹھائے ہوئے ہیں

امام مالک کا شاہان زمانہ کو جواب

اسی سفر میں مہدی نے اپنے بیٹوں موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا کہ امام سے ''موطا'' سنیں۔ چنانچہ شہزادوں نے امام کو بلا بھیجا۔ امام نے فرمایا: علم بیش قیمت شے ہے اور شائقین خود چل کر عالم کے پاس آتے ہیں۔

چنانچہ مہدی سے اجازت لے کر شہزادے خود امام کے پاس گئے۔

☆ مہدی کے بعد پہلے موسیٰ بہ لقب ہادی مسند نشیں ہوا' پھر ہارون۔ ہارون اپنے بیٹوں امین اور مامون کو لے کر حج کے لیے آیا۔ امام سے کہا: موطاء لے کر آئیے اور مجھے املا کرا دیجئے۔ امام موصوف موطاء کے بغیر ہارون کے پاس گئے اور کہا: علم تیرے (سادات کے) گھر سے نکلا' تو چاہے' اسے عزت دے' چاہے ذلیل کر۔ ہارون خود بیٹوں کو لے کر مجلس درس میں حاضر ہوا' وہاں طلباء کا ہجوم تھا۔ ہارون نے کہا: اس بھیڑ کو الگ کر دیجئے۔ فرمایا: شخصی فائدے کے لیے فائدہ عام کا خون نہیں کیا جا سکتا۔ ہارون مسند پر بیٹھ گیا۔ امام نے فرمایا: ''امیر المومنین! تواضع پسندیدہ ہے''۔ گویا عراق آنے کی دعوت ہارون نے نہیں' اس کے باپ مہدی نے دی تھی۔ لیکن سوال یہ نہیں کہ دعوت کس نے دی۔ اصل معاملہ جواب کا ہے' خواہ اس کا مخاطب مہدی ہو یا ہارون اور اقبالؔ کا اصل تعلق جواب ہی سے ہے اور یہی تعلیم وتلقین کا مرکز ہے۔

(مطالب اسرار ورموز' ص ۳۶۶)

علامہ اقبال کے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ

ناانصافی ہوگی اگر اس موقع پر شاعر مشرق علیہ الرحمۃ کے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کے بارے میں کچھ نہ لکھا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں تین اشعار آپ کی کتاب مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' سے بمعہ ترجمہ واقعہ کے انداز میں پیش کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

چوں بنام مصطفیٰ خوانم درود   از خجالت آب می گردد وجود
عشق می گوید کہ اے محکوم غیر   سینۂ تو از بتاں مانند دَیر
تا نداری از محمد رنگ و بو   از درودِ خود میالا نامِ اُو

ترجمہ: جب میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف کا نذرانۂ محبت پیش کرتا ہوں تو میرا وجود ندامت کی وجہ سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

عشق مجھے کہتا ہے کہ اے غیر کے محکوم تیرا سینہ تو بت خانے کی طرح بتوں سے بھرا ہوا ہے۔

جب تک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو کو اختیار نہیں کر لیتا اپنے درود سے اپنے آقا علیہ السلام کے نام کو آلودہ مت کر۔

اللهم صل صلوٰة كاملة وسلم سلاماتا ما على سيّدنا محمد نِ الذى تنحل به العقد وتنفرج به الكرب وتقضٰى به الحوائج وتنال به الرغائب و حسن الخواتم ويستسقى الغمام بوجهه الكريم وعلٰى اله وصحبه فى كل لمحة ونفس بعدد معلوم لك . اللهم صل علٰى سيّدنا محمد طب القلوب و دوائها وعافية الابدان وشفاءها ونور الابصار وضياءها وعلى اله وصحبه وسلم اللهم صل علٰى سيّدنا محمد ن النبى الامى الحبيب العالى القدر العظيم الجاه وعلٰى اله وصحبه وسلم –

(جواہر البحار ج ۳ ص ۴۰)

؎ عجب سرخوشی کی ادا دی گئی   مجھے الفت مصطفیٰ دی گئی

یہ کیا دولت بے بہا دی گئی — مجھے زیرِ سایہ جگہ دی گئی
ذرا سا جو بے چین دل ہو گیا — مدینے کی ٹھنڈی ہوا دی گئی
جو تھی آپ کے پاک قدموں کی خاک — وہ ماتھے پہ میرے سجا دی گئی
کسی کو عطا دست رحمت ہوا — کسی کو قباو ردا دی گئی
شب و روز نعتیں ہی لکھتا رہا — مجھے کیسی داد ثنا دی گئی
تمہیں کیا بتاؤں مرے دوستو — مری کیسے قسمت جگا دی گئی
غلاموں کو جس دم پکارا گیا — مری حاضری بھی لگا دی گئی
جو اشکوں کی مسرور دولت ملی — وہ قدموں میں ان کے لٹا دی گئی

(۴۷) کِتَابُ الْقَدْر (تقدیر کا بیان)

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا جھگڑا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا آپس میں مباحثہ ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پہ غالب آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ اَغْوَیْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ۔ آپ وہی آدم (علیہ السلام) ہیں ناں جنہوں نے لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکال باہر کیا' اس پر آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: اَنْتَ مُوْسَى الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَیْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهٖ۔

آپ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں ناں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا علم دیا اور اپنی رسالت کے ساتھ تمام لوگوں میں سے چن لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا:

اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ

پھر آپ مجھے اس بات پہ کیوں ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے بھی پہلے میرے لیے مقرر کر دی گئی تھی یعنی میری تقدیر میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔ (۱)

تقدیر کے مسئلہ پہ بحث سے بچا جائے

حضرت آدم علیہ السلام کا فرمانا کہ ''مجھے اس بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرا مقدر کر دی گئی تھی''۔ اس جواب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ''بحث میں حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہے''۔ مسئلہ تقدیر کو سمجھنے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اور اس میں زیادہ بحث کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہم جیسی ہستیوں کو اس پر بحث کرنے سے روک دیا تھا تو دوسرے کس گنتی وشمار میں ہیں؟

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

دوسری بات یہ بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ایسے واقعات جنہیں پروردگار عالم نے لغزش قرار دیا ان کے بارے میں ہمیں زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کی تعظیم وتوقیر ہمارے ایمان کی جان اور ان کی ذرا سی بے ادبی بھی ہلاکت دین وایمان ہے۔ شیطان علیہ اللعنۃ اسی بات پر مارا گیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ان پاکیزہ ہستیوں کا ذکر ہمیشہ ادب واحترام سے کریں اور ان حضرات کے کسی فعل کو غلطی نہ کہیں کیونکہ وہ معصوم ہستیاں ہیں' گناہ کا صدور ان سے متصور نہیں۔ پروردگار عالم نے ان کے لیے جو کچھ فرمایا تو وہ ان کا خالق و مالک ہے جو چاہے فرما سکتا ہے لیکن ہم تو ان کے نیازمند غلام اور ان حضرات کی بارگاہوں کے بندۂ بے دام ہیں۔ ان حضرات کے ایسے افعال جنہیں بظاہر لغزش قرار دیا گیا ہماری نیکیوں سے لاکھوں گنا افضل ہیں کیونکہ وہ باتیں خدائی راز ہیں جن کی حقیقت کو کما حقہٗ خدا ہی جانتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے مذکورہ فعل ہی کو دیکھیے کہ انسانوں کو خدا نے

بہرصورت زمین پر بھیجنا تھا۔ تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں میں اعلان فرما دیا گیا تھا کہ زمین پر رہنے کے لیے خلیفہ تخلیق فرمایا جائے گا۔ اس کے باوجود فرمایا گیا کہ آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا جس کے باعث انہیں زمین پر جانا پڑا۔ حالانکہ انسانیت کا سنگ بنیاد ہی زمین پر بھیجنے کے لیے رکھا گیا تھا مگر کچھ عرصہ جنت میں روک کر الزام حضرت آدم علیہ السلام پر لگا دیا گیا۔ ایسا کیوں کیا؟ اس راز کو وہ علیم وخبیر خود جانے بہرحال ہمارے لیے ضروری ہے کہ نبی کا ذکر پورے ادب واحترام سے کریں اور ہرگز ایسی بات زبان پر نہ لائیں جس سے ان بزرگوں کی خفیف سی توہین کا شائبہ بھی نکلتا ہو۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے۔ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا تو یہ ہمارے لیے ایسا کہنے کی دلیل نہیں ہی کیونکہ حضرت موسیٰ تو وہ جلیل القدر نبی، اولوالعزم پیغمبر اور کلیم اللہ تھے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی افضل ہیں لیکن ہم کیا ہیں؟ کس کھیت کی مولی ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا تھا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھی تھپڑ رسید کر دیا تھا۔ کیا کوئی دوسرا ایسا کرنے کا مجاز ہے؟ ہماری سرفرازی کا راز تو ان حضرات کی نیازمندی اور غلامی میں مضمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عطائی علم کے بارے میں آدم علیہ السلام کا بیان

حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اَنْتَ مُوْسَى الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَیْءٍ۔ آپ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں ناں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا علم عطا فرمایا ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا: ہر شئی کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔ وھو بکل شیء علیم۔ وہی ہر شئی کو جاننے والا ہے۔ آج ہم اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی بات کریں تو کتنے ہی لوگ سیخ پا ہو جاتے ہیں کہ ہر شئی کو تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن ہمارے باپ آدم علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ہر شئی کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے موسیٰ علیہ السلام بھی جانتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ معلومات الٰہیہ لامحدود ہیں اور مخلوق کا علم محدود ہے تاہم یہ کہنا تو جائز ہو گیا کہ اللہ کی عطا سے

موسیٰ علیہ السلام کو ہر شئی کا علم ہو گیا۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کو ہر شئی کا علم عطا ہو سکتا ہے تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عطائی علم غیب کی نفی کیوں کی جاتی ہے؟ حالانکہ پوری امت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا علیہ السلام کا علم مبارک تمام نبیوں، رسولوں، فرشتوں الغرض تمام مخلوق سے زیادہ ہے تو جب موسیٰ علیہ السلام کو ہر شئی کا علم دے دیا گیا تو اس کے ساتھ باقی سارے نبیوں کے علوم بھی ملائیں اور پھر نتیجہ نکالیں وہی جو امام اہل سنت نے نکالا۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

تقدیر کا انکار کرنے والے کے لیے حکم

طاؤس یمانی فرماتے ہیں: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملے جو یہی کہتے تھے: كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ۔ ہر چیز تقدیر سے ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی بات فرمائی اور فرمایا: حَتّٰی الْعَجْزِ وَالْكَیْسِ۔ یہاں تک کہ مجبوری اور دانائی بھی۔ حضرت سہیل بن مالک کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ٹہل رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: قدریہ (منکرین تقدیر) کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ ان سے توبہ لی جائے اگر توبہ کر لیں تو بہتر ورنہ قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: وَذٰلِكَ رَاْیِیْ۔ میری بھی ان کے بارے میں یہی رائے ہے۔ قَالَ مَالِكٌ وَ ذٰلِكَ رَاْیِیْ۔ امام مالک فرماتے ہیں: میری اپنی رائے بھی یہی ہے (۴-۵-۶) ان روایت کے تحت مترجم مؤطا نے دور قدیم اور دور جدید کے بدعقیدہ لوگوں کے لیے ایک مضمون لکھا ہے جس کو پڑھنے سے ضرور فائدہ ہو گا۔ ہم من وعن اس کو نقل کر رہے ہیں۔

بدعقیدگی سے بچو اعمالِ صالحہ اپناؤ

حضرت ابو سہیل بن مالک اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک قدریہ فرقے

Scanned with CamScanner

کے لوگ اسلام سے خارج ہیں تو بہ نہ کریں تو واجب القتل ہیں کہ اسلامی حکومت انہیں قتل کر کے ان کے وجود سے زمین کو پاک کر دے کیونکہ تقدیر کے بارے میں ان کا عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ معلوم ہوا! جو ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لے وہ مسلمان نہیں رہتا اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان تو نام ہی اسلامی عقائد و نظریات کا ہے۔ اسلامی عقائد و نظریات اختیار کرنے سے ایک غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے اور اسے ایمان کی دولت مل جاتی ہے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اور سارے اسلامی کام کرتے ہوئے بھی آدمی اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے اور ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتا ہے جب کہ ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لیا ہو تو اب اس کے ظاہری اعمال کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اسلام کے دو جزو ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا اعمال صالحہ۔ ایمان اصل ہے اور اعمال صالحہ اس کی فرع، ایمان روح ہے اور اعمال صالحہ جسم، ایمان شجر اسلام کی جڑ ہے اور اعمال صالحہ اس مقدس درخت کے باقی حصے۔ جس طرح اصل کے نہ ہونے سے فرع بیکار، روح کے نہ ہونے سے جسم بیکار اور جڑ کے نہ ہونے سے درخت بیکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایمان کے نہ رہنے سے ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لینے سے مسلمان بنے رہنا بیکار اور لایعنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ خواہ وہ پیش خویش مولوی، مفتی علامہ اور شیخ طریقت ہی کیوں نہ بنا پھرے۔ اس حالت میں وہ عاملة ناصبة تصلی نارا حامیة کی منہ بولتی اور چلتی پھرتی تصویر بن جاتا ہے۔

اعمالِ صالحہ کا دارومدار ایمان پہ ہے

اعمال صالحہ میں فرائض، واجبات، سنتیں اور مستحبات ہیں۔ مستحباب سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں، سنتیں واجبات و فرائض کی تکمیل کے لیے اور واجبات و فرائض ایمان کی تقویت کے لیے، جب ایمان ہی نہ رہا تو جملہ اعمال صالحہ کس کو تقویت پہنچائیں گے؟ ان کی بہار اور ان کا اعتبار ایمان کے ساتھ ہے۔ ایمان کے ضائع

ہوتے ہی ان کی افادیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بارگاہ خداوندی سے ان پر کوئی اجر و ثواب مرتب نہیں ہوتا۔ عقائد میں جتنی احتیاط کی ضرورت تھی اس سے بھی زیادہ برٹش گورنمنٹ کے عہد سے آج تک علمائے سوء نے اس میدان میں دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ایسے کتنے ہی حضرات مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما بن کر قوم کے سامنے آئے وہ گندم نما جو فروش اپنے ایمان کی دولت تو ضائع کر ہی چکے تھے، اپنے پیچھے لگا کر اور لاکھوں مسلمانوں کو بھی لے ڈوبے اور انہیں بھی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر کے اپنے ساتھ جہنم کا ایندھن بنا لیا۔ کتنے ہی مسلمان ان کے جبہ و دستار کو دیکھ کر اور عالم و پیر ہونے پر فریفتہ ہو کر ان کے پیچھے لگ گئے اور اپنا سرمایۂ حیات گنوا بیٹھے۔

برٹش گورنمنٹ کو تو مسلمانوں کے اندر اس چکر کے چلانے کی ضرورت تھی۔ وہ اپنی حکومت کے استحکام و دوام کی خاطر ایسا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت منتشر ہو جائے اور اس طرح ان کی حکومت کو ہلانے کے قابل نہ رہیں۔ آزاد ہونے کے بعد دین و ملت کے بہی خواہ سربراہوں کو یہ چکر بازی ختم کروانی چاہیے تھی لیکن افسوس! اس اہم ذمہ داری اور خیر خواہی کا کسی سربراہ کو خیال تک نہیں آیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ بعض حضرات نے انگریزوں کی طرح سے اپنی ضرورت سمجھتے ہوئے فتنہ پروازی کی اس کو آگ کو جتنا ضروری نظر آیا اس کے مطابق بھڑکانے کی کوشش ضرور کی۔ حالانکہ اس فتنہ بازی کو ختم کرنے کی ضرورت کا پہلی فرصت میں احساس ہونا چاہیے تھا کیونکہ:

ایسا نہ ہو یہ درد بنے درد لادوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

صرف مسلمانی کا دعویٰ کرنے سے آدمی مسلمان نہیں ہو جاتا کیونکہ منافقین مدینہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ عالم اور علامہ ہو جانا مسلمانی کی سند نہیں کیونکہ

Scanned with CamScanner

شیطان بھی بہت بڑا عالم اور معلم الملکوت تھا۔ مسلمان وہ ہے جس کے عقائد و نظریات اسلامی ہوں اور جس کا ایک عقیدہ بھی کفریہ اور غیر اسلامی ہے وہ یقیناً اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہے خواہ وہ معلم الملکوت ہی کیوں نہ ہو' خواہ بیت المعمور میں بیٹھ کر فرشتوں کو درس دیتا اور وعظ سناتا ہو خواہ اس نے زمین کے چپے چپے پر سجدہ کیوں نہ کیا ہو۔ ایسے جملہ حضرات کو اسی ملعون کے ساتھ میدان محشر میں اکٹھے کر کے پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائے گا: خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پہ فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو دینا چاہے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو چیز اللہ تعالیٰ نہ دینا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی طاقت نہیں چل سکتی اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرما دیتا ہے' پھر فرمایا: سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذِهِ الْاَعْوَادِ۔ یہ کلمات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منبر پر سنے ہیں۔

(۸) اس حدیث کے تحت مترجم مؤطا علامہ شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ فقہاء کرام کی عظمت و شان بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی علمی جلالت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے: ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے' اسے دین کی سمجھ بوجھ یعنی فقہ عطا فرماتا ہے''۔ اس کے باوجود بعض لوگ فقہ سے چڑتے' اسے رائے کہتے اور فقہ کو قیاس آرائی قرار دیتے ہیں یہ دینی سمجھ بوجھ سے عاری ہونے کی دلیل ہے جس کے باوجود ایسے حضرات فقہاء و آئمہ مجتہدین پر اعتراضات کرنا' ان کے اجتہادی مسائل کو کمزور بتانا اور خصوصاً امام الائمہ' امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر واہی تباہی اعتراضات جڑتے رہنا ان حضرات نے اپنا محبوب مشغلہ بنایا ہوا ہے حالانکہ اکثر فقہا و محدثین نے امام ابوحنیفہ کی علمی جلالت کو تسلیم کر کے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کوئی بڑے سے بڑا صاحب علم و دانش اور مدعی علم و عرفاں ان کے کسی اجتہادی مسئلے کو آج تک قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کر سکا ہے بلکہ ہر انصاف پسند صاحب علم کو یہی کہنا پڑا کہ حضرت امام اعظم اپنے اجتہادی مسائل میں دیگر تمام مجتہدین سے قرآن و حدیث کے نزدیک تر ہیں۔ حنفی مذہب پر اعتراض کرنا امام اعظم کی رفعت شان اور علمی وسعت تک رسائی نہ ہونے کے باعث ہے اور فقہ کو رائے یا قیاس قرار دے کر مسترد کرنا دین کی سمجھ بوجھ سے کورے ہونے کی دلیل ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مرتبہ و مقام اور ان کی فقہی شان ملاحظہ کرنی ہو تو ہماری کتاب ''دو عظیم رہنما ابوحنیفہ اور رضا'' کا مطالعہ فرمائیں جس کا دوسرا نام ہے: ''امام الفقہ وفقیہ العشق النعمان والرضا''۔

(۴۸) کِتَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

(اچھے اخلاق کا بیان)

حضرت معاذ بن جبل کو حضور علیہ السلام کی آخری وصیت

حضرت معاذ فرماتے ہیں: جب میں (یمن جانے کے لیے) رکاب میں پاؤں رکھنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی: اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ۔ اے جبل کے بیٹے معاذ! لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرنا۔ (۱)

اچھا اخلاق ایسی نعمت عظمیٰ ہے جسے اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں بڑا دخل

ہے۔تاریخ عالم شاہد ہے کہ بزرگان دین کے حسن خلق کو دیکھ کر کتنے ہی غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے۔اچھے اخلاق کے ذریعے وہی منظر سامنے آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینك وبینه عداوة كانه ولی حمیم (۴۱:۳۴) یعنی برائی کو اگر بھلائی کے ساتھ ٹالو گے تو جو تمہارا دشمن اور خون کا پیاسا ہے وہی تمہاری خاطر اپنا خون بہانے کو تیار ہو جائے گا۔

دشمن دوست اور خونخوار جاں نثار ہو جائے گا' کبھی ہمارے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں لیکن آج جو دوست بھی ہمارے اخلاق کو دیکھتا ہے تو دشمن ہو جاتا ہے۔افسوس! ہم نے اپنی عادتوں سے اپنے یگانوں کو بے گانے اور دوستوں کو دشمن بنا رکھا ہے۔کبھی مسلمان اپنے اخلاق حسنہ کے باعث دیگر اقوام میں ممتاز نظر آتے تھے' فوراً پہچان لیے جاتے تھے کہ یہ مسلمان ہوگا اور آج ہم اخلاقی لحاظ سے اس درجہ پستی میں چلے گئے ہیں اور دیگر اقوام عالم کے سامنے بداخلاقی میں اپنی نظیر خود آپ ہیں۔کل جو قومیں اخلاقی لحاظ سے ہمارے سامنے شرمسار ہوتی تھیں' ان سے اخلاقی میدان میں آج ہم آنکھیں نہیں ملا سکتے یہ ہمارے ناخلف اور بدنام کنندگان نکو نام ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہائے ہم کیسی سعادت سے محروم ہو گئے جب کہ اخلاق ہی انسان کا سب سے خوشنما زیور ہے اور اسی سے یہ دنیا جنت نظیر بنتی ہے۔

زندگی گزارنے کے سنہری اصول

؎ نبی کے نام سے مہکی کرن کرن خوشبو
رچی ہے آپ کے دم سے زمن زمن خوشبو
انہی کے اسم معنبر کے فیض کے باعث
فضا فضا میں اجالا دمن دمن خوشبو
بہار اسم محمد کا ہے اثر نازش
روش روش پہ طراوت چمن چمن خوشبو

✱ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ. بندے کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر فضول کام اور لایعنی بات سے بچا رہے۔(۳)

✱ سب سے برا شخص وہ ہے کہ لوگ اس کی برائی اور شر کی وجہ سے اس سے بچیں (۴)

✱ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں: جب تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ فلاں بندے کے لیے اس کے رب کے پاس کیا ہے تو دیکھو کہ پیٹھ پیچھے لوگ اس کی کیا تعریف کرتے ہیں۔(۵)

✱ یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ بندہ خوش خلقی کے باعث رات بھر قیام کرنے اور دن بھر بھوکا (روزے سے) رہنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (۶)

✱ حضرت سعید بن میسب فرماتے تھے: دو کام ایسے ہیں جن میں نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ بھلائی ہے۔(۱) دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانا (۲) بغض سے بچتے رہنا۔(۷)

✱ سرکارِ مدینہ نے فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ. میں اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اچھی عادات کی تکمیل کروں۔(۸)

✱ فرمایا: ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق شرم و حیا ہے۔(۹)

✱ فرمایا: فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ. حیا ایمان کا حصہ ہے۔(۱۰)

✱ ایک شخص نے عرض کیا: حضور! مجھے ایسی بات بتائیں جس میں میرا فائدہ ہو اور زیادہ باتیں نہ ہوں کہ میں بھول جاؤں۔فرمایا: لَا تَغْضَبْ. غصہ نہ کیا کر۔(۱۱)

✱ فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑے بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے آپ کو غصے میں قابو رکھے۔(۱۲)

Scanned with CamScanner

※ فرمایا: مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ نکل جائے گا اور ہدیہ دیا کرو اس سے محبت بڑھے گی اور دشمنی جاتی رہے گی۔(۱۶)

※ فرمایا: پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس مسلمان کی بخشش کردی جاتی ہے جو شرک نہ کرتا ہو اور کسی مسلمان کے ساتھ عداوت نہ رکھتا ہو جب تک کہ صلح نہ کرلیں۔(۱۷)

☆ پیر اور جمعرات کو ہی بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور ہر مومن کی بخشش کردی جاتی ہے سوائے اس کے کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو یہاں تک کہ وہ مل جائیں۔(۱۸)

(۴۹) کِتَابُ اللِّبَاس (لباس کا بیان)

※ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ اَنْظُرَ اِلَی الْقَارِیْٔ اَبْیَضَ الثِّیَابِ. میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ قاری قرآن اور عالم دین کو سفید اور اجلے لباس میں دیکھوں (۲) آپ ہی کا فرمان ہے کہ اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاَوْسِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَیْہِ ثِیَابَہٗ، جب اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت دے تو تم اپنی جانوں پہ وسعت کرلیا کرو اور اپنے لیے کپڑے بنا لیا کرو۔ (۳) جمع خبر بمعنی امر ہے (حاشیہ ۲، مؤطا، ص ۳۶۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما گیرو اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔ امام مالک علیہ الرحمۃ نابالغ بچوں کے لیے بھی سونا پہننا ناپسند فرماتے تھے۔ دلیل میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان پیش کرتے کہ حضور علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا: فَاَنَا اَکْرَہُ لِلرِّجَالِ الْکَبِیْرِ مِنْھُمْ وَالصَّغِیْرِ. اسی لیے میں ہر چھوٹے بڑے کے لیے (سونا پہننا) ناپسند کرتا ہوں۔(۴)

※ حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشم ملا ہوا اونی کپڑا پہنایا اور حضرت عائشہ خود بھی وہ کپڑا پہنا کرتی تھیں۔(۵)

※ حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ کا باریک دوپٹہ جو انہوں نے اوڑھ رکھا تھا، پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔(۶)

عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی

☆ ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعض عورتیں کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوتی ہیں۔ خود راستے سے بھٹکی ہوتی ہیں اور دوسروں کو بھی بے راہ رو کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔(۷)

☆ ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رات میں کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: اس رات کتنے خزانے کھولے گئے اور کتنے فتنے واقع ہوئے ہیں؟ کتنی ہی لباس پہننے والی عورتیں قیامت کے روز ننگی ہوں گی۔ ان حجرے والی عورتوں کو جگاؤ۔(۸)

کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہوئے عورت کا ننگی شمار ہونا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کپڑے باریک [illegible] اور بدن نظر آئے یا کپڑے ایسے تنگ ہوں کہ جسم کی ہیئت کا پتہ لگتا ہو یا جسم کے وہ مخفی حصے نمایاں ہوں جن سے حسن و جمال چھن کر سامنے آجائے۔ ایسی تمام صورتوں میں اسلامی غیرت کا یہ محافظ دستہ ملبوس نہیں بلکہ عریاں شمار ہوتا ہے۔ یہ تقویٰ شکن صورتحال خرمن غفلت و غیرت میں آگ لگا دیتی ہے۔ فریقین کی عقل پر ایسے پردے پڑ جاتے ہیں کہ ملی غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ طرفین کے دل و دماغ پر نفسیات کا ایسا بھوت سوار ہوتا ہے کہ تقویٰ و طہارت عفت و غیرت، سود و زیاں اور این و آں کی پرواہ نہیں رہتی۔ سب کچھ داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ بہت کچھ کھو دیتے ہیں اور احساس تک نہیں ہوتا کہ پلے کچھ رہا یا نہیں۔ شاعر مشرق ایسی ہی صورت حال پر

یوں خون کے آنسو روتے تھے۔

ے وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

⁕ فرمایا: تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (۹-۱۰-۱۱) عورت اپنی چادر (ازار، دھوتی) کو ایک بالشت یا ایک زراع (ٹخنوں سے) نیچا رکھے۔ (۱۳)

⁕ امام مالک فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مبارک (فاخلع نعلیك) گدھے کی کھال کے تھے۔ (۱۶)

حضرت عمر کے کرتے کو کندھوں کے درمیان تین پیوند لگے ہوئے تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھا جب وہ مدینہ شریف کے امیر تھے۔ وَقَدْ رَقَّعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرُقَعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ. ان کے کرتے میں کندھوں کے درمیان تین پیوند لگے ہوئے تھے جو تقریباً ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے تھے۔ (۱۹)

یہ حالت اس سربراہ مملکت کی ہے جو فاتح ہونے کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے جس کی ہیبت وجلال سے دنیا کی عظیم طاقتیں (قیصر وکسریٰ) بھی لرزہ براندام تھیں، دنیا سے ان کی بے رغبتی اس لیے تھی کہ بارگاہ رسالت کے تربیت یافتہ تھے۔ یہ وہ مثالی انسان ہے جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے رب سے مانگ کر لیا تھا جس نے لوگوں کو جہانبانی کا گر سکھایا کہ اگر حکمران خود عیش وعشرت اور آرام وراحت سے کنارہ کش رہے گا تو رعایا کے حصے میں امن وسکون آئے گا اور اگر حکمران دنیا سمیٹنے میں مصروف ہو جائیں گے تو عوام کو کسمپرسی، افلاس، پریشانی، افراتفری اور لوٹ کھسوٹ کے تحائف ہی ملیں گے۔

یہ حضور پاک کا جبہ شریف ہے

مناسب ہوگا کہ کتاب اللباس کے آخر میں حضور علیہ السلام کے لباس میں سے ایک جبہ شریف کا ذکر ہو جائے جس کا امہات المؤمنین بڑی محبت سے ذکر فرماتی تھیں یہ حدیث صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ میں ہے جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو یہ جبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اور آپ لوگوں کو اس کا تعارف یوں کرواتیں: هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم. یہ کوئی عام کپڑا نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کا جبہ مبارک ہے۔ وكان النبی صلى الله عليه وسلم يلبسها. حضور علیہ السلام اس کو پہنا کرتے تھے۔ دراصل یہ جبہ مبارکہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت عائشہ کے پاس آیا اور جب ان کا وصال ہوا تو پھر حضرت اسماء نے لے لیا اور فرماتی ہیں: فنحن نغسلها للمرضٰى نستشفى بها. ہم اس جبے کو پانی میں بھگو کر مریضوں کو پلاتے اور شفا حاصل کرتے۔ شفا تو اللہ ہی دیتا ہے لیکن یہاں سرکار کے جبہ پاک کی برکت سے شفا مل رہی ہے اور اس میں کسی صحابی کو کوئی شرک والی بات نظر نہ آئی۔

اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم شریف کی حدیث ہے جس کو حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب نے روایت کیا ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پیالہ دے کر بھیجا جس میں پانی تھا جب میں ان کے پاس گیا تو اُن کے پاس حضور علیہ السلام کا موئے مبارک تھا فاخرجت من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت تمسكه في جلجل من فضة فخضخضته له فشرب منه. حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا موئے مبارک نکال لیتیں جو کہ ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھا ہوا تھا اس کو پانی میں ڈبوتیں، حرکت دیتیں اور مریض اسے پیتا تو اس کو شفا مل جاتی۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں: فاطلعت في الجلجل فرایت شعرات حمراء. میں نے اس ڈبیہ میں جھانک کر دیکھا تو اس

Scanned with CamScanner

میں چند سرخ رنگ کے موئے مبارک تھے۔ (بخاری کتاب اللباس) حدیث میں یہ بھی ہے کہ کان اذا اصاب الانسان عین او شیء بعث الیھا مخضبہ (ایضا) کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہو جاتی تو بھی موئے مبارک سے علاج کیا جاتا۔ (خلاصۃ)

(۵۰) کِتَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارکہ کا بیان)

ے اگر آئے کوئی مصیبت کڑی — محمد محمد کہو ہر گھڑی
لیا میں نے جب دل سے نام نبی — مرے آگے کوئی نہ مشکل اڑی
خدا کی قسم یاد محبوب حق — دو عالم کی ہر چیز سے ہے بڑی
ہے صبحِ ازل سے مری روح تو — رسول دو عالم کے در پر کھڑی
جو ان کی محبت میں آنسو بہیں — ہیں وہ اصل میں موتیوں کی لڑی
رہوں اور مروں اور اٹھوں اس طرح — محمد کی صورت ہو دل میں جڑی
کہاں فکر نقوی کہاں ذکرِ حق — کہاں چشم گستاخ جا کر لڑی

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ ہی پست قد' نہ رنگ بالکل سفید تھا نہ گندمی' بال مبارک نہ گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے' چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا' پھر دس سال مکہ میں رونق افروز رہے (دیگر روایات میں تیرہ سال کا ذکر ہے) اور دس سال تک مدینہ پاک میں جلوہ گری رہی۔ ساٹھ سال (بروایت دیگر تریسٹھ سال) کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے قرب خاص میں بلا لیا۔ سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ ہوں گے۔ (۱)

ے کچھ ایسی بے مثال تھیں زلفیں حضور کی — نظارۂ جمال تھیں زلفیں حضور کی
جیسے کہ ہوں سطور قرآن و زبور کی — وہ زلف عنبریں تھیں کہ دریا تھا نور کا
اللہ رے بال بال وہ میرے حضور کا

عمر شریف کے بارے میں اختلاف روایات

یاد رہے اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ ظہور نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا اور اس پر بھی سب متفق ہیں کہ مدینہ طیبہ میں دس سال تک قیام رہا مگر اس میں اختلاف ہے کہ ظہور نبوت کے بعد مکہ معظّمہ میں کتنا قیام رہا۔ دس سال' تیرہ سال یا پندرہ سال مگر تیرہ سال کو ترجیح ہے۔ اسی طرح سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے متعلق تین قول ہیں ساٹھ سال' تریسٹھ سال اور پینسٹھ سال' قوی تر قول تریسٹھ سال کا ہے۔ بعض شارحین نے ان تین اقول میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ ساٹھ سال کے قول میں اکائیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف چھ دہائیاں بیان کر دی گئیں (یہی تاویل مندرجہ بالا روایت یعنی مکہ شریف میں دس سال رہنے میں کی جا سکتی ہے کہ اس میں بھی اکائیوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ ساٹھ سال کی عمر بیان کرنے سے بھی معلوم ہو رہا ہے) پینسٹھ سال والے قول میں سال ولادت و ہجرت کو الگ الگ شمار کیا گیا ہے۔

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بھی تریسٹھ سال' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ سال' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ سال اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ سال (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر بیاسی سال ہوئی ہے مگر ان سب کے نام اور کام یکساں ہیں) اسی طرح لا الٰہ الا اللہ کے حروف بھی بارہ ہیں۔ محمد رسول اللہ کے حروف بھی بارہ ہیں۔ ابوبکر صدیق کے حروف بھی بارہ ہیں۔ عمر ابن الخطاب کے حروف بھی بارہ ہیں۔ عثمان ابن عفان کے حروف بھی بارہ ہیں اور علی بن ابی طالب کے حروف بھی بارہ ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: خیر

القرون قرنی۔ اس قرنی میں ق سے اشارہ ابوبکر صدیق کی طرف ہے (جن کے نام کا آخری حرف ق ہے) را سے اشارہ حضرت عمر کی طرف ہے (جن کے نام کا آخری حرف را ہے) نون سے اشارہ حضرت عثمان کی طرف۔ اور ی سے حضرت علی کی طرف ان چاروں حضرات کے نام عین سے شروع ہوتے ہیں۔ گویا سب عین ہیں غیر ان میں کوئی ہے ہی نہیں۔ ایک گستاخ نے کہا مجھے اپنی عمر سے نفرت ہے کہ اس کا نام عمر ہے۔ حضرت عمر کے ایک غلام نے اس کا منہ اس طرح بند کیا کہ عمر زندگی کو کہتے ہیں بچہ پیدا ہوا اور زندگی نہ ہو تو اس کا جنازہ ہی جائز نہیں۔ عمر کی وجہ سے تو تیرا جنازہ جائز ہوا ہے تو پھر بھی عمر کو برا کہتا ہے۔ بہرحال بات دور چلی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوصاف مبارکہ کی بات ہو رہی تھی تو سنیے ایک محبت والے نے کہا:

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

ہمارے آقا علیہ السلام: ایمان سے مقدم ہیں' دین سے مقدس ہیں' فرشتوں سے زیادہ معصوم' والدین سے زیادہ محترم ہیں' ماں سے زیادہ مہربان ہیں' باپ سے زیادہ شفیق ہیں' اولاد سے زیادہ عزیز ہیں' زندگی سے زیادہ پیارے ہیں' دھڑکن سے زیادہ قیمتی ہیں' خون کی گردش سے زیادہ محبوب ہیں' سانس سے زیادہ مطلوب ہیں' شہد سے زیادہ میٹھے ہیں' آب حیات سے زیادہ جاں بخش ہیں' جان سے زیادہ پیارے ہیں' چشمہ کوثر سے زیادہ شفاف ہیں' موج سلسبیل سے زیادہ تروتازہ ہیں' جوانی سے زیادہ پرکشش ہیں' کہوات سے زیادہ مدبر اور زندگی سے زیادہ سنجیدہ ہیں' فطرت سے زیادہ کھرے اور شبنم سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ منظر طلوع صبح صادق سے زیادہ دلکش اور نمود شام سے زیادہ سہانے ہیں' موسم بہار سے زیادہ شاداب اور نسیم سحر سے زیادہ لطیف ہیں' کلی سے زیادہ عفیف اور گلاب سے زیادہ شگفتہ ہیں' آسمان سے زیادہ بیکراں اور سورج سے زیادہ تابندہ ہیں' کہکشاں سے زیادہ درخشندہ' کرن سے زیادہ اجلے' چاندنی سے زیادہ نظیف' برق سے زیادہ توانا' بادل سے زیادہ گہربار' سمندر سے زیادہ رازدار'

دریا سے زیادہ سخی' پہاڑ سے زیادہ بردبار' چٹاں سے زیادہ مضبوط' محبت سے زیادہ لازوال اور وقت سے زیادہ جاوداں ہیں۔ لفظوں سے زیادہ پائیدار' سچ سے زیادہ استوار' موتی سے زیادہ منزہ' حقیقت سے زیادہ سچے' عقیدت سے زیادہ سچے' ارادت سے زیادہ باکمال' حسن سے زیادہ من موہنے' مرہم سے زیادہ آسودہ بخش' شجر سایہ دار سے زیادہ مسافر نواز' شاخ ثمر بار سے زیادہ کشادہ دست' ابر کرم سے زیادہ غریب پرور' حرارت سے زیادہ توانائی بخش' مسکراہٹ سے زیادہ بے ریا' تخلیق سے زیادہ بے ساختہ' اقتدار سے زیادہ محتشم' فولاد سے زیادہ مضبوط اور لعل و گہر سے زیادہ قیمتی آپ کی ذات بابرکات ہے اور معارف و فضائل کے بے پناہ خزینوں سے بھرپور آپ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چلو سر سے سدا سوئے محمد — کہ ہے روئے خدا روئے محمد
متاع دولت دنیا و عقبیٰ — کہاں ہے قیمت موئے محمد
مہک اٹھے ہیں جس سے ہر دو عالم — ہے وہ خوشبوئے دلجوئے محمد
ہوئی سیراب جس سے کشت ہستی — ہے وہ ہر دور کو جوئے محمد
ردا ڈالیں اعدا کے واسطے وہ — ہے یہ اک اسوۂ خوئے محمد
تمنا ہے مرے دل کی الٰہی — دکھا دے مجھ کو بھی کوئے محمد
ہوئی صبح ازل سے روح نقوی — فدائے چشم و ابروئے محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کی لذت کا بیان ممکنات میں سے نہیں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ خود جس کی قسمیں یاد فرماتا ہے جس کے چہرے و زلفوں کی قسم' جس کی زندگی و شہر کی قسم یاد فرمائی۔ بھلا کسی انسان میں کہاں طاقت کہ حضور کے اوصاف بتمام وکمال بیان کر سکے مگر پھر بھی اہل محبت نے اپنی اپنی بساط کے

Scanned with CamScanner

مطابق کوشش کی ہے۔ایسی ہی ایک کوشش اولادرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سید محمد امین علی شاہ نقوی نے بھی فرمائی ہے۔ اہل محبت کے دل کی تسکین کے لیے قدرے ترمیم کے ساتھ چند جملے لکھ رہا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف۔

نثر میں لکھنے سے پہلے انہی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

محمد مصطفیٰ مشکل کشا ہیں — زمانے کے لیے حاجت روا ہیں
نہیں ہے سایۂ جسم محمد — مگر وہ سایۂ ہر دوسرا ہیں
شفیع روز محشر ہیں محمد — محمد ہی خدا کے مدعا ہیں
پکارو آپ کو ہر وقت لوگو — ازل سے آپ محبوب خدا ہیں
محمد ہی خدا کے بعد نقوی — خدائی کے لیے عقدہ کشا ہیں

محمد مصطفیٰ کی شان دیکھو

سید ابرار، احمد مختار، مدنی تاجدار، حبیب غفار، محبوب ستار، خاصۂ کردگار، شافع یوم قرار، صدر انجمن لیل ونہار، آفتاب نو بہار، سرور عالم، مونس آدم، قبلۂ عالم، کعبۂ اعظم، جان آدم، نور مجسم، صبر اقوم، صدر مکرم، نور مقدم، آیۂ محکم، نیر اعظم، مرکز عالم، وارث زمزم، اجود واحکم، مخزن ومبدء ومنشا ومقصود وسید وسرور ومقصد کائنات، منبع فیوضات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات، خلاصۂ موجودات، صاحب آیات ومعجزات، باعث تخلیق واصل کائنات، فخر موجودات، ارفع الدرجات، اکمل البرکات، واصل ذات، صاحب التاج والمعراج، صاحب محشر، سید البشر، صاحب لوح وقلم، سید العرب والعجم، صاحب جود وکرم، وجہ باران کرم، شمس الضحیٰ، نورِ خدا، بدر الدجیٰ، آفتاب ہدیٰ، صدر العلیٰ، نور الہدیٰ کہف الوریٰ، صاحب جود وسخا، خیر الوریٰ، خواجۂ ہر دوسرا، بحر جود وعطا، ابر لطف وعطا، اعتماد شفا، پیکر تسلیم ورضا، محرم اسرار حرا، کعبۂ اصفیاء، قبلۂ اغنیا، سرور انبیاء، حسن صبر ورضا، ضیائے خوش ادا، شمع غار حرا، راس عدل وقضا، بے بہا مہ لقا، بے ریا بے ہوا با

صفا با عطا، پارسا مصطفیٰ، سرفراز رضا، تاجدار غنا، صاحب سدرۃ المنتہیٰ، حامل رشد وہدیٰ مظہر رب العلیٰ، وجہ تخلیق ارض وسما، جلوۂ حق نما، سید الانبیاء، نور راہ ہدیٰ، مطلع دل کشا، مقطع جاں فزا، جان صبح ومسا، سرور انبیاء، رہبر اولیاء، روح ارض وسما، خاتم الانبیاء، رونق منبر نبوت ورسالت، چشمۂ علم وحکمت، نازش سند امانت، غنچۂ راز وحدت، جوہر فرد عزت ختم دور رسالت، محبوب رب العزت، مالک کوثر وجنت، سلطان دین وملت، مخزن اسرار رحمانی، مرکز انوار ربانی، مصدر فیوض یزدانی، قاسم برکات صمدانی، دانش جلوۂ برہانی، صابر وشاکر، مدثر ومزمل، مرسل ومرشد، انتہائے کمال، منتہائے جمال، منبع جود ونوال، بے نظیر وبے مثال، فخر جہاں، عرش مکاں، شاہ شہاں، نیر رخشاں، انجم تاباں، ماہ فروزاں، صبح درخشاں، نور بداماں، جلوۂ ساماں، سرور خراماں، سنبل پیچاں، ماحی عصیاں، نیر تاباں، مہر درخشاں، مونس دل شکستگاں، راحت قلوب عاشقاں، نور دیدۂ مشتاقاں، صورت صبح درخشاں، پشت پناہ خستگاں، موجب ناز عارفاں، باعث فخر صادقاں، رحیم بے کساں، مونس غریباں، شاہ جناں، جان جاناں، قبلہ زاہداں، کعبہ قدسیاں، ہمدم نوح، رہبر خضر و موسیٰ، ہادی سلیمان وعیسیٰ، شان کلیمی، خلق خلیلی، زہد مسیحا، عفت مریم، دولت سرمد، حسن مجرد، ساقی کوثر، شافع محشر، نور منور، فیض مؤبد، فوز مخلد، بدر منور، حامی مضطر، مرسل داور، زلف معنبر، اشرف واکمل، احسن واجمل، احمد مرسل، مظہر اول، جسم مزکّٰی قلب مجلّٰی، مہر نبوت، مہر رسالت، عین عدالت، خضر دلالت، مہر صداقت، رؤف ورحیم، خلیل وحکیم، حامل قرآن، صاحب برہان، مصدر رافت، مظہر رحمت، مخزن شفقت، عین عنایت، مظہر انوار حق، مصدر اسرار حق، خیر الوریٰ، محب الفقراء، صادق البیان آخر الزمان، جمیل الشیم، شفیع الامم منبع الجود والکرم، شہریارِ ارم، تاجدار حرم، سحاب کرم، گنج نعم، شاہ اُمم، خطیب النبیین، امام المرسلین، سید الطیبین، امام المعصومین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، رحمۃ للعالمین، مظہر اولین، حجت آخرین، آبروئے آسمان و زمین، اکرم الاولین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، شمس العارفین، سراج السالکین،

سید الکاملین، وارث علوم اولین و آخرین، مفسر قرآن مبیں، روشن جبیں، سلطان دیں، سید الثقلین نبی الحرمین، امام القبلتین، وسیلۂ دارین، صاحب قاب قوسین، سرور و سید الکونین، محبوب رب المشرقین والمغربین جد الحسن والحسین، محبوب رب دو جہاں، قاسم علم و عرفاں، راحت قلوب عاشقاں، سرور کشوراں، راحت عاصیاں، فخر کون و مکاں، شفقت بیکراں، رہبر انس و جاں، حامی بے کساں، راحت جسم و جاں، قرار بے قراراں، غمگسار دل فگاراں، انیس بے کساں، چارہ گر آزردگاں، سکون دردمنداں راحت دل خستگاں، پناہ بے پناہاں، مونس افسردگاں، مددگار ضعیفاں، امید ناامیداں، نگہدار یتیماں، نصیر عاجزاں، مایہ بے مایگاں، خانۂ بے خانماں، معین بے قراراں، ہمدم کوتاہ دستاں، رفیق درویشاں، خیر خواہ دشمناں، شہنشاہ زمین و زماں، ثروت بے ثروتاں، قوت بے قوتاں، شۂ عرش آستاں، نازش قدسیاں، جان و ایمان و فخر جہاں، نور فاراں، محسن انساں، پناہ گاہ جہاں، مونس دل شکستگاں، راحت قلوب عاشقاں، نور دیدۂ مشتاقاں، انیس دل فگاراں، رہبر راہبراں، قرار قلب پریشاں، سرور دوراں، چشمۂ عرفاں، مرکز و مشعل و وارث و حاصل و محور ایماں، شہریار مرسلاں، شاہ رسولانِ جہاں، بشیر و نذیر، سراج منیر، روح بزم سخن، بہار گلشن، جان جہاں، فخر زماں، منبع ایماں، حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے

مرے دل میں ہے روح محمد — چلوں میں دم بدم سوئے محمد
مری فردوس تم کیا پوچھتے ہو — مری فردوس ہے کوئے محمد
ملوک دہر کی سب نعمتوں سے — ہے بڑھ کر قیمت موئے محمد
بہت ہی خوب ہے جنت کی خوشبو — بہت بہتر ہے خوشبوئے محمد
یہ چشم و قلب و روح و نفس نقوی — ہیں زیرِ قید گیسوئے محمد

سفید بال علامت عزت ووقار

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام وہ ہیں جنہوں نے

سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی، سب سے پہلے ختنہ کیا، سب سے پہلے مونچھیں کاٹیں، سب سے پہلے آپ نے ہی سفید بال دیکھ کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: یَارَبِّ مَاھٰذَا؟ اے اللہ! یہ کیا ہے؟ فَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَقَارٌ یَا اِبْرَاھِیْمُ فَقَالَ رَبِّ زِدْنِیْ وَقَارًا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ عزت و وقار ہے اے ابراہیم! ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پالنے والے میرے وقار میں اضافہ فرما دے۔ یحییٰ نے امام مالک علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مونچھوں کو اتنا کاٹا جائے کہ ہونٹ کا کنارہ نظر آ جائے۔ وَلَا یَجُزُّہٗ فَیُمَثِّلُ بِنَفْسِہٖ۔ اور ایسا نہ کرے کہ بالکل ہی مونڈ دے۔ (۴)

* حضور علیہ السلام نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھایا پیا کرو۔ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَ یَشْرَبُ بِشِمَالِہٖ۔ بے شک شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (۶)

مسکین کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ بِھٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ فَتَرُدُّہُ اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ۔ مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس گھر گھر پھیرے لگاتا رہے کوئی اس کو ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں دے دے۔ عرض کیا گیا: فَمَا الْمِسْکِیْنُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ حضور! پھر مسکین کون ہے؟ فرمایا: اَلَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْہِ وَلَا یُفْطَنُ النَّاسُ لَہٗ فَیُتَصَدَّقَ عَلَیْہِ وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْاَلَ النَّاسَ۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس ضرورت پوری کرنے کے لیے مال نہ ہو اور وہ لوگوں کو معلوم نہ ہونے دے کہ اس کو خیرات کی حاجت ہے اور نہ لوگوں سے مانگنے کے لیے کھڑا ہو۔ (۷)

جگہ جگہ مانگنے والے مسکین نہیں بلکہ بھکاری ہیں۔ مسکین وہ تنگ دست ہے جو

Scanned with CamScanner

بڑی تنگی سے گزر اوقات کرتا ہے لیکن دوسروں پر اپنی حالت ظاہر نہیں کرتا اور نہ کسی کے سامنے دست طلب دراز کرتا ہے۔ یہ لوگ قابل تعریف اور امداد کے مستحق ہیں ان کی اعانت میں کوشاں رہنا بڑی سعادت مندی ہے۔ قرآن مجید نے انہی کی علامت بتائی ہے۔ لایسئلون الناس الحافا۔ یہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

✳ کھڑے ہو کر پانی پینے کی چار روایات۔ جن میں حضرت عمرؓ، علیؓ، عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، ابن عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ کہ یہ حضرات کھڑے ہو کر پانی پی لیا کرتے تھے۔ (ہو سکتا ہے ممانعت سے پہلے کے واقعات ہوں) (۱۳ تا ۱۶)

دائیں جانب والا زیادہ حق دار ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں کنوئیں کا پانی ڈالا ہوا تھا۔ آپ کی دائیں جانب ایک اعرابی اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق تھے۔ آپ نے نوش فرما کر پھر اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: داہنی جانب والا زیادہ حق دار ہے۔ (۱۷)

✳ حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ آپ کی دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں طرف بزرگ تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں انہیں دے دوں؟ لڑکا عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! خدا کی قسم! نہیں میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

یہ دیوانگی نہیں بلکہ فرزانگی ہے

اسلامی ادب ہے کہ جب کوئی بزرگ اہل مجلس کو کھانے پینے کی کوئی چیز یا پس خوردہ عنایت فرمائے تو داہنی جانب والے کو دے اور جب کوئی چیز بہت سے آدمیوں

میں بانٹی جائے تو ابتداء دائیں جانب والوں سے کی جائے۔ اگر کسی بزرگ کے بائیں جانب نسبتاً زیادہ قابل احترام ہستیاں ہوں تو دائیں جانب والے کی اجازت سے انہیں وہ چیز دی جا سکتی ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب اکابر صحابہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لی کہ کیا یہ بچا ہوا مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ لڑکا اس بات کی اجازت دے دیتا۔ لیکن جذبۂ عشق و محبت سے بھرپور نوعمر صحابی نے وہ عقیدت سے لبریز جواب دیا کہ عقل بھی اپنے آپ کو بے عقل سمجھنے پر مجبور ہو گئی ہو گی۔ عشق رسول کی اس ننھی منھی تصویر نے جواب دیا: ''یا رسول اللہ! آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو میں اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا''۔ عقل خواہ اسے دیوانہ کہے یا بے ادب، لیکن عشق رسول کا وہ نوعمر مجسمہ ضرور زبان حال سے یہی کہتا ہو گا۔

مجھ کو دیوانہ بناتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

اللہ زیادہ جانتا ہے اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنی بیوی) حضرت ام سلیم سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز دھیمی سنی ہے جس سے میں نے بھوک محسوس کی ہے تو کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ کہا: ہاں! پھر انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اور اپنا دوپٹا نکال کر اس کی ایک جانب لپیٹ دیں، پھر میری بغل میں دبا کر باقی دوپٹہ میرے اوپر ڈال دیا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ کر دیا۔ میں انہیں لے کر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ جلوہ افروز تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: جی! فرمایا: کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کی: جی۔ چنانچہ رسول

Scanned with CamScanner

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ' پس وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے چل دیا یہاں تک کہ میں حضرت ابوطلحہ کی خدمت میں جا پہنچا اور انہیں بتایا (کہ حضور علیہ السلام بمعہ اصحاب تشریف لا رہے ہیں) حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: اے ام سلیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر آ گئے اور ہمارے پاس کھانا نہیں جو ان کو کھلائیں۔ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں (اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ) جانے' پس حضرت ابوطلحہ چل دیئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔

چند روٹیاں ستر اَسّی افراد کو کافی ہو گئیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! جو تمہارے پاس ہے' لے آؤ۔ انہوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مالیدہ بنانے کا حکم دیا اور حضرت ام سلیم نے اس پر اپنی (گھی والی) کپی نچوڑ دی اور سب کو ملا دیا گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: جو اللہ نے چاہا (یعنی دعا فرمائی) پھر فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا۔ یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے' پھر فرمایا: مزید دس کو اجازت دے دو' پس انہیں اجازت دی گئی تو انہوں نے کھایا۔ یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ تیسری مرتبہ فرمایا: دس آدمیوں کو مزید اجازت دو انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا۔ یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے' پھر فرمایا: دس کو مزید اجازت دو۔ یہاں تک کہ تمام لوگ کھا کر شکم سیر ہو گئے۔ کھانے والے ستر یا اسی افراد تھے۔ (۱۹)

معجزہ عطا کرنے کی حکمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روٹیوں کے ملیدے سے ستر اسی حضرات کو شکم سیر کر دیا۔ یہ تکثیر طعام کے معجزات میں سے آپ کا ایک معجزہ ہے جو خدا کے رازق

ہونے کا تصور انسان کے ذہن میں بٹھاتا ہے۔ تمام معجزات کی حالت یہی ہے کہ ان سے ایک تو صاحب معجزہ کے نبی ہونے کا پتہ چلتا اور دوسری طرف معجزہ خدا کی اس صفت کا تصور انسان کے ذہن نشین کرتا ہے اور نبی کے معجز نما علم خدا کے علیم و خبیر ہونے اور نبی کے معجز نما تصرفات خدا کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں کہ جس کام کے کرنے سے سارے انسان عاجز ہیں وہ کام کر دکھانے والا بھی یہی کہتا ہے کہ میں خدا نہیں ہوں بلکہ خدا تو وہ ہے جس نے مجھے یہ کمال عطا فرمایا ہے اور میں بھی اسی کا بندہ ہوں۔ اب غور کرو کہ میرا پروردگار کتنی قدرت والا اور کتنے علم والا ہوگا؟ غرضیکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے ایک جانب تو شرک و کفر کی جڑ کٹ جاتی ہے کہ جن ہستیوں کو خدا مانا جا رہا ہے وہ تو ایک بندے کے برابر بھی کمال نہیں دکھا سکتے تو خدا کہاں سے ہوئے؟ حالانکہ خدا کو تو بندے سے بڑھ کر کمال دکھانا چاہیے' لہٰذا اس کائنات ارضی و سماوی میں ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جس کو خدا کہا جائے' جس کو معبود مانا جائے یا جس کو سچے خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرایا جائے۔ دوسری طرف نبی کے معجزات خدا کی صفات پر دلالت کرتے ہیں' لہٰذا نبی خدا نہیں ہوتا اور نہ خدا کی ذات و صفات میں شریک ہوتا ہے بلکہ وہ خدا نما ہوتا ہے۔ عام انسانوں کے ذہن میں چونکہ خدا کی صفات کا تصور نہیں سماتا۔ بایں وجہ بندوں کی مجبوری کے باعث اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اپنی صفات کا مظہر بنا کر بھیجتا ہے تاکہ اس کے کمالات کو دیکھ کر وہ خدا آشنا ہو جائیں اور اس واحد و یکتا معبود کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کریں۔ (حاشیہ مؤطا مترجم)

کبھی شمس الضحیٰ بن کر کبھی بدر الدجیٰ بن کر
کبھی خیر الوریٰ بن کر کبھی نور الہدیٰ بن کر
ضیاء بن کر عطاء بن کر وفا بن کر سخا بن کر
وہ ہر شئی میں نظر آئے محمد مصطفیٰ بن کر

(صلی اللہ علیہ وسلم)

پیاسے کتے کو پانی پلانے والے کی بخشش ہوگئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کہیں جارہا تھا کہ اس کو سخت پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے کنواں دیکھا تو اس میں اتر کر پانی پی لیا' جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے تڑپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ اس کتے کو بھی وہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جو مجھے تھی۔ وہ کنویں میں اترا' اپنے موزے میں پانی بھرا' پھر اسے اپنے منہ میں پکڑا اور باہر آکر کتے کو پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوش ہوگیا اور اسے بخش دیا۔ لوگوں نے کہا: حضور! کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے۔ فرمایا: فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَّطْبَةٍ اَجْرٌ. ہر جاندار کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (۲۳)

تین سو افراد اٹھارہ دن ایک مچھلی کا گوشت کھاتے رہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر کی طرف حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین سو افراد کا لشکر بھیجا جن میں' میں بھی شامل تھا۔ راستے میں زادِ راہ ختم ہوگیا تو امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جس کے پاس جو کچھ کھانے کو تھا اس کو جمع کرنے کا حکم دیا جس سے صرف دو برتن بھر گئے۔ انہی دو برتنوں سے وہ روزانہ ہمیں تھوڑا تھوڑا دیا کرتے یہاں تک کہ ہر بندے کو ایک کھجور روزانہ ملنے لگی۔ وہب بن کیسان نے حضرت جابر سے کہا: وَمَا تُغْنِیْ تَمْرَةٌ؟ ایک کھجور سے تمہارا کیا بنتا ہوگا؟ حضرت جابر نے فرمایا: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِیْنَ فَنِیَتْ. ایک کھجور کی قدر بھی ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب کھجوریں بھی ختم ہوگئیں' پھر ہم سمندر کے کنارے پہ پہنچے تو سمندر سے ہمیں پہاڑ جیسی مچھلی ملی جس کو سارا لشکر اٹھارہ دن تک کھاتا رہا' پھر حضرت ابوعبیدہ نے اس کے دو کانٹوں کو کھڑا کر کے ملایا تو حضرت ابوعبیدہ نے ایک سوار کو اس میں سے

گزرنے کا حکم دیا تو وہ بمعہ سواری کے گزر گیا اور کانٹوں کے ساتھ لگے بغیر ہی گزر گیا۔ (۲۴) ویرزقه من حیث لایحتسب. اور اللہ تعالیٰ (اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والے کو) ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (الطلاق)

✻ امام مالک کو خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اے بنی اسرائیل پانی' ساگ' سبزی اور جو کی روٹی پر گزارا کرتے رہو۔ وَاِیَّاکُمْ وَ خُبْزَ الْبُرِّ فَاِنَّکُمْ لَنْ تَقُوْمُوْا بِشُکْرِهٖ. گندم کی روٹی نہ کھانا تم اس کا شکر ادا نہیں کرسکو گے۔ (۲۷)

قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو پایا۔ پوچھا تو دونوں عرض گزار ہوئے' ہمیں بھوک نے (ہمارے گھروں سے) نکالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں' پس یہ ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے ان حضرات کے لیے جو کی روٹیاں پکانے کا حکم دیا اور خود بکری ذبح کرنے کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ والی چھوڑ دینا۔ (یعنی اس کو نہ ذبح کرنا) چنانچہ انہوں نے ان کے لیے بکری ذبح کی۔ میٹھے پانی سے' مشک بھر کر درخت سے لٹکا دی' پھر کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور اس پانی سے پیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں ایسی ہی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (۲۸) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم' پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(سورۃ التکاثر)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکمرانی کی ایک جھلک

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھی کے ساتھ روٹی تناول فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک بدو کو بھی بلا لیا اور وہ بھی آپ کے ساتھ کھانا کھانے لگا اور لقمے کے ساتھ گھی کی تلچھٹ بھی لگا رہا تھا۔ حضرت عمر نے اس کو فرمایا: کَاَنَّکَ مُقْفِرٌ. تو مجھے ندیدہ معلوم ہوتا ہے؟ اس نے عرض کیا: وَاللّٰہِ مَا اَکَلْتُ سَمْنًا وَّلَا رَاَیْتُ اَکْلًا بِہٖ مُنْذُ کَذَا وَ کَذَا. خدا کی قسم! میں نے اتنے عرصے سے نہ گھی کھایا ہے اور نہ ہی اس طرح کا (لذیذ) کھانا دیکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَا اٰکُلُ السَّمْنَ حَتّٰی یُحْیَی النَّاسُ مِنْ اَوَّلِ مَا یَحْیَوْنَ، جب تک لوگوں کو پہلے جیسی آرام کی زندگی میسر نہ آئی میں اس وقت تک گھی نہیں کھاؤں گا۔ (۲۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت عمر کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے ان کے سامنے ایک صاع کھجوریں رکھی تھیں تو ان کھجوروں میں سوکھی سڑی کھجوریں بھی ہوا کرتیں جو آپ کھا لیا کرتے تھے۔ (۳۰)

حضرت عمر فرمایا کرتے تھے: اِیَّاکُمْ وَاللَّحْمَ (زیادہ) گوشت کھانے سے پرہیز کرو۔ فَاِنَّ لَہٗ ضَرَاوَۃً کَضَرَاوَۃِ الْخَمْرِ. بے شک شراب کی طرح اس کا چسکا لگ جاتا ہے (۳۶) چنانچہ حضرت جابر نے ایک مرتبہ پورے ایک درہم کا گوشت خرید لیا تو حضرت عمر نے فرمایا: تم لوگ یہ کیوں نہیں چاہتے کہ اس سے اپنے پڑوسی کا یا چچازاد بھائی کا پیٹ بھی بھرو، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اذھبتم طیبا تکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا (۴۶-۲۰) تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں ہی لے کر انہیں برت چکے۔ آج ہمارے حکمران جس طرح ملکی وسائل کو اللوں تللوں میں اڑا رہے ہیں، ہم ان سے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ تم عوام کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہو ورنہ خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن یہ ضرور عرض کریں گے کہ یہ ملک جو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے تحفظ کے لیے بنایا گیا ہے۔ خدارا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور دین کے غداروں کے منہ میں ضرور لگام دیں ورنہ ۔ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اپنے حکمرانوں سے دست بستہ عرض

بھوک کا شکوہ ہم نہیں کرتے ناداری منظور ہمیں
بے شک اے ارباب حکومت ہر خواری منظور ہمیں
ماں ہے اگرچہ سر سے ننگی اور بچوں کے کوٹ نہیں
سچ کہتے ہیں صبر کریں گے اپنے دل میں کھوٹ نہیں
ہم دل پر ہر چوٹ سہیں گے منہ سے نہ ہرگز بولیں گے
وحشت ہوگی بیٹھ کے گھر میں چپکے چپکے رولیں گے
جی میں بھی یہ دھیان نہ ہوگا آپ تو پیتے کھاتے ہیں
حلوہ پوری توس اور مکھن نان اور مرغ اڑاتے ہیں
گرم اور ٹھنڈے کوٹ بھی ہیں پتلونیں بھی شلواریں بھی
بچوں کی تفریح کی خاطر گھوڑے بھی ہیں کاریں بھی
توبہ توبہ ہم یوں سوچیں ایسی کس میں جرات ہے
آپ ہی ہیں اس ملک کے مالک آپ کی ساری دولت ہے
ہاں ہاں بے شک جیسے چاہیں کھائیں پئیں "آنند" کریں
پر سرکار دو عالم کے ہر باغی کو پابند کریں
اف یوں ہو توہین محمد اور پھر ملک ہمارا ہو
کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو
صبر کی حد ہوتی ہے کوئی کب تک آخر صبر کریں
اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں

Scanned with CamScanner

قید ہو اب یا دار کا تختہ جو گزرے گی جھیلیں گے
نام پہ تیرے جان دو عالم جان کی بازی کھیلیں گے
تو ہے ہم کو جان سے بڑھ کر مال اور ملک سے پیارا ہے
تیری محبت کامل ایماں یہ ایمان ہمارا ہے
ہاں اب ہم سے صبر نہ ہوگا لاکھ کہیں غدار ہمیں
یا مانیں یا جان ہے حاضر جینے سے بیزار ہیں ہم

(۵۱) کِتَابُ الْعَیْنِ (نظر لگنے کا بیان)

نظر بد اور اس کا علاج

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سہل بن حنیف نے خرار کے مقام پر غسل کیا اور اپنا جبہ اتار دیا۔ عامر بن ربیعہ انہیں دیکھ رہے تھے، حضرت سہل سفید رنگ اور خوبصورت جلد والے تھے، حضرت عامر نے کہا: میں نے ایسا خوبصورت شخص آج تک نہیں دیکھا اور نہ ایسی جلد کسی کنواری لڑکی کی ہے، پس حضرت سہل کو بخار ہوگیا اور شدت اختیار کر گیا، حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ماجرا عرض کیا گیا تو آپ تشریف لائے۔ آپ سے عامر بن ربیعہ کے الفاظ بیان کیے گئے تو آپ نے فرمایا: عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَلَّا بَرَّكْتَ اِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّاْ لَهٗ فَتَوَضَّاَ لَهٗ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ۔ کیوں تم اپنے بھائی کو مارتے ہو، برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ نظر کا لگنا حق ہے، عامر کو فرمایا: سہل کے لیے وضو کرو۔ عامر نے وضو کیا، پس حضرت سہل صحت مند ہو کر حضور علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ (۱)

اس سے اگلی روایت میں علاج کے لیے وضو کرنے کا، دونوں گھٹنے اور پیروں کے کنارے اور تہ بند کے نیچے والے جسم کو دھو کر پانی ایک برتن میں جمع کر کے حضرت

سہل پہ چھڑکنے کا ذکر ہے۔

نظر بد کا دم کرنا

☆ حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی دایہ سے فرمایا: یہ دبلے پتلے کیوں ہیں؟ ان کی دایہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! انہیں جلدی ہی نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے دم نہیں کروایا کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کا ارشاد اس سلسلے میں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان پر دم کرواؤ کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت حاصل کرتی تو وہ نظر ہوتی۔ (۳)

☆ سلیمان بن یسار نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے در دولت میں داخل ہوئے اور گھر کے اندر ایک بچہ رو رہا تھا۔ آپ سے ذکر کیا گیا کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ عروہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نظر کا دم کیوں نہیں کرواتے؟ (۴)

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا! نظر کا لگنا حقیقت ہے اور یہ ہی معلوم ہوا! جس کو نظر لگ گئی ہو اس پر دم کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا! دم کرنا اور تعویذ دینا ہرگز خلاف شرع نہیں ہے جب کہ حدود شرعیہ کے اندر ہو اور قرآن کریم کے شفا و رحمت ہونے میں کس مسلمان کو شک ہو سکتا ہے جب کہ پروردگار عالم نے خود فرمایا ہے:

وننزل من القرآن ماهو شفآء ورحمة للمومنين ولا يزيد الظلمين الا خسارا۔

''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے''۔

قرآن کریم یقیناً اہل ایمان کے لیے شفا ہے۔ یہ ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کو دور کرتا ہے کیونکہ اہل ایمان کے لیے یہ رحمت بھی ہے۔ ہاں ظالموں کو اس

Scanned with CamScanner

سے نقصان ہی پہنچتا ہے کیونکہ یہ ان پر حجت تمام کرتا ہے۔

بیمار بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کے فرشتے آتے ہیں

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیج کر انہیں فرماتا ہے بھلا دیکھو میرا بندہ اپنے تیمار داروں سے کیا کہتا ہے؟ جب فرشتے اس بندے کے پاس آتے ہیں تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے تو دونوں فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود (فرشتوں سے پوچھ گچھ کر کے) فرماتا ہے: لِعَبْدِیْ عَلَیَّ اِنْ تَوَفَّیْتُهٗ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ اَنَا شَفَیْتُهٗ اَنْ اُبْدِلَ لَهٗ لَحْمًا خَیْرًا مِّنْ لَّحْمِهٖ وَدَمًا خَیْرًا مِّنْ دَمِهٖ وَاَنْ اُکَفِّرَ عَنْهُ سَیِّئَاتِهٖ. میرے بندے کا میرے ذمہ کرم پر حق ہے کہ اگر میں اسے وفات دوں تو اس کو جنت میں داخل کروں اور اگر اسے شفا دوں تو اسے پہلے سے زیادہ اچھا گوشت اور خون عطا کروں اور اس کے گناہوں کو معاف کر دوں۔ (۵)

مصیبت و بیماری بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو میں نے فرماتے ہوئے سنا:

لَا یُصِیْبُ الْمُؤْمِنُ مِنْ مُّصِیْبَةٍ حَتَّی الشَّوْکَةُ اِلَّا قُصَّ بِهَا اَوْ کُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ. ایمان دار کو کانٹا چبھنے کی تکلیف بھی پہنچے تو اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں (بشرطیکہ بے صبری نہ کرے) (۶)

میں صدا رہیا زخماں دے پردے کجدا
لوکی بھلی پے گئے بلاں دے ہاسا ویکھ کے

✳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْهُ () (ای او صل اللّٰہ

مصیبة لیطهره من الذنوب ویرفع درجته. حاشیہ ۹' ص۳۷۴) جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرما لیتا ہے اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے (تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کر دے اور اس کے درجے کو بلند فرما دے)۔

میری روح کی حقیقت میرے آنسوؤں سے پوچھو
میرا مجلسی تبسم میرا ترجمان نہیں ہے

✳ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک شخص بغیر بیمار ہوئے فوت ہو گیا تو ایک آدمی نے کہا: هَنِیْئًا لَهٗ مَاتَ وَلَمْ یُبْتَلْ بِمَرَضٍ. اچھا رہا بیمار ہوئے بغیر فوت ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وَیْحَكَ وَمَا یُدْرِیْكَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ یُّکَفِّرُ بِهٖ عَنْهُ مِنْ سَیِّئَاتِهٖ. افسوس ہے تجھ پر تمہیں کیا معلوم اگر اللہ تعالیٰ اس کو بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے (یعنی بیمار ہو کر مرنا اس کے لیے بہتر ہوتا) (۸)

اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے' بندے کو اس حال میں خوش رہنا چاہیے

صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن بیماری اور مصائب بھی اہل ایمان کے لیے پروردگار عالم کے تحفے ہیں اور اپنی افادیت کے لحاظ سے خدائے ذوالمنن کا وہ انعام ہیں جو اس نے اپنے خاص بندوں کے لیے مخصوص کر دیے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارے نبیوں سے زیادہ مجھے تکالیف پہنچائی گئیں۔ نیز ارشاد فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت آئے تو میرے مصائب کو یاد کر لیا کرنا۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کو علیٰ قدر مراتب اتنے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا کہ دوسرے لوگوں میں ان کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ اگر بندۂ مومن کے پیر میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اسے اس پر اجر دیا جاتا ہے۔ مومن کو ایک دن بخار آئے تو سارے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے جب کہ وہ یہ تصور کر کے صبر کرتا ہے کہ

یہ میرے خالق و مالک کی طرف سے ہے کیونکہ تندرستی کی حالت میں بندے کو شکرگزاری اور مصائب و آلام کی حالت میں صبر کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ شکر کرنے والوں کی شکرگزاری کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جب کہ صبر کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے:

ان اللّٰہ مع الصّٰبرین (۲:۱۵۳) بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جن حضرات کا ایمان کامل ہوتا ہے وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اس معیت سے محروم ہونا پسند نہیں کرتے کیونکہ جسے خدا کی معیت حاصل ہو جائے اسے اور کیا چاہیے؟ عام لوگ اس بات پر نازاں و فرحاں ہوتے ہیں کہ انہیں فلاں تھانیدار یا کمشنر یا وزیر کی حمایت حاصل ہوگئی لہٰذا حکومت کے ایوان میں اس کی خوب سنی جائے گی لیکن اللہ والے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ انہیں خدا کی حمایت حاصل رہے۔ دنیاوی افسروں کا اقتدار چند روزہ ہے اور پھر خدا کے مقابلے میں ان کی کیا حیثیت ہے؟ لہٰذا حقیقت میں قابل تحسین تو وہی ہستیاں ہیں جنہیں اپنے پروردگار کی حمایت حاصل ہے اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے احکام خداوندی کی پابندی کرنے اور مصائب و آلام کو اس کے تحفے سمجھ کر صبر کرنے سے، جس خوش نصیب کو یہ سعادت میسر آ جاتی ہے وہ دوسرے کسی بڑے سے بڑے کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا خواہ لوگ اسے دنیاوی لحاظ سے نااہل اور ناکارہ ہی کیوں نہ شمار کریں۔

مختلف بیماریوں کے مختلف قسم کے دم

حضور علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی (حضرت عثمان بن ابی العاص) کو جو درد کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے یہ دم سکھایا کہ درد کے مقام پہ سات مرتبہ دایاں ہاتھ پھیر کر یہ کلمات پڑھو۔ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ میں اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، اس شر (درد) سے جو مجھے پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف دور فرما دی تو وہ اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو یہ دم

کرنے کا حکم دیتے تھے۔ (۹) مسلم شریف کی روایت میں درد والی جگہ پہ ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھنے کا اور سات مرتبہ مذکورہ دعا پڑھنے کا ارشاد ہے اور آخر میں ایک لفظ کا اضافہ ہے وَاُحَاذِرُ۔

٭ حضور علیہ السلام جب بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے آپ کو دم کرتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی تکلیف بڑھ گئی تو میں یہی سورتیں پڑھ کر اپنا دایاں ہاتھ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس پہ پھیرتی، برکت کی امید پہ (۱۰)

٭ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو ان کو ایک یہودیہ نے دم کیا جس کو حضرت ابوبکر نے فرمایا: اللہ کی کتاب کے ساتھ دم کر۔ (۱۱)

٭ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لقوہ کے باعث داغ لگوائے اور بچھو کے کاٹے کا دم کیا۔ (۱۳)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا! قرآن کریم سے پڑھ کر دم کرنا سب سے افضل ہے یا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہو۔ اس کے بعد وہ اعمال ہیں جو بزرگان دین نے بتائے ہوں۔ غرضیکہ عملیات اور جھاڑ پھونک میں وہی باتیں ہوں جو باعث خیر و برکت اور ذریعہ شفاء ہوں اور ایسی کوئی بات نہ ہو جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو کیونکہ دین و ایمان ضائع کر کے اگر (بفرضِ محال) شفا مل بھی گئی تو کس کام کی؟ زندگی کی کشتی تو آخر ایک دن ڈوب جانی ہے، پھر اس زندگی یا صحت کے پیچھے اگر آج ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر دیا تو جب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوں گے تو ساتھ کیا لے کر جائیں گے؟ یہ تجارت تو سراسر خسارے کی ہے۔ نفع بخش سودا تو یہ ہے کہ ایمان کو بچا لیا جائے خواہ اس کی خاطر دنیا کی عزیز سے عزیز ترین چیز بھی قربان کرنی پڑ جائے۔ یہ تمام حقائق ہمیں ہمارے آقا علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیئے ہیں۔ کاش ہم اپنے آقا علیہ السلام کے نقش پا کو

Scanned with CamScanner

اپنے ماتھے کا جھومر بنالیں پھر دیکھیں دین و دنیا میں کس طرح کامیابیاں ملتی ہیں۔

کیسا منظر یہ خوش نما ہوتا — میرے ماتھے پہ نقشِ پا ہوتا
ساری دنیا ہے ان کے ہونے سے — وہ نہ ہوتے تو اور کیا ہوتا
دست شفقت تو رکھ دیا سر پر — اور چاہت کا کیا صلہ ہوتا
رحمتیں خود تلاش کر لیتیں — کوئی شیدائے مصطفیٰ ہوتا
آپ میرے نبی نہ ہوتے اگر — میرا انجام جانے کیا ہوتا
آشنائے خدا نہ کرتے آپ — میں خدا سے نہ آشنا ہوتا
گردشوں سے نجات مل جاتی — ان کے دامن میں جا چھپا ہوتا
یہ تو ممکن نہیں کہ شہر کوئی — شہر آقا سا دلربا ہوتا
آنکھ مسرور کھل گئی ورنہ — ان کے دامن کو چھو لیا ہوتا

(۵۲) کِتَابُ الشَّعْر (بالوں کا بیان)

✻ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو پست کرنے اور داڑھیوں کو بڑھانے کا حکم دیا۔ (۱)

اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللُّحٰی (الاحفاء باستيصاله او بازالة ما كان على الشفتين وعلى الاول اقتصر صاحب النهاية. اللحى بالكسر شعر الذقن والخدين. حاشيه ۴-۵، ص۳۷۶)

✻ زیاد بن سعد نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا: سَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهٗ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں کو لٹکا رکھا یعنی مانگ نہ نکالی پھر اس کے بعد مانگ نکالنے لگے۔ (۳) امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: لَیْسَ

عَلَى الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى شَعْرِ امْرَأَةِ ابْنِهٖ اَوْ شَعْرِ اُمِّ امْرَأَتِهٖ بَاْسٌ۔ اپنی بہو یا ساس کے بال دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

یتیم کی کفالت کرنیوالے کی فضیلت

صفوان بن سلیم کو یہ بات پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ اِذَا اتَّقٰى (فی مال الیتیم) وَاَشَارَ بِاِصْبُعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا اپنا (رشتہ دار) ہو یا غیر کا، جنت میں ایسے ہوں گے جب کہ وہ بچتا رہا (اس کے مال کے بارے میں) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی درمیانی انگلی اور شہادت والی سے اشارہ فرمایا (کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں) (۵)

یتیم سے بڑھ کر بے سہارا کون ہوگا جو ننھی سی عمر میں اپنے باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگیا۔ کمائی کرنے سے معذور ہے، دنیا کی راحت و آرام سے دور ہے، اس کا اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی پرسان حال نہیں۔ اس بے بسی کے عالم میں جو اسے سہارا دیتا ہے اس پر خدا کو کتنا پیار آتا ہوگا یقیناً ایسا شخص جنت میں اسی مقام کا حقدار ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لفظوں میں بیان فرما دیا۔ اس میں شک نہیں کہ جس کو اپنے پیارے نبی سے محبت ہوگی وہی آپ کے اس فرمان پہ عمل کرے گا اور اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے تحت بروزِ قیامت قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازا جائیگا۔ اس دنیا میں اگر تنگ ہو کر بھی گزارا کرلے لیکن اس راحت و سکون کا کون اندازہ کرسکتا ہے، جب حضور پاک خود جنت میں اس کو بلا کر اپنے ساتھ جگہ دیں گے پھر اس کو معلوم ہوگا۔

آنسوؤں کا جواب آیا ہے — مجھ کو سرکار نے بلایا ہے
کیا بتاؤں کہ راحت جاں کا — یہ وظیفہ کہاں سے پایا ہے

Scanned with CamScanner

خوش نصیبی سے میرے پلکوں پر	پھر ستارا سا جھلملایا ہے
مست ہوتا ہوں جھوم لیتا ہوں	نعت کہنا تو کس کو آیا ہے
مہکے مہکے لگے ہیں جسم و جاں	نام نامی جو گنگنایا ہے
لطف تو ہے قرار میں لیکن	بے قراری میں لطف آیا ہے
اتنی روشن کبھی نہ تھیں آنکھیں	جانے آنکھوں سے کیا لگایا ہے
کس محبت سے آپ سنتے ہیں	آج میری سمجھ میں آیا ہے
میں ہوں مسرور و مطمئن مجھ پر	میرے پیارے نبی کا سایا ہے

✵ حضرت ابوقتادہ انصاری کے بال کندھوں تک تھے۔حضور علیہ السلام نے ان کو بالوں کی عزت کرنے کا حکم دیا چنانچہ کبھی کبھی وہ ایک دن میں دو دو دفعہ تیل لگایا کرتے تھے۔(٦)

✵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میانہ روی' نرمی اور اچھی وضع قطع نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔(١٧)

(٥٣) کِتَابُ الرُّؤْیَا (خوابوں کا بیان)

✵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ. نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیسویں حصے میں سے ایک حصہ ہے۔(١)

✵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے تو ارشاد فرماتے:

هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّیْلَةَ رُؤْیَا وَیَقُوْلُ لَیْسَ یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ

النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ

کیا گزشتہ رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے: میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا سوائے اچھے خوابوں کے۔(٢)

✵ حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَنْ یَّبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ. میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے مبشرات کے۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰی لَهٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

وہ اچھے خواب ہیں جنہیں نیک آدمی دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے یہ نبوت کے چھیالیسویں حصے میں سے ایک حصہ ہے۔(٣)

لفظ نبوت اور اس کے معنی کی تحقیق

نبوت کا لفظ نبأ سے مشتق ہے جس کا معنی خبر دینا ہے۔ سچی خبر وہی ہے جو نبی دے۔ نبی کی دی ہوئی خبر صداقت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتی ہے کیونکہ وہ وحی پر موقوف ہوتی ہے جس کی مختلف شکلیں ہیں یعنی نبی کو فرشتے الہام' کشف اور خواب کے ذریعے جو بھی خبر دی جاتی ہے' وہ وحی شمار ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کو دخل نہیں ہوتا۔ ولایت نبوت کا اور ولی نبی کا سایہ وعکس ہوتا ہے۔ چونکہ ولایت نبوت تو نہیں ہوتی لیکن نبوت کا سایہ اور عکس ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح ولی کی خبر کا درجہ نبی کی خبر جیسا نہیں ہوتا لیکن یقین کے لحاظ سے ولی کی خبر کو صداقت سے خالی بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نبی کی خبر کا چھیالیسواں حصہ یقین کے لحاظ سے ہے کہ انبیائے کرام کی خبر کے مقابلے میں ان پر اتنا یقین رکھا جائے گا کہ مقابلتاً اس درجہ یقین کیا جائے گا بالکل نا قابل یقین بھی نہیں کہا جائے گا کیونکہ نبی کی خبر کے لحاظ سے یہ بھی چھیالیسواں حصہ

صداقت سے بھرپور اور قابل یقین ہے جب کہ حضرات اولیاء کی خبر غیر ولی کی خبر سے ہزاروں گنا زیادہ صداقت سے بھرپور ہوتی ہے کیونکہ امت کے اندر یہی حضرات حق و صداقت کے نشان اور صراط مستقیم کے سنگ میل ہوتے ہیں جس راستے پر یہ ہوں صراط مستقیم وہی ہے۔ اگر یہ حضرات صراط مستقیم پر نہ ہوتے تو مقام ولایت کیسے پاتے؟ قرب و مقبولیت خداوندی سے کیوں نوازے جاتے؟

حقانیت اہل سنت کی ایک دلیل

غور سے دیکھا جائے تو اولیاء اللہ کا وجود صرف اور صرف اہلسنّت و جماعت میں نظر آئے گا' باقی کسی جماعت میں نہ آج تک کوئی ولی ہوا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی ہو سکتا ہے کیونکہ دوسری تمام جماعتوں نے خواہ کوئی نئی ہو یا پرانی سب نے حق و صداقت یعنی اصل اسلام میں ملاوٹ کر رکھی ہے۔ حق کے اندر باطل کو ملا کر معجون مرکب بنائی ہوئی ہے۔ مقدس اسلام کے اندر جمع و تفریق کر کے اپنی اپنی مرضی کے اسلام بنائے ہوئے ہیں جو ملاوٹ کے باعث خالص اسلام نہیں ہیں اور غیر اسلامی عقائد و نظریات کی مضرت کے باعث مسلمانوں کے لیے قابل احتراز و اجتناب ہیں کیونکہ انہیں اختیار کرنے اور ان کی ہمنوائی کا دم بھرنے کے باعث ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بالفرض کسی نے عقائد و نظریات میں ردوبدل نہیں کیا تو دیگر اسلامی افعال و مسائل میں من مانی اور زنگ آمیزی ضرور کر دی ہے جس کے باعث ان کا مذہب گمراہی اور بے دینی کی منہ بولتی تصویر بن گیا ہے۔ دین میں من مانی اور ردوبدل کرنا یہود و نصاریٰ کا طرۂ امتیاز تھا لیکن بعض مسلمان کہلانے والے ان سے بھی سبقت لے جانے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ دین کا ماخذ واقعی قرآن و حدیث ہیں لیکن آیات و احادیث کا جو مفہوم کسی کی سمجھ میں آئے اس کی صحت کا کیا ثبوت ہے؟ دریں حالات آیات و احادیث کے وہی مفہوم و مطالب قابل یقین ہوں گے جو حق و صداقت کے ان نشانوں

اور سرمایہ ملت کے پاسبانوں یعنی حضرات اولیاء اللہ نے سمجھے۔ ان کے سمجھے ہوئے مفہوم کی صحت کے خلاف اگر کوئی دلائل کا ڈھیر بھی لگا دے تب بھی اس کی بات ناقابل یقین اور رد کر دینے کے لائق ہوگی' لہٰذا صراط مستقیم پر چلنے اور حق و صداقت سے وابستہ رہنے کی خاطر ضروری ہے کہ حضرات اولیاء اللہ کی دین فہمی کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا جائے اور ان بزرگوں کی دین فہمی کا نام مذہب اہلسنّت و جماعت ہے۔ اصول و فروغ میں یہی مذہب مہذب قرآن و حدیث کی تعلیمات کا حامل اور مقدس اسلام کی منہ بولتی تصویر ہے جب کہ باقی سارے اسلام جو مختلف فرقوں نے اپنے لیے بنا رکھے ہیں وہ ہرگز اصل اسلام نہیں بلکہ اسلام کو اپنے نام نہاد اجتہاد کی مشین میں ڈال کر مرضی کے مطابق بنائے ہوئے ہیں۔

؎ یارب میرے دل کو شاد کامی دے دے
شوریدگئی رومی و جامی دے دے
رکھ آل نبی کے نام لیواؤں میں
اصحاب رسول کی غلامی دے دے

(۵۴) کِتَابُ السَّلَام (سلام کا بیان)

✻ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ۔ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے۔ وَاِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ اَجْزَاَ عَنْهُمْ ' جب پوری قوم میں سے کسی ایک نے سلام کر دیا تو وہ سب کی طرف سے ہو گیا۔ (۱)

✻ محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کو ایک یمنی نے ان الفاظ سے سلام کیا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ. اور ان الفاظ پہ کچھ اضافہ بھی کیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہا کی ان دنوں بینائی ختم ہو چکی تھی' آپ نے پوچھا: من ھذا. یہ کون ہے؟ عرض کیا گیا: وہی یمنی ہے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اِنَّ السَّلَامَ انْتَھٰی اِلَی الْبَرَکَۃِ. سلام تو برکاتہ پہ ختم ہو جاتا ہے (۲) امام مالک سے سوال کیا گیا: کیا عورت کو سلام کہا جائے گا؟ فرمایا: اَمَّا الْمُتَجَالَّۃُ فَلَا اَکْرَہُ ذٰلِکَ. بوڑھی عورت کو سلام کرنا تو میں ناپسند نہیں کرتا۔ (المتاجلة بالجیم و تشدید اللام ای المسنة ' فی النھایة تجالت ای تسنت و کبرت. حاشیہ ۷' ص۳۷۹) وَاَمَّا الشَّابَّۃُ فَلَآ اُحِبُّ ذٰلِکَ. لیکن جوان عورت کو سلام کرنا میں اچھا نہیں سمجھتا۔

✲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہودیوں میں سے کوئی تمہیں السلام علیکم کہے تو جواب میں عَلَیْکَ کہہ دیا کرو کیونکہ وہ درحقیقت السام علیکم (تم پہ موت واقع ہو) کہتے ہیں۔ (۳)

بخدا خدا کا یہی ہے در......

حضرت ابوواقد لیثی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے ان میں سے دو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھے اور ایک واپس چلا گیا۔ ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا' ایک تو حلقے میں جگہ دیکھ کر وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا جب کہ تیسرا مجلس میں نہ بیٹھا اور واپس چلا گیا' جب فراغت ہوئی (وعظ ونصیحت سے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلَا اُخْبِرُکُمْ مِّنَ النَّفَرِ الثَّلَاثَۃِ. کیا میں تمہیں تین شخصوں کا حال نہ سناؤں۔ اَمَّا اَحَدُھُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰہِ فَاٰوَاہُ اللّٰہُ. ایک نے اللہ کی بارگاہ میں پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بارگاہ میں جگہ دی۔

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیَا فَاسْتَحْیَا اللّٰہُ مِنْہُ. دوسرے نے حیا محسوس کی تو اللہ نے بھی اس سے حیا کی (اور اس کو لوگوں کے پیچھے جگہ دی)

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰہُ عَنْہُ. تیسرے نے اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض فرما لیا۔ (۴) سوال یہ ہے کہ یہ تینوں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے لیکن حضور فرماتے ہیں ایک کو اللہ نے پناہ دی' دوسرے سے اللہ نے حیا فرمایا اور تیسرے سے اللہ نے اعراض کر لیا۔ معلوم ہوا! حضور کی بارگاہ ہی رب کی بارگاہ ہے۔ حضور کی پناہ میں آنا اللہ ہی کی پناہ میں آنا ہے اور حضور کا اعراض فرمانا اللہ ہی کا اعراض فرمانا ہے۔ اسی لیے فرمایا: جو اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھے وہ میرے محبوب کی بارگاہ میں آ جائے اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی حضور کی رضا اللہ کی رضا ہے واللہ ورسوله احق ان یرضوه حضور کی بیعت خدا کی بیعت ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ. پھر حضور کی تعریف خدا کی تعریف کیوں نہیں؟ اس تناظر میں ایک نعت اور نعت کا فائدہ پڑھ لیں۔

کیف عجب برسائے نعت	جھوم کے جب بھی آئے نعت
تپتی دھوپ میں سر پہ میرے	بادل بن کر چھائے نعت
پیاری پیاری گلیوں کے	ہم کو خواب دکھائے نعت
اور تو مقصد کوئی نہیں	زندہ ہوں میں برائے نعت
جن کو خواہش بخشش ہو	حشر میں لکھ کر لائے نعت
منگتوں اور فقیروں کے	سر پر تاج سجائے نعت
نور نکہت کی بارش	روز و شب برسائے نعت
حکم خدا سے پہلے تو	لکھ کر کوئی دکھائے نعت
اپنے تو مسرور سبھی	بگڑے کام بنائے نعت

سلام کا جواب دینے کے بعد حال پوچھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کسی نے سلام کہا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر اس سے پوچھا: کَیْفَ

Scanned with CamScanner

اَنْتَ؟ تم کیسے ہو؟ (تمہارا کیا حال ہے) اس نے جواب دیا: اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ. اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الَّذِىْ اَرَدْتُ مِنْكَ. میں تجھ سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ (۵)

٭ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف لوگوں کو سلام کرنے کے لیے بازار جایا کرتے تھے۔ (۶) آپ ہی سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جو تم کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ افشوا السلام بینکم. آپس میں سلام پھیلاؤ۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے پوچھا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا: کھانا کھلانا اور سلام کرنا خواہ تم اس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے (متفق علیہ) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: البادی بالسلام بریٔ من الکبر. سلام میں ابتداء کرنے والا تکبر سے بری ہے (بیہقی) یاد رہے! اسلام کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی' انہیں پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فرشتوں کی جماعت کو سلام کہو اور ان کا جواب سنو۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سلام کہا تو فرشتوں نے سلام کا جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام یہی ہے (جو اے آدم! تو نے کہا اور جواب وہ ہے جو فرشتوں نے دیا) یہ اس طویل حدیث کا بعض حصہ ہے جو کہ بخاری' مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ السلام علیکم کہنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر رحمۃ اللہ بھی کہہ لے تو بیس نیکیاں اور و برکاتہ کہے گا تو تیس نیکیاں اور و مغفرتہ بھی ساتھ ملا لے تو چالیس نیکیاں ملیں گی (ابوداؤد)

سلام کرنا اور اس کا جواب دینا

سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض۔ سلام کرنے کے کچھ اسلامی آداب ہیں کہ چھوٹا بڑے کو' سوار پیدل کو' تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ ایک کا سلام کرنا سارے ساتھیوں کی طرف سے ہو گیا اور اہل مجلس سے ایک کا جواب سبکی طرف سے کافی ہے۔ عورتیں بھی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں۔ مرد کا غیر محرم جوان عورت کو اور اسی طرح عورت کا غیر محرم مرد کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ بوڑھی عورت کے لیے سلام کرنے میں مضائقہ نہیں خواہ غیر محرم ہو۔ خالی گھر میں جاتے وقت السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہنا چاہیے۔ غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں کیونکہ ان کے لیے سلامتی چاہنا اسلام کی بدخواہی ہے ہاں ان کے حق میں ہدایت کی دعا ضرور کرنی چاہیے اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف علیک کہہ دینا کافی ہے۔ خط و کتابت کے وقت سلام لکھنا بالمشافہ سلام کرنے کی طرح ہے۔

٭ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک شخص نے سلام کہا اور وبرکاتہ کے لفظ کے والغادیات والرائحات کے الفاظ بڑھا دیئے تو آپ نے اس پہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: وَعَلَيْكَ اَلْفًا. تیرے اوپر ہزار بار۔ (۷)

٭ امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جب ایسے گھر میں داخل ہو جس میں سکونت نہیں تو یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. ہم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پہ سلام ہو۔ سلام کی برکات آپ نے دیکھیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے جب غیر انبیاء پہ سلام کے یہ فضائل ہیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پہ سلام بھیجنے کی کتنی برکات ہوں گی۔

ے السلام اے خانۂ دل کے مکیں
السلام اے رحمۃ للعالمین

Scanned with CamScanner

(۵۵) کِتَابُ الْاِسْتِیْذَانِ (اجازت لینے کا بیان)

٭ اپنی ماں کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرو، اگرچہ تم اس کے ساتھ رہتے ہو، ہوسکتا ہے تم جاؤ تو وہ کپڑوں میں نہ ہو۔ (اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً) (۱)

٭ اجازت لینا تین دفعہ ہے۔ تیسری دفعہ بھی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ (۲) اس حدیث پہ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرمایا: گواہ لاؤ کہ یہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے ورنہ میں تمہیں سزا دونگا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ حضور علیہ السلام نے ایسے ہی فرمایا ہے، اس پر حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ سے فرمایا: اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَتَّھِمْکَ وَلٰکِنْ خَشِیْتُ اَنْ یَّتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ میں تم پر تہمت نہیں لگاتا بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگ بغیر تحقیق کے حضور علیہ السلام کی طرف باتیں نہ منسوب کرتے رہیں۔ (۳)

٭ کپڑے پہ نقش (تصویر) کی اجازت والی حدیث (۷)

٭ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تصویر والے گدے پہ نہ بیٹھے اور فرمایا: تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور فرمایا جائے گا: جو تم نے بنائیں ان میں جان ڈالو، پھر فرمایا: اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ۔ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تصویر سازی کا پیشہ اپنانے والے تیاری کرلیں

(مترجم مؤطا تصویر سازی کا پیشہ اپنانے اور تصویر کے بارے میں اپنا مؤقف یوں بیان کرتے ہیں) تصویر بنانے والوں سے جب قیامت کے دن فرمایا جائے گا کہ جو تم نے تصویریں بنائی تھیں ان کے اندر جان ڈالو۔ وہ تو کیا سارا جہان بھی مل کر کسی

تصویر میں جان نہیں ڈال سکتا، لہٰذا انہیں عذاب دیا جائے گا۔ خدا اگر عقل دے تو ایسے کام کے نزدیک بھی نہیں پھٹکنا چاہیے جس کے باعث جہنم میں جانا پڑے۔ آجکل تصویریں اور فوٹو کھینچنے، چھاپنے اور رکھنے کی بیماری اس زوروں پر ہے کہ شائد ہی کبھی ایسا ہوا ہو، پھر اس بیماری کے ساتھ دینی آوارگی اور نفسانی روگ بھی شامل ہے۔ اخبارات ورسائل میں عورتوں کی تصاویر دوائی کی کتنی ہی شیشیوں اور استعمال کی کتنی ہی چیزوں پر عورتوں کی تصاویر، گھروں میں آرائش کے لیے تصویریں آویزاں اور اکثر عورتوں کی۔ غرضیکہ ایک بھوت ہے جو دماغوں پر سوار ہوا پڑا ہے۔ نہیں سوچتے کہ گھر کی اکثر چیزوں پر تصاویر، چارٹوں پر تصویریں، فریم کے اندر گھر کے افراد کے الگ الگ اور اجتماعی فوٹو بنا سنوار کر رکھے ہوئے ہیں۔ جس گھر میں ایک بھی تصویر ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے تو اس اتنے بڑے بت خانے میں کیوں آنے لگے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس ذہنی آوارگی کا احساس تک نہیں۔ اس محرومی کا ذرا بھی دکھ نہیں بلکہ مزید تصویریں جمع کرنے اور لٹکانے، دیکھنے کا شوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

بکریاں پالنے کی فضیلت

حضور علیہ السلام نے فرمایا: کفر کا سر مشرق میں ہے۔ فخر و غرور گھوڑوں اور اونٹوں والوں میں ہے جو چلاتے اور جنگلوں میں رہتے ہیں اور عاجزی و انکساری بکریوں والوں میں ہے۔ (۱۵)

٭ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا یَّتْبَعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ۔ عنقریب مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں وہ کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کے اندر لیے پھرے گا تاکہ

اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھے۔(۱۶) اس حدیث کا ایک معنی تو یہ ہے کہ فتنوں کے دور میں جو بندہ معمولی سا ذریعہ معاش اپنا کر لوگوں سے کنارہ کش ہو جائے گا وہ بڑی حد تک فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ آج کل حالات کچھ اس طرح کے ہیں کہ قدم قدم پر توبہ شکن اور تقویٰ کش آفتوں کا سامنا ہے۔ غریب کو زندگی گزارنے کے لیے کیسے کیسے دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ غرض کہ دولت سے محروم لوگوں پر اللہ کی وسیع زمین تنگ پڑی ہوئی ہے۔ ان حالات میں اگر کسی ایسے خوش نصیب کو کہیں گوشۂ عافیت میسر آ جائے تو زہے نصیب ورنہ وہ یہی کہتا ہوا اس دنیا کو خدا حافظ کہہ دے گا۔

ے خداوند تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

✳ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے جب رات کا کھانا رکھا جاتا۔ فَيَسْمَعُ قِرَائَةَ الْإِمَامِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامِهٖ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ مِنْهُ تو وہ امام کی قرات گھر میں سنتے رہتے اور تسلی سے کھانا کھاتے یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کر لیتے۔ (یعنی کھانے سے فارغ ہو جاتے)(۱۹)

گھروں اور ناموں میں بھی نحوست ہوتی ہے

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيْرٌ وَّالْمَالُ وَافِرٌ فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ. اس گھر میں جب ہم نے رہائش اختیار کی تو افراد اور مال زیادہ تھا' پھر افراد کم ہو گئے اور مال جاتا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دَعُوْهَا ذَمِيْمَةً اس کو برا جان کر چھوڑ دو۔(۲۳)

✳ جن بعض ناموں کو حضور علیہ السلام نے ناپسند فرمایا ان میں مُرّہ اور حرب بھی ہیں' ان کو آپ نے ان کے ناموں کی وجہ سے اونٹنی کا دودھ دُھنے سے بھی منع فرما

دیا اور جس کا نام یعیش تھا اس کو حکم دیا کہ تو دودھ دوہ۔(۲۴)

✳ معلوم ہوا! نام اچھا ہونا چاہیے زہے نصیب کہ جس کے نام میں محمد کا بابرکت لفظ آ جائے۔

ے تاریخ کے ماتھے پہ رقم ہے تری عظمت
تعظیم ترے نام کی ہوگی نہ کبھی کم
پاتا ہے دل زار تیری یاد سے تسکین
لیتا ہو ترا نام تو مٹ جاتے ہیں سب غم

نشاط روح کا سامان ترا نام — علاج تلخی دوراں ترا نام
کتاب حسن کا تو حرفِ آغاز — حدیث عشق کا عنوان ترا نام
دوائے درد مہجوراں تیرا ذکر — انیس جاں ہے مشتاقاں ترا نام

حریم دل میں ضو فگن ہے تیری یاد
سواد جاں میں مشک افشاں تیرا نام
رہا محفوظ وہ ہر ابتلاء سے
بنایا جس نے حرز جاں تیرا نام

سمجھیں ہم اسے کیوں نہ اسم اعظم — کرے سب مشکلیں آساں ترا نام
رکھیں ورد زباں اس کو نہ کیوں ہم — کہ ہے ہر درد کا درماں ترا نام
رہے گا تا ابد روشن جہاں میں — مثالِ نیر تاباں ترا نام

وہی ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص سے اس کا نام پوچھا تو اس نے جمرہ بتایا' فرمایا: تیرے باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: شہاب۔ فرمایا: کس قبیلے سے ہو؟ اس نے کہا: الحرقہ۔ پوچھا: تمہاری رہائش کہاں ہے؟ اس نے کہا: حرۃ النار میں۔ فرمایا: علاقہ کون سا ہے؟ اس نے کہا: ذات لظی۔ (جمرہ انگارہ شہاب شعلہ

حرقہ جلنا، حرۃ النار آگ کی وادی اور لظی آگ کی لپیٹ) فرمایا: اَدْرِكْ اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ فرمایا: جا کر اپنے گھر والوں کی خبر لے وہ جل چکے ہیں۔ راوی کہتے ہیں جیسے حضرت عمر نے فرمایا تھا اسی طرح ہی ہوا۔ (۲۵) ہم نے اپنی کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ اَنا میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہاں اس بابرکت نام کے بارے میں چند اشعار پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس نام سے بڑھ کر ناموں میں کوئی نام نہیں ہے اور اس نام والے سے بڑھ کر مخلوق میں کوئی مسمّٰی نہیں۔

رحمت کا ابر ذہن میں چھاتا چلا گیا
ہونٹوں پہ نام آپ کا آتا چلا گیا
کیسا سرور اسم محمد میں ہے نہاں
ہم کو مئے الست پلاتا چلا گیا
سجاد جب بھی اسم محمد رقم کیا
اک شمع نور دل مین جلاتا چلا گیا

عجب اک سرور سا چھا گیا مرے روح و دل میں سما گیا
تیرا نام ناز سے آ گیا میرے لب پہ جب بھی نماز میں

لوح دل پہ آپ کا لکھا ہے جب سے اسم پاک
روح میں بھی تازگی شاہ امم پاتا ہوں میں
میرے ہونٹوں پہ مہکتے ہیں درودوں کے گلاب
گوشۂ چشم تمنا کو جو نم پاتا ہوں میں

اترتی جا رہی ہے اک حلاوت سی رگ و پے میں
ضیاء کس کا مبارک نام لب پر بار بار آیا

مجھ سے ہو یہ کرم بیش بہا کیسے رقم
کہ لب خامہ پہ ہے نام رسول اکرم
رحمت عالمیاں جس کا وجود اقدس
غایت کن فیکوں اصل ظہور آدم

وہ ہیں محمد وہ ہیں حامد کس سے بیاں ہوں ان کے محامد
ان پر درود اور ان پہ تحیت صلی اللہ علیہ وسلم

مشرق سے شیطان کا سینگ نکلے گا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (مدینہ سے) مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہوئے دیکھا (بھی اور سنا بھی) اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ۔ بے شک فتنہ ادھر ہے بے شک فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگھ نکلے گا۔ (۲۹) اس حدیث کی تشریح میں علامہ شاہ جہانپوری لکھتے ہیں۔

''اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایسا فرمایا لیکن صحیح بخاری میں قرن الشیطین کے طلوع ہونے کا ذکر اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لیے ایک موقع پر دعائے برکت فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! نجد کے لیے بھی دعا فرمایئے۔ حضور علیہ السلام نے پھر شام و یمن کے لیے دعا کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی التماس منظور خاطر نہ ہوئی۔ وہ حضرات پھر عرض گزار ہوئے کہ نجد کے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے لیے دعا نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا: هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطن وہاں زلزلے آئیں گے، فتنے اٹھیں گے اور قرن الشیطین یعنی شیطان کی سنگت یا شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

Scanned with CamScanner

خاص نجد کے لیے دعا نہ کرنے کی وجہ

یوں تو دنیا کا کوئی خطہ اور کوئی ملک ایسا نہیں کہ جہاں سے فتنے نہ اٹھے ہوں لیکن نجد کے قرن الشیطان کا فتنہ اپنی ہمہ گیری اور مضرت کے لحاظ سے تمام فتنوں میں ممتاز ہے، جس نے عالم اسلام کے سکون و اطمینان کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے وہ ریکارڈ قائم کیے کہ چنگیز خان اور ہلاکو خان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ حرمین شریفین کی بھی دل کھول کر بے حرمتی کی اور مقامات مقدسہ کو اپنی خانہ ساز توحید کی آڑ میں مسمار کر کے اہل اسلام کے قلب و جگر کو چھلنی کر دیا۔ یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان کی منہ بولتی تصویر ثابت ہوئے۔ ملت اسلامیہ کے زوال میں ان کے وجود کو بڑا دخل ہے۔ ہر اسلامی ملک کے اندر توحید کی علمبرداری کے نام پر اس فتنے کی چنگاریاں مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں آگ لگا رہی ہیں۔ ان حضرات نے توحید کی علمبرداری اور اتباع سنت کے نام پر ملت اسلامیہ کے اندر اختلاف کی وہ آندھی چلائی ہے کہ جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ راسخ العقیدہ مسلمان ان حصرات کی فتنہ بازی اور فتنہ پروری سے مثل سیماب مضطرب ہیں کیونکہ ان مہربانوں کی نوازشوں سے صرف کمیونزم ہی کو فائدہ پہنچ رہا ہے جب کہ دینی یا دنیاوی لحاظ سے کسی خطے یا ملک میں اضطراب پیدا کرنا گویا کمیونزم کے لیے زمین ہموار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے بچا کر اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

اسلامی ممالک کے سربراہ اگر ملک و ملت کی خیر خواہی کے زاویہ نظر سے دیکھیں تو سب سے پہلے انہیں مذہبی اختلافات کو دور کروانا چاہیے۔ ایک اسلام کے اتنے اسلام بن جانے پر سب کو برابری کا حق دینا اور حق و باطل کی تمیز کو نظر انداز کر دینا مقدس اسلام سے مذاق اور اس کی بدخواہی تو ہو سکتا لیکن اسے وفاداری نہیں کہا جا سکتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکاروں اور منافقین مدینہ کے جانشینوں کو ایک ہی درجہ دیا

جائے بلکہ نئے نئے اسلام والوں کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کی جائے، یہ کسی کے لیے بھی مفید نہیں ہے۔

عراق میں کیا کیا مصیبتیں ہیں

امام مالک کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمر نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا: اے امیر المومنین ادھر نہ جائیں۔ فَاِنَّ بِهَا تِسْعَةَ اَعْشَارِ السِّحْرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ۔ (العضال بضم العین ھو المرض الذی یعجز الاطباء عن دوائہ۔ حاشیہ ۳، ص ۳۸۴) کیونکہ وہاں دس میں سے نو حصے جادو ہے، شرارتی جن بھی وہیں پر ہیں اور ایک لاعلاج بیماری بھی وہاں پر ہے۔ (۳۰)

✻ سانپ کو برچھی مارنے والا صحابی بھی فوت ہو گیا اور سانپ بھی مر گیا (طویل حدیث ۳۳) جب یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی الْمَدِیْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِنْهُمْ شَیْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ۔

بے شک مدینہ شریف میں جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم انہیں دیکھو تو تین دن کی مہلت دو پھر اگر وہ تمہیں نظر آئے تو اس کو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

شہر مدینہ کی اس شان پہ بھی خراج عقیدت پیش کرنا ضروری ہے کہ وہاں جنوں کو بھی ایمان کی دولت سے مالا مال کیا جا رہا ہے۔

اس کا رنگ عجب ہے جی ۔۔۔ شہر نبی کی شب ہے جی
قلب و جاں جو مہکتے ہیں ۔۔۔ اس کا تو کچھ سبب ہے جی
قرب نبی کی تاب نہیں ۔۔۔ دوری بھی تو غضب ہے جی

ان کی رحمت سے حاصل　　سب کچھ تھا اور سب ہے جی
ایک نہ اک دن پہنچے گا　　جس کے دل میں طلب ہے جی
نعت سے ہٹ کر کچھ لکھوں　　مجھ کو فرصت ہی کب ہے جی
جانتے ہیں سرکار میرے　　بات جو زیر لب ہے جی
آنکھ اٹھائے اٹھتی نہیں　　ان کے در کا ادب ہے جی
کوئی کچھ مسرور کہے　　نعت عطا رب ہے جی

سفر پہ جانے کی دو دعائیں

امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ خبر پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کے لیے سفر کا ارادہ فرماتے تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت یہ الفاظ بولتے: بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَمِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ. اللہ کے نام کے ساتھ یا اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور میرے گھر والوں کا محافظ ہے۔ اے اللہ! زمین کو ہمارے لیے لپیٹ دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان کر دے۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور برے لوٹنے اور مال و جان میں برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (۳۴)

✳ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت خولہ بنت حکیم سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو (دوران سفر) کسی منزل پہ اترے تو اس کو یہ کہنا چاہیے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعے اس کی ہر مخلوق کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ (۳۵)

✳ حضرت امام مالک فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک روز قریب کے دیہاتوں میں جاتے اور اگر کسی غلام سے اس کی طاقت سے بڑھ

کر کام لیا جاتا تو اس کی مدد کرتے یعنی اس سے کام کا بوجھ کم کروا دیتے۔ (۴۱)

✳ غلام جب اپنے آقا کا بھی خیر خواہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی احسن طریقے سے کرے تو اس کے لیے دگنا ثواب ہے۔ (۴۳)

کوئی رستہ مرا اندھیرا نہیں　　چل رہا ہوں میں جاں اجالے ہوئے
مجھ کو کافی ہے رہنمائی کو　　ہاتھ ان کے دیے سنبھالے ہوئے
وہ کہ شاہنشہ خواص و عوام　　وہ کہ خیر الانام فخر انام
کج کلاہی ہماری یوں ہی نہیں　　ہم ہیں ان کے غلام ابن غلام

(۵۶) كِتَابُ الْبَيْعَةِ (بیعت کا بیان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پہ صحابہ کبار علیہم الرضوان بیعت کیا کرتے تھے۔ یہی طریقہ مشائخ میں بھی جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا تا کہ جس کے ہاتھ پہ بیعت کی جاری ہے، وہ نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن کر بیعت ہونے والوں کی رہنمائی کرتا رہے۔ ضروری ہے کہ شیخ دین کا عالم بھی ہو اور اس پہ عامل بھی ہو نیز سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر بھی ہو۔ عورتیں بھی حضور علیہ السلام کی بیعت کرتی تھیں لیکن ان کی بیعت مصافحہ سے نہیں ہوتی تھی کیونکہ حضور علیہ السلام نے ساری زندگی کسی غیر محرمہ عورت کو نہیں چھوا (بخاری شریف عن عائشہ رضی اللہ عنہا) آج جو عورتیں اپنے پیر سے پردہ نہیں کرتیں اور ان کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں ان کی کوئی بیعت نہیں ہے اور ایسے پیر درحقیقت کاروباری اور دین کے ڈاکو ہیں۔ یاد رہے! قرون اولیٰ میں امیر یا سلطان کے ہاتھ پہ بیعت کی جاتی تھی جب کہ آج کل ووٹ ڈالے جاتے ہیں جن کے ذریعے بالآخر سربراہ مملکت کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل تین احادیث ملاحظہ ہوں۔

✳ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ. ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سننے اور ماننے پر بیعت کرتے تھے‘ حضور علیہ السلام ہمیں فرماتے جو تمہاری طاقت میں ہے۔(۱)

اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہیں

حضرت امیمہ بن رقیقہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں چند عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معبود نہ بنائیں‘ چوری وزنا نہ کریں‘ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں‘ کسی پر بہتان نہ لگائیں اور اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ جس کام کی تمہیں استطاعت ہو۔ انہوں نے عرض کیا: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا. اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ (کیسا ایمان افروز عقیدہ ہے صحابیات کا اور حضور علیہ السلام نے اس عقیدے کو درست قرار دیتے ہوئے تقریری حدیث کا درجہ دیا نہ تو یہ فرمایا کہ اللہ زیادہ مہربان ہے پھر میں اور نہ ہی یہ فرمایا کہ جب اللہ کی مہربانی کا ذکر ہو گیا تو مجھے اس لفظ سے یاد کرنے کی کیا ضرورت؟) یارسول اللہ! ہمیں بیعت فرمائیں۔ فرمایا: اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ. میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ میری سو عورتوں سے بھی وہی بات ہے جو ایک عورت کے لیے ہے۔ (بس یہی تمہاری بیعت ہو گئی) (۳)

فضا صل علیٰ سے گونج گونج اٹھی
میرے ہونٹوں پہ جب بھی سرور دوراں کا نام آیا

✻ حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کے لیے ان کی بیعت کرتے ہوئے بسم اللہ شریف کے بعد یہ لکھا: اَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ

اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ. حمد و ثنا کے بعد اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک بن مروان! آپ پر سلام ہو‘ میں اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے‘ میں آپ کی تابعداری کا اقرار کرتا ہوں‘ اللہ رسول کے طریقے پر جتنی میرے اندر طاقت ہے۔(۳)

(۵۷) کِتَابُ الْکَلَام (گفتگو کرنے کا بیان)

زبان سے غلط کلام کرنا اکثر مصیبتوں کا باعث ہو جاتا ہے‘ لہٰذا حتی الوسع زبان کو غلط استعمال نہ کرنا چاہیے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں: اسی فیصد گناہوں کا تعلق زبان سے ہے باقی بیس فیصد کا تعلق تمام اعضاء سے ہے۔

زباں اپنی حد میں ہے بے شک زباں
بڑھے اک نقطہ تو یہ ہے زیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو مجھے زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے‘ میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں (بخاری) لہٰذا بولنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیے کہ کیا کہنا چاہتے ہو یعنی پہلے تولو پھر بولو۔ حتی الامکان کم بولنے میں ہی عافیت ہے اور اہل اللہ نے کم گوئی کو دانائی کی علامت قرار دیا ہے اور زیادہ بولنے کو معیوب قرار دیا ہے۔ ایک شاعر نے کم گوئی کی اس طرح نصیحت کی ہے۔

کہے ایک جب انسان سن لے دو
زباں حق نے ایک دی ہے اور کان دو

اگر انسان کے منہ سے اچھے الفاظ نکلیں تو بعض اوقات کسی کی دنیا سنور جاتی ہے اور بعض دفعہ بندے کے منہ سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے کسی کی زندگی برباد ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے‘ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اچھے بول بولے اور اپنی زبان سے دوسروں کو آرام و سکون پہنچانے کی کوشش کرے۔ مسلمان کی تعریف ہی

Scanned with CamScanner

حدیث میں یہ کی گئی ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس بارے میں کتاب الکلام کی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

✻ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مَنْ قَالَ لِاَخِیْهِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کہا: اے کافر! تو اس (ایک لفظ کی وجہ) سے ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ (۱) یعنی جس کو کافر کہا ہے اگر وہ کافر نہیں ہے تو کہنے والا خود کافر ہو گیا۔

✻ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ یَا خَیْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ

تم میں سے کوئی زمانے کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کو پھیرنے والا) ہے۔ (۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خنزیر کو سلامتی کی دعا

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کو راستے میں ایک خنزیر ملا تو آپ نے اس کو فرمایا: اِنْفَذْ بِسَلَامٍ۔ (ای انفصل وامض سالما کذا فی النهایه۔ حدیث ۶، ص ۳۸۶) سلامتی کے ساتھ جا۔ آپ سے عرض کیا گیا: تَقُوْلُ هٰذَا لِخِنْزِیْرٍ۔ آپ خنزیر (نجس العین) کو ایسا فرما رہے ہیں: فَقَالَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اُعَوِّدَ لِسَانِیْ الْمَنْطِقَ بِالسُّوْءِ۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں میری زبان کو برا بولنے کی عادت نہ پڑ جائے۔ (۴)

✻ کبھی معمولی (بری) بات بندے کو دوزخ میں لے جاتی ہے اور کبھی معمولی (اچھی) بات بندے کو جنت میں لے جاتی ہے۔ (۶)

✻ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرق کی طرف سے

دو آدمی آئے اور انہوں نے خطبہ دیا تو لوگ ان کا بیان سن کر بہت خوش ہوئے۔ تب حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا اَوْقَال اِنَّ بَعْضَ الْبَیَانِ لَسِحْرٌ۔ بعض بیانوں میں جادو (جیسا اثر) ہوتا ہے یا فرمایا: بعض بیانات جادو (اثر) ہوتے ہیں۔ (۷) اندازہ لگائیں کہ جب مشرق سے آنے والے دو خطیبوں کے کلام میں اتنا اثر تھا تو مشرق و مغرب کے رسول، افصح العرب کے بیان میں کس قدر اثر ہوگا جن کا نام لینے سے مردہ جسم میں جان آ جاتی ہے اور جن سے محبت کرنے والوں میں احد پہاڑ بھی شامل ہے اور جن کے ہجر و فرق میں لکڑیاں بھی رو رہی ہیں، جن کی عظمت کے ڈنکے صرف زمین پر ہی نہیں بلکہ آسمان پر بلکہ مکاں و لامکاں پہ بج رہے ہیں۔ گویا کہ عظمت و شان کے لحاظ سے اور مرتبہ و مقام کے اعتبار سے

محمد ہیں زمین و آسماں میں — محمد ہیں مکان و لامکاں میں
محمد باعث ایجاد عالم — محمد ہیں خدا کے ہر نشاں میں
محمد گر نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا — محمد ہیں نہاں ہر اک عیاں میں
محمد اول و آخر ہیں بے شک — نبوت کے مقدس کارواں میں
محمد فکر عالم سے وراہیں — محمد اہل ایماں کی ہیں جاں میں
ہے میٹھا شہد سے بھی نام ان کا — بہاریں وہ ہی لاتے ہیں خزاں میں
نہیں امکاں نظیر مصطفیٰ کا — نہ آتے ہیں وہ اظہار و بیاں میں
خرد بھی کہہ اٹھی نقوی کہ واللہ — محمد آ نہیں سکتے گماں میں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

تصوف کی جان، عیسیٰ علیہ السلام کا کلام

امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوْا قُلُوْبُکُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر

Scanned with CamScanner

کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِیَ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلٰـکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ' پس بے شک سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے لیکن تم جانتے نہیں ہو۔ وَلَا تَنْظُرُوْا فِیْ ذُنُوْبِ النَّاسِ کَاَنَّکُمْ اَرْبَابٌ۔ اور لوگوں کے گناہوں کی طرف مت دیکھا کرو گویا کہ تم رب ہو (بلکہ خود کو بندہ سمجھتے ہوئے اپنے گناہوں کو دیکھا کرو)۔ فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًی وَّمُعَافًی فَارْحَمُوْا اَهْلَ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللّٰهَ عَلَی الْعَافِیَةِ۔ بعض لوگ بیمار اور بعض تندرست ہوتے ہیں' بیماروں پہ رحم کرو اور تندرستی پہ اللہ کا شکر ادا کرو۔ (۸) عیسیٰ علیہ السلام کے اس حسین وجمیل کلام پہ جو کچھ مترجم مؤطا نے لکھا وہ قابل داد و دید بھی ہے اور قابل تحسین و تقلید بھی۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نصاب تصوف وطریقت

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ ارشادات گویا تصوف کا نصاب اور طریقت کی مکمل کتاب ہیں جن کے اندر دارین کی بھلائی اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ بظاہر یہ تین باتیں ہیں لیکن حقیقت میں کامیابی کے تین اصول ہیں۔

۱- بسیار گوئی سے اجتناب کیا جائے اور اپنا زیادہ وقت ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیے۔ خدا کے ذکر میں دلوں کا چین ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (۲۸:۱۳) جب ذکر الٰہی سے دلوں کو نور اور سرور ملتا ہے تو اس دولت سے کیوں محروم رہا جائے جب کہ بسیار گوئی اور زیادہ باتیں بنانے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور جن کے دل سخت ہوں وہ خدا کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں' لہٰذا کیوں نہ زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کیا جائے اور جب ابنائے زمانہ سے مخاطب ہونا ضروری نظر آئے تو۔

؎ جو بات کسی سے کہو اچھی ہو بھلی ہو
کڑوی نہ ہو' کھٹی نہ ہو' مصری کی ڈلی ہو

۲- دوسرا اصول یہ بیان فرمایا: دوسروں کے عیب تلاش کرتے نہ پھرو کیونکہ تم رب نہیں ہو اور نہ رب کی طرف سے تم ان پر حاکم اور محاسب مقرر ہو بلکہ تم بندے ہو اور بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نظر رکھے اور ہر وقت اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ مجھ سے کسی ایسے فعل کا صدور تو نہیں ہوا جس پر میرا خالق و مالک ناراض ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات نظر آئے تو فوراً توبہ کرے اور ہمہ وقت اپنے احوال کی اصلاح میں کوشاں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور مقولہ ہے: حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔ اپنا حساب کرتے رہا کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے: ولتنظر نفس ماقدمت لغد (۱۸:۵۹) اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا' پس اپنی ہی خیر خواہی میں:

کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں
باغ رضواں سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

۳- لوگوں میں جہاں اکثر تندرست ہیں وہاں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں' جہاں صاحب استطاعت ہیں' وہاں نادار بھی ہیں۔ دریں حالات ہر آدمی کو چاہیے کہ (اوّلاً) اپنے تندرست اور صاحب استطاعت ہونے پر خدا کا شکر ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے بلکہ سب سے پہلے خدا کے احکام کی پابندی کرے اور اس کی نافرمانی سے باز آجائے کیونکہ اصل شکر ادا کرنا یہی ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو ذرا بھی شکر ادا نہ کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے:

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (۱۴:۷)
اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

ثانیاً: جب کسی بیمار یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو کہے: الحمدللہ الذی عافانی مما ابتلاك به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ایسا کہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری اور مصیبت سے دور رکھے گا۔

ثالثاً: بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنے میں کوشاں رہے اور بے بسی میں حتی الامکان ان کا سہارا بنے کیونکہ لایرحم اللہ من لایرحم الناس جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا' لہٰذا جو چاہتا ہے کہ قبر اور حشر کی بے کسی اور بے بسی میں اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے میرا بیڑہ پار کرے تو اسے چاہیے کہ آج اس کے بے کس اور بے کس بندوں کی مدد کرتا رہے اور ان ڈوبتے ہوئے لوگوں کے بیڑے پار لگانے میں کوشاں رہے۔

ے جس کو غمِ جہاں میں بھی یاد رہے غمِ بیکساں
میری طرف سے ہم نشیں جا کر اسے سلام دے

فرشتوں کو آرام کیوں نہیں کرنے دیتے؟

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بعض گھر والوں کو نماز عشاء کے بعد یہ پیغام بھیجا کرتیں: آلَا تُرِیْحُوْنَ الْکُتَّابَ۔ لکھنے والے (فرشتوں) کو تم آرام کیوں نہیں کرنے دیتے (یعنی جلدی سو جایا کرو' قصے کہانیاں سنانے سے گریز کیا کرو وفیہ انہ یکرہ الحدیث بعد العشاء۔ حاشیہ نبراس ص ۳۸۷)(۹)

✻ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں سے بچالیا وہ جنت میں چلا گیا۔

(۱) زبان (۲) شرمگاہ (کے شر) سے (مختصر-۱۱)

✻ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا: مَہْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ۔ رک جایئے اللہ آپ کو معاف فرمائے تو صدیق اکبر نے کہا: اِنَّ ھٰذَا اَوْرَدَنِی الْمَوَارِدَ۔ اسی نے تو مجھے ہلاکتوں میں پہنچایا ہے۔ (۱۲)

✻ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: تمہارے لیے سچ بولنا ضروری ہے کیونکہ سچ بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور برے کام دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کہا جاتا ہے: صَدَقَ وَ بَرَّ وَ کَذَبَ وَ فَجَرَ۔ سچ بولنے والا نیک ہوا اور جھوٹ بولنے والا بدکار رہا۔ (۱۶)

حضرت لقمان کو یہ مرتبہ اور مقام کیسے حاصل ہوا؟

امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت لقمان سے کہا گیا: مَابَلَغَ بِكَ مَانَریٰ۔ آپ کو اتنا اونچا مقام کس طرح حاصل ہوا؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: صِدْقُ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَالَایَعْنِیْ۔ سچی بات کرنے سے' امانت ادا کرنے سے اور فضول باتوں کو چھوڑنے سے۔ (۱۷)

✻ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پہ ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پھیل کر پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ فَیُکْتَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (۱۸)

✻ مومن بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ فرمان رسالت (۱۹)

جھوٹ ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جو نقصان کے اعتبار سے بزدلی اور کنجوسی سے بھی آگے ہے۔ اس لیے یہ عیب ایک مسلمان کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جھوٹ کافروں کا شیوہ اور منافقوں کا طرۂ امتیاز ہے اس لیے قرآن مجید میں جھوٹوں پہ لعنت فرمائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی والے تین تین کام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Scanned with CamScanner

فرمایا: اللہ تعالیٰ تین کاموں سے خوش ہوتا ہے اور تین کاموں سے ناراض ہوتا ہے۔

جن تین کاموں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

۱-اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

۲-وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو۔

۳-وَاَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَّلَاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ۔ تمہارے جن کاموں کو اللہ تعالیٰ نے جس کے سپرد کیا ہے اس کے خیرخواہ رہو (جعله الله ولی امركم وهو الامام و نوائبه واراد بمنا صحتهم ترك مخالفتهم الدعاء عليهم والدعاء لهم و نحوها۔ حاشیہ۴، ص۳۸۸)

اور جن تین کاموں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- يَسْخَطُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ۔ بیکار گفتگو کرنا۔ (الاكثار من الكلام بين الناس قال فلان كذا وقيل والخوض فيما لايعني كذا حكى عن مالك فلان كذا، وقيل هو حكاية شئ لايعلم صحته وهما فعلان ذكرا على الحكاية وقيل هما مصدران بمعنى القول (حاشیہ۵، ص۳۸۸)

۲-وَاِضَاعَةَ الْمَالِ۔ اور مال کو ضائع کرنا (قيل المراد عدم حفظه و قيل الانفاق فى المعاصى ومنه الاسراف فى المطاعم والملابس۔ حاشیہ ۶، ص۳۸۸)

۳- وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ۔ اور (بلاضرورت) مانگتے رہنا۔(۲۰)

✳ جب گناہوں کی کثرت ہو جائے گی اور لوگ برے کام برسرعام کرنے لگیں گے تو گناہ گاروں کی وجہ سے نیکوکار بھی عذاب کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔
(۲۲-۲۳)

(۵۸) كِتَابُ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نَارُ بَنِيْ اٰدَمَ الَّتِيْ يُوْقِدُوْنَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ۔ لوگوں کی آگ جس کو وہ جلاتے ہیں دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً۔ حضور اس (دنیا کی) آگ کی تپش بھی تو کافی ہے (ای نار الدنيا كانت مجزية للتعذيب۔ حاشیہ۵، ص۳۸۹) فرمایا: اِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا۔ وہ (دوزخ کی) آگ اس (دنیا کی) آگ سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔ (۱)

✳ حضرت ابوسہیل اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَتَرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهٖ؟ لَهِيَ اَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ۔ کیا تم (دوزخ کی) آگ کو اپنی آگ کی طرح سرخ سمجھتے ہو؟ وہ تو قار سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔ (۲)

قال مالك القار الزفت (بكسر الزاء معروف يطلى بها السفن كيلا يسرى الماء اليها۔ حاشیہ۶، ص۳۸۹) امام مالک فرماتے ہیں قار تارکول کو کہتے ہیں (جس کے ذریعے کشتیوں پر لیپ کیا جاتا ہے تاکہ پانی کشتی میں نہ جائے) آج کل اس سے سڑکیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ اللهم اجرنا من النار۔

(۵۹) كِتَابُ الصَّدَقَةِ (صدقہ کا بیان)

✳ حلال روزی سے کیا ہوا صدقہ ہی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (صدقہ کو اپنی شان کے مطابق) اپنے دست قدرت پہ رکھ کر اس طرح پالتا (بڑھاتا) ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کے

Scanned with CamScanner

بچے کو پالتا ہے۔ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ. یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔(۱)

حضرت ابوطلحہ نے راہ خدا میں اپنا پورا باغ وقف کر دیا

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ان کے سوتیلے باپ) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ باغات والے تھے اور ان کو اپنے تمام باغات میں سے بیرحاء سب سے زیادہ پسند تھا جو کہ مسجد نبوی شریف کے بالکل سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے اور اس کا شیریں پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی ''تم بھلائی کو نہیں پا سکتے جب تک اپنی پیاری چیز راہ خدا میں خرچ نہ کرو'' تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم اس وقت تک بھلائی کو نہیں پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے باغات میں بیرحاء سب سے پیارا ہے' لٰہذا یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں اس کے ذریعے بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرے کی امید رکھتا ہوں' پس یارسول اللہ! اسے خرچ فرمایئے جیسے حضور کی مرضی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاباش! یہ سودا تو بڑا نفع بخش ہے' یہ مال تو بہت مفید رہا۔ میں نے تمہاری بات سن لی تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت ابوطلحہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! بسروچشم' پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔(۲)

آج جو کرنا ہے کرلو ورنہ کل روز قیام......

انصار میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ ایک متمول شخص تھے اور بیرحاء ان کا سب سے قیمتی اور نفع بخش باغ تھا جو انہیں بہت ہی عزیز تھا' جب قرآن کریم کی آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (۹۲:۳۵) نازل ہوئی کہ تم اس وقت

تک بھلائی کو نہ پا سکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں سے خرچ نہ کرو گے۔ حضرت ابوطلحہ کے دل پر اس آیت کریمہ نے اتنا اثر کیا کہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنا بیرحاء باغ راہ خدا میں دے دیا تاکہ بھلائی کے مستحق ہو جائیں۔ جنہیں خیر و برکت اور اپنی بہتری منظور تھی وہ اس کو حاصل کرنے کی خاطر دنیا کی اپنی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور آج جب کہ ہم اپنی اصلی اور دائمی زندگی کی بہتری کو فراموش کر بیٹھے تو اپنے چند روزہ آرام و راحت کی خاطر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے گلے پر چھری پھیرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ وہ آخرت پر ایمان رکھنے کا تقاضا تھا اور یہ آخرت کو بھلانے کا نتیجہ ہے۔ چند روزہ زندگی کے آرام و راحت کی خاطر جو ہم نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کھسوٹ کر اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے اور دولت جمع کر لینے کو اپنی کامیابی سمجھا ہوا ہے' حقیقت میں یہ ہماری زبردست بھول ہے کیونکہ اس طرح جو ہم کما کھا رہے ہیں وہ تو شوگر کوٹڈ زہر ہے آج ہمارے سامنے اس کی ظاہری مٹھاس ہے اور کل جب زہر اپنا اثر دکھائے گا تو کف افسوس ملنا پڑے گا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں اپنی ابدی و دائمی زندگی کو برباد کیا اور چند روزہ آرام کے بدلے ہمیشہ کا عذاب خریدا۔ اس وقت کف افسوس ملنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ موقع تو آج ہے کہ اپنی روش پر نظرثانی کی جائے' اپنے زاویہ نظر کو درست کیا جائے اور دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اپنی عاقبت کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔

؎ آج جو کرنا ہے کر لو ورنہ کل روز قیام
سامنے حق کے تمہیں ہوگی خجالت لاکلام

(حاشیہ مؤطا مترجم)

✻ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَعْطُوا السَّائِلَ وَاِنْ جَآءَ عَلٰی فَرَسٍ. سائل کو دے دیا کرو اگرچہ

وہ گھوڑے پہ سوار ہو کر آئے۔(۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور آپ روزہ سے تھیں جب کہ گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیز سے فرمایا: اَعْطِیْهِ اِیَّاهُ. یہ روٹی اس کو دے دو۔ لونڈی نے عرض کیا: لَیْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِیْنَ آپ کی افطاری کے لیے اس روٹی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: تم یہ روٹی اس کو دے دو۔ لونڈی نے حکم کی تعمیل کی؛ جب شام ہوئی تو ایک گھر سے بکری کا پکا ہوا گوشت ہدیہ آ گیا۔ حضرت عائشہ نے لونڈی کو بلا کر فرمایا: كُلِیْ مِنْ هٰذَا، هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ قُرْصِكِ. اس میں سے کھا لے یہ تیری روٹی سے بہت اچھا ہے۔(۵)

٭ امام مالک فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ سے صدقہ کا کھانا مانگا جب کہ آپ کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے' آپ نے ایک شخص سے فرمایا: خُذْ حَبَّةً فَاَعْطِهِ اِیَّاهُ. ایک دانہ پکڑو اور اس کو دے دو۔ وہ تعجب سے آپ کی طرف دیکھنے لگا تو آپ نے فرمایا: اَتَعْجَبُ كَمْ تَرٰی فِیْ هٰذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ. تم تعجب کرتے ہو حالانکہ اس ایک دانے میں کتنے ہی مثقال ذرّے ہوں گے۔(۶) آپ کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پہ تشریف فرما ہو کر صدقہ اور سوال سے بچنے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَالْیَدُ الْعُلْیَا هِیَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰی هِیَ السَّآئِلَةُ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ

کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔(۸)

مترجم مؤطا علامہ شاہ جہانپوری اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

اوپر والا سخی کا اور نیچے والا بھکاری کا ہاتھ ہے۔ حالات اور کردار کا انقلاب دیکھیے کہ آج لکھ پتی اور کروڑ پتی حضرات بھی بھکاریوں میں شامل ہیں۔ اختیارات کے بل بوتے پر دوسروں کی مجبوری کا مذاق اڑاتے ہوئے چند سکوں کی خاطر اپنے غریب بھائیوں کے آگے ہاتھ پھیلانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ رشوت کی وہ گرم بازاری ہے کہ صاحب استطاعت اور با اختیار حضرات کی اکثریت بھکاری ہے۔ عوام تو رہے ایک جانب خود حکمرانوں کو یہی بیماری ہے۔ کھلے کافروں' اسلام و مسلمین کے بدخواہوں اور اللہ و رسول کے دشمنوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے' ان سے قرضے مانگنے اور انہیں اپنا حاجت روا و مشکل کشا بنانے میں قطعاً کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی۔ ملی غیرت کا یوں جنازہ نکال دینا تاریخ اسلام کا بہت بڑا المیہ ہے جس پر ہمارے سربراہوں اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ خدا نے تو مسلمانوں کو بھکاری کے ہاتھ نہیں دئے بلکہ ہمیں اس حرکت بد سے منع فرمایا ہے' پھر ہم نے بھکاری بننا کیوں پسند کیا؟ بھکاری بھی بنے تو دشمنان خدا کے در پر۔ یہ مجبوری کیوں لاحق ہوئی اس کا کھوج لگانا ہوگا اور مسلمانوں کو اس قعر مذلت سے نکالنے کے لیے مل بیٹھ کر سوچنا اور کام کرنا ہوگا کیونکہ:

؎ بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

لمحۂ فکریہ

میرے ایک بزرگ دوست جو کہ چالیس سال کا عرصہ حکومت میں رہے اور حکمرانوں اور ان کے کاموں سے بخوبی آگاہ ہیں بتا رہے تھے کہ یہ بات ریکارڈ پہ موجود ہے کہ صدر پاکستان کو ہر سال بیت المال (عشر و زکوٰۃ کے مال) سے سالانہ دو

کروڑ، وزیراعظم کو ڈیڑھ کروڑ اور ہر ایم این اے کو سینتالیس لاکھ روپیہ صرف علاج کے لیے ملتا ہے اس کے علاوہ جو یاجوج ماجوج کی فوج ظفر موج حکومت میں شامل ہے ان کو کتنا کتنا ملتا ہوگا اور یہ تو قانونی طور پر ملتا ہے غیر قانونی کا حساب وہی لگا سکتا ہے جس کی شان یہ ہے واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اور وہی ان سے پائی پائی کا حساب لے گا۔ یہی دوست بتا رہے تھے کہ میں ایک بار پنجاب کارڈیالوجی میں دل کی تکلیف کے سلسلہ میں گیا تو وہاں میرے ایک واقف کار ڈاکٹر نے ہزاروں روپے کی دوائی مجھے دے دی، میرے پوچھنے پر کہا: یہ زکوٰۃ فنڈ سے دے رہا ہوں اور چاہیے تو اور لے لیں، میں نے دوائی اس کے منہ پہ ماری اور کہا: میں تو خود ہر سال پابندی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں بھلا اس دوائی سے مجھے شفا کیا ملے گی؟ اس نے کہا: آپ بادشاہ آدمی ہیں یہاں لوگ پجارو اور لینڈ کروزر پہ آتے ہیں اور انہوں نے زکوٰۃ فنڈ سے کارڈ بنوا رکھے ہیں اور شاپر بھر بھر کر دوائی لے جاتے ہیں۔ پھر بھی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ''شفا من جانب اللہ۔ واللہ اعلم

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

جو بغیر مانگے ملے، اسے لے لو

امام مالک نے زید بن اسلم سے اور انہوں نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کی:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ رَدَدْتَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْرًا لِأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ

فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللّٰهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا أَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَأْتِيْنِيْ شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ (۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے لیے عطیہ بھیجا تو حضرت عمر نے اسے واپس کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے واپس کیوں کیا؟ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ دوسرے سے کچھ نہ لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بات کا تعلق مانگنے سے ہے اور جو بغیر مانگے ملے تو وہ ایسی روزی ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور جو بغیر مانگے ملے اسے لے لوں گا۔

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

کسی سے دس بیس روپے یا کم وبیش مانگے اُس نے دیئے اور اِس نے لیے۔ دوسری صورت یہ کہ بغیر مانگے کسی نے دیئے اور اس نے لے لیے۔ ان دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے کہ پہلی صورت میں لینے والے نے سوال کیا اور دوسری صورت میں سوال نہیں کیا تھا۔ پہلی صورت میں مال لینے کی ممانعت ہے اور دوسری صورت میں اجازت۔ پہلی صورت میں لیا ہوا مال بھیک ہے اور دوسری صورت میں ملنے والا نذرانہ ہے مال وہی ہے لیکن سوال کرنے کے باعث اس کا حکم بدل گیا۔

دینی کاموں پر خدمت وصول کرنے کو متقدمین نے ناجائز قرار دیا تھا لیکن جب خدمت دین کے جذبات میں پہلے جیسی حرارت نہ رہی تو متاخرین نے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ مساجد میں مؤذن، خادم، امام، خطیب اور مدرس وغیرہ رکھے جاتے ہیں، لوگ چندہ جمع کر کے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں خدمت اور تنخواہ کا فرق ملحوظ رکھنا

Scanned with CamScanner

ضروری ہے۔ خدمت وہ ہوتی ہے جس میں مخدوم کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ خدمت کرنے والے اپنی مرضی سے جو چاہیں پیش کر دیتے ہیں۔ جس خدمت میں لینے والے کی تجویز اور مرضی بھی شامل ہو یا مخدوم کی جانب سے جس کا مطالبہ ہوا سے خدمت کہنا خوش فہمی ہے۔ وہ خدمت نہیں بلکہ تنخواہ اور معاوضہ ہے اور لینے والے کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی خدمت کی جا رہی ہے یا وہ تنخواہ وصول کر رہا ہے کیونکہ ایسے کاموں پر خدمت کا درجہ کچھ اور ہے اور تنخواہ کا معاملہ کچھ اور:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(حاشیہ موطا مترجم)

* حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی رسی سے باندھ کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسے آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور اس سے سوال کرے پھر چاہے وہ دے یا نہ دے۔ (۱۰) محنت مزدوری کر کے کھانا اور اپنے اہل و عیال کو پالنا ہے بے عزتی نہیں لیکن گداگری اور سراسر رسوائی ہے۔

لپٹ کر مانگنے والا کون ہے؟

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی اسد قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا: میں اور میری بیوی بقیع غرقد (جنت البقیع) میں اترے۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر کچھ کھانے کے لیے مانگ لائیں اور اپنی حاجت بیان کریں۔ چنانچہ میں نے حاضر خدمت ہو کر دیکھا کہ ایک شخص آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کر رہا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما رہے ہیں: لَا اَجِدُ مَا اُعْطِیْكَ. میں تجھے دینے کے لیے اپنے پاس کچھ نہیں پاتا۔ وہ شخص ناراض ہو کر واپس چلا گیا اور کہتا جا رہا تھا: لَعَمْرِیْ اِنَّكَ لَتُعْطِیْ مَنْ شِئْتَ. مجھے میری عمر کی قسم

ہے آپ اپنی مرضی سے جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں، پس حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ لَیَغْضِبُ عَلَیَّ اَنْ لَّا اَجِدَ مَا اُعْطِیْهِ. مجھ پر ناراض ہو رہا ہے کیونکہ اس کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا: جو تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر مالیت کی کوئی چیز ہو تو اس نے لپٹ کر مانگا (قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ لایسئلون الناس الحافا. وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے) اسد کہتے ہیں اوقیہ ایک اونٹ سے بہتر ہے جب کہ امام مالک نے فرمایا: وَالْاَوْقِیَّةُ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا. اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اسدی کا بیان ہے کہ میں واپس لوٹا اور سوال نہ کیا پھر حضور علیہ السلام کی خدمت میں جو اور کشمش آئے تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اللہ نے ہمیں غنی کر دیا۔ (۱۱)

خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے

علاء بن عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا گیا: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَّمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. صدقہ و خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کر دیتا ہے۔ (مانقصت شیئا من مال بل یزید فی الدنیا بالبرکة. حاشیہ ۵، ص۳۹۱) امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: لَا اَدْرِیْ یُرْفَعُ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْ لَا. مجھے نہیں معلوم کہ یہ حدیث حضور علیہ السلام تک مرفوع ہے یا نہیں۔

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ. محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے کیونکہ یہ لوگوں کا میل ہوتا ہے۔ (۱۳)

بلاضرورت سوال کرنے کی مذمت

زید بن اسلم نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہا: اُدْلُلْنِیْ عَلٰی بَعِیْرٍ

مِنَ الْمَطَايَا اَسْتَحْمِلُ عَلَيْهِ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. مجھے سواری کے ایک اونٹ کے بارے بتایئے جو میں امیر المومنین سے سواری کے لیے مانگوں۔ انہوں نے کہا: نَعَمْ جَمَلًا مِّنَ الصَّدَقَةِ. اچھا صدقے کا اونٹ' پھر فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ایک موٹا آدمی گرمی کے دنوں میں اپنے تہ بند کے نیچے کی جگہ (شرمگاہ) دھوکر تمہیں دے تو کیا تم وہ پانی پی لو گے؟ پس سائل نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَتَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ هٰذَا. اللہ تجھے معاف کرے تو مجھ سے کتنی نامناسب بات کر رہا ہے۔ اس پر حضرت زید نے فرمایا: اِنَّمَا الصَّدَقَةُ اَوْسَاخُ النَّاسِ يَغْسِلُوْنَهَا عَنْهُمْ. صدقہ لوگوں کا میل ہوتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو دھوتے ہیں۔

(۶۰) کِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

علم و حکمت کے نور سے دل زندہ ہوتے ہیں

امام مالک علیہ الرحمۃ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءَ وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْقُلُوْبَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي اللّٰهُ الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ السَّمَآءِ.

(ای مطر عظیم القطر)

اے میرے بیٹے! علماء کی صحبت میں بیٹھا کر اور ان کے ساتھ اپنے گھٹنے ملا دے کیونکہ حکمت کے نور سے اللہ تعالیٰ دلوں کو زندہ فرما دیتا ہے جس طرح کہ مردہ زمین کو آسمان کی بارش سے زندہ کرتا ہے۔ (۱) اس حدیث کے تحت علماء حق اور علمائے سو کی پہچان اور ان سے کردار کا ذکر مترجم مؤطا نے بڑی تفصیل سے کیا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی نوراللہ مرقدہ کے مکتوبات شریف کے حوالوں سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے یہاں پہ ان کا مکمل بیان بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ چنانچہ

آپ لکھتے ہیں:

علمائے حق اور علماء سُوء

علمائے دین کی صحبت اختیار کرنا اور ان کے ارشادات سننا ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ پروردگار عالم نے اپنے کلام معجز نظام میں علمائے کرام کے بارے میں یوں شہادت دی ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمآء (۲۸:۳۵)

اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے دل زندہ اور نور حکمت سے معمور ہو جاتے ہیں۔ دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شعور آتا ہے۔ ایمان تازہ ہوتا اور دماغ جلا پاتا ہے۔ اسی لیے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو علماء کی صحبت اختیار کرنے اور ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی وصیت فرمائی۔ یاد رہے! دین فہمی کے لحاظ سے تمام علمائے دین بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن اپنے اپنے اعمال اور زاویہ نظر کے باعث ان حضرات کی دو مشہور قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہیں علمائے حق کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو حقیقت میں علمائے سوء ہوتے ہیں۔

علماء حق وہ حضرات ہیں جن کی ساری بھاگ دوڑ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اپنی اور دوسرے انسانوں کی عاقبت سنواری جائے وہ اسی مقصد کے لیے وقف ہو کر رہ جاتے ہیں حالات خواہ گرم ہوں یا نرم' نسیم سحر کے جھونکے مشام جاں کو معطر کر رہے ہوں یا باد سموم کے جھکڑ چلیں' راستے میں فرشی سلام کرنے والوں کا ہجوم ہو یا قلعۂ گوالیار کی قید و بند' غرضیکہ حالات مساعد ہوں یا نامساعد انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ عقیدت مندوں کا جمگھٹا یا مخالف کی تندی انہیں اپنے فرض سے غافل نہیں کرتی نہ وہ اس پر نازاں نہ اس سے ترساں بلکہ حصول مقصد کی جانب ہر وقت رواں دواں رہتے ہیں' یہاں تک کہ اپنا فرض پورا کر کے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

دوسرے حضرات یعنی علمائے سوء وہ ہیں جو علم میں بظاہر علمائے حق سے کم نہیں ہوتے لیکن ان ''مہربانوں'' کا مقصد دولت کمانا اور دنیاوی زندگی سجانا ہوتا ہے۔ کبھی سرکار و دربار تک رسائی کے لیے کوشاں ہیں تو کبھی امیروں وزیروں سے شناسائی کے خواہاں۔ کوئی ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرار بنا رہا ہے اور کوئی اپنے تازہ فرقے کی بنیادیں اٹھا رہا ہے کسی نے مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں اختلاف کی چنگاری ڈال دی ہے اور کوئی اسے پھونکیں مار کر سلگا رہا ہے۔ ایسے حضرات کی ساری تگ و دو جلب زر کے لیے ہوتی ہے تاکہ یہ چند روزہ زندگی آرام و راحت سے گزر جائے۔

دونوں قسم کے علماء کا کردار

علماء کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) جیسے دانائے راز اور صاحب نظر نے یوں فرمایا ہے۔

''جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح ان کی بربادی کا سبب بھی یہی علماء ہیں۔ علماء ہی بہترین مخلوق اور علماء ہی بدترین مخلوق ہیں۔ لوگوں کا ہدایت یا گمراہی کی طرف گامزن ہونا بھی علماء ہی کے وجود سے وابستہ ہے۔ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو اضلال و تضلیل کے کام سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فراغت کی وجہ پوچھی۔ ابلیس نے جواب دیا کہ میری جگہ اس وقت کے علماء کام کر رہے ہیں جو گمراہ کرنے کے لیے خود ہی کافی ہیں'' (مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۵۳)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حاجی محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے علمائے سوء کی حقیقت و مضرت کو خوب تفصیل سے بیان فرمایا۔ انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ اس سرمایہ ملت کے نگہباں اور حقیقت نفس الامری کے رازداں نے کیا فرمایا ہے:

علماءِ سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں

''علماءِ سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں جو لوہے اور تانبے کے ساتھ لگنے سے انہیں تو سونا بنا دیتا ہے لیکن خود پتھر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اس آگ کا معاملہ ہے جو بانسوں اور پتھروں میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ اہل جہان اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں لیکن اپنی ہی آگ سے پتھر اور بانس کوئی نفع حاصل نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے حضرات کا علم ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا کیونکہ علم نے ان پر حجت تمام کر دی۔ فرمان رسالت ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اسے نفع نہ دیا۔ ان کا علم کیوں ان کے لیے مضر نہ ہو جب کہ علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث عزت اور جملہ موجودات میں اشرف ہے لیکن انہوں نے علم کو کمینی دنیا کمانے مال و زر اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ذلیل و خوار اور ساری مخلوق سے بدتر ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والی ہے اسے ذلیل کرنا اور جو ذلیل ہے اس کی عزت کرنا حد درجہ دیدہ دلیری کی بات اور قبیح ہے حقیقت میں یہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے۔ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی وغیرہ اسی وقت سود مند ہیں جب کہ یہ کام صرف رضائے الٰہی کے لیے کیے جائیں اور جاہ و منصب، حصول زر اور دنیاوی درجات کی ترقی وغیرہ خواہشات سے پاک ہوں۔ دنیاوی چیزوں میں زہد اختیار کرنا اور دنیا و مافیہا سے رغبت نہ رکھنا اس کی علامت ہے جو علماء اس مصیبت میں مبتلا اور کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہ دنیا دار علماء ہیں۔ یہی علماء سوء ہیں جو سب لوگوں سے برے اور دین کے چور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پیش خویش وہ دینی مقتدا اور بہترین مخلوق بنتے پھریں''۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۳۳)

علمائے حق وارثانِ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں

جو علماء حضرات انبیاء کرام کی نیابت کے شرف سے مشرف اور وارث علم پیمبر

Scanned with CamScanner

کہلاتے ہیں وہ علمائے حق ہیں جن کی منزل مقصود صرف آخرت ہوتی ہے اور دنیا کے مال وزر اور آرام وراحت کی قدر وقیمت ان کی نگاہوں میں ایک پرکاہ سے زیادہ نہیں ہوتی وہ سیم وزر اور لقمۂ تر کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ان کا طرۂ امتیاز الفقر فخری ہوتا ہے۔ دنیاوی معاملات میں وہ حضرات صبر وقناعت کے پیکر اور آخرت کی بھلائی کے حد درجہ حریص ہوتے ہیں وہ دنیا اور آخرت کی حقیقت کے رازداں، سرمایۂ ملت کے پاسباں اور اپنے اپنے قافلے کے میر کارواں ہوتے ہیں جب کہ علمائے سوء رخصتوں پر عامل، غافلوں میں شامل اور دنیا کی محبت میں کامل ہوتے ہیں علماء حق کی صحبت اکسیر اعظم و ذریعہ نجات ہے تو علماء سوء سے میل جول زہر ہلاہل، عاقبت کی بردباری اور اندھیری رات ہے وہ انسانوں میں سب سے بہتر اور یہ سب سے بدتر ہیں۔ انہیں سب سے زیادہ اجر وثواب ملے گا اور انہیں سب سے زیادہ ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔ علمائے حق کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

علماء حق کے قلم کی سیاہی شہیدوں کے خون سے افضل ہوگی

”جو علماء دنیا سے منہ پھیرے ہوئے ہیں، جاہ ومنصب اور مال کی محبت سے آزاد ہیں وہ حضرات علمائے آخرت اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے وارث ہیں۔ یہی حضرات بہترین مخلوق ہیں۔ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو جام شہادت نوش کرنے والوں کے خون سے وزن کیا جائے گا تو ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا۔ یہ فرمان رسالت ان کی شان میں ہی وارد ہوا ہے کہ علماء کا سونا عبادت ہے یہی تو وہ علماء ہیں جنہیں آخرت کا حسن وجمال پسند آیا اور دنیا کی قباحت اور برائی کا انہیں مشاہدہ ہو چکا ہے انہوں نے آخرت کو بقا کی نظر سے دیکھا ہے اور دنیا کو فنا اور زوال کے داغ سے داغدار پایا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی ذات کو باقی رہنے والی آخرت کے سپرد کر دیا اور فنا ہونے والی دنیا سے کنارا کش ہو گئے۔ عظمت آخرت کا مشاہدہ خدائے لم

یزل ولایزال کی عظمت کے مشاہدے کا ثمرہ ہے اور دنیا و مافیہا کو ذلیل و خوار جاننا مشاہدۂ آخرت کے لوازمات سے ہے۔“ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۳۳)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو ایسے ہی علماء کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی جو علمائے آخرت ہوں کیونکہ علمائے حق یہی ہیں اور علمائے سوء سے تو اس طرح بھاگنا چاہیے جیسے آدمی شیر سے بھاگتا اور پناہ گاہ تلاش کرتا ہے کیونکہ ایسے علماء کا شر متعدی ہے ایک اسلام کے درجنوں اسلام بنا کر کھڑے کر دینا یہ ان حضرات ہی کا کارنامہ ہے۔ ہر بھلائی اور برائی کا سرچشمہ حکومت اور علماء ہوتے ہیں حکمران اپنے غلط کاموں پر ان حضرات سے شریعت کی مہر تصدیق ثبت کروا لیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمی میدان میں علماء حق کے کارنامے

علامہ ابن جوزی نے ابو الوفا بن عقیل کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے اسّی علوم وفنون پہ کتابیں لکھیں اور ان کی ایک کتاب آٹھ سو جلدوں پہ مشتمل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب دنیا میں لکھی جانیوالی کتابوں میں سب سے بڑی کتاب ہے۔ خود ابن الجوزی نے مختلف موضوعات پہ اس قدر لکھا کہ مشہور ہے ان کے آخری غسل کے لیے جو پانی گرم کیا گیا تو وہ تراشے پانی گرم کرنے کے لیے کافی ہو گئے جو صرف احادیث لکھتے ہوئے قلم کو تراشنے میں جمع ہو گئے تھے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اٹھہتر اصلاحی، علمی اور تحقیقی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے ایک کتاب یاقوت التاویل ہے جو کہ چالیس جلدوں پہ مشتمل ہے۔ مشہور فلسفی اور طبیب ابن سینا کی مختلف تصانیف میں سے الحاصل والمحصول بیس جلدوں میں الانصاف بیس جلدوں میں، الشفاء اٹھارہ جلدوں میں اور لسان العرب دس جلدوں میں ہے اسی طرح ان کی دیگر کئی کتب کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ مشہور محدث ابن شاہین نے دینی کتب لکھنے کے لئے صرف روشنائی اتنی استعمال کی کہ اس کی قیمت سات سو درہم بنی۔ امام محمد علیہ الرحمۃ کی تالیفات ایک ہزار ہیں۔

Scanned with CamScanner

ابن جریر نے اپنی زندگی میں تین لاکھ اٹھاون ہزار اوراق لکھے۔ علامہ باقلانی نے صرف معتزلہ کے رد میں ستر ہزار اوراق لکھے۔ نویں صدی کے مشہور محدث حافظ ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری چودہ جلدوں میں، تہذیب التہذیب بارہ جلدوں میں، الاصابہ نو جلدوں میں، لسان المیزان چار جلدوں میں اور تغلیق التعلیق پانچ جلدوں میں ہے۔ ایک دن امام ابن جریر اپنے شاگردوں سے فرمانے لگے ''اگر میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں تو تم پڑھو گے؟ انہوں نے پوچھا: کتنی بڑی ہوگی؟ فرمایا: تیس ہزار اوراق پر مشتمل ہوگی۔ شاگردوں نے عرض کیا: اتنی بڑی تفسیر پڑھنے کے لیے اتنی لمبی عمر کہاں سے لائیں گے۔ چنانچہ آپ نے پھر تین ہزار اوراق پہ مشتمل تفسیر لکھی جو تیس جلدوں میں شائع ہوئی اور آپ سات سال تک اپنے شاگردوں کو اس کی املا کرواتے رہے۔ (متاع وقت اور کاروان علم ص ۱۸۴)

ہاتھ قلم سے اور دل علم سے کبھی فارغ نہ ہوتا

حضور علیہ السلام نے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت کو بیماری سے پہلے (۳) دولت مندی کو غربت سے پہلے (۴) فراغت کو مشغولیت سے پہلے (۵) زندگی کو موت سے پہلے (شعب الایمان فصل فیما یقول العاطس الخ حدیث ۹۸۸۴ عن عمرو بن میمون) اس حدیث پہ بزرگان دین نے کس طرح عمل کیا؟ ذرا غور کریں کہ امام شعرانی فرماتے ہیں: میرے ایک استاذ کے سامنے اگر کوئی لمبی بات کرتا تو فرماتے جلدی کر تو نے ایک زمانہ ضائع کر دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: ''جب میں اپنے استاذ سے کوئی کتاب پڑھتا تو بعض دفعہ کوئی لفظ درست کرنے کے لیے دیر ہو جاتی تو اس وقفے میں آپ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے، وقت کی اسی قدر شناسی کا نتیجہ تھا کہ استاذ صاحب نے چالیس سے زیادہ تالیفات چھوڑیں۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار سے زائد کتب لکھیں۔ فتویٰ نویسی کی ابتداء تیرہ سال کی عمر میں کی اور دن رات میں صرف

اڑھائی یا تین گھنٹے آرام فرماتے۔ بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ و تحریر کو نہ چھوڑتے بلکہ ڈاکٹروں کے کہنے پہ بظاہر آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے جبل پور یا کہیں پُر فضا علاقے میں چلے جاتے لیکن مطالعہ و تحریر کا سلسلہ جاری رکھتے۔

وقت کے قدر دان لوگ

ایک بزرگ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: ''علماء و عقلاء سب اس بات پہ متفق ہیں کہ انسان کی سب سے اہم پونجی جس کو بچا بچا کر استعمال کرنا چاہیے وقت ہے (اس لیے اللہ تعالیٰ نے وقت اور زمانے کی قسم یاد فرمائی ہے والعصر) لمحات زندگی فراہم کرنے والا وقت درحقیقت بڑی غنیمت ہے اس لیے اس کو بچا بچا کر کسی مفید کام میں استعمال کرنا چاہیے کیونکہ انسان کے ذمے کام بہت ہیں جب کہ وقت بہت جلد غائب ہو جانے والی شئی ہے (ذیل طبقات حنابلہ ج ۱، ص ۱۴۶ تا ۱۴۹) ابن الانبازی کا واقعہ ہے کہ خلیفہ راضی کی کسی باندی نے اپنے کسی خواب کی تعبیر پوچھی جس کا ان کو پورا علم نہ تھا چنانچہ انہوں نے خوابوں کی تعبیر کے متعلق کرمانی کی پوری کتاب ایک دن میں یاد کی اور پھر آ کر تعبیر بیان کی (متاع وقت اور کاروان علم ص ۱۸۷) علم عروض کے موجد اور علم نحو کے مشہور امام خلیل بن احمد فرماتے ہیں: اثقل الساعات علی ساعة اکل فیھا۔ وہ وقت مجھ پہ بہت گراں گزرتا ہے جس میں، میں کھانا کھاتا ہوں (کہ کاش یہی وقت تعلیم و تعلم میں صرف کرتا۔ ایضاً) علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ ج ۳، ص ۱۱۴ پر خطیب بغدادی کے بارے میں لکھا کہ وہ راہ چلتے بھی مطالعہ کرتے رہتے تھے تاکہ آنے جانے کا وقت بھی اسی مقدس کام میں صرف ہو۔ حافظ ابن رجب نے ذیل طبقات حنابلہ میں اور ابن جوزی نے المنتظم میں ابوالوفا ابن عقیل کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے تھے: ''میں کھانے کے وقت کو مختصر کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں اکثر روٹی کی بجائے پانی میں چورہ بھگو کر استعمال کرتا ہوں کیونکہ روٹی اور چورہ کے استعمال میں کافی فرق ہے۔ یعنی روٹی کھانے میں زیادہ دیر لگتی ہے جب کہ چورہ بھگو کر پی لینے

میں وقت کافی بچ جاتا ہے۔ (ایضاً)

ایسا اس لیے تھا کہ ابن کثیر کہتے ہیں: میراث العلم خیرمن میراث الذهب والنفس الصالحه خیرمن لؤلؤ ولا یستطاع العلم براحة الجسم (حلیۃ الاولیاء ج۳، ص ۶۶) علم کی میراث سونے چاندی کی میراث سے بہتر ہے۔ اچھا دل، اچھے موتی سے زیادہ قیمتی ہے اور علم آسانی سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

جذبۂ حصول علم اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

بلغنی حدیث عن رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم سمعه من رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم اسمعه منه قال: فابتعت بعیر اوشددت رحلی وسرت الیه شهرا حتی اتیت الشام فاذا هو عبدالله بن انیس الانصاری رضی الله عنه فارسلت الیه ان جابرا علی الباب فرجع الی رسوله فقال جابر بن عبدالله: قلت: نعم فدخل الیه الرسول فخرج الی فاعتنقنی واعتنقته فقلت: حدیثا بلغنی انك سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المظالم لم اسمعه"

ترجمہ: مجھے ایک حدیث کے بارے میں پتہ چلا کہ فلاں صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اسی وقت میں نے اونٹ خریدا اس پر زین کسی اور صحابی کی تلاش میں چل پڑا۔ ایک مہینے کی دوڑ دھوپ کے بعد معلوم ہوا! وہ صحابی ملک شام میں موجود ہیں اور عبداللہ بن انیس انصاری ان کا نام تھا۔ میں شام پہنچا اور اس کے دروازے پر اونٹ بٹھا دیا۔ گھر میں خبر بھیجی کہ جابر آپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ خادم نے لوٹ کر کہا:

میرے آقا پوچھتے ہیں کیا آپ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں؟ میں نے کہا: ہاں مجھ ہی کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ باہر نکل آئے اور مجھ سے معانقہ کیا۔ میں نے کہا: (میں اس لیے آیا ہوں کہ میں نے) سنا ہے آپ کے پاس مظالم کے بارے میں ایک ایسی حدیث موجود ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی؟

(الآحاد والمثانی: باب یحشر الله عز وجل الناس، حدیث ۱۷۹۶)

جذبۂ حصول علم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ابوسعید اعمیٰ سے روایت ہے کہ:

رحل ابو ایوب الی عقبة بن عامر فاتی عقبة فقال حدثنا ما سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یبق احد سمعه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من ستر علی مومن فی الدنیا ستره الله یوم القیامة فاتی راحلته فرکب ورجع".

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مدینے سے مصر کا سفر محض اس لیے اختیار کیا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنیں چنانچہ یہ وہاں پہنچے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے استقبال کیا تو فرمانے لگے: میں ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جس کو حضور علیہ السلام سے سننے والا اب تمہارے سوا کوئی باقی نہیں۔ عقبہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کسی نے مومن کی ایک برائی ڈھکی، قیامت کے دن خدا اس کی پردہ پوشی کرے گا'' حضرت ابوایوب انصاری یہ حدیث سنتے ہی اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور ایک لمحہ ٹھہرے بغیر واپس مدینے چل دیے۔ (مسند احمد باب، حدیث عقبہ بن عامر، نمبر ۱۶۷۵۰)

Scanned with CamScanner

جذبۂ شوق علم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے وقت میں کم سن تھا' اپنے ایک ہم عمر انصاری لڑکے سے میں نے کہا: چلو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کر لیں' کیونکہ ابھی وہ بہت ہیں۔ انصاری نے جواب دیا' ابن عباس تم بھی عجیب آدمی ہو اتنے صحابیوں کی موجودگی میں لوگوں کو بھلا تمہاری کیا ضرورت پڑے گی! اس پر میں نے انصاری لڑکے کو چھوڑ دیا اور خود علم حاصل کرنے میں لگ گیا۔ بارہا ایسا ہوا کہ معلوم ہوتا فلاں صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس فلاں حدیث ہے میں اس کے گھر دوڑا جاتا' اگر وہ قیلولے میں ہوتے تو میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر ان کے دروازے پر پڑا رہتا اور گرم ہوا میرے چہرے کو جھلساتی رہتی' جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ باہر آتے اور مجھے اس حال میں پاتے تو متاثر ہو کر کہتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں کہتا' سنا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں' اسی کی طلب میں حاضر ہوا ہوں۔ وہ کہتے آپ نے کسی کو بھیج دیا ہوتا اور میں خود چلا آتا۔ میں جواب دیتا: نہیں' اس کام کے لیے خود مجھے ہی آنا چاہیے تھا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ جب اصحاب رسول اللہ گزر گئے تو وہی انصاری دیکھتا کہ لوگوں کو میری کیسی ضرورت ہے اور حسرت سے کہتا ''ابن عباس رضی اللہ عنہما! تم مجھ سے زیادہ عقل مند تھے''۔

(سنن دارمی رقم الحدیث ۵۷۰' ج ۱' ص ۱۵۰)

البیرونی کا حالت نزع میں علمی شوق

مشہور اسلامی ریاضی دان ''البیرونی'' کے نام سے کون ناواقف ہوگا؟ لکھا ہے کہ ان کا ہاتھ کبھی قلم سے اور ان کا دل کبھی فکر علم سے فارغ نہ ہوتا۔ ان کی وفات کے وقت کا وہ واقعہ پڑھیے جو علامہ یاقوت حموی نے ''معجم الادباء'' (جلد ۱۷' ص ۱۸۱' ۱۸۲) میں لکھا ہے اور دیکھیے کہ کتنی تڑپ تھی ان کے دل میں علم کی۔

ابوالحسن علی بن عیسیٰ ان کی وفات کے وقت حاضر خدمت ہوئے' اس وقت ان پر نزع کی حالت طاری تھی' تکلیف کی شدت تھی' طبیعت میں گھٹن تھی' زندگی کی اٹھہتر (۷۸) منزلیں طے کرنے والے علم کے اس شیدائی نے اسی حال میں ان سے دریافت کیا کہ تم نے ایک روز نانیوں کی میراث کا مسئلہ مجھے کس طرح بتایا تھا؟ علی بن عیسیٰ نے کہا: کیا تکلیف کی اس شدت میں بھی بتاؤں؟ البیرونی نے جواب دیا اور ایسا جواب دیا جو صرف علم کا سچا عاشق ہی دے سکتا ہے۔ فرمایا: دنیا سے اس مسئلہ کا علم لے کر میں رخصت ہوں گا تو کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ میں اس سے جاہل ہو کر اس دارفانی سے کوچ کروں؟ چنانچہ نزع کی اس کیفیت میں علی نے وہ مسئلہ ان کے سامنے دہرایا اور البیرونی نے یاد کرلیا۔ علی بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ رخصت ہو کر ابھی میں راستے ہی میں تھا کہ گھر میں آہ و بکا کی آواز نے مجھے ان کی وفات کی اطلاع دی۔

(متاعِ وقت اور کاروانِ علم صفحہ ۱۰۲)

حالت نزع میں امام ابو یوسف کا شوق علم

ابراہیم بن الجراح امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کی اطلاع سن کر عیادت کی غرض سے گئے تو امام پر نیم بیہوشی طاری تھی۔ کچھ طبیعت سنبھلی تو فرمانے لگے: ''ابراہیم! اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابراہیم کہنے لگے: حضرت! اس حال میں بھی مسائل کی بحث؟ فرمانے لگے: کیا حرج ہے ممکن ہے اسی سے کسی کی نجات ہو جائے' پھر مسئلہ پوچھا کہ رمی جمار (حج کے موقع پر جمرات کو کنکریاں مارنا) ماشیاً (پیدل) افضل ہے یا راکباً (سوار ہونے کی حالت میں)؟ ابراہیم نے کہا: ماشیاً (پیدل) فرمایا: غلط۔ عرض کیا: راکباً (سوار ہوکر) ارشاد ہوا: ''غلط'' کہنے لگے: ''آپ ہی بتادیں'' فرمایا: ''جس رمی کے بعد دعا کے لیے وقوف ہو' وہ ماشیاً (پیدل) ورنہ راکباً (سواری پہ) افضل ہے''۔ ابراہیم رخصت لے کر ابھی دروازہ سے ہی گزر رہے تھے کہ حالت نزع میں علمی مسئلہ پر بحث کرنے والے یہ عظیم انسان وہاں چلے گئے جہاں

Scanned with CamScanner

سب گئے اور سب کو جانا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۴)

☆ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے حصول علم کے شوق کا یہ عالم تھا کہ عین وفات کے وقت کسی نے کوئی دعا سنائی تو قلم دوات منگوا کر اس سے لکھوانا چاہا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا: حضور کیا اس حال میں؟ فرمانے لگے: انسان کو چاہیے کہ مرتے دم تک علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے''۔ (ایضاً' صفحہ ۱۸۵)

ایک رات میں ایک ہزار مسائل کا استنباط

ایک مرتبہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رات کو ٹھہرے۔ امام شافعی تو رات بھر نوافل پڑھتے رہے اور امام محمد آپ ساری رات لیٹے رہے۔ امام شافعی کو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوئی' نماز فجر میں وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس پانی سے وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو مزید تعجب ہوا' پوچھنے پر فرمایا: آپ نے تو ذاتی نفع کے پیش نظر رات بھر عبادت کی تاہم میں پوری امت کے لیے جاگتا رہا اور کتاب اللہ سے ایک ہزار سے کچھ اوپر مسائل نکالے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سن کر میں اپنی شب بیداری بھول گیا کہ عبادت کرتے ہوئے جاگنا اتنا دشوار نہیں جتنا اس طرح لیٹ کر جاگنا۔

(ایضاً' صفحہ ۱۵۷)

حصول علم کے شوق کی انتہاء

اللہ جل شانہ نے امام شافعی علیہ الرحمۃ کو علم کی غیر معمولی محبت نصیب فرمائی تھی۔ ان سے پوچھا گیا: علم کے ساتھ آپ کی محبت کیسی ہے؟ فرمانے لگے: جب کوئی نئی بات کان میں پڑتی ہے تو میرے جسم کا ہر ہر عضو اس کے سننے سے محظوظ (یعنی لطف اندوز) ہوا چاہتا ہے' پھر دریافت کیا گیا: علم کے لیے آپ کی حرص کتنی ہے؟ فرمانے لگے: سخت بخیل آدمی کو جتنی مال کی حرص ہوتی ہے۔ پوچھا گیا: علم کی طلب میں آپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ فرمایا: گمشدہ اکلوتے بیٹے کی ماں کی اپنے بیٹے کی طلب میں جو

کیفیت ہوتی ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۶۲)

ابن عقیل کا علمی شوق

ابن عقیل چھٹی صدی کے مشہور عالم اور حنابلہ کے ائمہ میں سے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے ان کو وقت کی قدر و قیمت کا احساس اور علم و مطالعہ کا غیر معمولی شوق عطا فرمایا تھا۔ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا' یہاں تک کہ جب علمی بحث کرتے کرتے میری زبان تھک جائے اور مطالعہ کرتے کرتے آنکھیں جواب دینے لگیں تو میں لیٹ کر مسائل سوچنے لگ جاتا ہوں' بیس سال کی عمر میں علم کے شوق کا جو جذبہ میرے اندر تھا یہ جذبہ اس وقت کچھ زیادہ ہی ہے جب کہ اب میں اسی (۸۰) سال کا ہوں۔ میں مقدور بھر کوشش کرتا ہوں کہ کھانے میں کم سے کم وقت لگے بلکہ اکثر اوقات تو روٹی کے بجائے چورے کو پانی میں بھگو کر استعمال کرتا ہوں کیونکہ دونوں کے درمیان وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کافی تفاوت ہے۔ روٹی کھانے اور چبانے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جب کہ ثانی الذکر کے استعمال سے مطالعہ وغیرہ کے لئے نسبتاً کافی وقت نکل آتا ہے۔ (ایضاً ص ۱۹۸)

عجب چیز ہے لذت آشنائی

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے حالات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی راستہ میں بچوں کے ساتھ زور سے ہنسا ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ میں چھ سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوا۔ سات سال کی ابھی عمر تھی کہ میں جامع مسجد کے سامنے میدان میں چلا جایا کرتا تھا' وہاں کسی مداری یا شعبدہ باز کے حلقہ میں کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے کی بجائے محدث کے درس حدیث میں شریک ہوتا وہ حدیث کی' سیرت کی جو بات کہتے وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی۔ گھر آ کر اس کو لکھ لیتا دوسرے لڑکے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے تھے اور میں کسی کتاب کے اوراق لے کر کسی طرف نکل جاتا اور الگ تھلگ بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔ میں اساتذہ اور

Scanned with CamScanner

شیوخ کے حلقوں میں حاضری دینے میں اس قدر جلدی کرتا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی۔ صبح و شام اس طرح گزرتی کہ کھانے کا کوئی انتظام نہ ہوتا۔ (ایضاً، صفحہ ۲۰۷)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: ''میں اپنا حال عرض کرتا ہوں میری طبیعت کتابوں کے مطالعہ سے کسی طرح سیر نہیں ہوتی، جب کوئی نئی کتاب نظر پڑ جاتی تو ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اگر میں کہوں کہ میں نے طالبعلم میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو تجھے بہت زیادہ معلوم ہوگا۔ مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے سلف کے حالات و اخلاق، ان کی عالی ہمتی، قوت حافظہ، ذوق عبادت اور علوم نادرہ کا ایسا اندازہ ہوا جو ان کتابوں کے بغیر نہیں ہوسکتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنے زمانے کے لوگوں کی سطح پست معلوم ہونے لگی اور اس وقت کے طالب علم کی کم ہمتی منکشف ہوگئی۔ میں نے مدرسہ نظامیہ کے پورے کتب خانہ کا مطالعہ کیا، جس میں چھ ہزار کتابیں ہیں، اسی طرح بغداد کے مشہور کتب خانے کتب الحنفیہ، کتب الحمیدی، کتب عبدالوہاب، کتب ابی محمد وغیرہا جتنے کتب خانے میری دسترس میں تھے سب کا مطالعہ کر ڈالا۔ (ایضاً، صفحہ ۲۰۸ تا ۲۰۹)

ایک حدیث سے علم وحکمت کے اٹھائیس چمکدار موتی

علم دین ہزاروں خوبیوں کا جامع ہے۔ اس میں دین بھی ہے اور دنیا بھی، اس میں آرام و اطمینان بھی ہے اور لذت و راحت بھی۔ اس طرح کے کثیر فوائد پر مشتمل حدیث کا مطالعہ فرمائیں۔ حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

✵ ...... تعلموا العلم فان تعلیمه لله خشیة ''علم حاصل کرو کیونکہ اللہ کی

رضا کے لیے علم کی تعلیم خشیت (خوفِ خدا) ہے''۔

✵ ...... طلبه عبادة ''علم کی طلب عبادت ہے''۔

✵ ...... مذاکرته تسبیح ''علم کا مذاکرہ تسبیح ہے''۔

✵ ...... البحث عنه جهاد ''اس کے بارے میں بحث کرنا جہاد ہے''۔

✵ ...... تعلیمه لمن لا یعلمه صدقة ''بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے''۔

✵ ...... بذله لاهله قربة ''مستحقوں میں علم خرچ کرنا قرب الٰہی کا ذریعہ ہے''۔

✵ ...... انه معالم الحلال والحرام ''علم حلال وحرام کا نشان ہے''۔

✵ ...... منار سبل اهل الجنة ''جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے''۔

✵ ...... هو الانس فی الوحشة ''تنہائی میں مونس ہے''۔

✵ ...... الصاحب فی الغربة ''پردیس میں رفیق ہے''۔

✵ ...... المحدث فی الخلوة ''خلوت میں ندیم (باتوں سے دل بہلانے والا ساتھی) ہے''۔

✵ ...... الدلیل علی السراء والضراء ''راحت و مصیبت کا بتانے والا ہے''۔

✵ ...... السلاح علی الاعداء ''دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے''۔

✵ ...... والزین عند الاخلاء ''دوستوں میں زینت ہے''۔

✵ ...... یرفع الله به اقواما فیجعلهم فی الخیر قادة وائمة یقتص آثارهم ''علم کے ذریعہ خدا بعضوں کو اٹھاتا ہے اور نیکیوں کے میدان میں ایسا پیشوا بنا دیتا ہے کہ لوگ اس کے نقش قدم پر چلیں۔

✵ ...... یقتدی بافعالهم ''ان (علم والوں) کی سیرت کو نمونہ بنا دیا جاتا ہے''۔

Scanned with CamScanner

* ...... ینتھی الی رایھم ''ان کے قول پر عمل کیا جاتا ہے''۔

* ...... ترغب الملائکة فی خلتھم ''ملائکہ ان کی دوستی پر راغب ہوتے ہیں''۔

* ...... باجنحتھا تمسحھم ''فرشتے اپنے پروں سے انہیں چھوتے ہیں''۔

* ...... یستغفرلھم کل رطب ویابس وحیتان البحر وھوامه وسباع البروانعامه ''ان کی مغفرت کے لیے ہر چیز (حتیٰ کہ) پانی کی مچھلیاں' زمین کے کیڑے مکوڑے خشکی کے درندے اور چرند دعا کرتے ہیں۔

* ...... العلم حیاة القلوب من الجھل ''جہالت کے مقابلے میں علم دلوں کے لیے زندگی ہے۔

* ...... مصابیح الابصار من الظلم ''تاریکی میں آنکھوں کے لیے روشنی ہے''۔

* ...... یبلغ العبد بالعلم منازل الاخیار والدرجات العلا فی الدنیا والآخرة ''علم ہی کے ذریعے بندے دنیا و آخرت میں نیکوں کے مرتبے پاتے ہیں اور بلند درجے حاصل کرتے ہیں''۔

* ...... التفکرفیه یعدل الصیام ومدارسته تعدل القیام ''علم میں غور وفکر کرنا روزے کے برابر ہے اور علم میں مشغولیت راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے کے برابر ہے۔

* ...... به توصل الارحام ''علم ہی سے رشتے جڑتے ہیں''۔

* ...... به یعرف الحلال من الحرام ''علم ہی سے حلال وحرام کی شناخت ہوتی ہے۔

* ...... ھو امام والعمل تابعه ''علم عمل کا رہنما ہے اور عمل علم کے پیچھے پیچھے

ہوتا ہے۔

* ...... یلھمه السعداء ویحرمه الاشقیاء ''نصیب والوں ہی کو علم کی توفیق میسر آتی ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔ (ابونعیم فی الحلیہ: ج ۱ ص ۲۳۹)

قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت کن لوگوں کو ہوگی؟

اس سلسلہ میں حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اشد الناس حسرة یوم القیامة رجل امکنه طلب العلم فی الدنیا فلم یطلبه' ورجل علم علما فانتفع به من سمعه منه دونه

ترجمہ: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلب علم کا موقع ملا مگر اس نے طلب نہیں کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع اٹھایا لیکن خود اس نے نفع نہیں اٹھایا۔ (التیسیر شرح جامع صغیر: باب حرف الھمزہ)

مزید فرمایا: ان مثل علم لاینفع کمثل کنز لاینفق فی سبیل اللہ

ترجمہ: ''جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جس میں سے راہ خدا عزوجل میں خرچ نہ کیا جاتا ہو۔

(مسند امام احمد: باب مسند ابوہریرہ' حدیث ۱۰۰۷۱)

علم سے بڑھ کر قربِ الٰہی کا ذریعہ کوئی نہیں

تمام عبادتوں کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے اور اس کے لیے مختلف لوگ مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ سب سے اچھے' سب سے آسان اور سب سے زیادہ مفید طریقے کو اختیار کیا جائے۔

آیئے آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ قربِ الٰہی کا سب سے بڑا اور سب

Scanned with CamScanner

سے افضل ذریعہ کیا ہے؟ یقین جانئے کہ یہ ذریعہ علم دین ہی ہے۔ جس کے پاس جتنا دین کا علم ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے:

مایراد اللہ عزوجل بشیء افضل من طلب العلم وما طلب العلم فی زمان افضل منه الیوم ''علم سے بہتر قربت الٰہی کا کوئی راستہ نہیں اور آج سے زیادہ طلب علم کبھی افضل نہ تھی۔ (حلیۃ الاولیاء: ج ۶، ص ۳۶۵)

علم دین بلکہ خود دین سے دوری کی سب سے بڑی وجہ مال اور دنیا کی محبت ہے۔ اس میں مشغولی کے بعد لوگ سب کچھ فراموش کر دیتے ہیں حالانکہ ہر ہوش مند آدمی یہ بات سمجھتا ہے کہ علم مال اور دنیا سے بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

یرزق اللہ العلم السعداء ویحرمه الاشقیاء

ترجمہ: علم کی دولت خوش نصیب ہی کو ملتی ہے اور بدنصیب اس سے محروم رہتے ہیں''۔

علم مال سے افضل ہے' کیوں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

العلم خیرمن المال: لان المال تحرسہ والعلم یحرسک. والمال تفنیه النفقة، والعلم یزکو علی الانفاق. والعلم حاکم والمال محکوم علیه. مات خزان المال وهم احیاء والعلماء باقون مابقی الدهر اعیانهم مفقودة، وآثارهم فی القلوب موجودة

ترجمہ: علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تمہیں نگہبانی کرنا پڑتی ہے مگر علم تمہارا نگہبان ہوتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے مگر علم خرچ

کرنے سے بڑھتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال دار چل بسے لیکن علم والے زندہ ہیں اور رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔ بے شک ان کے جسم مٹ گئے ہیں مگر ان کے کارنامے کبھی مٹنے والے نہیں''۔

(عیون الاخبار: ج ۲، ص ۱۳۶)

حضرت سفیان ثوری کا فرمان

مشہور محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عرب سے یہ فرماتے ہوئے سنا:

اطلبوا العلم: فانی اخاف ان یخرج العلم من عندکم فیصیر الی غیر کم فتذلوا، اطلبوا العلم: فانه شرف فی الدنیا و شرف فی الآخرة

ترجمہ: اے قوم عرب! علم حاصل کرو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ علم تم سے نکل کر غیروں میں چلا جائے گا اور تم ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے۔ علم حاصل کرو، کیونکہ علم دنیا میں بھی عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہے''۔ (حلیۃ الاولیاء: ج ۶، ص ۳۶۸)

سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا فرمان کس قدر برحق ہے کہ آپ نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے لوگوں سے فرمایا تھا کہ علم دنیا و آخرت کی عزت و کامیابی کا ذریعہ ہے اور اگر علم تم سے نکل کر غیروں کے پاس چلا گیا تو تم ذلیل ہو جاؤ گے۔

آج مسلمانوں کی حالت کو دیکھ لیں کہ علم سے دوری کے باعث کس قدر ذلت و رسوائی اٹھانا پڑ رہی ہے جب تک علم دین کا دور دورہ رہا سب کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس رہا اور دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے کوششوں میں لگے رہے اور جب علم سے دور ہوئے تو آہستہ آہستہ تمام شعبوں میں غفلت کی لپیٹ میں آتے گئے اور بالآخر اس ذلت سے دوچار ہونا پڑا جس کو ہر کوئی آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ (علم اور علماء کی اہمیت)

کیا خوب کہا خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے

Scanned with CamScanner

علم حاصل کرو کیونکہ اگر تم مالدار ہو تو علم تمہارا جمال ہوگا اور اگر تم غریب ہو گئے تو علم تمہارے لیے دولت ثابت ہوگا۔ (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۱۲۰ بیروت)

حصول علم میں شرمندگی کیسی؟

علم حاصل کرنے میں ایک اور اہم چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مسئلہ پوچھنے میں ہرگز نہ شرمائیے، نہ تو اس بات میں شرمائیے کہ میں عمر میں بڑا ہوں، لہٰذا میں کیسے پوچھوں؟ اور نہ اس بات میں شرمائیے کہ اس قدر معمولی بات پوچھنا مناسب نہیں۔ عمر کا فرق ملحوظ رکھے بغیر ضرورت کا معمولی سے معمولی مسئلہ بھی دریافت کرے۔ حضرت مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لایستحی الشیخ ان یتعلم من الشاب"

ترجمہ: بوڑھا آدمی جوان سے علم حاصل کرنے میں نہ شرمائے"۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۷۵ ادارابن حزم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "بہت کچھ علم مجھے حاصل ہے، لیکن جن باتوں کے سوال سے میں شرمایا تھا ان سے اس بڑھاپے میں بھی جاہل ہوں"۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۱۸۱ ادارابن حزم)

حضرت علی کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "پانچ باتیں ایسی ہیں جنہیں خوب یاد رکھنا اور ان کے لیے ہر قسم کی مشقت برداشت کرنا چاہیے۔ بندہ اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے، اپنے پروردگار کے سوا کسی سے آس نہ لگائے، جاہل سوال سے نہ شرمائے، عالم اگر کوئی بات نہیں جانتا تو اعتراف جہل میں شرم نہ کرے، ایمان میں صبر کا درجہ وہی ہے جو جسم میں سر کا۔ جس طرح بے سر کا جسم بے کار ہے اسی طرح جس آدمی میں صبر نہیں اس میں ایمان بھی نہیں"۔

(حلیہ لابی نعیم ج ۱ ص ۷۵، المدخل للبیہقی رقم الحدیث ۷۹۵ ص ۴۳۱)

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ ہی کا مقولہ ہے: "خوف کا نتیجہ ناکامی ہے اور شرم کا نتیجہ محرومی (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۱۸۲ دارابن حزم)

مختلف لوگوں کے اقوال

خلیل کہتے ہیں: جہل دراصل حیا اور تکبر کے درمیان کا درجہ ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۱۸۲ دارابن حزم)

مشہور مقولہ ہے: "جو سوال کرنے میں سُبکی سمجھتا ہے، اس کا علم بھی ہلکا ہوتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ علم کی کوئی انتہا ہے وہ علم پر ظلم کرتا ہے"۔

(دارمی (۵۵۰) ج ۱ ص ۱۴۸ المدخل للبیہقی، ص ۲۸۱-۲۸۰)

بلکہ سلیمان بن یسار کا قول ہے:

"سوال نصف علم اور اعتدال نصف زندگی ہے"۔

(اصلاح المال لابن ابی الدنیا، ص ۳۲۸)

عربی ادب کے مشہور امام اصمعی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کیا تو انہوں نے کہا: مسلسل سوال کر کر کے اور ایک ایک لفظ گرہ میں باندھ کے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۱۸۱) ایک حکیم کا قول ہے: "علم کا مرتبہ اسی سے ظاہر ہے کہ جیسے اس کا مالک کہو وہ خوش ہوتا ہے چاہے بے علم ہی کیوں نہ ہو اور جیسے محروم کہو ناخوش ہوتا ہے چاہے جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۱۲۲) اس کو آسان لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جسے عالم کہو وہ خوش ہوتا ہے خواہ وہ پرلے درجے کا جاہل ہو اور جسے جاہل کہو وہ ناراض ہوتا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: جس کے پاس علم ہے اس کو بھی مزید علم حاصل کرنے سے بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے (جامع بیان العلم و فضلہ ج ۱ ص ۱۹۰) کیونکہ حضرت سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا کہ طلب علم کی سب سے زیادہ ضرورت کس کو ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جو سب سے زیادہ صاحب علم ہے کیونکہ اس سے غلطی ہونا بہت ہی معیوب ہے (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۸۱) اور اس لیے بھی عالم

Scanned with CamScanner

اپنے آپ کو علم سے مستغنی نہ سمجھے کہ نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں اور نئی نئی تحقیقات سامنے آتی رہتی ہیں' لہٰذا علم کے آداب اور اس میں برکت پیدا کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نئے نئے علوم سیکھتے رہیں کیونکہ جب آدمی علم کے اضافے میں لگا رہتا ہے تو اس کے علم میں پختگی آتی جاتی ہے نیز مختلف علوم سیکھنے کی وجہ سے دلچسپی برقرار رہتی ہے ورنہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی علم میں مصروفیت کی وجہ سے آدمی بور ہو جاتا ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے: کمال تقویٰ یہ ہے کہ نیا علم حاصل کرتے رہو' یہ علم پر ظلم ہے کہ اس میں اضافہ کا خیال نہ ہو' علم میں اضافے سے غفلت اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی اپنے موجودہ علم سے فائدہ نہیں اٹھا رہا''۔

(حلیۃ الاولیاء: ج ۴' ص ۲۴۶)

تقویٰ کی ایک علامت

اس بات کو حدیث میں تقویٰ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان من معادن التقویٰ تعلمك الى ماقد علمت علم مالو تعلم والنقص فيما علمت قلة الزيادة فيه وانما يزهد الرجل فى علم مالم يعلم قلة انتفاعه بماعلم. تقویٰ کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جو علم تمہارے پاس ہے اس کے ذریعے وہ علم حاصل کرو جو تمہارے پاس نہیں ہے یہ علم کا نقص ہے کہ اس میں اضافے کا خیال نہ رکھا جائے مزید علم کی خواہش نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص اپنے علم سے نفع نہیں اٹھا رہا اور حضرت جعفر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''اصل کمال یہ ہے کہ دین کی سمجھ حاصل ہو۔ شیطان عام بندے کی موت پہ اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ عالم دین کے مرنے پر۔ (جامع بیان العلم' ج ۱' ص ۱۲۴)

علم کی فضیلت کے بکھرے موتی

✻ داناؤں کا قول ہے ''علم والوں کی برتری کا ثبوت یہ ہے کہ لوگ ان کی

تابعداری کرتے ہیں''۔ (ایضاً)

✻ قدیم مقولہ ہے کہ ''علم سب سے بڑی شرافت ہے اور ادب و انسانیت سب سے اعلیٰ نسب ہے''۔ (ایضاً)

✻ ہشام بن عروہ فرماتے ہیں: ''میرے والد فرمایا کرتے تھے ہم قوم کے بچے تھے اور آج ہم قوم کے بڑے ہیں اور تم آج چھوٹے ہو اور عنقریب تم بھی بڑے ہو جاؤ گے اور تم علم حاصل کرو تاکہ تم اس کے ساتھ اپنی قوم کی سرداری کر سکو اس وقت جب وہ تمہاری طرف محتاج ہو۔ (کتاب الفقیہ والمتفقہ' جلد ۲' صفحہ ۹۰)

✻ ......حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے: ''بچپن میں تحصیل علم پتھر پہ لکیر کی طرح (پختہ ہو جاتا) ہے''۔ (المدخل للبیہقی' رقم الحدیث ۶۴۰' ص ۳۷۵)

✻ ......علقمہ کہتے ہیں: میں نے کم عمری میں جو کچھ یاد کر لیا تھا' اس طرح محفوظ ہے گویا کتاب میں دیکھ رہا ہوں۔ (طبقات ابن سعد' ج ۶' ص ۸۷' حلیہ لابی نعیم ج ۲' ص ۱۰۱' ۱۰۰)

✻ ......حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں اور بھتیجوں کو نصیحت کی: ''علم حاصل کرو کیونکہ گو آج تم قوم کے چھوٹے ہو مگر کل تم ہی قوم کے بڑے بننے والے ہو۔ جس نے یاد نہ کیا ہو لکھ کر یاد کر لے''۔ (دارمی' رقم الحدیث ۵۱۱' ج ۱' ص ۱۴۰)

✻ ...... یوسف بن یعقوب بن الماجشون رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلے پوچھا کرتے تھے ایک دن انہوں نے ہم سے کہا: ''کم عمری کی وجہ سے اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کوئی مشکل معاملہ آ پڑتا تو نوعمروں کو بلا کر مشورہ کرتے اور ان کی تیز عقلوں سے فائدہ اٹھاتے''۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱' ص ۲۷۱ دار ابن حزم)

✻ ......عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اپنے لڑکوں سے کہا کرتے تھے: ''آؤ مجھ سے علم حاصل کرو کیونکہ عنقریب تم قوم میں بڑے آدمی ہو گے میں بھی پہلے چھوٹا تھا اور کوئی میری پرواہ نہ کرتا تھا لیکن جب جوان ہوا تو لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے اور مجھ سے

Scanned with CamScanner

فتوے لینے لگے۔ اس سے بڑھ کر عیب اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی سے اس کے دین کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ جاہل نکلے“۔ (دارمی ۵۵۲، رقم الحدیث ج ۱ ص ۱۴۸)

طلبِ علم کا محبوب مشغلہ

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں: کنت لأسیر اللیالی والایام فی طلب الحدیث الواحد۔ میں ایک ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لیے کئی کئی دن اور کئی راتیں سفر کرتا رہا۔ (المدخل حدیث ۳۰۴)

✻ شعبی فرماتے ہیں: ماعلمت ان احدا من الناس کان اطلب للعلم فی افق من الافاق من مسروق۔ میں نے مسروق سے بڑھ کر کسی کو علم کے لیے سفر کرنے والا نہیں جانا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۸۵)

✻ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا: الی متی یحسن التعلم ؟ علم کب تک حاصل کرتے رہنا چاہیے؟ فرمایا: ماحسنت الحیاۃ، جب تک زندگی ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱، ص ۱۹۲)

✻ منصور بن مہدی نے مامون الرشید سے سوال کیا ایحسن بالشیخ ان یتعلم ؟ کیا بوڑھوں کو بھی علم حاصل کرنا چاہیے؟ مامون نے کہا: ان کان الجھل یعیبہ فالتعلم یحسن بہ اگر جہل بوڑھوں کے لیے عیب ہے تو انہیں بھی علم حاصل کر کے اس عیب کو ضرور دور کرنا چاہیے۔ (ایضاً)

✻ ابن ابی غسان کہتے ہیں: لاتزال عالما ما کنت متعلما فاذا استغنیت کنت جاھلا۔ بندہ اس وقت تک عالم ہے جب تک طلب علم میں مصروف رہے اور جب علم کی طلب چھوڑ دے تو وہ جاہل ہے۔ (عیون الاخبار ج ۲، ص ۱۳۴، بیروت)

علم کو حاصل کرنے میں مشقت اُٹھانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی دعاؤں اللھم فقہ فی الدین اللھم علمہ الکتب۔ اور عطاؤں اور وفاؤں اور صاحبزادگی اور حضور کے

ساتھ قریبی نسب و تعلق یعنی آپ کے چچا کے بیٹے ہونے کے باوجود فرماتے ہیں: (جیسا کہ گذر چکا) ”مجھے زیادہ تر علم قوم انصار سے ملا۔ میں کسی انصاری صحابی کے دروازے پہ دوپہر کی گرمی میں پڑا رہتا تھا حالانکہ اگر میں چاہتا تو وہ ملاقات کے لیے فوراً نکل آتے مگر میں ان کے آرام کا بھی خیال رکھتا تھا۔ (عیون الاخبار ج ۲، ص ۱۳۴، وجدت عامۃ علم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ھذا الحی من الانصار......)

✻ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا علم سیکھنے کے لیے ان کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ کے پاس جایا کرتے فربما اذن لہ وربما حجبہ۔ اور حضرت عبیداللہ ان (امیر المومنین) کو کبھی اندر بلا لیتے اور کبھی واپس بھیج دیتے (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱، ص ۱۹۴)

✻ امام مالک فرماتے ہیں: ان ھذا الامر لن ینال حتی یذاق فیہ طعم الفقر۔ یہ علم بغیر فقر و فاقہ کی لذت چکھے حاصل نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

علم اور حلم کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟

✻ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم ومن یتحر الخیر یعطہ ومن یتوق الشر یوقہ۔ علم سیکھنے سے آتا ہے اور عقل کوشش سے آتی ہے اور جو کسی شئی کے لیے محنت کرتا ہے وہ اس کو پالیتا ہے اور جو شر سے بچنے کی سوچتا ہے وہ اس سے بچا لیا جاتا ہے۔ (المدخل حدیث ۲۸۹) یہی بات حضرت معاویہ نے برسرِ منبر حضور علیہ السلام کی طرف سے بیان فرمائی: یا ایھا الناس انما العلم بالتعلم والفقہ بالتفقہ (کتاب الفقیہ والمتفقہ ج ۱، ص ۵)

✻ یحییٰ بن ابو کثیر فرماتے ہیں: لایستطاع طلب العلم براحۃ الجسم علم راحت جسم کے ساتھ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ (المدخل حدیث ۳۰۳)

✻ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: لقد غبرت لی اربعون عاما

ما قمت ولا نمت الا والکتاب علی صدری. مجھ پر چالیس سال اس طرح گزرے کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پہ ہوتی تھی۔ (جامع بیان العلم)

✵ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا حفظ (حافظے) کی دوا کیا ہے؟ فرمایا: ادمان (امعان) النظر فی الکتب. کتاب بینی حافظے کا علاج ہے۔ (ایضا)

✵ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا: آپ کب تک علم حاصل کرتے رہیں گے؟ فرمایا: ان شاء اللہ موت تک اور کبھی فرمایا: لعل الکلمة التی تنفعنی لم اکتبھا بعد. شاید وہ کلمہ میں نے اب تک نہ لکھا ہو جو مجھے نفع دے۔

(تہذیب التہذیب ج۵ ص۳۸۴)

مذاکرۂ علمی کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تدارس العلم ساعة من اللیل خیر من احیاء ھا. رات کو ایک گھڑی علم پڑھنا پڑھانا ساری رات کی عبادت سے افضل ہے۔ (دارمی باب مذاکرۃ العلم حدیث ۶۲۷ بیروت) حضرت ابودرداء نے فرمایا: مذاکرة للعلم ساعة خیر من قیام لیله. علمی مذاکرے کا ایک لمحہ ساری رات کے قیام سے افضل ہے۔ (کتاب الفقیہ والمتفقہ ج۱، ص۱۶)

✵ حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ فقہ وحدیث کے بارے بحث فرما رہے تھے تو کسی نے کہا: لو قرات علینا سورة من القران. کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ہمیں قرآن پاک کی کوئی سورت سنا دیتے۔ فرمایا: ما انا بالذی ازعم ان قراءة القران افضل مما نحن فیه. میں وہ نہیں ہوں کہ کہوں قرآن کی قرات اس علم سے افضل ہے جس میں ہم بحث کر رہے ہیں۔ (ایضا، ص۱۷)

✵ حضرت ابراہیم بناہانی فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا: میرا رات کو نوافل پڑھنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا کتاب کو نقل کرنا؟ فرمایا: اذا کنت تنسخ فانت تعلم به امر دینك فھو احب الی، جب تم کتاب نقل کرو اور اس سے دین

کی بات سیکھو تو یہ میرے نزدیک نوافل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (ایضا)

✵ امام شافعی فرماتے ہیں: طلب علم نفلی نماز سے افضل ہے (شرح السنہ، ج۱، ص۳۶۶) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں: ''نیت اچھی ہو تو طلب علم سے افضل کوئی چیز نہیں'' (حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۳۶۶) حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: ''جو کوئی علم کے بغیر عمل کرتا ہے اس کا فساد اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے۔

(ابن ابی شیبہ، ج۷ ص۱۷۵ حدیث ۳۵۰۹۸)

علم وحکمت کی بات سیکھنا سکھانا

✵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: کیا ہی اچھا عطیہ اور خوب سوغات ہے حکمت کا وہ بول جسے تم نے سنا اور یاد کر لیا، پھر اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور اسے بھی سکھا دے۔ تعلمه ایاھا تعدل عبادة سنة یہ سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ (مسند الفردوس ج۵ ص۱۶، حدیث ۷۰۳۵)

✵ سیر اعلام النبلاء میں حضرت قتادہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ''علم کا ایک باب جسے آدمی اپنی اور اپنے بعد والوں کی اصلاح کے لیے یاد کرتا ہے سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ (ج۵، ص۲۷۵)

✵ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون اس کی سمجھ ہے۔ جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت بہتر طریقے سے نہیں کی جا سکتی۔ ولفقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد. ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

(المعجم الاوسط باب المیم من اسمه محمد۔ حدیث ۶۳۴۵)

✵ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: جاہل مرنے کے خوف سے جو بندہ طلب علم میں نکلتا ہے یا سنت مٹ جانے کے ڈر سے جو اس کو زندہ کرنے کے لیے چلتا ہے تو اس کی مثال اس غازی کی سی ہے جو جہاد فی سبیل

Scanned with CamScanner

اللہ کے لیے نکلتا ہے۔ ومن بطابه عمله لم یسرع به نسبه جس کو علم (کے نہ ہونے) نے پیچھے کر دیا نسب اس کو آگے نہیں کر سکتا۔
(جامع بیان العلم ج۱ ص۴۴ حدیث ۳۳ مطبوعہ بیروت)

طالب علم کے رزق میں برکت

✳ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی طلب علم کے لیے نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں: وبورك له في معيشته ولم ينقص من رزقه وكان عليه مباركا۔ اس کا رزق کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ جاتا ہے اور بابرکت ہو جاتا ہے۔ (درمنثور ج۵ ص۶۱۲)

✳ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع. جو علم کی طلب میں نکلے وہ واپسی تک جہاد فی سبیل اللہ میں ہے (معجم صغیر ج۱ ص۱۳۶ حدیث ۳۸۲)

اشاعتِ علم کی فضیلت واہمیت

شعبی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ملک شام کے آخر سے چل کر یمن کے آخر تک صرف حکمت کی ایک بات سننے کے لیے جائے تو میرے نزدیک اس کا سفر ضائع نہیں گیا۔ (حلیۃ الاولیاء ج۴ ص۳۱۳)

✳ حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے: ''میرے گمان میں اس سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں کہ علم کی اشاعت کی جائے''۔ (المدخل ص۳۰۹ حدیث ۴۷۱) امام مالک درس حدیث کے بعد اپنے شاگردوں سے فرماتے: خدا سے ڈرو اور اس علم کو پھیلاؤ، لوگوں کو سکھاؤ اور کسی سے نہ چھپاؤ (جامع العلم ج۱ ص۲۴۱) حضرت ابوامام بھی حدیث بیان کرنے کے بعد ایسے ہی فرمایا کرتے تھے۔ (الاحاد والمثانی ۱۱۱۹) حضرت حسن بصری نے حضور علیہ السلام سے بیان کیا: من الصدقه ان يتعلم الرجل العلم فيعمل به ثم يعلمه. علم حاصل کرنا اس پہ عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا سب صدقہ

ہے۔ (المدخل ص۲۷۶ حدیث ۳۹۸)

✳ حضرت انس فرماتے ہیں: بلغني ان العلماء يسئلون يوم القيامة كما يسال الانبياء يعني عن تبليغه. مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت کے دن علماء سے اشاعت علم کے بارے میں اسی طرح سوال ہوگا جس طرح کہ نبیوں سے تبلیغ دین کے بارے میں۔ (حلیۃ الاولیاء ج۶ ص۳۱۹) حضرت معاذ بن انس اس نے حضور علیہ السلام سے روایت کی۔ من علم علما فله اجر ما عمل به عامل. جس نے علم کو پھیلایا اسے برابر ثواب ملتا رہے گا جب تک کہ ایک آدمی بھی اس پہ عمل کرتا رہے گا۔ (المعجم الکبیر حدیث ۱۶۸۴۴)

✳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے: كونوا ينابيع العلم و مصابيح الهدى. تم علم کے سرچشمے اور ہدایت کے ستارے بن جاؤ۔ (سنن دارمی ج۱ ص۹۲ حدیث ۲۵۶)

✳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: علم کا ایک باب جان لینا امر و نہی (حلال وحرام) کے بارے میں، مجھے ستر غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (کتاب الفقیہ والمتفقہ ج۲ ص۱۶)

✳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: المتقون سادة والفقهاء قادة پرہیزگار لوگ سردار ہیں اور فقہاء قائد ہیں۔ (معجم کبیر ج۲ حدیث ۸۴۷۶)

✳ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جس نے فقیہ کو تکلیف پہنچائی اس نے حضور علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی اور جس نے حضور علیہ السلام کو تکلیف دی اس نے خدا کو ایذاء پہنچائی۔ (کتاب الفقیہ والمتفقہ ج۲ ص۳۳)

علماء ہی اولیاء ہیں

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اذالم تکن العلماء اولیاء الله فلیس لله ولي. اگر علماء ولی اللہ نہیں تو کوئی بھی ولی اللہ نہیں۔ (تفسیر صاوی ج۲ ص۱۸۲)

Scanned with CamScanner

✵ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے روایت ہے۔ ''لوگوں میں نبوت کے درجے کے زیادہ قریب علم والے اور جہاد کرنے والے ہیں کیونکہ اہل علم تو لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اس بات پہ جو رسل عظام علیہم السلام لائے اور جہاد والے اس چیز پہ جہاد کرتے ہیں جو رسل عظام علیہم السلام لے کر آئے۔ (کنز العمال' ج۴' ص۱۰۶۴۷)

✵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

اذا اجتمع العالم والعابد على الصراط قيل للعابد ادخل الجنة وتنعم بعبادتك وقيل للعالم قف هنا واشفع لمن احببت فانك لا تشفع لاحد الاشفعت فقام مقام الانبياء . رواه الديلمي في الفردوس (کنز العمال' ج۱۰' ص۷۸)

جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا اور اپنی عبادت کی وجہ سے نعمتوں میں رہ اور عالم سے فرمایا جائے گا یہاں ٹھہر جا اور جس کی چاہے سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو عالم کو انبیاء کرام کے مقام پہ کھڑا کیا جائے گا۔

✵ علامہ ابن عبدالبر نے نقل فرمایا ہے: ''علماء باران رحمت ہیں جہاں بھی ہوں گے نفع پہنچائیں گے (جامع بیان العلم وفضلہ ج۱' ص۱۲۴) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے کہ گردش لیل ونہار بھی اسے پر نہیں کرسکتی۔ (دارمی ج۱' ص۱۰۱' شعب الایمان للبیہقی' ج۲' ص۲۶۸)

✵ حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا گیا: قیامت کے آنے اور مخلوق کے تباہ و برباد ہونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''علماء کا اٹھ جانا''

(دارمی ج۱' ص۹۰' ابن ابی شیبہ' ج۷' ص۴۵۸)

(۶۱) كِتَابُ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ (مظلوم کی دعا)

حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اپنے مولیٰ ہنی کو حمیٰ پر عامل مقرر کیا۔ فرمایا: اے ہنی! لوگوں سے اپنا ہاتھ روک کر رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور تیس اونٹ یا چالیس بکریاں چرانے والے کو نہ روکنا لیکن عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے جانوروں کو نہ آنے دینا کیونکہ ان کے جانور اگر ہلاک ہو گئے تو یہ اپنے کھجور کے باغات اور کھیتی میں چلے جائیں گے لیکن تیس اونٹوں یا چالیس بکریوں والے کے جانور ہلاک ہو گئے تو وہ اپنے بیٹوں کو لے کر میرے پاس آ جائیں گے اور کہیں گے اے امیر المومنین! کیا میں انہیں چھوڑ دوں؟ تیرا باپ نہ رہے۔ پانی اور گھاس کا دینا مجھے سونا چاندی دینے سے آسان ہے۔ خدا کی قسم! وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ یہ انہیں کی زمین ہے اور انہیں کا پانی ہے جس پر وہ زمانہ جاہلیت میں لڑتے تھے اور دور اسلام میں اسی پر مسلمان ہوئے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سوار کرتا ہوں تو میں ان کی زمین سے ایک بالشت بھی نہ لیتا۔ (۱) مترجم مؤطا اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

اسلامی حکومت کا حقیقی زاویہ نظر

''اسلامی حکومت کا حقیقی زاویہ نظر یہی ہے جس کا مظاہرہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دولت مندوں کو محروم کر کے تنگی کے وقت میں ساری رعایت غریبوں کے لیے مخصوص فرمادی۔ امیروں کو بھی ایسے حالات میں حکومت سے کوئی شکایت نہیں ہوتی کیونکہ تنگی کے باوجود ان کے وسائل وسیع ہوتے ہیں اور ایسے مواقع پر حکومت کی امداد واعانت کے مستحق صرف غریب لوگ ہوتے ہیں موجودہ دور

Scanned with CamScanner

میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ہر حکومت سرمایہ دار کی سرپرست بن کر ہر جائز و ناجائز رعایت ان کے لیے مخصوص رکھتی ہے اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کے زبانی کلامی وعدے ہی کافی سمجھے جاتے ہیں اور ان کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے بلند بانگ دعاوی کر دیئے جاتے ہیں جب کہ انہیں مصائب کی چکی میں پیسنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا اور ان بیچاریوں کی چیخ و پکار کا وہی حشر ہوتا جو نقار خانے میں طوطی کی آواز کوئی کان ایسا ڈھونڈے سے نہیں ملتا جس پر ان کے چیخنے چلانے سے جوں بھی چلے۔ سربراہوں کا سرمایہ داروں کی محبت میں ایسے حالات پیدا کرنا اور اپنے غریب عوام کو مصائب و آلام میں مبتلا رکھنا لاشعوری طور پر کیمونزم کی لعنت کے لیے زمین ہموار کرنا ہے۔ خدائے ذوالمنن ہر غیر اسلامی ازم اور نظریہ سے مسلمانان عالم کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

(۶۲) كِتَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(حضور علیہ السلام کے اسماء گرامی)

✵ حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ میرے (ناموں میں سے) پانچ نام یہ ہیں' میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹا دیتا ہے' میں حاشر ہوں کیونکہ لوگوں کا میرے قدموں پہ حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم (۱)

دل تو چاہتا ہے کہ ہر اسم گرامی پہ تفصیل کے ساتھ لکھا جائے لیکن اس حدیث کے تحت جو علامہ شاہ جہانپوری نے حاشیہ لکھا ہے اس پہ کچھ کمی بیشی کے ساتھ اکتفا کر رہا ہوں کیونکہ رجسٹر بھی ختم ہوگیا ہے اور موطا کی احادیث بھی تمام ہوئیں۔

اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ اسمائے طیبہ کا ذکر آنا بطور حصر نہیں ہے کیونکہ آپ کے درجنوں نام قرآن کریم میں مذکور' سینکڑوں کتب احادیث میں مسطور اور کتنے ہی توریت و زبور و انجیل میں وارد ہوئے ہیں۔ زمین پر آپ کو محمد اور آسمانوں پر زیادہ تر احمد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد لفظ کا معنی ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا اور احمد کا معنی ہے خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا واقعی پروردگار عالم نے جس کو سب سے زیادہ قابل تعریف بنایا اور جس کی سب سے زیادہ تعریف فرمائی۔ دست قدرت کے اسی شہکار اور اسی ممدوح پروردگار کا نام نامی و اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی وجہ سے تو کہا گیا ہے:

خدا در انتظار حمد ما نیست   محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد حامد حمد خدا بس   خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

تیسرا اسم گرامی آپ کا الماحی مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو حضور علیہ السلام کے ذریعے مٹایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معبود برحق کی توحید کا علم بلند کر دیا اور جھوٹے خداؤں کا بطلان ہر صاحب عقل و دانش پر واضح کر دکھایا۔ چوتھا اسم گرامی الحاشر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا حشر حضور علیہ السلام کے قدموں پر فرمائے گا یعنی اس روز سب حضور علیہ السلام کے قدموں سے وابستہ ہوں گے۔ کسی دوسرے کے ذریعے بات نہیں بنے گی جس کی قسمت کھلی انہی کے ذریعے کھلے گی۔ حشر کا سارا اہتمام اور سارے انسانوں کا ایک ہی دفعہ قیام محض اس لیے رکھا گیا کہ اولین و آخرین سب کو بارگاہ خداوندی میں ان کا مقام و منصب دکھا دیا جائے۔

؎ فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

العاقب اور مسئلہ ختم نبوت

پانچواں اسم گرامی العاقب بیان ہوا ہے جس کا مطلب ہے آخری یعنی سب کے

Scanned with CamScanner

بعد آنے والا یعنی آپ کی تشریف آوری اس دنیا میں سارے انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ہوئی۔ صحیحین میں العاقب کا ذکر یوں ہے۔ وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی میں وہ پچھلا نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت و رسالت کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا۔ نہ آپ کے زمانے میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔

ختمِ نبوت کا یہ عقیدہ پوری اُمتِ محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور بلحاظ زمانہ سب سے آخری نبی ہیں۔ قرآن و حدیث سے یہی معنی ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام نے خاتمیت کا یہی مطلب بتایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی مفہوم سمجھا اور تابعین کو سمجھایا۔ ہمیشہ اُمتِ محمدیہ کا اسی پر اجماع رہا اور سب بالاتفاق یہی کہتے رہے کہ جو خاتمیت کا اس کے علاوہ کوئی معنی بیان کرے اسلام کے دائرے سے خارج اور واجب القتل ہے۔ تقریباً تیرہ صدیاں گزر چلی تھیں کہ مسلمانوں نے اپنے اس متفقہ عقیدے کے خلاف پہلی دفعہ یہ آواز سنی کہ حضور علیہ السلام کی خاتمیت زمانی نہیں بلکہ مرتبی ہے یعنی حضور علیہ السلام زمانے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے آخری نبی ہیں یعنی آپ کا رتبہ سب سے بلند ہے لہٰذا آپ کے بعد اگر آپ سے کم رتبے والے ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ مسلمانوں میں یہ بھیانک آواز سن کر زبردست اضطراب پیدا ہوا اور کھلبلی مچ گئی۔ علمائے اسلام ردوتردید کے لیے تقریر و تحریر کے میدان میں اترے ہی تھے کہ مصنف صاحب اپنے فتنے کو کتابی شکل میں چھوڑ کر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے۔

جو ختم نبوت کا طرف دار نہیں ہے

موصوف کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتمیت کے مسلمہ مفہوم کا مزید آپریشن کیا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۶ء میں یہ فیصلہ کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے اور جو اسے مسلمان بھی جانیں وہ قطعاً مسلمان نہیں بلکہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہیں یہ فیصلہ بالکل اسلامی اور صحیح فیصلہ کیا اور دنیا نے جان لیا کہ

؎ جو ختمِ نبوت کا طرف دار نہیں ہے
لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
خاموش رہے سن کے جو اسلام کی توہین
بے شرم ہے بزدل ہے وہ خوددار نہیں ہے
باطل کی عنایت سے تو جینا بھی ہے لعنت
حق پر ہمیں مرنے سے بھی انکار نہیں ہے

کاش ایسا ہو جائے

یہی بات تو چودھویں صدی کے مجدد برحق نے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند کے اندر فرمائی تھی اور ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں علمائے حرمین شریفین سے اپنے فتوے کی تصدیق کروائی۔ اس ایمان افروز' کفر سوز فتوے کو تصدیقات سمیت حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا۔ مرزا صاحب کے ساتھ ہی جن چار حضرات نے عقیدۂ توحید و رسالت پر بمباری کی اگر ان کا فیصلہ بھی پاکستان کی اسمبلی کر دیتی تو مسلمانوں پر اس لحاظ سے بڑا احسان ہوتا کہ برٹش گورنمنٹ کی اسلام دشمنی پوری طرح بے نقاب ہو جاتی جس کے باعث مدعیان اسلام کے خرمن اتحاد میں آگ لگی ہوئی ہے۔ انصاف کا یہاں تک سر بازار خون ہو رہا ہے کہ ان چاروں میں سے کسی صاحب کی اسلام دشمنی اور مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے کا ذکر زبان یا نوک قلم پر لے آیئے تو اسے فتنہ پرداز کہا جائے گا' اس کی آواز کو روکا جائے گا یعنی کفریات بکنے' اللہ اور رسول کو گالیاں دینے اور چھاپنے کی اجازت ہے جو قطعاً قابل اعتراض نہیں بلکہ ایسا کرنے والے بزرگ تھے ان کے نام کے ساتھ رحمۃ

Scanned with CamScanner

اللہ علیہ ضرور کہنا اور لکھنا چاہیے۔ کاش! مسلمانوں کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی حکومت اس اختلاف کو ختم کروائے اور فریقین کے چند سرکردہ علماء کو ایک جگہ بٹھا کر یہ فیصلہ کروائے کہ اسلام کی رو سے وہ چاروں حضرات کیا قرار پاتے ہیں؟ دلائل کی روشنی میں جو کچھ قرار پائیں دوسرے فریق سے بھی وہی بات منوائی جائے۔ اگر مرزا صاحب کا فیصلہ ہو سکتا تھا تو ان چاروں حضرات کا فیصلہ بھی دلائل کی روشنی میں ہو سکتا ہے جب کہ کوئی حکومت اس اختلاف کو مٹانے کی ضرورت محسوس کرے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔ آمین۔

Scanned with CamScanner